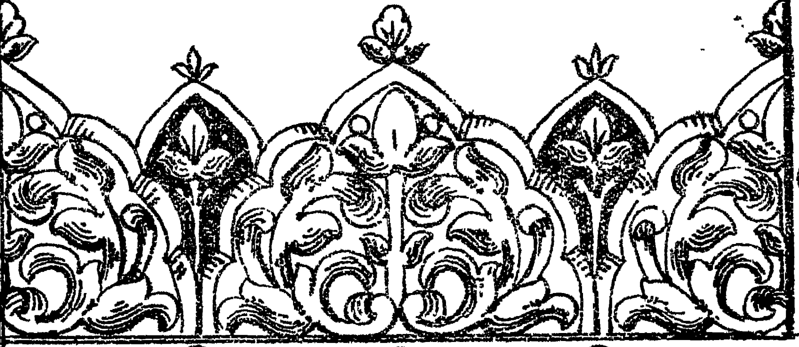
بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

دیوان زند

معروف بہ

گلدستۂ عشق

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حور پہ آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا
سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا

شان ارفع ہے تری مرتبہ اعلا تیرا
تو ہی یکتا کوئی ثانی نہین حقا تیرا

عقل کیا دخل کرے کنہ حقیقت مین تری
حوصلہ پست ہے مرا مرتبہ اعلا تیرا

راہ مین اسکی جو ثابت قدمی ہو تجھسے
سجدہ گہ جانے لگے نقش کف پا تیرا

جستجو مین جو نہ دوڑین تری ٹوٹین وہ پاؤن
سر وہ کٹ جائے نہو جسمین کہ سودا تیرا

دودھ دایہ کو مین جانون نہ کنار مادر
پرورش یافتہ ہون دامن صحرا تیرا

تو ہی نے اسکو بنایا ہی ید قدرت سے
تو ہی چاہیگا تو بگڑیگا یہ پتلا تیرا

دید لیلی کے لیے دیدۂ مجنون ہے ضرور
میری آنکھون سے کوئی دیکھے تماشا تیرا

ایک عالم کو ترے نام کا ہی وردا ہے دوست
مین ہی کچھ ذکر نہین کرتا ہون تنہا تیرا

مین بھی دیکھونگا دکھا مجھکو تجلاے جمال
مین بھی شایق ہون صنم صورت موسا تیرا

کرسکی آنکھون سے ہی دعوی تجھے یکچشمی کا
کسطرف دھیان ہے او نرگس شہلا تیرا

مین مسافر ہون اتر جاؤنگا پار اکدم مین
تجکو اے موج مبارک رہے دریا تیرا

قصد کرکے نہین کھینچا قلم قدرت نے
خود بخود بنگیا بے ساختہ نقشا تیرا

تیری رسوائی کے خون شہدا در پے ہی
دامن یار خدا ڈھانک لے پردا تیرا

آنکھ لا سکتی نہین تاب تجلاے جمال
عالم نور ہے اے حور سراپا تیرا

چشم و ابرو بھی اگر تیری نہی ہوتی اسکی
ہو چکا تھا رخ خورشید پہ دھوکا تیرا

رشک بلقیس بنایا ہے خدا نے مجکو
بدلوں خاتم سے سلیمان کے نہ چھلا تیرا

بیٹھے تکیہ بھی لگا کر نہ کبھی اسدن سے
ہم فقیروں نے لیا جب سے سہارا تیرا

پیچ وتاب اسقدر اے موج عبث ہے تجکو
رول دیویگا نہ موتی مجھے دریا تیرا

پاکدامانی میں تیری نہیں پڑنے کا خلل
اپنے مشتاقوں سے ناحق ہے یہ پردا تیرا

تجھسے بیزار ہوں جاتا ہوں [illegible]
منھ نہ دکھلائے خدا پھر مجھے دنیا تیرا

اختیاری نہیں مہر بار نے ایسی ہی شکل
کھنچ گیا صانع ایجاد سے نقشا تیرا

بے بہا جنس ہے تو اہل جہاں بیقدر ہیں
ہیں یہ یوسف نہ بنیگا یہاں سودا تیرا

عاشق رند ہے پری شیفتہ حور نہیں
جانجان رند ہے دیوانہ و شیدا تیرا

(ق)

منزل مقصود کا سودا اگر ہو جائے گا
مثل جادہ راستے میں اپنا گھر ہو جائیگا

بادۂ گلگون میں افیون کا اثر ہو جائیگا
دور مے سے یاں دوران سر ہو جائیگا

میرے نالے کا ترے دل میں اثر ہو جائیگا
کارگر یہ تیر بے پیکان دیر ہو جائیگا

جامے سے باہر جو مشتاق سفر ہو جائیگا
گرم رفتاری میں ہمسنگ شرر ہو جائیگا

تجھ میں بھی یوسف مرے ہے معجز ختم النبی
گر ہلے انگشت تو شق القمر ہو جائیگا

اشک چشم سینہ ریشان ہے یہ طوفان لائیگا
قطرۂ نیسان نہیں کچھ جو گہر ہو جائیگا

لائیگی گردش میں تجکو بھی مری آوارگی
کوبکو میں ہوں تو تو بھی دربدر ہو جائیگا

نور کا عالم بنا دیگا اسے حسن و شباب
چاند سا چہرہ ترا رشک قمر ہو جائیگا

ایک عالم ہے تہ و بالا فلک کے ہاتھ سے
یہ ہنڈولا بھی کبھی زیر و زبر ہو جائیگا

یوں نہیں رہنے کے گردش میں ہمیشہ مہر وماہ
ختم اک دن دورۂ شمس و قمر ہو جائیگا

مثل موسی راہ مانگوں گا اگر دریا سے میں
خشک ہو نیکا نہیں تو تا کمر ہو جائیگا

وہ شجر ہوں میرے قاطع ہوگی سرسبزی مری
شاخ سے جو برگ نکلیگا تبر ہو جائیگا

خاکساری سرمہ ساں شیوہ کریگا تو اگر
دیدۂ اہل نظر میں تیرا گھر ہو جائیگا

سیر کو آیا تھا ہستی میں عدم سے میں غریب
کیا سمجھا تھا یہ زندان میرا گھر ہو جائیگا

ہے عبث نازاں تو حسن کم بقا پر عندلیب
دم میں مانند سنگ روئے گل نوع دگر ہو جائیگا

حسن کی دولت سے ہے تجھ میں صنم شان خدا
جسطرف تو ہوگا اک عالم ادھر ہو جائیگا

مو شگافی کرنی ہو دیگی دم فکر سخن
بال سے باریک مضمون کمر ہو جائیگا

یاوری طالع کرے تو کیمیا کیا مال ہی
سنگریزہ ہاتھ مین لونگا تو زر ہو جائیگا

یار رخصت ہو دیگا اندھیر ہو دیگا جہان
ظلمت شب سے سیہ نور سحر ہو جائیگا

یارب گرادل شب سے یہی شدت رہی
کام میرا آخر اے درد جگر ہو جائیگا

گر یہی ہین فرقت جانانکی مہمان داریان
نوشجان درد و غم و خون جگر ہو جائیگا

غم نہ کھا تجھسے سوا رزاق کو ہے فکر رزق
لاکھ در وا ہونگے گر بند ایک در ہو جائیگا

بعد مردن خواب غفلت سے تو ہوگا ہوشیار
تب خبر ہوگی تجھے جب بیخبر ہو جائیگا

جائیگا چوری کفن بھی بعد مردن گور سے
ہمرہ رہزن مرا رخت سفر ہو جائیگا

وصل کی شب دیکھے دم عریان کر کے اسکو رند
ایک دن واعقدۂ ناف و کمر ہو جائے گا

فصل گل مین کب اٹھا مجھسے ستم صیاد کا
توڑ ڈالونگا اگر ہوگا قفس فولاد کا

نو گرفتاری مین چندے یاد گلشن کی ہے
اب قفس سے چھٹکے گھر یاد آئیگا صیاد کا

خانہ باغ یار کی پائی بہار اسنے کہان
نام گو باغ ارم ہے گلشن شداد کا

عالم اسباب کے اسباب کا خواہان نہین
آسمان لیلے کفن مجھ عود باد دزباد کا

خاک کے پتلے کو حورین خلد مین کرتی ہین یاد
قاف مین کرتی ہین پریان ذکر آدم زاد کا

کھینچکر ذوق اسیری دام تک لیجائیگا
آب و دانہ ہی جو قسمت مین مری صیاد کا

بیکسان عشق پر جور و ستم اچھا نہین
صبر پڑ جاویگا او ظالم کسی ناشاد کا

ضبط کرتے کرتے مرغان قفس تنگ آئے ہین
اب رہائی انکی ہو یا حکم ہو فریاد کا

سب سے بیگانہ ہوا یہ دل آشنائی اس سے کر
بھول جا سب کو ارادہ ہی جدا اسکی یاد کا

کرلے مردے پر مرے زیر زمین بھی ظلم و جور
آسمان اسمان نہ رہجائے تجھے بیداد کا

ہی مقابل تیرے رو مین تن سمجھکر آپ کو
منہ نہ چڑھتا گر نہوتا آئینہ فولاد کا

اسقدر بالا بلند دن سے ہے اب مجکو گریز
نیچے چلتا ہون جہان سایہ پڑے شمشاد کا

آشیان میرا جلا کر وہ بھی ایذا پائے گا
پھونک دیگی آتش گل جھونپڑا صیاد کا

سر کا کٹنا کیسا اک خط بھی نہ گردن پر پڑا
سخت جانی سے مری جی چھٹ گیا صیاد کا

مملکت مین حسن کی ہی حکم قتل داد خواہ
جان پر کھیلون ارادہ تب کرون فریاد کا

عید کا دن ہے گلے سے میرے لگجا تو بھی آج
ملتے ہیں یاسمین سب غل ہے مبارکباد کا

جوہر حسن آئینہ رو یونہیں کھلتے کس طرح
گر سکندر سے نہ بنتا آئینہ فولاد کا

رند شکوہ کیجیے کس کا بقول استاد کے
آب و دانہ نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا

زبان غیر سے جب نام تیرا جان جاں نکلا
لگی اک آگ تلوؤں سے کہ بس سر سے دھواں نکلا

تباہی کو چمن کی دیکھتا کیونکر ان آنکھوں سے
ترے ہاتھوں سے گلچیں چھوڑ کر میں آشیاں نکلا

زمیں میں گڑ گیا خجلت سے تیرا سرو وائے قمری
خراماں باغ میں جسدم مرا سرو رواں نکلا

فلک کے ہاتھ سے جس سرزمیں پر بھاگ کر پہونچا
یہی واں بھی زمیں پائی یہی واں آسماں نکلا

دل سوزاں کو میرے ساتھ اگر گاڑا لحد میں بھی
تو یارو دیکھ لینا قبر سے میری دھواں نکلا

نہ دیکھی سرزمیں ایسی نہ ہووے آسماں جس جا
مگر طبقہ زمین شعر کا بے آسماں نکلا

میں گدی کی طرف سے کھینچکر تجکو نکالوں گا
کبھی تجھ سے جو راز عشق باہر اے زباں نکلا

نہ دکھلایا کسیدن بوند بھر پانی پسینے نے
ترا چاہ ذقن ایجان جاں اندھا کنواں نکلا

ولا کس دشت پر آفت میں تنہا بھیجا مجکو
کبھی اس راہ سے ہو کر سلامت کارواں نکلا

موا تھا عشق کاکل میں پس از مردن لحد سے بھی
مثال عشق پیچاں پیچ در پیچ استخواں نکلا

بڑا رتبہ بیاں کرتے تھے حاجی سنگ اسود کا
کیا تحقیق تو اُس بت کا سنگ آستاں نکلا

ترے عشاق کو پروا نہ کبھی قصر و ایواں کی
مقام بیدماغان محبت لامکاں نکلا

جہاں تک ہو سکے تجھ سے ستم کر آسماں مجھپر
زباں کو کاٹ ڈالوں گا جو حرف الاماں نکلا

خوشا طالع ترے اے پیر کنعاں واہ ری قسمت
گر تیرے صلب کی دولت سے یوسف سا جواں نکلا

تن خاکی میں دیکھا روح کو تو اک مسافر ہے
گماں صاحب خانہ تھا جس پر میہماں نکلا

خلش موجود ہے سینے میں اُسکے تیر مژگاں کی
جگر سے رند کے جیسے نفس کانٹا کہاں نکلا

کیا ہے درد جدائی نے نیمجاں کبکا
جواب دے چکی ہے جان ناتواں کبکا

کیے جو نالے تو نکلا بخار سینے کا
بھرا ہوا تھا مرے دل میں یہ دھواں کبکا

اگر ستون نہ ہوتا ہماری آہوں کا
زمیں پہ گر چکا ہوتا یہ آسماں کبکا

نسیم صبح چمن تک مجھے تو ہی پہونچا
بھٹک رہا ہوں میں گم کردہ آشیاں کبکا

گذشتہ صحبتون کا ذکر جب سُنا تو کہا
کہان کا تذکرہ کرتے ہو مہربان کب کا

الٰہی دیکھیے واماندگی کہان پہونچائے
روانہ ہو گیا منزل سے کاروان کب کا

غرض نہ دیر سے مقصد نہ کعبے سے اے دوست
تجھی کو ڈھونڈھ رہا ہون کہان کہان کب کا

جنون اب اور بتا کوئی شغل بیکاری
اُڑا چکا ہون گریبان کی دھجیان کب کا

جو دل کا حال ہے فریاد کرتی ہے
یہ بیر لیتی ہے مجھسے مری زبان کب کا

زمین مین گاڑ چکا جب تو چین آیا رند
ہماری جان کا دشمن تھا آسمان کب کا

جو جسکے حق مین سمجھا وہ بہتر بنا دیا
مجھکو فقیر تجکو تونگر بنا دیا

خالق نے ایک ایک سے بہتر کیا ہے خلق
دارا کوئی کسی کو سکندر بنا دیا

غافل مقام رشک نہین جائے شکر ہے
سنؤ سے برا تو ایک سے بہتر بنا دیا

صاحب کمال رکھتے ہین اکسیر کا خواص
چٹکی اُٹھائی خاک کی اور زر بنا دیا

اُجرت پہ استخوان کی گیا لیکے خط شوق
مجھ زار نے ہما کو کبوتر بنا دیا

ساری رگین ہوئی ہین تن زار پر نمود
ناطاقتی نے جسم کو مسطر بنا دیا

گردن مین طوق پاؤن مین زنجیر ڈالی رند
سودائیون کو اپنے یہ زیور بنا دیا

خلف وعدہ سے ترے دشوار جینا ہو گیا
ایکدن کو کہہ گیا تھا اک مہینا ہو گیا

خوار کرتا ہے جوان مردونکو سفلونکو عزیز
سُن تو چرخ پیر کیا تو بھی کمینا ہو گیا

وقت فکر شعر اگر آیا بناوٹ کا خیال
گل رُخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہو گیا

کب محیط غم مین ڈوبا جسکا تو حامی ہوا
ہر حباب اسکے لئے گویا سفینا ہو گیا

اس مہینے مین بھی سر روسے رہا پہلو تہی
عید کا بھی چاند خالی کا مہینا ہو گیا

گھر ہوا ہے عشق کا اُس عرش منزل کے یہ دل
آسمان کوٹھے کا جسکے ایک زینا ہو گیا

دوسرا مجھ سا نہ ہوگا کوئی برگشتہ نصیب
کی محبت مین نے جس سے اسکو کینا ہو گیا

اب کہان وہ ایندھ نامستونکا وہ ہوحق کہان
ساقیا موقوف جلسے کا پینا ہو گا

اب نہین دل مین کدورت رند حاصل ہے صفا
جیسے اشراقی کا سینہ میرا سینا ہو گیا

ہی مصر مین شہرہ تری شیرین دہنی کا
دم بند لبون سے ہی عقیق یمنی کا

تو قصد کرے گا نہ مری دل شکنی کا
ہے پاس برابر مجھے محتاج وغنی کا

ہون دولت حشمت سے غنی روز ازل سے
محتاج نہ تھا روز تولد کفنی کا

تاراج کیا کشور دل ترک نگہ نے
لپکا نہ سپاہی کو پڑے راہزنی کا

وار اسکی سر رہ ہی کے رکے جبہ پہ صد شکن
پایا نہ رقیبون نے محل طعنہ زنی کا

جو پاس ہو دے ڈالیو تو راہ خدا مین
محتاج بھی ہو جائے تو دل رکھو غنی کا

پھر دیکھینگے ہم کون ہدف کرتا ہے سینہ
ہو شوق تو اس ترک کو ناوک فگنی کا

منصف ہو اگر دیدۂ انصاف سے دیکھے
گل نام نہ لے آگے ترے گلبدنی کا

تیار نہین ساعد و بازو ترے قاتل
بیڑا نہ اٹھا تو ابھی شمشیر زنی کا

اللہ کو کر یاد نہ کر شکوۂ گردون
ہے وقت سحر نام نہ لے ایسے دنی کا

یاد آئے جو مجکو تپ ہجران کے حرارے
صدمہ نہ ہوا نزع کی اعضا شکنی کا

قارون کے خزانے کا طلبگار نہین مین
ہوگا نہ سزاوار مجھے مال دنی کا

سمجھا ہون جو اس منزل ہستی کو سرا مین
دھوکا ہے وطن مین بھی غریب الوطنی کا

بو مشک کی آئی ہے کھلے ہین ترے جو بال
جوڑا نہین نافہ ہے غزال ختنی کا

کھلجاویگا زہاد پہ رندون کا تقدس
موسم تو قریب آنے دو توبہ شکنی کا

سر پھوڑتا تھا تیشہ سے شیرین ہی کے آگے
فرہاد نے کیون قصد کیا کوہ کنی کا

مژگان تری پھر کرنے لگین خون دلو کا
ان ترکون کو پھر شوق ہوا راہزنی کا

یاد دردندان مین گئی جان مری رند
تقدیر نے کشتہ کیا ہیرے کی کنی کا

مارا ہوا ہون اک بت وحشی خصال کا
تربت پہ ہو چراغ تو چشم غزال کا

خط نکلے پر صفا رخ پر نور کی کہان
شہرہ ہے عارضی ترے حسن و جمال کا

کس کس پری کی شکل مرے دل پہ نقش ہے
رکھتا ہون مین بغل مین مرقع خیال کا

دلمین غبار لیکے چلا ہون جہان سے
تودہ لگے گا گور پہ گرد ملال کا

قالین کی احتیاج نہین کچھ فقیر کو
بہتر ہمارے فرش سے بستر ہے کھال کا

گلشن مین یاد آئی جو چشم سیاہ یار
سوسن کا پھول بن گیا دیدہ غزال کا

دانہ ہی اُس پری کے شکم پر جو خال ہے
عالم ہی اسکے جالی کے کرتہ پہ جال کا

کشتہ کیا ہی اک بت وحشی مزاج نے
ہوشا میانہ گور پہ آہو کی کھال کا

آغاز سے ہر امر کا انجام خوب ہو
انسان کو خیال رہے گر مآل کا

کس مہروش کی در کی گدائیگی ہی ہوس
خورشید ہی فلک پہ جو کاسہ سوال کا

چشمک زنی کریں نہ کہیں رند سب جوان
پیری میں عشق خوب نہیں خرد سال کا

عارض اس رشک چمن کا گل رعنا سمجھا
شرمگیں چشم کو میں نرگس شہلا سمجھا

کثرت خلق کو اس دہر کے میلا سمجھا
گردش ہفت فلک کو میں ہنڈولا سمجھا

لکنت اس طفل کی میں لکنت موسیٰ سمجھا
چور مہندی کا میں اسکے ید بیضا سمجھا

سب درختوں سے چمن کے جو وہ موزوں دیکھا
سرو گلشن کو قد یار کا سایہ سمجھا

مہروش یار نے افشاں جو چنی ماتھے پر
رخ خورشید پہ میں عقد ثریا سمجھا

گل سوسن پہ ہوا دیدۂ آہو کا گمان
تجھ بن اے شوخ میں گلزار کو صحرا سمجھا

چشم خواہش سے نہ دیکھا کبھی دولت کیطرف
میں نجس مردار فدائے سگ دنیا سمجھا

بھاگ کر مردم دنیا سے چھپا یاں آکر
اس کی جا میرے ویرانے کو عنقا سمجھا

کعبۂ رو کو ترے سجدہ کیا ہر ہر گام
جادۂ راہ کو تیرے میں مصلا سمجھا

لالۂ گل پہ گمان اس رخ رنگیں کا ہوا
سنبل باغ کو میں زلف چلیپا سمجھا

اس مسیحا پہ تصدق جو کیا پڑ گئی جان
اُس کے پتلے کو میں خاک کا پتلا سمجھا

شیفتہ جب ترا پریوں کو بھی دیکھا میں نے
خاتم دست سلیمان ترا چھلا سمجھا

بن گئی ڈھول کی آواز انا الحق کی صدا
دار منصور کو میں نٹ کا تماشا سمجھا

تاب جلوہ کی نہ تھی گر تو کہا کیوں لنترانی
پہلے آغاز کا انجام نہ موسیٰ سمجھا

گلشن دہر میں شبنم کیطرح قانع ہوں
قطرۂ آب ملا تو اُسے دریا سمجھا

رونگٹے موجیں ہیں تن پر ترے اے قلزم حسن
خال رخسار کو میں عنبر سارا سمجھا

خانۂ دوست سمجھ کر کئے کعبے کے طواف
قیس آہوئے حرم کو سگ لیلیٰ سمجھا

وہ غنی ہوں کہ زر و سنگ برابر ہیں مجھے
خاک و اکسیر کا میں ایک ہی رتبہ سمجھا

چشم وحدت سے جو کی سیر جہاں کی اے رند
زاغ بھی آیا نظر تو اُسے عنقا سمجھا

حقیقت مین اُسے منظور خاطر یان نہ آنا تھا
فقط حیلہ تھا درد سر کا صندل کا بہانا تھا

شب فرقت مین یہ حالت رہی بیتابی دلسے
سرہانہ پائینتی تھی پائینتی میرا سرہانا تھا

ندی آرائش گیسو نے فرصت بات کرنے کی
مقابل آئینہ تھا ہاتھ مین کافر کے شانا تھا

جو مر جاؤن تو لوح قبر پر میری یہ کھدوانا
موا یہ درد فرقت سے قضا کا اک بہانا تھا

ہمیشہ سے ہدف ہون ناوک مژگان عجب بانکا
ہوا تیر افگنی کا شوق جس کو مین نشانا تھا

یہ حسن و عشق سے منظور تھا صناع عالم کو
مجھے دیوانہ کرنا تھا پری تجھکو بنانا تھا

مسافر تھے عدم کی سیر کرنے یان بھی آئے تھے
رہے یان جب تلک قسمت مین یان کا آب و دانا تھا

بھری رہتی تھین ہمین صورتین آئینہ رویون کی
یہ اپنا خانۂ دل بھی کبھی آئینہ خانا تھا

کسی دلکو محبت سے تری خالی نہین پایا
ترا چرچا تھا ہر محفل مین تیرا ہی فسانا تھا

بڑھایا کیون مرض اپنا کیا کیا تو نے او نرگس
اُن آنکھون سے تجھے بیمار آنکھین کیا لڑانا تھا

ازل سے اُلفت روئے حسینان آب و گل مین ہے
مزاج اپنا لڑکپن مین بھی ازبس عاشقانا تھا

چھڑا یا رند ہم سے آسمان نے اسکا در ورنہ
یہی سر تھا ہمارا اور اُس کا آستانا تھا

ہوشیاری نے ستمگر تری بیہوش کیا
تیری گفتار نے ظالم مجھے خاموش کیا

سر شوریدہ کیا تن سے جدا قاتل نے
بار احسان سے مرے سر کو سبکدوش کیا

بعد مردن پھرے گی روح بھی دیوانی سی
تیرے سودائے محبت نے اگر جوش کیا

آہ کے ساتھ فنا ہو گیا مین سوختہ جان
شمع سان باد کے اک جھوکے نے خاموش کیا

شرمائے قیس کہ لیلیٰ رہی اب صحرا مین
شہر کی راہ کو ناقے نے فراموش کیا

نہ غرض دین سے نہ دُنیا سے سروکار مجھے
یاد مین تیری دو عالم کو فراموش کیا

مین وہ دیوانہ تھا جس کے لئے پریان روئین
میرے ماتم نے حسینون کو سیہ پوش کیا

گور کی مردہ پسندی ہوئی ظاہر مجکو
مردے کی طرح نہ زندونکو ہم آغوش کیا

جام کو منھ سے لگانے کی نہ نوبت پہونچی
چشم مخمور نے ساقی کے یہ مدہوش کیا

واہ رے عشق رہی تیری کشش مجنون کو
شاہد حی سے تہ خاک ہم آغوش کیا

مین وہ محروم محبت ہون لڑکپن مین بھی
وا کسی نے نہ مرے واسطے آغوش کیا

دیکھنے کو ترے اور سننے کو تیری گفتار
چشم نرگس کو کیا گل کو ہمہ گوش کیا

پوچھتے رند سے کیا ہو سبب مدہوشی
چشم مخمور نے اک مست کی بیہوش کیا

دیکھکر دامن صحرا کو چمن یاد آیا
سیر غربت مین جو کی ہم نے وطن یاد آیا

ہم نے شادی مین بھی ماتم نہ فراموش کیا
پہنی پوشاک مکلف تو کفن یاد آیا

جانیوالون پہ عدم کے نہین روؤن کیونکر
ہون مین غربت زدہ مجکو بھی وطن یاد آیا

گل کو دیکھا تو بندھا عارض رنگین کا خیال
غنچہ گر باغ مین دیکھا تو دہن یاد آیا

لحد تیرہ کی ایذا مجھے راحت ہو گی
شب ہجران کا اگر رنج و محن یاد آیا

یوسف و چاہ کا احوال جو قرآن مین پڑھا
اپنے یوسف کا مجھے خال ذقن یاد آیا

تیرے کوچے کا تصور مجھے فرقت مین بندھا
قید مین بلبل شیدا کو چمن یاد آیا

خال عارض پہ گمان عنبر اشہب کا ہوا
سونگھکر زلف کی بو مشک ختن یاد آیا

باغ مین بھی نہین اس رشک چمن کو بھولا
زرد گل دیکھکے وہ سیم بدن یاد آیا

بوسے لیتے کیون ہو گئے خاموش اے رند
کس پری کا تمھین انداز سخن یاد آیا

غزہ مٹ جاتا ہی راہ عشق مین مغرور کا
پھوڑ کر سر کھاتا ہی یان سر قیصر فغفور کا

گر مرے بخت سیہ کا سامنا ہو جائیگا
رنگ اڑ جائیگا چہرے سے شب دیجور کا

جیسے وہ آرام جان آغوش خالی کر گیا
اے اجل مشتاق ہون تب سے کنار گور کا

جاے خون زخم جگر سے شعلے اٹھتے ہین مدام
آگ لگ اٹھے اگر جا یا دھر دل کا فور کا

دیکھنے والا ہون اس رشک پریکا اے کلیم
پرتو اتھا حسن کا جس کے سبب تجلے طور کا

دیکھکر صورت تری پریان کہین پڑھکر درود
واہ انسان کو دیا خالی نہ چہرہ حور کا

دے چکا مجھ زار کو وہ عیسیٰ دوران جواب
اے اجل تو ہی مداوا کر اب اس رنجور کا

آمد خط سے دگرگون رنگ روے یار ہے
چاہ تھا وہ جو زنخدان اب ہی روزن نور کا

سرد مہری سے جہان کی ہو نہ تو بھی کچھ کمی
نیش گر جاتا ہی سر مین ہر اک زنبور کا

ساعد سیمین نے زیب اس دست رنگین کی ہے دی
پنجہ مرجان مین دستہ جڑ دیا بلور کا

خاک کر ڈالا جلا کر شمع رو نے رند کو
بعد مردن خاک سے اٹھیگا بگا نور کا

سادہ رو اک بت غنچہ دہن مجکو دیا ‏ میرے اللہ نے بیخار چمن مجکو دیا
کی پس از مرگ فلک نے مری مٹی بھی خراب ‏ گور ہی دی مجھے اس نے نہ کفن مجکو دیا
بوسۂ خال پری لونگا یہی ہے تعبیر ‏ خواب مین حور نے ہی مشک ختن مجکو دیا
مالک سلطنت و ملک کیا اور دن کو ‏ بدلے خلعت کے فلک تو نے کفن مجکو دیا
شکر کس منھ سے ادا ہو ترا اے رب کریم ‏ لاکھ احسان کیے جو عضو بدن مجکو دیا
اور اللہ سے کیا دولت دنیا مانگون ‏ یہ عطا کم ہی بت سیم بدن مجکو دیا
گور سے بیٹھ نہین لگنے کی سب سکھین ‏ بعد مردن جو عزیزون نے کفن مجکو دیا
سر پہ رکھا اسے مین پھول سے بہتر سمجھا ‏ گر کسی دوست نے اک خار وطن مجکو دیا
نونہال چمن حسن جسے سب کہتے ‏ ایسا اک یار نہ لے چرخ کہن مجکو دیا
رند کی ہی یہ تمنا کہ اثر بھی دے تو ‏ ربنا تو نے اگر ذوق سخن مجکو دیا

مقابل آرسی مین حسن جوانی کا نمایان تھا ‏ مثال آئینہ وہ آئینہ رو خود بھی حیران تھا
صبا کی طرح دیر و کعبہ مین جسکا مین جویان تھا ‏ برنگ بوے گل دیکھا تو وہ مجھ مین ہی پنہان تھا
جنون پر دست کلری کا فقط یار دنکا بہتان تھا ‏ مثال صبح چاک اپنا ازل ہی سے گریبان تھا
نہ احسان کفن لونگا کسی کا مر گئے پر بھی ‏ برہنہ جاؤنگا دنیا سے مین آیا بھی عریان تھا
تعلق جیب و دامن کا تھا منظور چھوڑوانا ‏ فقط اسواسطے مجھسے جنون دست و گریبان تھا
ہنوز آگہ نہ تھا تو رسم ناوک افگنی سے بھی ‏ کمان ابرو پہ مرغ دل جبھی سے تجھپہ قربان تھا
بنایا صبح ہوتے راکھ کا ڈھیر آہ سوزان نے ‏ مثال شمع شب کی شب مین اس محفل مین مہمان تھا
اڑایا دھجیان کرکے لگا جو ہاتھ وحشت مین ‏ کبھی پرزے تھے دامن کے کبھی ٹکڑے گریبان تھا
نہ لوٹون کسطرح کانٹونپہ دوری مین گلستان کی ‏ وہ بلبل ہون کہ فرش خواب جسکا گل کا دامان تھا
مرے باعث سے ہی عالم مین شہرہ تیری صورت کا ‏ وگرنہ مصحف رو تیرا کس کافر کا ایمان تھا
دبستان محبت مین مری تحصیل افزون ہی ‏ اگر مجنون تھا ابجد خوان تو مجھکو حفظ قرآن تھا
ترا دیوانہ جس وادی مین تھا اے غیرت لیلی ‏ پرے مجنون کے جنگل سے بھی وہ کوسون بیابان تھا
جلایا تھا مجھے کس مہروش کے سوز فرقت نے ‏ ہر اک ذرہ جو میری خاک کا خورشید تابان تھا
نہ چھٹکارا ہوا صحرا مین بھی ایذا دہندون سے ‏ لہو کا میرے پیاسا یان بھی ہر خار بیابان تھا

یہ مزد بندگی ہے گر دیا جنت مجھے یارب
سوا اسکے اگر کچھ اور دیتا تو تو احسان تھا

ہوا خود متنزل دشمن وہ کیا ذلت سے مجھے دیتا
خدا اس بندۂ عاصی کی عزت کا نگہبان تھا

نشان تک بھی نہ رکھا میرا ہو کر صبح پیری نے
مثال شبنم اس گلشن مین شب کی شب کا مہمان تھا

نہ چھوٹا فقر مین بھی پیشۂ مردانگی اے رند
نیستان بوریا تھا میرا مین شیر نیستان تھا

کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان جیتا
وحشت دل ترے اقبال سے میدان جیتا

دو گھڑی کے لیئے آتا اگر اے رشک مسیح
چار دن اور ترا کشتۂ ہجران جیتا

روبہ بستہ بھی اب کھل نہین سکتی ہم سے
باندھ لاتے تجھے کبھی شیر نیستان جیتا

گرد کلفت مین دبا جاتا ہے میرا تن زار
گاڑ دیگی مجھے کیا گردش دوران جیتا

بندگی کرتا غلامون کی طرح سے تیری
آج کے دن نہ ہوا یوسف کنعان جیتا

جسکی دعوت کی زمانے نے اسے زہر دیا
اسکے گھر سے نہ پھرا ایک بھی مہمان جیتا

پیس ڈالے گی یہ ایک ایک کو چکی کیطرح
کوئی رکھنے کی نہین گردش دوران جیتا

مرگ خواہان ہے مری دے چکی ہے زیست جواب
تیری امید پہ ہون عیسی دوران جیتا

آپ دانستہ کوئی کھوتا ہے نعمت اپنی
پھینک دیتا ہے کوئی توڑ کے دندان جیتا

سخت جان تھا جو رہا زندہ چمن سے چھٹکر
مین تو دم بھر بھی نہ اے مرغ گلستان جیتا

چل کے اب عرض کرو حضرت آتش سے رند
معرکہ آپ کا یہ طفل دبستان جیتا

پیدا ہو جس سے رخش کسی شہسوار کا
آنکھون کو انتظار رہا اس غبار کا

دکھلایا چشم یار نے روز سیہ مجھے
مارا ہوا ہون گردش لیل و نہار کا

کیونکر دہان یار سے تشبیہ دون اسے
غنچے کو اسکے سامنے رتبہ ہے خار کا

اٹھنا پڑیگا سنتے ہین پھر بعد خواب گ
سوتون کی موت چونکنا ہے بار بار کا

یہ جانتا ہون میرے گنہ بیشمار ہین
اندیشہ دل مین کیا کرون روز شمار کا

بعد وصال ہجر مین یون مبتلا ہوا
کیفی کو جیسے ہوتا ہے صدمہ خمار کا

ضد سے مری فریفتہ عالم ہوا ترا
باعث ہے میرا عشق ترے اشتہار کا

بدمست میکدے سے جہان کے مین اٹھ گیا
آنکھون نے میری رنگ نہ دیکھا خمار کا

یوسف بسائے پیرہن اپنا یقین ہے
او گل کھنچے جو عطر ترے باسی ہار کا

دیوانے جائین دشت کو زنجیر توڑ کر
تلوؤن مین یاد آئے کھٹکتا جو خار کا

اللہ ری صفائی رخ رنگین یار کی
گل کو بھی اس مقام پہ رتبہ ہے خار کا

اب اُسکے آستان سے چھڑاتے ہین مجکو یار
اے رند جب محل نہ رہا اختیار کا

قتل پر میرے جو قاتل تیغ اُٹھا کر رہگیا
شاہ رگ کے پاس دم قالب سے آ کر رہگیا

اے صبا جاوے تو کہیو میرے سرو ناز سے
لگ گیا یہ دل ترا گلشن مین جا کر رہگیا

بے تکلف اپنی صورت اُس نے دکھلائی مجھے
تھا جو موسیٰ کو فقط جلوہ دکھا کر رہگیا

گر نہین کچھ عشق کامل نے اثر اُس کو کیا
کیون زبان پر شب کو میرا نام لیکر رہگیا

حق مین کافر کے نہ نکلی میرے مُنھ سے بددعا
قبلہ رو خاموش ہاتھون کو اُٹھا کر رہگیا

منزل ہستی کو حق آباد رکھے حشر تک
چار دن آرام سے مین یان بھی آ کر رہگیا

پہونچے منزل پر سبکباری سے ہمراہی مرے
اپنی گردن پر مین ناحق بوجھ اُٹھا کر رہگیا

ہوش گردون کے اُڑاتی ہے مری سرگشتگی
دیکھکر مجکو فلک چکر مین آ کر رہ گیا

دل کا دل ہی مین رہا شوق شہادت و الغیب
قتل کرنے کو وہ قاتل ہاتھ اُٹھا کر رہگیا

سخت جانی نے مری خنجر کو عاری کر دیا
ہونٹھ قاتل اپنے دانتون سے چبا کر رہگیا

قصد تھا صحرا کو جاؤن جوش وحشت مین مگر
تھا مسلسل ہاتھ پاؤن کو ہلا کر رہگیا

گر نہین چندے رہا سودائے خط سبز رند
دیکھ لینا ایک دن مین زہر کھا کر رہگیا

ہر اک زبان پہ تو حاصل کلام آیا
وہ رٹتا ہے جسطرح تیرا نام آیا

ہمارے حلقے سے خارج ہے ذکر غیر اے دوست
شمار مین نہین تسبیح کا امام آیا

گلی مین اسکی ہوائے بہشت چلتی ہے
وہ زندہ ہو گیا مردہ جو زیر بام آیا

کبھی سنا نہ ہوا سے چرخ دیکھنا کیسا
دکھاؤن گا مین اگر وہ مہ تمام آیا

خم و سبو ہے معمور فیض ساقی سے
شرابین پیجئے اب دور در جام آیا

جیا نہ خانۂ صیاد مین کوئی بلبل
پھڑک پھڑک کے موا جو اسیر دام آیا

تری ہی ذات کریم و رحیم ہے اے دوست
سوا ترے کوئی مشکل مین کس کے کام آیا

دکھایا آنکھوں نے گردون نے روے صبح امید
شبون کا جاگنا آخر ہمارے کام آیا

چلون بچاکے مزار شہید الفت کو
خیال اتنا نہ تم کو دم خرام آیا

قصور کیا ترا ساقی فلک نہ دیکھ سکا
گرا یا ہاتھ سے لب تک جو میرے جام آیا

کہو یہ ہمسفرون سے نہ لیوین راہ مین دم
کہ دور جانا ہی اور دن قریب شام آیا

یہی ہی قول مرے غیرت زلیخا کا
خریدونگا کوئی یوسف سا جو غلام آیا

نہین ہی ابلق لیل و نہار قابو مین
ہماری ران تلے اسپ بے لگام آیا

وفور شوق سے اے رند ضبط ہو نہ سکا
زبان پکار اٹھی جب دل مین اسکا نام آیا

محتسب دلکو نہ رندون کے بہلتے دیکھا
دور ساغر نہ ترے دور مین چلتے دیکھا

حق بجانب ہی جو غش آگیا قاتل کو مرے
دم کسی کا کبھی کاہے کو نکلتے دیکھا

ہو گئی پیش صنم قفل دہن خاموشی
حرف مطلب نہ کبھی منہ سے نکلتے دیکھا

ٹھوکرین کھانے لگے بھول گئے اپنی چال
کبک و طاؤس نے شاید تمھین چلتے دیکھا

کشت انجم کو نہ سرسبز کرے ابر بہار
کام اسفل سے نہ اعلی کا نکلتے دیکھا

آسمان کو نہین منظور ہی مردون کا فروغ
شمع کو شیر کی چربی سے نہ ڈھلتے دیکھا

دھیان آیا نہ کبھی یار کا آرایش پہ
مہندی اکدن اسے ہاتھون مین نہ ملتے دیکھا

قد سے اس شوخ کے کیا دیتے ہین تشبیہ اے رند
دو قدم سرو کو اک روز نہ چلتے دیکھا

مطلب مین صفا ہو تو تکلف ہی زبان کا
دقت ہوئی معنی مین تو کیا لطف بیان کا

دلچسپ مرقع ہی ہر اک نقش جوان کا
نقشہ کسی استاد نے کھینچا ہی جہان کا

وابستہ ترے ذکر سے ہی لطف بیان کا
ہو جاے ترا نام سخن تکیہ زبان کا

پھولا ہی پھلا چھوڑ کے اٹھ جاون چمن کو
اللہ دکھائے مجھے عالم نہ خزان کا

تھا قصد حرم الفت بت دیر مین لائی
آنکلا کدھر کو مین ارادہ تھا کہان کا

مر مر گئے عاشق ترے ٹکراکے سرون کو
تو نے نہ کبھی روزن دیوار سے جھانکا

گھائل ہوئے جب سے تری تلوار کے ای ترک
مرہم ہی لگایا نہ کبھی زخم کو ٹانکا

کیا کر سکینگے اپنے مریضون کا مداوا
پہلے وہ علاج آپ تو کرلین خفقان کا

ثابت نہین ہوتا چلی جاتی ہے کدھر کو
عالم ہی مری روح مین بھی ریگ روان کا

دلخواہ جنون ٹھیک نہین ہوتا گریبان
سو بار اُدھیڑا اُسے سو مرتبہ ٹانکا

سے پیکے جوان دیتے ہین ساقی کو دعائین
تا دور فلک دور رہے پیر مغان کا

ہستی نے بھلایا ہی مجھے گور کا رستہ
اے مرگ بتا دے تو پتہ میرے مکان کا

چہرے سے عیان ہوتا ہی جو حال ہو دلکا
خاموشی عاشق مین بھی عالم ہی بیان کا

ہر ایک مژہ تیر ہی پر بے پر و پیکان
ابرو پہ گمان ہی مجھے بے چلہ کمان کا

شہرا ہی بڑا آپ کی شیرین دہنی کا
دو منھ مین ذرا ذائقہ چکھون مین زبان کا

صحرا سے گلستان کیطرف لائی ہی وحشت
دل یان سے بھی گھبرایا برا ہو خفقان کا

قاصر ہو جہان مدرکۂ عقل نخستین
کیا ذہن رسائی کرے اس ہیچدان کا

یارب کبھی نکلا نہ کبھی یا صنم اس سے
کچھ مجھ پہ نتیجہ نہ کھلا میری زبان کا

کیا کیا نہ جوان سیدھے کئے پیر فلک نے
ٹیڑھا نہ ہوا اس سے کسیدن کوئی بانکا

تربت پہ پس از مرگ ہو ہموار زمین سے
تا نام بھی باقی نہ رہے میرے نشان کا

ہو جائے ابھی کافر و دین دار کی اک راہ
کھلجائے اگر بھید ترے راز نہان کا

ہو ویگا وہی جو کہ ہی تقدیر الٰہی
قائل نہ شگون کا ہون نہ مین فال زبان کا

اُٹھوائی پس از مرگ مجھے اشک کی چادر
چشمون نے کفن مجکو دیا آب روان کا

میخواری کی تکلیف نہ دے روزون مین ساقی
شوال مین ہو جائیگا بدلا رمضان کا

ایماے ملاقات تھی خاموشی ہماری
گونگے نے اشارے سے لیا کام زبان کا

جب آئے تھے ہستی مین تو تھی یاد عدم کی
وان جائینگے تو دھیان رہیگا یہین یانکا

تسکین نہ ہوئی سیب ذقن سے بھی شب وصل
اب مرگ مداوا ہی ہمارے خفقان کا

بے یار مجھے باغ پہ صحرا کا گمان ہے
رشک غنچہ سوسن پہ ہی آہو کی زبان کا

بوسہ لب شیرین کا لیا وصل کی شب مین
افطار کیا خرمے سے روزہ رمضان کا

کیا جانیے کیا بات نکلجائے دہن سے
اب گنگ ہی ہونا ہی بھلا میری زبان کا

دیکھا نہ پرکھتے ہوے یان کھوٹے کھرے کو
ٹکسال سے باہر ہی چلن اہل جہان کا

ممنون کیا میت کو مری ریگ روان نے
بے گور و کفن تھا مین مری لاش کو ڈھانکا

دن عید کے للہ پلائے کئی ساغر
ساقی نے دیا فطرہ یہ ماہ رمضان کا

بیکار ہی بے روح کے یہ پیکر خاکی
عزّ و شرف و رتبہ مکین تک ہی مکان کا

اک عمر سے ہی زندگی اور موت مین جھگڑا
قصہ نہین چکتا یہ بکھیڑا ہے کہان کا

پیری مین ہوئے رند عبث مائل طفلان
کیون آپ کو مطعون کیا ہر پیر و جوان کا

اے پری یاد ہی وہ ناز سے آنا تیرا
منھ کو شرما کے دوشالے مین چھپانا تیرا

آنکھین نیچی کیے شرمائے ہوئے منھ پھیرے
مُسکرا کر وہ گلوری کا چبانا تیرا

نقش ہے دل پہ مرے آج تلک اے ظالم
سب کی نظرون مین بچا آنکھ لڑانا تیرا

سانپ سا لوٹتا ہی چھاتی پہ جب آتا ہی یاد
بگڑی زلفون کا وہ ہر بار بنانا تیرا

جان جان یاد ہی بوسے کیلئے وصل کی شب
منتین کرنا مرا منھ کا چھپانا تیرا

ایک اک چیز کو مین یاد کیا کرتا ہون
کبھی چوٹی کبھی گردن کبھی شانا تیرا

منتین مانیان درگاہو نمین چلے باندھے
پر میسر نہ ہوا ساتھ سُلانا تیرا

کہیو اے بادِ صبا مرتا ہی عاشق تیرا
کوچۂ یار مین گر ہو کبھی جانا تیرا

کتنا سمجھایا سمجھتا نہین تو او ظالم
دل بیتاب یہی ہی جو ستانا تیرا

ڈالتا ہون کسی جلاد کے پالے تجکو
آج ہی کل مین لگاتا ہون ٹھکانا تیرا

دیکھکر کوچے مین اپنے مجھے بولا وہ شوخ
نہین کمبخت کہین اور ٹھکانا تیرا

جب مین روتا ہون تو ہنسکر مجھے فرماتے ہین
آنکھین پھوڑیگا عبث اشک بہانا تیرا

دل بیتاب گھڑی بھر تو مجھے سونے دے
قہر ہی روز کا راتون کا جگانا تیرا

آج مرجانے پہ راضی ہی ترے سر کی قسم
ہو یقین مجکو اگر گور پہ آنا تیرا

دم مین دم باقی ہی جبتک نہ اُٹھا یار سے ہاتھ
رند دشمن ہی تو ہو سارا زمانہ تیرا

ہنگامہ گرم آہ شرر بار نے کیا
رسوائے خاص و عام دل زار نے کیا

سوداگران ہجوم خریدار نے کیا
دل سرد میرا گرمی بازار نے کیا

آغاز سبزۂ خط رخسار نے کیا
بے نور آئینہ ترا زنگار نے کیا

ستھراؤ تیغ ابروِ خمدار نے کیا
میدان صاف یار کی تلوار نے کیا

دکان دہر مین تھا متاع گران بہا
ارزان مجھے کسادی بازار نے کیا

جن بنکے پٹا سر سے نہ اُترا کسیطرح ۔ دیوانہ تیرے سایہ دیوار نے کیا
وہ جنس ناقبول ہون بازار دہر مین ۔ نرخ اسطرف کبھی نہ خریدار نے کیا
عفو قصور ہو مرا گو آپ حد سے باہر ۔ پراب تو ترک عشق گنہگار نے کیا
مطلب تھا بندگی تری یا دیر یا حرم ۔ سجدہ تجھی کو کافر و دیندار نے کیا
پھانسی گلے مین رات کو دی یاد زلف مین ۔ دیوانے سے نہووے جو ہشیار نے کیا
دیکر متاع عقل لیا ہی جنون عشق ۔ کیسا معاوضہ یہ دل زار نے کیا
بدنام اُسکو کرتا مین رسوا نہ آپ کو ۔ سارا فساد یار کی تکرار نے کیا
تصویر کیطرح حرکت لب کو بھی نہین ۔ خاموش کس کی حسرت گفتار نے کیا
مانند خضر چشمہ حیوان پہ پایا دخل ۔ اعجاز سبزۂ لب دلدار نے کیا
سیدھا کرون گا گیسوِ خمدار کی قسم ۔ جس روز مجھ سے بل کبھی اغیار نے کیا
اے بادشاہ حسن ہوا تجھپہ وہ فقیر ۔ ترک لباس تیرے طلبگار نے کیا
دو دن مین شکل اور سے کچھ اور ہوگئی ۔ کیا جلد مضمحل غم دلدار نے کیا
ثابت ہوا جو عشق بتان کا گناہ گار ۔ ملزم مجھی کو کافر و دیندار نے کیا
در گران بہا ہی وہ تو جس کے واسطے ۔ بیعانہ نقد جان کو خریدار نے کیا
جھگڑا کیے مجھے نہ جلایا کیا نہ دفن ۔ ہر وہ خراب کافر و دیندار نے کیا
شب زندہ دار اہل جہان مین لقب ہوا ۔ رتبہ یہ اپنا دیدۂ بیدار نے کیا
گلہائے زخم تازہ سراپا شگفتہ ہین ۔ باغ و بہار یار کی تلوار نے کیا
جاتی تھی سوئے چرخ ہوائی کیطرح سے ۔ شب کو تماشا آہ شرربار نے کیا
آنسو ہنسی مین آنکھ سے اُسکے نہین گرے ۔ صحت کا غسل مردم بیمار نے کیا
غافل بقدر حوصلہ تکلیف دے مجھے ۔ جبر اختیار کب ترے مختار نے کیا
تصویر اُسکی سینے سے کرتا نہین جُدا ۔ تعویذ نقش یار دل زار نے کیا
روندا قتیل جرم محبت کی لاش کو ۔ انصاف ترک شوخ کے رہوار نے کیا
قاصر تھی رعب حسن سے ہر مرتبہ زبان ۔ کچھ عرض حال جب لب اظہار نے کیا
جان لب پہ آکے پھر گئی پردہ نہ آپھرا ۔ ایفائے وعدہ خوب مرے یار نے کیا
قتل اسلیے کیا تھا اگر تا نمود ہو ۔ تشہیر کیون نہ لاش کو خونخوار نے کیا

دکھلا دیا جمال تصور نے یار کا
جب اضطراب طالب دیدار نے کیا

پان ہونٹھ نیلے کردیے دانتونسے کاٹکر
دان زیر لب مسی کو اگر یار نے کیا

بے یار سیر باغ جو کی مین نے جاکے رند
دل داغ داغ لالۂ گلزار نے کیا

مشغلہ تھا یہ شب ہجر مین مہر و اپنا
سینہ و سر کبھی پیٹا کبھی زانو اپنا

پھینک دون گا مین اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھ پہ قابو نہین دلبر تو ہی قابو اپنا

ہو چکے حشر کہین قصہ ہو یکسو اپنا
پھیرے خورشید جہان تاب ادھر رو اپنا

نہین معلوم تجھے کس سے خصوصیت ہی
اہل ایمان تجھے اپنا کہین ہندو اپنا

آئینہ دیکھ لے سکتا سا ہوا ہی اُس کو
محو آئینۂ رخ آپ ہی مہ رو اپنا

بوے گل سے مجھے دھوکا نہ دے اسکی بو کا
جو چلا رہنے دے باد سحری تو اپنا

دعوی حسن کیا کرتا ہی اس سے شاید
دیکھا یوسف نے نہین آئینہ مین رو اپنا

رام کس طرح کریگا کوئی صیاد اُسے
اپنے سایے سے بھی رم کرتا ہی آہو اپنا

کیا ہوا اے بت کافر وہ تری چشم کا سحر
کیا فسون بھول گئی نرگس جادو اپنا

جانجان جبسے ہی تجھسے مرا خالی آغوش
گو کبھی مجھ سے تہی کرتی ہی پہلو اپنا

واے قسمت کیا حصر آئینہ نے روے نگار
شانے نے کر لیا اس زلف پہ قابو اپنا

قصد نخچیر تو کر تیغ تو تو کھینچ اے ترک
آپ کاٹے گا گلا آن کے آہو اپنا

یاد کر کے لب پانخوردہ کی تیری سرخی
خون دل آج پیا ہی کئی چلو اپنا

کسکو ہم پلہ گنے حسن مین وہ طفل شریر
سمجھے یوسف کو جو پاسنگ ترازو اپنا

ہاتھ سے اپنے ابھی آپ ہی کوچے کا مین
پاؤن میدان سے سر کیے جو سر ہو اپنا

مشترک شست سے ہوا خون جگر اشکون مین
رات سے رنگ بدلنے لگے آنسو اپنا

اک نظر آئینہ گر آنکھ سے تیری دیکھے
ابھی اے بت کلمہ پڑھنے لگے تو اپنا

کہدو ساقی سے کہ حاضر ہو لیے کشتی مے
بادہ خواری کا ارادہ ہی لب جو اپنا

پاکدامانی کا وعدہ نہ کرے اس رت سے
منھ گریبان مین اگر ڈالے کبھی تو اپنا

لوٹا کرتا ہون شب ہجر مین انگارون پر
جلنے لگتا ہی جدھر رکھتا ہون پہلو اپنا

تا سحر ہجر کی شب درد کیا کرتا ہے
دل کبھی سینہ کبھی اور کبھی پہلو اپنا

داغ کھا کھا کے مرے عشق مین گلرونکے
حشر کے روز کفن ہوویگا خوشبو اپنا

دیکھ تو کتنے گلے کٹتے ہین تلوارون سے
تو ہلا بیٹھ کسی روز تو ابرو اپنا

پیچ و خم دیکھکے دم بند ہوا سنبل کا
باغ مین اُس نے جو کھولا کبھی گیسو اپنا

یاد آیا ترا سر رکھکے جو سونا شب ہجر
پیٹتے پیٹتے نیلا کیا زانو اپنا

خویش بیگانون سے ہم جنکے لیے غیر ہوئے
نہ ہوا پر نہ ہوا حیف وہ بدخو اپنا

زلف عارض پہ نہ چھوڑین نہ کرین اندھیر
شانۂ پر شوق سے لٹکائین وہ گیسو اپنا

وار تلوار کے چہرہ پہ لیے مثل سپر
نہ پلک جھپکی نہ ٹیڑھا ہوا ابرو اپنا

پشت پا مارین نہ کیون ہمت گردون پر رند
شل نہین فضل خدا سے ابھی بازو اپنا

موت آگئی راستے مین اُسے یا بھٹک گیا
قاصد مرا نہ ایک بھی دلدار تک گیا

دل ایک ساغر مئے اُلفت سے چھک گیا
یک ظرف مثل جام لبالب چھلک گیا

اے رند شوق جامہ دری پھر چمک گیا
پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گریبان تلک گیا

پھر دل مین گھر کیا ہے کسی رشک ماہ نے
دو چار دن سے داغ جگر پھر چمک گیا

پھولا یہ آمد آمد گلرو سے باغ مین
مارے خوشی کے پیرہن گل مسک گیا

اس گل کی شاخ گل سے بھی نازک کلائی ہے
گجرا جو لپٹا پھولون کا بوجھا لچک گیا

ستھرائی دی نسیم نے میرے مزار پر
باران رحمت آنکے پانی چھڑک گیا

گلشن مین آکے آگ لگادی بہار نے
انگارے کیطرح سے ہر اک گل دہک گیا

کین عاشقون سے اپنے ترش روئیان بلب
شیرین لبون کے چہرونسے آخر نمک گیا

سونپا زمین کو مجکو میرے پردہ پوش نے
پیوند خاک ہو گیا مین عیب ڈھک گیا

یارب بہار گلشن ہستی سدا رہے
بلبل ہزار رنگ کا آکر چہک گیا

جس جسطرح سے چاہا مرا امتحان کیا
اب تو یقین ہوا تجھے کیون دل سے تھک گیا

پہلو مین اب نہین ہے وہ پھوڑے کی سی تپک
خون ہوکے دل بھی اشک کے شامل ٹپک گیا

اے حور آدمی ہون نہ دون کب تلک جواب
چپ رہتے رہتے میرا کلیجہ تو پک گیا

صیاد تیرے دام سے آسان تھا چھوٹنا
مشکل یہ ہے کہ تجھ سے مرا دل اٹک گیا

بیخود تھا ساقیا مجھے نشہ زیادہ تھا
تقصیر ہو معاف اگر مین بہک گیا

برباد کرکے خاک مین مجکو ملاچکا
اب تو غبار دل سے ترے اے فلک گیا

لرزا یہ اضطراب سے میرے مرا مزار
جو سنگ لوح اپنی جگہ سے سرک گیا

بیمار دونون اک مرض عشق کے ہوئے
وان مضمحل ہی یار ادہر مین جھٹک گیا

سرکا ڈوپٹہ شب کو جو گردن کے پاس سے
جگنو کیطرح یار کا جگنو چمک گیا

غالب ہی جنس دلکو کیا اس نے ناپسند
لاکر جو مشتری مرے سر سے ٹپک گیا

انگڑائیان جو لین مرے اس تنگپوش نے
چولی مسک مسک گئی شانہ مسک گیا

سوچا جو رند دل مین مآل شگفتگی
رویا مین غنچہ باغ مین جسدم چٹک گیا

گرمی سے اسکے رخ کے یہ گلشن دہک گیا
گل پر پڑا جو دانہ شبنم چٹک گیا

کاکل مین تیری مرغ دل اب ہو چکا اسیر
پھنستا نہین جو دام سے طائر پھڑک گیا

ثابت کی ہستی کمر یار ناف نے
آیا یقین عدم کا مرے دل سے شک گیا

دل چاہتا ہی آپ گلا ار گردن بار سے
قاتل کو دیکھ تیغ بکف دم پھڑک گیا

آباد رکھے حق ترا میخانہ ساقیا
ہشیار کون کونسا آکر بہک گیا

اللہ ری وحشتین مرے آہو خصال کی
کوسون ہی رم کیا ہی جو پتا کھڑک گیا

ہوگا ضرور غازہ رخسار شاعری
رنگین جو مجھ سے ایک بھی مضمون ٹپک گیا

وحشت مین جس طرف کی مجھے لہر آگئی
سرگاڑے مثل سیل ادھر ہی بھڑک گیا

تم جانتا ہوئی حرکت قطب کو بھی آج
میدان سے جو پاؤن ہمارا سرک گیا

مطبوع طبع یار نہو گی شبیہ بھی
رنگ قبول چہرے سے میرے ٹپک گیا

بستر پہ تیرا پھول بچھانا جو آیا یاد
پہلو سے دلمین خار سا اے گل کھٹک گیا

دی جان اس نے آتش گل سے کباب ہو
شاید کہ آشیانہ بلبل بھڑک گیا

نکلا وہ سیر کو جو کبھی مل کے عطر گل
ہر کوچہ مثل صحن گلستان مہک گیا

گلچین نے کوئی گل جو کبھی توڑا باغ مین
چاک قفس سے دیکھ کے بلبل پھڑک گیا

پائی نہ تیرے وادی الفت کی انتہا
پائے کمیت فکر تک و دو مین تھک گیا

شاعر نہین ہون رند مین مجنون عشق ہون
جو منھ مین آیا عالم وحشت مین بک گیا

دیوانہ عشق زلف گرہ گیر سے ہوا — دلبستگی کا سلسلہ زنجیر سے ہوا

پھر راتین کاٹنے لگے اختر شماری مین — پھر عشق ایک چاند سی تصویر سے ہوا

دونون کو ایک جھٹکے مین توڑونگا اے جنون — جس روز تنگ مین غل و زنجیر سے ہوا

باعث ہوئے گناہ ترے عفو کے کریم — مستوجب نجات مین تقصیر سے ہوا

دل اور جگر ہین پردۂ مژگان سے چور چور — زخمی یہ تیر سے تو وہ شمشیر سے ہوا

کھینچا ہی اسکو جذبۂ دل نے مری طرف — اتنا اثر تو عشق کی تاثیر سے ہوا

اس ترک شہسوار کو ہی جلبے ذوق صید — خالی شکار بند نہ نخچیر سے ہوا

لکھدیتا وصل ہجر کی جا سرنوشت مین — اتنا نہ سہو کاتب تقدیر سے ہوا

قابو ہوا نہ ایک پریزاد پر کبھی — بے اعتقاد دل مرا تسخیر سے ہوا

سرنامہ کی طرح سے کیا پیرہن قبا — دیوانہ اس پری کی مین تحریر سے ہوا

بے واسطہ جدا کیا سر تن سے شمع کا — جلاد کا ہی کام جو گل گیر سے ہوا

چلا تری کمان کا کھینچا کس سے اے جوان — ہم پلہ کس کا تیر ترے تیر سے ہوا

تو ہی دکھادے نالۂ گرم اپنا کچھ اثر — دل سرد آہ سرد کی تاثیر سے ہوا

پابند ہون کسی کا مجھے کب دماغ تھا — سودائے زلف شامت تقدیر سے ہوا

رکھتے ہی اسکے جان مرقع مین پڑگئی — اعجاز عیسوی تری تصویر سے ہوا

سر پہ جو بار عشق حسین جوان لیا — قامت خمیدہ تو فلک پیر سے ہوا

جوہر وہ خاکساری نے پیدا کیا مری — حاصل ہوسون کو جو اکسیر سے ہوا

بزم سخنوران مین نہ پاتا کبھی فروغ — روشن بیان جہان مین تقریر سے ہوا

برباد ہو کے خاک مین جبتک ملا نہ مین — غافل نہ آسمان مری تدبیر سے ہوا

جانے دیا نہ دشت کو الجھا رکھا مجھے — تنگ اے جنون مین پاؤن کی زنجیر سے ہوا

کافر ہون مین جو اپنے نوشتہ کو بد کہون — تحریر ہی کہ خامۂ تقدیر سے ہوا

جلد آتی وہ تو کیون مین گلا اپنا کاٹتا — خون مجھپہ میرا مرگ کی تاخیر سے ہوا

پہونچائیو سلام اسیرون کو اے صبا — گل تنگ اگر گذر کسی تدبیر سے ہوا

رزاق نے کیا مجھے پیدا جہان مین بعد — موجود پہلے رزق ترا شیر سے ہوا

دشنام تھا جواب غرض ہر سوال کا — جب لاجواب وہ مری تقریر سے ہوا

یوسف بھی میرا تا در زندان تھا ساتھ ساتھ
قید اے جنون مین عزت و توقیر سے ہوا

ترغیب لاکھ طور سے دی پردے چھوڑ کر
عریان نہ یار پر کسی تدبیر سے ہوا

آئینہ وار پشت بدیوار ہی رہا
جو صورت آشنا تری تصویر سے ہوا

دل مدعی کا سیف زبان سے ہوا دو نیم
اعجاز ذوالفقار اسی شمشیر سے ہوا

پھر دلکو رابطہ ہوا اک طفل شوخ سے
بار دگر مین رند جوان پیر سے ہوا

فلک کا جور و ستم اب سہا نہین جاتا
زمین کاش کہ پھٹی ہوتی مین سما جاتا

شب فراق کا صدمہ نہین سہا جاتا
حرام موت نہ ہوتی تو زہر کھا جاتا

دکھاؤن مین کسے تقدیر کا لکھا جا کر
مرا نوشتہ کسی سے نہین پڑھا جاتا

اٹھائین لطف نہ نعمت سے اپنے سرگردان
وہان غیر مین ہی رزق آسیا جاتا

یہ آج صاحب طبل و علم ہے کل وہ ہے
ہے اپنے نام کی نوبت ہر اک بجا جاتا

نہین لکھی جو سعادت مرے مقدر مین
بچا کے سائے کو سر پر سے ہے ہما جاتا

ترے مقام کا ایدوست گر نشان پاتا
ہوا سے آگے رہ شوق مین اڑا جاتا

وہ کروٹون کا بدلنا تھا تا بطاقت تک
ترے مریض سے اب تو نہین ہلا جاتا

محیط دہر مین استادہ صورت کشتی
دکھائے دیتا ہون سب کو یہ یون چلا جاتا

کوئی یہ پڑھکے مرے ساتھ والوسے کہدے
یہ ناتوان ہے پس قافلہ رہا جاتا

خبر نہین ہے کدھر جاؤنگا چلا ہون کہان
مثال رنگ پریدہ ہون پر اڑا جاتا

نہ کرتی موت اگر ہجر مین مسیحائی
مین کسکے پاس لیے درد لا دوا جاتا

اذیت تپش دل سے چھوٹتا کوئی دم
اس اضطراب کے بدلے تو غش ہی آجاتا

جو ترک عشق نہ کرتا بھلا تو کیا کرتا
مین اپنی جان سے جاتا تمہارا کیا جاتا

جنون وسیع نہ ہوتا جو دامن صحرا
نکالنے مین کدہر دلکا حوصلا جاتا

نہ سنتا کوئی کبھی نارسائیون کا گلہ
جو لیکے یار تلک طالع رسا جاتا

گھسیٹتا ہے گریبان جنون صحرا کو
کبھی کبھی ہون اگر آپ مین بھی آجاتا

نہین ہے کوئی پس از مرگ گاڑنیوالا
مین رند خاک مذلت مین ہون گڑا جاتا

قریب آگئے کیا اے جنون بہار کے دن
جو خود بخود ہے گریبان مرا پھٹا جاتا

نہ کر تو گرمیان اے برق مثل نخل چنار
مین اپنی آگ مین ہون آپ ہی جلا جاتا

ہما کے کھانے سے بھی مری سعادت تھی
سگ حبیب اگر ہڈیان چبا جاتا

اگر نہ کرتی وہ زلف دراز کوتاہی
جنون عشق کا کاہیکو سلسلہ جاتا

زبان وگوش ہوے گنگ وکر جب آئے تم
جو پہلے آتے تو کچھ کچھ کہا سنا جاتا

نہین ہی طاقت اظہار قصۂ جانکاہ
بیان نہ کرتا اگر حال دل کہا جاتا

جو گاہ گاہ بھی ہوتا وصال یار نصیب
غم فراق کلیجا مرا نہ کھا جاتا

ہنسی ہی کھیل ہی دانست مین تری اپنے
ہے اپنی جان سے اک بندۂ خدا جاتا

نہین ہین دست وقلم اختیار مین قاصد
زبانی کہیو تو خط تو نہین لکھا جاتا

ہمارے آپکے بس آج سے ہنسی موقوف
ذرا سی بات مین غصہ ہے تمکو آجاتا

رہا تھا آکے یہان ہاتھ جان سے دھوکر
تری گلی سے کہان یہ شکستہ پا جاتا

پھرا دے خنجر خونخوار کو پھر اے قاتل
گلے مین ہے مرے تسمہ لگا رہا جاتا

اکیلے منزل ہستی مین کیا کروگے رند
چلو عدم کو ہی یارون کا قافلہ جاتا

عشق مین حال جہان نوع دگر ہونے لگا
اے پری دیوانہ تجھپر ہر بشر ہونے لگا

حسن سے آگاہ اب وہ بیخبر ہونے لگا
آئینہ جو اسکو منظور نظر ہونے لگا

رونق افزا بام پر وہ بیشتر ہونے لگا
بند پائے بھیڑ کے اب رہگذر ہونے لگا

گوش زد جسکے ہوا سرگشتگی کا میری حال
انگلیان کانون مین دین درد سر ہونے لگا

اک نہ اک ایذا رہی ہر دم بدولت عشق کے
درد دل اچھا ہوا درد جگر ہونے لگا

وصل کی شب ہو چکی پیدا ہوئے آثار صبح
یار دل کے نالۂ مرغ سحر ہونے لگا

جس نے موتی گوش مین دیکھا ترے کہنے لگا
ہے تماشا کان سے پیدا گہر ہونے لگا

مے کشی موقوف جام وشیشہ رکھ بالائے طاق
رنگ محفل ساقیا نوع دگر ہونے لگا

روئے انور پر ہوا آغاز خط روسیاہ
یہ بڑا اندھیر اے رشک قمر ہونے لگا

آہ عاشق کان مین اسکے نہین کرتی اثر
گوش گل فریاد سے بلبل کے کر ہونے لگا

دل سے گذری انتہائے کاوش مژگان یار
اب رگ جان مین فرو یہ نیشتر ہونے لگا

میرے مرنیکی جو دی اس حور کو جاکر خبر
سنتے ہی ارشاد فی النار و سقر ہونے لگا

چھولنے کو جب ہنڈولے پر چڑھا وہ رشک مہر
مین یہ سمجھا آسمان زیر و زبر ہونے لگا

شعر سنکر مدعی مرنے لگے کٹنے لگے
اب سخن مین میرے سیفی کا اثر ہونے لگا

لیکے دل صورت چھپانے سے بھلا کیا فائدہ
بے مروت اب تو جانون کا ضرر ہونے لگا

عرش تک جسدن گئی آہ رسا سن لیجو رند
عالم بالا مین شور الحذر ہونے لگا

پھرا مین ہر روش پر بے ترے گلزار مین بھٹکا
نظر مین ہر گل تر خشک کانٹے کی طرح کھٹکا

اشارہ ہے یہی پیہم انھی کاکل کی ہر لٹ کا
کوئی گر بات سیدھی بھی کہے اُلٹا اُسے لٹکا

وہ روئے سادہ اُسکا نقش رد سحر ہے شاید
اثر کرتا نہین ہرگز کوئی جادو کوئی لٹکا

امارت کا مزا پاین فقر کی دولت سے حاصل ہے
اٹھایا بورئے پر چین پھولون کے چھپرکھٹ کا

بلا سے تیری سودائی ہو کوئی یا پریشان ہو
بنا کر موئے کاکل شوق سے شانون پہ تو لٹکا

ہوا پر مثل برگ گل پھرا صحرا مین مین وحشی
کسی دن ایک کانٹا بھی نہ تلوے مین مرے کھٹکا

لب دریا اگر سوتے ہین اُس کاکل کے جاتا ہون
ڈراتا ہے بلا ہنکر مجھے مردہ بھی مرگھٹ کا

سمجھکر پاؤن رکھنا خضر صحرائے محبت مین
خبر تحقیق ہے بے شبہ ہے اس راہ مین کھٹکا

جنون زنجیر کے روکے نہین رکنے کا مین وحشی
جدا ہو جائیگی اک اک کڑی جب پاؤنکو جھٹکا

کبھی میرا بھی اے گیسوئے پیچان دسترس ہوگا
مثال شانہ عقدہ کھولدونگا تیری لٹ لٹکا

چلا تھا دیر کو کعبے مین آنکلا مین وحشت مین
کہان جانا تھا مجکو کسطرف آیا بہت بھٹکا

مقام ضبط و خاموشی ہے محفل رازدارون کی
کبھی اسپند کا دانہ نہ مجمر مین یہان چٹکا

مثال تیر سیدھا منزل مقصود کو پہونچا
نہ کھایا دس قدم کا پھیر ہی نہ راہ مین بھٹکا

پس از مردن لحد مین جا کے سوئے پاؤن پھیلا کر
ملا آرام فرش خاک پر ہم کو چھپرکھٹ کا

لگایا راہ پر کس طرح آس کو شہسوارون نے
اگرچہ ابلق ایام کیا کیا باگ پر جھٹکا

چمن بے یار کے آنکھون مین مشتاقون کی مقتل تھا
لگی بندوق کی گولی کوئی غنچہ اگر چٹکا

خیال گیسوئے پر پیچ و خم جب آگیا دل مین
پڑی پھانسی ہمارے دم گلے مین آن کر اٹکا

خبر تک بھی نہین اپنی جبین کو واہ ری غفلت
ہماری جبہہ سائی سے گھسا سنگ اُسکی چوکھٹ کا

ابھی آجائیگا غماز کوئی جلد بوسہ دو
یہ ہے تکرار کا ہنگام یا موقع ہے جھٹ پٹ کا

زبردستی لیا بوسہ جو اُس کا وصل کی شب مین
بہت جھگڑا بہت بگڑا بہت جھٹکا بہت پٹکا

سحر تک ہجر کی شب سینہ و سر پیٹتے گذری
اٹھایا ہاتھ اگر سر سے تو پھر چھاتی پہ دے پٹکا

بتان سنگ دل سے بے سبب کیون دل لگا بیٹھے
یہ شیشہ دیدۂ و دانستہ کیون پتھر پہ دے پٹکا

چڑھا گر دار پر منصور تو اس کا عجب کیا ہے
گلی مین اُسکی یہ بھی اک طرح کا سوانگ بھانٹ کا

تڑپتا مرغ بسمل کی طرح تھا تاب طاقت تک
ہوا ہی ضعف سے مشکل بدلنا اب تو کروٹ کا

سحر تک ہجر کی شب در کو کھولا لاکھ بار اُٹھکر
گمان ہر مرتبہ گذرا ترے پاؤنکی آہٹ کا

سرائے دہر مین عمر روان کی طرح سے ٹھہرے
مسافر دم نہین لیتا ہی جس منزل مین ہو کھٹکا

بتا اے رند ہم کو دلپہ کیا صدمہ گذرتا ہے
کئی دن سے ہی مُنھ اُترا تھا اور بدن جھٹکا

سدرہ موسم گل مین جو نہ زندان ہوتا
پھر تو مین اور گلشن دست بیابان ہوتا

خوب تھا وصف رخ و گیسو جانان ہوتا
ذکر صبح وطن و شام غریبان ہوتا

نسبت اُس زلف سے ملتی جو پریشان ہوتا
رتبہ آئینہ کا پاتا جو مین حیران ہوتا

چھنتے موسم گل مین جو نہ پوشاک مری
چیتھڑے ہوتے نہ دامن نہ گریبان ہوتا

یان سے ہوتی نہ زیادہ جو عدم مین راحت
آکے ہستی مین کوئی طفل نہ گریان ہوتا

قد کشی کرتا نہ اُس غیرت شمشاد سے یون
آدمی تو اگر اے سرو گلستان ہوتا

گر تری زلف پریشان کا نہ ہوتا سودا
اپنا مجموعۂ خاطر نہ پریشان ہوتا

مثل خورشید سراپا ہے ترا عالم نور
دھوپ شب کو نکل آتی جو تو عریان ہوتا

قد موزون جو ترا یاد چمن مین آتا
نخل ماتم مجھے ہر سرو گلستان ہوتا

ہاتھ دھوتا وہ حنا ملکے تو دریا مین حباب
سرخ مانند کف پنجۂ مرجان ہوتا

عقل نے کر دیا پابند تعلق ورنہ
جیب کی فکر نہ اندیشۂ دامان ہوتا

ہون وہ بیکس جو مجھے قتل وہ قاتل کرتا
دیدۂ جوہر شمشیر بھی گریان ہوتا

صحبت اہل صفا سے ہی تنفر بد کو
آئینہ دیکھکے زنگی ہے پشیمان ہوتا

عکس اگر چہرۂ پر نور کا تیرے پڑتا
جام مے مطلع خورشید درخشان ہوتا

اے بتو دل کا دکھانا جو نہ آتا تم کو
بخدا دیر مین ناقوس نہ نالان ہوتا

وہ پری کیا شنوا ہو مرے حال دلکا
بات انسان کی سُنتا اگر انسان ہوتا

اے جنون یہ بھی مری طرح سے عریان تن ہے
ڈھانکتا مجکو جو دامان بیابان ہوتا

گر یہی باد بہاری کا ہے عالم چندے
گل نظر آتا ہی بلبل مجھے عریان ہوتا

جان دینی تھی اگر جاتے نہ دینا تھا اُسے
دل مین رہ رہ کے ہون واللہ پشیمان ہوتا

مجکو جانا ہے تو جا چاک تو سویرے ورنہ
کام میرا ہی تمام اسے شب ہجران ہوتا

پچھلے ہی سال گئے نذر ترے دامن و جیب
اب ہے کیون مجھ سے جنون دست و گریبان ہوتا

تونے عریان ہی رکھا مجکو فلک خوب کیا
مین بھی پھیلاتا ترے آگے جو دامان ہوتا

آپ اگر اپنا گلا کاٹ کے مرجاتے تو رند
سر پہ کیون خنجر جلاد کا احسان ہوتا

اک پری کا پھر مجھے شیدا کیا
عشق نے پھر مفسدہ برپا کیا

آج پھر اُس شوخ نے نقرا کیا
وعدۂ امروز بھی فردا کیا

خون ناحق اک مسلمان کا کیا
کیا غضب او شوخ بے پروا کیا

دل کو مائل شعلہ رویون کا کیا
دین زردشتی کو پھر احیا کیا

ابر اکثر اس برس برسا کیا
کیا تتبع دیدۂ تر کا کیا

کیون اجل کیا تجکو بھی موت آگئی
اسقدر آنے مین کیون عرصا کیا

کان کی بجلی جو یاد آئی تری
برق کے مانند مین تڑپا کیا

وہ کف پائے حنائی کرکے یاد
ہجر کی شب ایڑیان رگڑا کیا

اُسکو بھی سکتہ ہوا دیکھ آئینہ
دیر تک حیرت سے منھ دیکھا کیا

مین بھلا کیونکر کہون تم کو بُرا
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا

خاک چھانی مدتون تھکے چنے
کیا کہون اس عشق مین کیا کیا کیا

کل نہ پاؤگے ہمین کہیو سفیر
آج آنے مین اگر حیلا کیا

وان ہوئے مستی سے لب انکے کبود
پیٹ کر منھ ہمنے یان نیلا کیا

تب اُٹھے ہین ان بتون کے ہمسے ناز
جب کلیجا اپنا پتھر کا کیا

ہر گرہ موئے کمر کی ناف یار
فکر نے اپنے یہ عقدہ وا کیا

لاگ پیدا کرکے اب جلاد سے
جان کھوئی ہائے دل نے کیا کیا

ڈھیر یا رندھا ہم نے جوش کیطرح
حیرت جان قاتل ترا چھلا کیا

مجکو مجنون کردیا مانند قیس
سمجھا او عبرت لیلا کیا

معرکہ مین عشق کے سرکا نہ پاؤن
آبرو کو جان کو صدقا کیا

سوز فرقت نے شرارت مجھسے کی
ہیزم تر کی طرح سلگا کیا

اے شب فرقت نہ کر مجھپر عذاب
مین نے تیرا منھ نہین کالا کیا

زلف جانان جس نے دیکھی ایکبار
دل سے اپنے عمر بھر الجھا کیا

اس مصیبت سے شب فرقت کٹی
پاؤن پیٹے آہ کی نالا کیا

عشق افشان جبین یار مین
خاک چھلنی کی طرح چھانا کیا

تھا مناسب ترک عشق یار رند
آپ نے انسب کیا اولا کیا

آزردہ کیون ہوئے جو مین آیا تو کیا ہوا
کچھ درد دل جو تم کو سنایا تو کیا ہوا

چھوڑینگے ہم نہ دامن دولت کو مثل ترک
تم نے نظر سے ہم کو گرایا تو کیا ہوا

احوال پرسی آن کے کس روز تم نے کی
مین نے یہ حال اپنا بنایا تو کیا ہوا

ہم کو ابھی جنون سے جو تھا سلسلہ سو ہے
منت کا طوق اس نے بڑھایا تو کیا ہوا

اللہ دل کے داغ کو روشن رکھے سدا
تو نے چراغ گور بجھایا تو کیا ہوا

یکسان ہی دم کی آمد و شد ہجر یار مین
آیا تو کیا ہوا جو نہ آیا تو کیا ہوا

اے رند سنگدل ہے نہین رحم یار کو
لو آج تم نے زہر بھی کھایا تو کیا ہوا

اک جہان دیوانہ اس زلف دوتا کا ہو گیا
ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہو گیا

آپ کو کھویا مگر جو یا خدا کا ہو گیا
راز جس پر منکشف فقر و فنا کا ہو گیا

خال رخ کے عشق مین مرتے ہین عاشق سیکڑون
سنکھیا کا عالم اس حب شفا کا ہو گیا

ہم کو بھی آخر حضور قلب ہو ویگا کبھی
عرض کر لینگے جو موقع التجا کا ہو گیا

حائل نظارۂ دیدار کیا ہو گی نقاب
دور پردہ جس گھڑی شرم و حیا کا ہو گیا

مرتے ہین بیمار الفت متصل اب اے مسیح
بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہو گیا

اس نگاہ تیز سے دل ہو گیا جس دم دوچار
مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا

حور کے غمزے اسے جنت مین خوش آتے نہین
اے پری روکشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا

یاد مین اس راست قامت کے جو کی فریاد رند
ماہ قد بالا الف آخر ندا کا ہو گیا

خانۂ بلبل شیدا نہین تنہا پھونکا
تونے اے آتش گل باغ ہی سارا پھونکا

کبھی گلزار جلایا کبھی صحرا پھونکا
کیا کہون آہ شرربار نے کیا کیا پھونکا

جلے ہمسایون کے گھر آگ لگی چارطرف
آخر اے آہ شرربار محلا پھونکا

عشق جن بنکے جو لپٹا تو نہ چھوڑا اب مجھے
کس پریخوان نے نہین آنکے جھاڑا پھونکا

ہر بن مو سے دھوان اٹھتا ہے شاید تونے
دل جگر دونون کو اے آتش سودا پھونکا

گرمی حسن نے بے پردہ کیا عارض کو
شعلۂ رخ نے نقاب رخ زیبا پھونکا

تا فلک آہ شرربار جو فرقت مین گئی
غل پڑا عالم بالا مین کہ پھونکا پھونکا

گرمیان دیکھ لین اے آہ شرربار تری
ایک دن یار کے گھر کا نہ پردا پھونکا

خشک ہین مر کیطرح ہڈیان کیونکر نہ جلین
مدتون آتش فرقت نے کلیجا پھونکا

تندرستی ہوئی اس کو جو ترے آتے ہی
اپنے بیمار پہ کیا پڑھکے مسیحا پھونکا

بعد مردن بھی جلانے سے نہ تم باز آئے
صورت میت ہندو مرا مردا پھونکا

بیشتر دیر مین جا جا کے اذان دی اے رند
بار ہا کعبے مین ناقوس کلیسا پھونکا

ساتون فلک کیے تہ و بالا نکل گیا
آخر شب فراق مین نالا نکل گیا

وحشت نے تجھ پہ عرصۂ ہستی کیا جو تنگ
گھبرا کے سوئے عالم بالا نکل گیا

سر دیا ہے یاد گیسوے جانان کی چاہ مین
پٹیا کرو لکیر کو کالا نکل گیا

یعقوب وار روتا ہون اس بت کے ہجر مین
یوسف مرا خدا یتعا سے لے نکل گیا

فرقت مین اسکی شدت گریہ کہان تلک
برسا برس کے ابر کا چھالا نکل گیا

روکا کیے ملائکہ ہفت آسمان کے
ساتون فلک کو توڑکے نالا نکل گیا

سوئے نہ ساکنان محلہ سحر تلک
بیساختہ جو رات کو نالا نکل گیا

کیونکر نہ روئیے دل گم گشتہ کے لئے
نازونعم سے تھا جسے پالا نکل گیا

پیر مغان فقیر کو سمجھے شراب خوار
جس میکدے مین لے کے پیالا نکل گیا

جاتا نہ گھر سے آپکے ضد سے رقیب کی
لیکن بپاس خاطر والا نکل گیا

جھٹکا جو کبھی زلف کو جھنجھلا کے یار نے
بالے سے مچھلی کان سے بالا نکل گیا

کس رشک گل کی دیکھی قبا اسنے تنگ چست
باہر جو اپنے جامے سے لالا نکل گیا

دانہ تھا کیا حرام کا رزق حلال مین
منھ سے جو اے کریم نوالا نکل گیا

بوٹا کہو نہ قامت دلبر کو شاعرو
اب سرو سے بھی وہ قد بالا نکل گیا

روندا کیا مین خار بیابان کو ایجنون
ہر اک بچا کے پاؤن کا چھالا نکل گیا

کمل مین اپنے گرم رہا مین فقیر مست
کیا کیا نہ دور دار دوشالا نکل گیا

پھر چل دلا نہ کوچۂ گیسو کا قصد کر
ہر آج راہ کاٹ کے کالا نکل گیا

اُکتا گیا یہ تنگ ہوا کیا کرے غریب
آخر تمہارا چاہنے والا نکل گیا

مہمان ہو فقیر ہے سُن لینگے آپ زند
مرشد کا اپنے گر کے پیالا نکل گیا

لالہ رویوں سے کب فراغ رہا
اک نہ اک گل کا دل پہ داغ رہا

ناز بیجا اُٹھایئے کس کے
اب نہ وہ دل نہ وہ دماغ رہا

کب مٹا عشق کا نشان دل سے
زخم اچھا ہوا تو داغ رہا

اک نظر جس نے تجکو دیکھ لیا
عمر بھر در پہ بے سراغ رہا

یاد مین کس کی زمزمے بلبل
مدتون ہمنواے زاغ رہا

کبھی نظارۂ چمن نہ کیا
اپنے داغون سے باغ باغ رہا

دل کو افسردگی سی ہے اے زند
سیر گل کا کسے دماغ رہا

زلف اس حور کی دکھا لایا
دل مری جان پر بلا لایا

رنگ خون اشک بارہا لایا
آج لخت جگر بہا لایا

نہ ملا جب کہ نامہ بر کو جواب
پرزے خط کے مرے اُٹھا لایا

اے صنم مجکو یاس کلی تھی
بارے یان تک تجھے خدا لایا

کب کیا مین نے بندگی مین قصور
حکم جو کچھ ہوا بجا لایا

خاک چھنوائی اُس کے کوچے مین
بیٹھے بٹھلائے دل اُٹھا لایا

رو کھی پھیکی لگا سُنانے اب
رنگ آخر وہ بے وفا لایا

ناتوانی تو دے چکی تھی جواب
تم تلک دل کا حوصلا لایا

کبک رکھتا نہین زمین پہ قدم
اُس کی رفتار کیا اُڑا لایا

اے پری صدمہ جدائی کی
تاب کب تیرا مبتلا لایا

بحر الفت سے کشتی ساحل تک
ناخدا لایا یا خدا لایا

شوق کھینچ قفس مین بلبل باغ
گھر سے صیاد کو بُلا لایا

دیکے دم آج باتون باتون مین
اپنے گھر تک اُسے لگا لایا

کب ملے آپ مجھ سے مین جو رُکا
تم جو روٹھے تو مین منا لایا

شکل بت پھر رہی تھی آنکھون مین
بتکدے مین مجھے خدا لایا

حیف بازار دہر مین اے رند
کیا مین لینے گیا تھا کیا لایا

خنجر قاتل پہ رکھدون گا گلا
جی چلا بیٹھون گا ہون مین منچلا

ایک دو ساغر کرین گے نشہ کیا
خم کے خم پیتا رہا ہون ساقیا

خیر مقدم حضرت عشق آئیے
پیشوا ہادی ہمارے مقتدا

المدد اے رہبر درماندگان
منزلون آگے گیا ہے قافلا

کشتگان عشق سب گڑوا دیئے
اے جزاک اللہ قاتل مرحبا

آن پہونچا وعدۂ دیدار یار
مژدہ باد اے عاشقان باوفا

کشتۂ فرقت کا کیا تقدیر نے
یون قضا آئی رضینا بالقضا

صورت آباد جہان کی دید کو
آن نکلے شوق تھا دیدار کا

بار الفت بھی اُٹھا کر دیکھ لون
رہ نہ جاوے دل مین دل کا حوصلہ

عشق بازی مین کیا نقصان دل
مفت کھو بیٹھے یہ لعل بے بہا

مار ڈالا بے ثباتی نے تری
ہستی فانی بڑا دھوکا دیا

چشم بد دور آج دیکھا آنکھ سے
شہرہ سنتے تھے جمال یار کا

شوق کا کل پھر ہوا اس ترک کو
ملک دل پر پھر ہوئی نازل بلا

کھولدی زنجیر مجھ دیوانے کی
اے پری تجھ پر بھی شاید جن چڑھا

صبح پیری کا ہو غافل وقت تنگ
اُٹھ نماز فرض ہوتی ہے قضا

شمع سان بزم جہان مین جل بجھے
کسکا رونے پر ہمارے دل جلا

نام کیا کیا آپنے رکھوائے ہین
بے مروت خود غرض نا آشنا

سنتے ہیں ہوتی ہیں روز آشتیں
چل دلا دیکھیں تکلف یار کا

روٹھ کر اکثر ملے ہیں یار سے
ہو چکے ہیں ایسے جھگڑے بارہا

یاد لب نے اُسکی رُلوایا جو خون
بن گیا ہر اشک لعل بے بہا

سینۂ سوزان کی میرے تو خبر
بوئے داغ آتی ہے شاید دل جلا

سونگھکر کاکل جو روتا ہون کبھی
ہنسکے کہتے ہین تجھے سودا ہوا

الجھو تم ہر کس و ناکس سے نہ رند
کیجئے جو وقت کا ہو مقتضا

نہ پھرا بہر خدا بہر پیمبر نہ پھرا
در بدر خاک بسر عشق ستمگر نہ پھرا

گھر سے باہر گیا باہر سے کبھی گھر آیا
کونسی رات ترے ہجر مین مضطر نہ پھرا

بام دلبر کی ہوا مین وہ گیا تھا اُڑکر
دل گیا رات ہوئی میرا کبوتر نہ پھرا

چین بہ ابرو نہو بوسے کے طلب کرنے پر
آنکھین طوطے کی طرح مجھسے ستمگر نہ پھرا

للہ الحمد پھرے آپ ہی وعدہ کرکے
شکر صد شکر مین اقرار سے دلبر نہ پھرا

یہی سیرت ہے جنون دود نفس ہوا پر اُڑتا
صورت تخت سلیمان مرا بستر نہ پھرا

نونہالان چمن سے ہے مجھے ربط قدیم
سایہ سان کب مین پس سرو صنوبر نہ پھرا

عید قربان ہی کیے رکھتا ہون تجھسے قاتل
پھانسی دونگا جو گلے پر مرے خنجر نہ پھرا

کور ہو جاؤن گا دیکھا جو نگاہ بد سے
نیل آنکھون مین مری ترک ستمگر نہ پھرا

مرغ دل طعمۂ چشم سیہ یار ہوا
بچکے شاہین سے آخر یہ کبوتر نہ پھرا

ہون وہ محروم محبت کہ طفولیت مین
دست شفقت کبھی پدر کا مرے سر پر نہ پھرا

حیف صد حیف اسے حسرت پیغام لیے
پتلیان پھر گئین پر قاصد رہبر نہ پھرا

جذب الفت اُسے گھر تک بھی نہ لیجاویگا
راہ سے یار پھریگا جو سمندر نہ پھرا

چاہا نزاد فلک نے تو بہت سا لیکن
صورت مہرۂ شطرنج مین گھر گھر نہ پھرا

بیشتر آمد و رفت اُس کی رہا کرتی تھی
ایکی ایسا گیا پھر آن کے دلبر نہ پھرا

ایک نے مُنھ نہ لگایا مجھے شیشے کیطرح
کونسی بزم مین مین صورت ساغر نہ پھرا

کب نہ منظور ہوئی یار کو پامالی گل
کونسے دن روش باغ پہ جا کر نہ پھرا

ظلم و جور و ستم یار و جفا پیشہ سے
مین نے جانا تھا کہ پھر جائیگا دل پر نہ پھرا

رکھ نہ منظور نظر میری پریشان حالی
مثل سودازدگان زلف معنبر نہ پھرا

ایڑیان رگڑینگے ہم جان پہ بنجاویگی
دم نکل جائیگا گھبرا کے جو دلبر نہ پھرا

صورت قطب عطا کر مجھے ثابت قدمی
مثل سیارہ تو اے گردش اختر نہ پھرا

سامنے جنت و دوزخ ہین کہین کھینچ ہی جک
مجکو عریان میان صف محشر نہ پھرا

پاؤن کے ہاتھ سے گردش ہی ہی مجھکو مدام
چاک کیطرح سے کس روز مرا سر نہ پھرا

منتظر کب سے مین بیٹھا تھا جواب خط کا
اُڑ گئے ہوش مرے جب کہ کبوتر نہ پھرا

اے فلک نعمت دُنیا مجھے درکار نہین
مثل دریوزہ گران مجکو تو در در نہ پھرا

ایڑیان شوق شہادت مین ہمینون رگڑین
آرزو رہ گئی حلقوم پہ خنجر نہ پھرا

خط گرا یا مرا یا راہ ادھر کی بھولا
نامہ بر سب کے پھرے قاصد دلبر نہ پھرا

رند ہوتا ہی تصدق تو لے بٹھلا لے پاس
گرد ہر مرد مسلمان کو کافر نہ پھرا

زلفین چھوڑین ہین کہ جوڑا اُسنے چھوڑا سانپ کا
دیکھیے کس کس کو ڈستا ہے یہ جوڑا سانپ کا

گورے گالون پہ ترے زلفین یہ لہراتی نہین
یاسمین زار صباحت مین ہی جوڑا سانپ کا

عشق ان زلفونکا مجھسے ترک ہونیکا نہین
ہی مرا ہمزاد اے ناصح یہ جوڑا سانپ کا

دونون زلفین یار کی اُلٹی ہین بالونپر مرے
وجد کرتا ہی صدائے سُننے یہ جوڑا سانپ کا

منڈ گئین زلفین ہین شاعر کسے اب دیگے مثال
ہو گیا تشبیہ کی خاطر بھی توڑا سانپ کا

عمر بھر دلکو خیال گیسوئے پیچان رہا
دھیان اس نادان نے ہرگز نہ چھوڑا سانپ کا

نقرئی موباف چوٹی مین رہا اُن کی سدا
کینچلی نے عمر بھر پیچھا نہ چھوڑا سانپ کا

پڑ گئی ایذا دہندی کی تری زلفونکو خو
کاٹتا ہی اُڑ کے عاشق کو یہ جوڑا سانپ کا

کچھ سمجھکر کر رہا ہون یار کی زلفونکی داشت
پالتا ہون اپنے کٹوانیکو جوڑا سانپ کا

شام سے اُن گیسوؤنکی یاد مین جو سو رہا
خواب مین دیکھا کیا تا صبح جوڑا سانپ کا

عشق مین گیسو و ابرو کے اگر دہنی ہی جان
نیش عقرب کھا کے پی لے زہر چھوڑا سانپ کا

واسطے موذی کے آخر مین بھی موذی بنگیا
سر کسی حالت مین بے کچلے نہ چھوڑا سانپ کا

عشق گیسو مین نہ خطرہ بھی تلف ہونے دیا
زہر سارا حلق مین مین نے نچوڑا سانپ کا

خط پہ آتے ہین بہت لہرا کے گیسو یار کے
سبزۂ نوخیز پہ عاشق ہے یہ جوڑا سانپ کا

حلقۂ گیسوئے شب کو ذرۂ افشاں چنی / رات کو چن چنکے اک اک دانت توڑا سانپ کا
ہر قدم پر مار کر سر کر رہا ہی ناگ پیچ / اب چلن سیکھا ہی اس موذی نے تھوڑا سانپ کا
رابطہ انکھین موذی سے عہد نے سواری مین بھی تھا / تازیانے نے عوض رکھتے تھے کوڑا سانپ کا

دشمن جانی کو اپنے دی نہ ایذا رند نے
دانت ہی توڑا نہ چھالا اُس نے پھوڑا سانپ کا

مشہور رند خاص سے تا عام ہو چکا / تقدیر مین جو لکھا تھا وہ نام ہو چکا
توبہ کا پاس رند مے آشام ہو چکا / بس ہو چکا تقدس و اسلام ہو چکا
شمع حرم تھا گاہ گہے دیر کا چراغ / مین زیب کفر و رونق اسلام ہو چکا
جو دم ہی مغتنم ہی مرا اعتبار کیا / مین صبح ہو چکا کہ سر شام ہو چکا
صیاد تو نے لی نہ خبر اپنے صید کی / آخر پھڑک پھڑک کے تہ دام ہو چکا
اب عشق عاشقی کا زمانہ نہین رہا / جاتا رہا وہ وقت وہ ہنگام ہو چکا
قاصد کو آہ باندھے کمر دن گذر گیا / نامہ ہوا تمام نہ پیغام ہو چکا
کوٹھے پہ چلیے لطف شب ماہ دیکھیے / سب چاندنی کا فرش لب بام ہو چکا
اب پھر رہی ہی کس لیے یہ آسیائے چرخ / مین سرمہ سا تو گردش ایام ہو چکا
آیا نہ تو تو وعدے پر اور انتظار مین / دن آج کا بھی عہد شکن شام ہو چکا
دیندار برہمن کہے کافر بتائے شیخ / دونون طرف سے مورد انعام ہو چکا
کیا رہ گیا ہی اہل بصیرت سے تو نہان / پردہ اُٹھا دے حسن ترا عام ہو چکا
دل بجھ گیا ہمارا شروع کباب مین / یان روغن چراغ سر شام ہو چکا
رکھدے اُٹھا کے ساغر و مینا کو طاق پر / دورہ تمام ساقی گلفام ہو چکا
اکثر مشاعرہ پہ ہوا بزم غم کا شک / کیا کیا مرے کلام پہ کہرام ہو چکا
قرآن اُٹھاتے ہین طمع زر کیواسطے / دیندار اگر یہی ہین تو اسلام ہو چکا
بیمغز ہی جو کرتا ہی پھر اُس سے چشم چار / شرمندہ لاکھ مرتبہ بادام ہو چکا
اس سن مین شوخیاں نہین زیبا شباب کی / اب گرمیان نہ کیجے وہ ہنگام ہو چکا
چھوٹے موا خذے سے محبت کے شکر ہی / اُس کا عوض بھی گردش ایام ہو چکا
تقوی و زہد سے نہ کہیگا کوئی فقیر / مست شراب خوار مرا نام ہو چکا

جانبر ہوا نہ جس کو لگا روگ عشق کا
ہم کو مرض یہی ہے تو آرام ہو چکا

ہوں کاسہ لیس میکدہ ساقی نہ جاؤں گا
میں چاشت خوار درد تہ جام ہو چکا

کعبے کو جاتے جاتے پھرے سوئے دیر رند
لو حج کر آئے آپ اور احرام ہو چکا

چشم حق بین سے جو اُس بت کا سراپا دیکھا
صنعت صانع قدرت کا تماشا دیکھا

سیکڑوں مر گئے برباد ہر اک خلق خدا
جشن بھی قہر الٰہی کا نمونہ دیکھا

ہوں وہ تفتیدہ جگر خاک اُڑا دی میں نے
نگہ جذب سے جب جانب دریا دیکھا

داغ کر میرے تن زار کو سر سے پا تک
یار نے سرو چراغاں کا تماشا دیکھا

یہ بھی ہشیار کو دیوانہ بنا دیتی ہے
اثر اُلفت میں بھی آسیب پری کا دیکھا

نظر بد سے کسی گل کو تکا کب میں نے
نگہ رشک سے کیوں بلبل شیدا دیکھا

اپنے خوش چشم کی وحشت مجھے یاد آتی ہے
کوئی رم خوردہ اگر آہوے صحرا دیکھا

اُسکی ہمچشم نہیں میں نہ کہا کرتا تھا
دیکھنا یار کا اور نرگس شہلا دیکھا

چشم بد دور ترقی ہی یہ ہے روز بروز
گل سے بھی آج ترے حسن کو چمکا دیکھا

بہرہ ور نعمت وافی سے نہوں اہل کرم
خشک پیاسوں کی طرح سے لب دریا دیکھا

کیا بجز رنج و غم ہجر ترے ہاتھ آیا
عشق بازی کا مزا اور دل شیدا دیکھا

طور پر وادی ایمن میں جو دیکھا تو نے
میں نے ہر ذرے میں موسی وہی جلوہ دیکھا

ہو گیا ابر سیہ میں مجھے بجلی کا یقین
اُس کے بالوں میں جو موباف زری کا دیکھا

قصۂ آدم و ابلیس جو قرآن میں پڑھا
ہم نے سجدہ کیا جو خاک کا پتلا دیکھا

پھر گیا سارا جہان جیسے تو آزردہ ہوا
تیرا غصہ بھی صنم قہر خدا کا دیکھا

ہے سیہ خانہ مرا فیض قدم سے روشن
نقش پا میں ترے نور ید بیضا دیکھا

آگئی یاد ترے پھول سے رخساروں کی
باغ میں جا کے جو کوئی گل رعنا دیکھا

داغ اُلفت سے رہا سینہ ہمیشہ خالی
اس چمن میں نہ کبھی پھولتے لالا دیکھا

ایک ہی حال رہا تا نفس بازپسین
ساتھ جاتے ہوئے سر کے ترا سودا دیکھا

خط بھی لکھتے بت سفاک کو جی ڈرتا ہے
پرزے قاصد کے اُڑینگے جو لفافہ دیکھا

آگئیں یاد غزل خوانیاں اپنی اے رند
کسی بلبل کو اگر زمزمہ پیرا دیکھا

طور اغماض کا انداز ادا کا دیکھا
کیا کہوں تم سے کہ آن آنکھوں سے کیا کیا دیکھا

یوں تو چاہا کیے ہر سال مہینوں لیکن
ابکی نوچندی میں اک چاند سا مکھڑا دیکھا

عمر بھر کی جو تمنا تھی سو وہ بر آئی
مرتے دم شکر ہے دیدار تمہارا دیکھا

کبھی بالوں کو سنوارا کبھی ماتھا پوچھا
آئینہ لیکے پھر اُس نے جو چہرا دیکھا

ہوں وہ کافر کہ مسلمانوں نے اکثر مجکو
پھونکتے کعبے میں ناقوس کلیسا دیکھا

جان بلب ہوگیا دو روز کی غفلت میں تری
اپنے بیمار کا احوال مسیحا دیکھا

کل تو سب کر چکے تھے گور و کفن کی تدبیر
جان جان آج تو تو نے اُسے اچھا دیکھا

اب تو ہر اک سے مجھے پوچھتے ہو تم نے کہیں
میرا عاشق مرا مفتون مرا شیدا دیکھا

بدگمانی سے خفا ہوتے ہو مجھسے ہر بار
کچھ عجب طرح کا انداز تمہارا دیکھا

آپکے گھر کے سوا یہ تو بتا دو مشفق
کوسنے کوچے میں کس نے مجھے کس جا دیکھا

افترا مجھپہ کیا ہے یہ ور اندازوں نے
بخدا میں نے کسی کو نہیں اصلا دیکھا

اور جو باور نہیں تم کو تو چلو خوب کیا
اب نہ کہیگا کہ کیوں اور نے جھانکا دیکھا

آپ کیوں کرتے ہیں ہر روز نظارہ بازی
میں نے بھی گر کسی محبوب کو دیکھا دیکھا

اُٹھ گیا اُس کا دوپٹہ جو ہوا سے اے رند
صاف آئینے سے وہ پیٹ مصفا دیکھا

متاع و مال کی لذت اٹھائے گا پھر کیا
گدا کو دیگا نہ منعم تو پائے گا پھر کیا

شب فراق صنم سر پہ لائے گا پھر کیا
یہ روز بد مجھے گردوں دکھائے گا پھر کیا

جو زہر ہجر کی تلخی اسے تو نہیں آگاہ
تو قند وصل کی لذت اُٹھائے گا پھر کیا

مری طرف سے کوئی صانع ازل سے کہے
بگاڑتا ہے جو مجکو بنائے گا پھر کیا

ہزار بار کیا میرا امتحان اُس نے
بس آزما چکا اب آزمائے گا پھر کیا

جفا و جور نہ کر اُس کے بندوں پر اے بت
خدا کو حشر کے دن منھ دکھائے گا پھر کیا

وہ گھورتے ہیں بری آنکھ سے پھر اب ہر بار
میں دیکھتا ہوں مقدر دکھائے گا پھر کیا

ہزار بار جو تقریر میں ہوا ہو بند
وہ میرے سامنے باتیں بنائے گا پھر کیا

ملال غیر سے ملنے کا جائے گا کیونکر
یہ میں نے مانا وہ قسمیں بھی کھائیگا پھر کیا

رہے جو پیش نظر ہر گھڑی تصور یار
یہ آنکھیں کور ہوں ان میں سمائے گا پھر کیا

مثال طور ہی سینے مین دل بھی خاک سیاہ
جلے ہوئے کو وہ شعلہ جلا ئے گا پھر کیا

کرے نہ دیر کو مسمار جو کہ بت کے لئے
وہ اینٹ کے لئے مسجد کو ڈھائیگا پھر کیا

رہے نہ آپ مین ساقی جو ایک ساغر مین
بھلا وہ میری طرح خم چڑھائے گا پھر کیا

ضرور حشر کے دن عاصیون کی ہوگی تلاش
نہ ہون گے ہم تو جہنم جلائے گا پھر کیا

خیال زاد سفر رکھ عدم کو جانا ہے
جو لے نہ جائے گا یان سے تو پائیگا پھر کیا

عبث ہے دام لیے فکر مین مری صیاد
یہ مشت پر کے سوا ہاتھ آئے گا پھر کیا

یہ دل لگی نہین اچھی جلی کٹی پہ نہ آ
ہنسی ہنسی مین تو مجکو رلائے گا پھر کیا

مرے نصیب مین رونا ہی صورت شبنم
برنگ گل جو فلک تو ہنسائیگا پھر کیا

خیال بوسۂ لب پھر ہوا ہے ادر سنو
مین دیکھتا ہون یہ دل منہ کی کھائیگا پھر کیا

نظر پڑے تپش دل کے آج طور برے
الٰہی خیر جگر منہ کو آئے گا پھر کیا

ذرا سی بات مین روئے یہ حال ہو جس کا
وہ چٹکیون مین کسی کو اڑائے گا پھر کیا

وہ بیوفا ہی نہ چھوڑے گا غیر کا ملنا
جو رند کوفت مین وہ مر بھی جائیگا پھر کیا

راتون کو بھی وہ آ کے کئی بار رہگیا
ارمان اب بھی کوئی دل زار رہگیا

تو شب کو آتے آتے جو اے یار رہ گیا
کیا کیا تڑپ تڑپ کے دل زار رہگیا

چندے یونہین جو ہجر کا آزار رہ گیا
سن لینگے آپ مر گئے یہ بیمار رہگیا

یوسف رہا نہ کوئی خریدار رہ گیا
افسانہ بہر گرمی بازار رہ گیا

کرتا ہون اس طرح سے بسر کوئے یار مین
در سے اٹھا دیا پس دیوار رہ گیا

جاگے نہ ایک رات بھی ہمراہ یار کے
خوابیدہ بخت دیدۂ بیدار رہ گیا

جلتے جو دیکھا چاہنے والون کو دھوپ مین
دیوار پر وہ سایۂ دیوار رہ گیا

تاب سزائے زلف محبت نہ لا سکے
سب چل دیے مگر یہ گنہگار رہ گیا

کوتاہیان تو اس لب جان بخش نے نہ کین
صحبت نہ تھی نصیب مین بیمار رہ گیا

کافر کی قبر مین بھی نہ ہوگی یہ تیرگی
دم گھٹتے گھٹتے میرا شب تار رہ گیا

پائی خبر جو آمد فصل بہار کی
کیا پھڑ پھڑا کے مرغ گرفتار رہ گیا

رندان عشق چھٹ گئے مذہب کی قید سے
گفتار ہا گلے مین نہ زنار رہ گیا

شاعر ہزار طرح سے تجھے باندھنے لگے — اب کیا ثبوت ہین کمر یار رہ گیا
جانا ہوا نہ وادی وحشت مین اُنکی سال — پیاسا لہو کا میرے ہر اک خار رہ گیا
تم جاتے جاتے کس لیے پھر آئے خیر ہے — چنپا کلی کا موتیون کا ہار رہ گیا
سُن لینگے سب وہ غیرت یوسف اگر گیا — تو تختۂ مصر کا سر بازار رہ گیا
اُٹھا پھر آج عاشق گریان کے سامنے — کس دن مین تجھسے ابر گہر بار رہ گیا
مین بک چکا تھا شومی طالع کو کیا کرون — بیعانہ دیتے دیتے خریدار رہ گیا
جوش جنون ہے جامہ دری مین کمی نہ ہو — پھر پڑ گیا جو بچکے کوئی تار رہ گیا
ساقی ہے مے ہے آمد فصل بہار ہے — بیہوش ہے وہ آج جو ہشیار رہ گیا
ہے ترک عشق پر بھی وہی کاوش مژہ — دل مین کھٹک رہا ہے کوئی خار رہ گیا
زخمون مین اپنے خون کے تھالے بھرے رہے — کائی کی طرح مرہم زنگار رہ گیا
خوف خدا تھا ورنہ زمانہ کو پھونکتا — مین کرتے کرتے آہ شرربار رہ گیا
تیری گلی بہشت ہے طوبی ہر اک درخت — کیا فرق تجھ مین حور مین اے یار رہ گیا
کیا آمد خزان ہے صبا کیا ہوا چلی — کیون زمزمون سے بلبل گلزار رہ گیا
چمکا جو اُس کا صاعقۂ حسن بام پر — ہو کر بچک مین پشت بدیوار رہ گیا
شیشے کی شکل توڑینگے توبہ شراب خوار — چندے جو ابر اور گہر بار رہ گیا
کہتے ہین جان رند نے دی کوئے یار مین — دار الشفا مین مر کے یہ بیمار رہ گیا

ہر دم کا خیال رخ زیبا نہین جاتا — کیون رند ترے سر سے یہ سودا نہین جاتا
افسوس ہے تو رشک مسیحا نہین جاتا — حال اب ترے بیمار کا دیکھا نہین جاتا
باقی ہے پس از مرگ بھی عشق خط و گیسو — سر کٹ گیا پر سر سے یہ سودا نہین جاتا
اللہ رے غلو کفر مین مجھ رند کا اے شیخ — کعبے کی طرف ہوکے کلیسا نہین جاتا
ویران ہے بیابان جنون جب سے گیا قیس — مجنون کوئی اب جانب صحرا نہین جاتا
غش کرتے ہو چمکانے پہ جوبن کے مری جان — شوق آپ سے موباف زری کا نہین جاتا
اُس زلف کی تسخیر مین عاجز ہین سپیرے — کالا کسی منتر سے یہ کیلا نہین جاتا
جس بات کی چاہو قسم اک مرتبہ لے لو — ہر بار تو قرآن اُٹھایا نہین جاتا

صحت ہوئی اُن کو جو اُترے نہیں صدقے　　چورا ہے پر اب ماش کا پتلا نہیں جاتا
کیا پہونچے خبر حال پریشان کی ہمارے　　اُس تک کوئی اخبار کا پرچا نہیں جاتا
ہے تذکرہ ابتک مری شوریدہ سری کا　　یہ ذکر ہے مذکور یہ چرچا نہیں جاتا
ہے رنگ نہ وہ روپ مگر باقی ہے اغماض　　سب اُڑ گیا پر غمزۂ بیجا نہیں جاتا
ہر گام پہ ڈگتا ہے قدم راہ وفا میں　　کھائی ہے جھپٹ ایسی کہ سنبھلا نہیں جاتا
کاشانۂ دل جب سے پسند آیا کسی کا　　غم سلمہ اللہ تعالے نہیں جاتا
چل پھر کی جو طاقت تھی ہی تاب و تواں تک　　اب تھک کے جہاں بیٹھے تو اُٹھا نہیں جاتا

احباب کو کیا کام یہ کیوں پوچھتے ہیں رند
جاتا ہوں میں اس کوچے میں یا نہیں جاتا

عدو غیر نے تجکو دلبر بنایا　　کوئی جور مجھ پر مقرر بنایا
کوئی سرو رکھتا نہ تھا راست یہ سے　　ترے قد کو میں نے صنوبر بنایا
کیا میں نے جلاد اُسے اپنے حق میں　　ستم سہتے سہتے ستمگر بنایا
نہ گنتا تھا کوئی حسینوں میں اوبت　　تجھے دیکھ دل میں نے دلبر بنایا
شکر لب کہا میں نے کڑوے ہوئے تم　　عبث منھ کو مجھ سے ستمگر بنایا
عناصر سے خالق نے خلقت بنائی　　تجھے نور سے حور پیکر بنایا
ترا عاشق زار روز ازل سے　　بنایا مجھے او ستمگر بنایا
بھلا کیا جواب اسکا دیگا تو قاتل　　اگر خون کا میں نے محضر بنایا
مری عقل حیران ہے بار آلہا　　طلسمات دنیا کو کیونکر بنایا
پڑی جان اُڑنے لگا میرے سینے　　رسائی کا جو تو نے کبوتر بنایا
ہمہ وقت ممکن نہیں وصل دلبر　　ہنسی کھیل کیا جان مضطر بنایا
وہ ہوں صاحب ظرف ہرگز نہ چھلکا　　اگر خاک کا میری ساغر بنایا
خیال دہن نے کیا تنگ مجھکو　　کمر کے تصور نے لاغر بنایا

گھلے سوز فرقت میں اس شمع رو کے
یہ حال اپنا کیوں رند جل کر بنایا

ساقیا پلوا تنگ ظرفوں کو چلو بھر شراب　　میں ہوں دریا نوش کیا دیتا ہے اک ساغر شراب

فصل گل ہے کھینچ رہی ہے آجکل گھر گھر شراب
بادہ کش ہیں مستیاں کرتے ہین پی پیکر شراب

ہے دعا مستون کی یارب مثل ماہ و آفتاب
جام گردش مین رہے کھایا کرے چکر شراب

بزم مین وہ ترک آیا میکشی کو ساقیا
خوب ہے تیرے سے خوب تر بہتر سے ہو بہتر شراب

ہون وہ میکش محتسب ہو نہین تو پہلے حکم دون
دودھ کے بدلے پلادے طفل کو مادر شراب

پھر بہار آئے الٰہی پھر شگفتہ ہو دین گل
تاک کے سایہ مین انیڈین مست پھر پیکر شراب

گر صفائے قلب چاہے میکشی کر اختیار
واسطے آئینۂ دل کے ہے روشنگر شراب

اُلفت چشمان میگون بیخودی کیونکر نہ لائے
آدمی کو آپ سے کر دیتی ہے باہر شراب

شوق سے دامادی پیر مغان کرتے قبول
خوبصورت سی اگر ہوتی کوئی دختر شراب

بوسۂ لبہائے میگون ہو اگر مجکو نصیب
گور پر ساقی کے بھجوا دون گھڑے بھر بھر شراب

گر رہے نہین چندے رہی افراط مے کی ساقیا
چاہیے بہتی پھرے میخانے کے باہر شراب

میکشی سے گرچہ زاہد کو ابھی انکار ہے
دیکھتا ہے سیر پیر رندون کو پلوا کر شراب

غم غلط ہوتا ہے غمگین کا سرور بادہ سے
خون دل پینا پڑے مجکو نہ ہو گر شراب

دور دور جام مینا دور گردون تک رہے
بادہ کش دیوین دعا ساقی کو پی پیکر شراب

کھل ہی جاتی ہے بناوٹ آدمی کی نشہ مین
صاف دکھلا دیتی ہے انسان کا جوہر شراب

دیکھتا کیفیت روئے زمین آئینے مین
جام مین جمشید کے پیتا جو اسکندر شراب

بیچتا ہے تو لکر پیر مغان سونے کی تول
ہو گئی ہے دور مین اپنے تو آب زر شراب

ہے غنیمت فرصت بخت ایک دورہ اور ہو
ہے ابھی شیشے مین اے ساقی کئی ساغر شراب

حشر کے دن دیکھنا بدمستیان مجھ رند کی
گور سے کہتا اُٹھے یا ساقی کوثر شراب

ٹکڑے ہوتا ہے جگر سنکر نوائے عندلیب
ہو گئی سو بار جان مجکو صدائے عندلیب

مول لیکر چھوڑ دے صیاد سے ہوگا ثواب
چند برگ گل ہین اے گلچین بہائے عندلیب

دوستون کی دلبرون سے دوستی ممنوع ہے
گل سے کچھ مطلب نہ رکھین آشنائے عندلیب

آگئی الفاف پر گر باغ ہستی کی ہوا
چاہیے آغوش غنچے کا ہو جائے عندلیب

گل ہین مثل خار آنکھون مین مری اے گلبدن
تیر سے لگتے ہین دل پر نالہائے عندلیب

حق صحبت تجھپہ واجب ہے قفس تک اے صبا
چند برگ گل اٹھا لیجا برائے عندلیب

مظلمہ خون کا عبث لکھتا ہے اپنے ذمہ تو
چند برگ گل ہین گلچین خونبہائے عندلیب

جائے کیونکر باغ سے وہ قیدی زندان عشق
الفت گل ہو گئی زنجیر پائے عندلیب

وا نہین کرتی ہے بے اذن اسکے غنچہ کو نسیم
ابتو گلشن مین بندھی بالے ہوائے عندلیب

باغ مین اے رند جا کر مین بھی گویا کی طرح
خندہ ہائے گل سنون یا نالہائے عندلیب

کس رشک ماہتاب کا جویا ہے آفتاب
چکر مین میری طرح جو رہتا ہے آفتاب

گرمی سے کس کے حسن کی دہلا ہے آفتاب
تھر تھر جو کانپتا ہے لرزتا ہے آفتاب

اسکے خرام ناز نے برپا کیا ہے حشر
دیکھون کدھر سے آج نکلتا ہے آفتاب

دیکھا ہے جب سے غیرت خورشید کو مرے
چنبر کی طرح رنگ بدلتا ہے آفتاب

شام شب وصال کے ہوتے ہی صبح تھی
گردونپہ جاے مہ نکل آیا ہے آفتاب

زلفون سے اسکا روے منور عیان نہین
ابر سیہ کو چیر کے نکلا ہے آفتاب

خورشید ذرے کا بھی تفاوت صریح ہے
دریائے حسن یار کا چشمہ ہے آفتاب

روز فراق آٹھ پہر سے بھی بڑھ گیا
تو آج چال کونسی چلتا ہے آفتاب

مقدور ہے کرے اگر اس سے مقابلہ
آنکھین نہین ہین چہرے پہ اندھا ہے آفتاب

اسکی سی شوخیان کہان وہ گرمیان کہان
مانا یہ مین نے نور کا پتلا ہے آفتاب

نکلے چمک کے لاکھ وہ اے غیرت مسیح
پیش ضیائے حسن تو میلا ہے آفتاب

اسکے بھی دل مین بھڑکی ہے کیا آتش فراق
جلتا ہے میری طرح بھلستا ہے آفتاب

مین نے کہا کہ رات کو آؤ تو یون کہا
دیکھا ہے تو نے شب کو نکلتا ہے آفتاب

لٹکایا جائیگا چہ بابل مین ایک دن
زہرہ جبین پر مرے مرتا ہے آفتاب

حاضر اگر ہے دن کو تو غائب ہے رات کو
غمزہ یہ کس حسین سے سیکھا ہے آفتاب

بارش نہین ہے غم مین کسی رشک ماہ کے
رومال رکھ کے ابر کا روتا ہے آفتاب

پیر مغان بھی عامل کامل سے کم نہین
شیشے مین جن کی طرح اتارا ہے آفتاب

پھرتا ہے یہ بھی یار کا رخ جسطرف کو ہو
سورج مکھی کا پھول کہون یا ہے آفتاب

داغ سفید چرخ ہے میری نظر مین رند
شبنم کی گو نگاہ مین رعنا ہے آفتاب

آج انکار نہ فرمائیے آپ — شب کی شب گھر مرے رہ جائیے آپ

جائیے گھر کو نہ گھبرائیے آپ — ہم نہ مر جائیں گے بس جائیے آپ

کھول دو شوق سے بند انگیا کے — لیٹ کر ساتھ نہ شرمائیے آپ

آتے ہی کہتے ہو میں جاؤں گا — میں بھی آنے کا نہیں جائیے آپ

ڈھونڈھتے پھریے اگر لیکے چراغ — مجھ سا عاشق جو کہیں پائیے آپ

عمر بھر تو نہ قدم رنجہ کیا — آئیے اب تو نہ ترسائیے آپ

جان مشتاق لبوں پر آئی — کچھ وصیت ہو وہ سن جائیے آپ

دل سمجھتا نہیں مجھ سے ناصح — آپ سے سمجھے تو سمجھائیے آپ

سایہ ساں شوق میں افتاں خیزاں — ساتھ رہتا ہوں جدھر جائیے آپ

میں دکھاؤں جو جنوں کی ہے صفت — شان بیرحمی کی دکھلائیے آپ

ٹکڑے ٹکڑے میں گریباں کے کروں — پرزے پرزے مرے اڑوائیے آپ

شاد ہو روح اگر بعد فنا — شمع و گل گور پہ بھجوائیے آپ

جان صدقے کروں کیا بات ہے جان — کاٹ دوں سر کو جو فرمائیے آپ

منہ پہ منہ رکھا تو بولے کیا خوب — پہلے منہ اپنا تو بنوائیے آپ

غیر کہنے لگیں بندہ جائے ہوا — مجھ سے قتل اگر اٹھوائیے آپ

نام تک یوں نہ کبھی ہوں وہ بشر — اب اگر حور بھی بنجائیے آپ

ہاتھ سے رنگیں کو کھوتے ہو عبث
کہیں ایسا نہ ہو پچھتائیے آپ

عاشق کہاں کے بندہ نہ سمجھے غرور آپ — اس حور سے خفا ہوئے کیوں بے قصور آپ

فرمائیں بند عشق میں ہیں کس کے چور آپ — دیوانہ پری ہیں کہ شیدائے حور آپ

جلوہ چمک چمک کے جو دکھلاتے ہیں یوں — کیا پھر جلایا چاہتے ہیں کوہ طور آپ

نوبت نہ معذرت کی ہوئی اس کریم سے — باعث ہوئے نجات کے میرے قصور آپ

کیا مجھ گناہ گار کی ایذا اٹھائیں گے — ہیں اپنے اپنے حال میں اہل قبور آپ

مسجود خاص و عام ہو دہلیز یار کی — جھکتا ہو واں پہ چاہیے سر پر غرور آپ

محتاج عرض حال نہیں یار کی جناب — پہچان لے گا عالم ما فی الصدور آپ

لڑ وا رہے ہین شیخ و برہمن کو بیجہت
در پردہ کر رہے ہین یہ سارے فتور آپ

آتش فشان ہی برق تجلی قدیم سے
معلوم ہی جلا چکے ہین کوہ طور آپ

تکلیف اب نہ کیجیے گا مہربان من
تھم جائیگا تڑپ کے دل ناصبور آپ

کھینچے گا شوق کوچہ دلدار کی طرف
لیجائیگا بہشت مین سودائے حور آپ

گلشن مین گل سے کر رہی ہی شوخ چشمیان
نرگس کو چلکے آنکھ دکھائین حضور آپ

گذرا کرم سے مورد بیداد ہی سہی
ثابت کرونگا یار یہ اپنا قصور آپ

انسان خوبرو ہین یہ ثابت ہوا ہمین
رہتے نہ کیون بہشت مین ہوتے جو حور آپ

معشوق کی کمی نہین عاشق مزاج کو
بس بس زیادتی نہ کرین اب حضور آپ

رخشان نہین ہی روے منور ہی مثل ماہ
انصاف تو یہ ہی کہ سراپا ہین نور آپ

واقف نہیں خوشی سے بجز رنج ہجر مین
ساتھ اپنے لے گئے مرے دل کا سرور آپ

عاشق ہون مین تو جذبۂ دل کھینچ لائے گا
دیکھون تو کب تلک پھرینگے دور دور آپ

نازان ہون رند اُسکی کریمی کی شان پر
ہوتے ہین شوق عفو مین مجھسے قصور آپ

نہ رہا جیسا تھا آگے گل رخسار کا روپ
چل دلا دیکھین کسی اور طرحدار کا روپ

کون کہتا ہی کہ بگڑا مرے دلدار کا روپ
اب تلک تو وہی جوبن ہی وہی یار کا روپ

ہون گے حیران صفا دیکھکے ہم زانو کی
دیکھنے دینگے نہ کوئی کمر یار کا روپ

عالم جنبش ابرو بھی دکھا دے اک دن
دیکھ لین چلتے بھی قاتل تری تلوار کا روپ

چاندنی رات مین وہ رشک قمر آیا ہے
آج کچھ اور ہی بام و در و دیوار کا روپ

چاندنی رات سے بہتر ہی سیاہی اُسکی
کس گیسو سے مشابہ ہی شب تار کا روپ

آخر کار مسیحا نے دیا صاف جواب
ابتدا ہی سے بُرا تھا ترے بیمار کا روپ

گل ہین پژمردہ تو ہر غنچہ گرفتہ دل ہے
آج بگڑا نظر آیا مجھے گلزار کا روپ

اسطرح روتے ہین جسطرح سے برسے نیسان
آنکھین دکھلا رہی ہین ابر گہربار کا روپ

دن کو پوشاک ہی رنگین تو شب کو ہے سفید
صبح کچھ شام ہی کچھ اس بت عیار کا روپ

کونسی خوبی ہی جو حسن مین کافر کے نہین
چشم بد دور ذرا دیکھو مرے یار کا روپ

اے پری حسن ترا رونق ہندوستان ہے
حسن یوسف ہی فقط مصر کے بازار کا روپ

گھر مین بیٹھا ہون مگر پیش نظر ہی ہر وقت / کبھی اس بام کا عالم کبھی دیوار کا روپ

یاد ایام جو زندون مین گنے جاتے تھے / اپنے مردے سے مشابہ ہی تن زار کا روپ

ہر گل تر نظر آنے لگے محبوب حسین / چشم بلبل سے اگر دیکھیے گلزار کا روپ

نگہ چشم منور سے بھی میلا ہو جائے / کیا بیان کیجے صفائے گل رخسار کا روپ

سرخ پوشاک پہنکر وہ نکلتا ہے مدام / ایک ہی ترک فلک اور مرے خونخوار کا روپ

عالم زلف لسا ہی جو ترے شانے پر / دوش کافر پہ یہ ہوتا نہین زنار کا روپ

یاد گیسو مین یہ رہتا ہی ہمارا عالم / وقت پھانسی کے جو ہوتا ہی گنہگار کا روپ

پھر نظر اور کو دیکھا ہو تو اندھا ہو جاؤن / جیسے آنکھون مین سمایا ہی مرے یار کا روپ

اک نظر دیکھ لیا جس نے وہ مشتاق ہوا / قدرت حق کا تماشا ہی مرے یار کا روپ

صبح مر جائیگا تا شام اگر زندہ رہا / آج اچھا نہین عیسی ترے بیمار کا روپ

دل کا سینے مین وہی حال ہی اے فرقت یار / جو قفس مین ہو کسی مرغ گرفتار کا روپ

شوق دیدار مین ہی ایک بعینہ اے رند / چشم تصویر کا اور دیدۂ بیدار کا روپ

کہتے ہین جس کو عرش برین ہی وہ بام دوست / اعلے ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست

کٹتے ہین سیکڑون کے گلے گام گام پر / چلنے سے تیغ کے نہین کچھ کم خرام دوست

جاتا ہی جیسے خون شہیدان عشق کو / کاٹھی سے نکلی پڑتی ہی باہر حسام دوست

صحبت مین جنکی شک ہی وہ ہین خود غلط ہنوز / ہم وحی جانتے ہین سراسر کلام دوست

ان روزون بانکپن ہی زیادہ مزاج مین / عرش برین مین جھولتی ہے اب حسام دوست

ہی جی مین کوہ طور پہ اک روز جایئے / مثل کلیم ہوجیے وان ہم کلام دوست

سکہ بٹھایا اپنی محبت کا یار نے / کندہ ہی مثل نقش نگین دلپہ نام دوست

عاشق جلو مین دوڑتے ہی دوڑتے مرے / ہر گز قدم لگا نہ کہین خوشخرام دوست

وہ بے نشان ہی یہی اس کا نشان ہے / کہتے ہین اسم پاک جسے ہی وہ نام دوست

پیغامبر کو دخل نہین اس مقام مین / بیواسطہ پہونچتا ہی مجکو پیام دوست

آتا ہی یار فاتحہ پڑھنے کو بیشتر / لوح لحد ہی تختۂ مشق خرام دوست

مارے خوشی کے منھ سے نکلتی نہین ہی بات / شاید زبانی لایا ہی قاصد پیام دوست

واں تک گذار ہر کس و ناکس محال ہے
پر جلتے ہیں ملک کے جہاں ہے مقام دوست

رہتا ہے وہ خزانے میں پنہاں مثال گنج
جو دل شکستہ ہے وہی دل ہے مقام دوست

بیٹھا کرے وہ شوخ جو کوٹھے پر آن کر
میلا سا روز رہنے لگے زیر بام دوست

اے رند مشک و عود کی کیا اس کو احتیاج
رکھتی ہے بوئے زلف معطر مشام دوست

گھر مرے آئیگا وہ لالہ عذار آجکی رات
چمن حسن کی لوٹونگا بہار آجکی رات

پھر نہ رہجاوے دلا کوئی تمنا باقی
صبح تک یار سے ہو بوس و کنار آجکی رات

باندھتے ہیں دل بیتاب کے مضمون سبھی
کھیلنا ہے مجھے مچھلی کا شکار آجکی رات

اپنے گھر آئے کو ناراض کوئی کرتا ہے
خاطریں کرتے ہیں اس گل کی ہزار آجکی رات

صاف ہوجائیے دلمیں نہ کدورت رکھئے
جھاڑیئے دامن خاطر سے غبار آجکی رات

مہربانی ہے مرے حال پہ پیشان سے سوا
کچھ بہت پاتا ہوں میں شفقت یار آجکی رات

منفعل ماہ کو اے مہر لقا کرتا ہے
روئے روشن سے ترے کرکے دوچار آجکی رات

کل تلک تو یہ چمک حسن کی اے ماہ نہ تھی
نور دیتے ہیں ترے دونوں عذار آجکی رات

خوردش ماہ نے فرمایا نزول اجلال
لیلۃ القدر سمجھ عاشق زار آجکی رات

دیکھئے لطف شب ماہ وہ گل آیا ہے
چاندنی باغ کی دیتی ہے بہار آجکی رات

جی کی جی ہی میں رہی وصل میں بھی حسرت دل
سو رہا آکے سر شام ہے یار آجکی رات

بچگیا تیرے تصور میں مرے رشک مسیح
مرگیا ہوتا ترا عاشق زار آجکی رات

خرمن برق نظر آئیگا گل خاکستر
ہوگئی آہ اگر صاعقہ بار آجکی رات

تپ فرقت کے حراروں سے نہ ہونگے ظاہر
جان لیویگا ہماری یہ بخار آجکی رات

نہیں پہلو میں جو وہ غیرت گل رشک چمن
ہر سر مو ہے بدن پر مرے خار آجکی رات

نہ رہا حیلۂ گلگشت چمن کرکے گیا
دے گیا داغ مجھے لالہ عذار آجکی رات

دل تو آگے ہی کیا پیشکش یار اے رند
جان کر اسکے قدم پر تو نثار آجکی رات

نالہ ہونے لگا افلاک کے پار آجکی رات
ضبط مجھسے نہ ہوا آخر کار آجکی رات

شب فرقت کی مصیبت کو گوارا کرلے
کاٹ ڈالے نہ لے ہی کرکے دل زار آجکی رات

ہوش آتا ہی سیاہی سے شب فرقت کی
گور تاریک سے ہی تیرہ و تار آجکی رات

تا دم صبح تری یاد مین اے رشک مسیح
غش بیمار کرا یا دل زار آجکی رات

کل جگا لیجیو شب وصل مین اس ماہ کے ساتھ
سونے دے او دل بے صبر و قرار آجکی رات

شب آیندہ پہ موقوف ہا وعدۂ وصل
دیکھیے کٹتی ہی کیونکر دل زار آجکی رات

بھگیا دل تو لہو ہو کے شب ہجر مین کل
تو بھی جا چک کہین اے جان نزار آجکی رات

شب تاریک جدائی ہی فقط او رہم ہین
کوئی مونس ہی نہ غمخوار نہ یار آجکی رات

خواب غفلت مین کبھی اے یار رہا تیرا خیال
نیند مین تجکو پکارا کئی بار آجکی رات

مغتنم جان اگر خیر سے گذرے شب ہجر
مجھپہ بھاری ہی بہت اے دل زار آجکی رات

یار دامن کو چھڑا ہاتھ سے گھر آئیگا
مین بھی رکھون گا گریبان مین تار آجکی رات

رند دم ناک مین کرتی ہی بلائے شب ہجر
کھینچتا ہی مجھے گرد اپنے حصار آجکی رات

اے جنون مشغلۂ عالم تنہائی ہے
کس بہانے سے نہ گریبان سے تار آجکی رات

جو یہی تار ہی رونیکا تو اے چشم پُر آب
ہاتھ سے جائیگا سر رشتۂ تکرار آجکی رات

دل جگر آتش فرقت نے جلائے اے رند
شام سے تا سحر کے اڑتے ہین شرار آجکی رات

کیا کہیے کاٹی ہجر مین کیونکر تمام رات
گذری جو کچھ گذر گئی مجھپہ تمام رات

نیند آئی تجھ بغیر نہ دم بھر تمام رات
تارے گنا کیا ہون مین دلبر تمام رات

اندھیر تھا نظر مین جہان تار تیرہ تھا
کس جا رہا تو ماہ منور تمام رات

دیکھا فلک پہ عقد ثریا جو شام کو
بھولا نہ تیرے کان کا گوہر تمام رات

شب کاٹتے ہین ہم قلق و اضطراب مین
سوتے ہین آپ چین سے کیونکر تمام رات

لیٹا ہون تجھ بغیر جو پھولون کی سیج پر
لوٹا کیا ہون کانٹون کے اوپر تمام رات

سویا جو یاد قد مین تمھارے تو خواب مین
دیکھا کیا مین سرو و صنوبر تمام رات

لے لے کے کروٹین کبھی مری جان صبح کی
ڈھونڈھا کیا تجھے دل مضطر تمام رات

رہتی ہی جان تجھ مین مری جان صبح تک
مر مر کے کاٹتا ہون مین دلبر تمام رات

تا صبح مجھکو روز جگاتا ہے شام سے
سونا ترا پری رو لپٹ کر تمام رات

اے جان یاد ابرو خمدار مین تری
رگڑا کیا گلے پہ مین خنجر تمام رات

مژگان تمہاری شام سے جو یاد آ گئین
سونا کہان کا تیرے تصور مین لے پری
مشتاق کل بھی وصل سے محروم رہ گیا
شب باش آج تو مرے گھر ہو کرم کرو
ہو جاؤ آ کے سینہ بہ سینہ کہان تلک
دل ڈھونڈھتا ہی تمکو مری خو بگڑ گئی

دل مین چبھا کئے مرے نشتر تمام رات
آتش کا شعر پڑھتا ہون اکثر تمام رات
غائب رہا کہان تو ستمگر تمام رات
روتا نہین ہون کل سے مین دن بھر تمام رات
پھڑ کا کرے مرا دل مضطر تمام رات
دو چار بار سوئے جو آ کر تمام رات

تا تو یہ عرض رند کی ہو آج اوسکے پاس
بہر خدا او بسر ہمیشہ تمام رات

سجے مترو کہین رائج ہوئے زنا رہبت
کشتنی سیکڑون زندان کے سزاوار بہت
دیکھکر تابش خورشید قیامت اے ماہ
کر دیا اپنے تن زار کو موئے بار یک
آج بیکار ہے آنا ترا اے عزرائیل
نہ لگی صبح تلک اسکی زبان تالو سے
نہین تو تاب رنگین کا نظارہ نہ سہی
جھانکنا کیا کسی عاشق کا ہوا مد نظر
نظر آئے مرض عشق کے آثار برُے
کفنی تو نہ پہنوائے کہین سنگر نی
ناتوانی نے بنایا ہی زبس زار و نحیف
مژدہ وصل کسی رند کو کہلا بھیجو
محفل غیر ہی پہلو سے سرک کر بیٹھو
پرورش مد نظر اوسکے ہے کس کس کی
ہون مین بازار جہان مین وہ متاع کاسد
مختصر یہ ہی ولادر گذر اب جانے دے
سر بازار کوئی آ نئے تو دو یوسف دش

ایک بت کے لئے کافر ہوئے دیندار بہت
عشقبازی جو خطا ہی تو گنہگار بہت
یاد آئے گا ترا سایۂ دیوار بہت
نکرو کہتے تھے فکر کمر یار بہت
جان لینے کو ہی فرقت کی شب تار بہت
کل سے بھی آج گرا ہا دل بیمار بہت
دل لگی کے لئے گل سیکڑون گلزار بہت
تاکتے پھرتے ہو کچھ روزن دیوار بہت
طول کھینچے گا مسیحا مرا آزار بہت
خوش تو آئی تری رنگینی گفتار بہت
میرے دب جانے کو ہی سایۂ دیوار بہت
پی چکا خون جگر ہجر مین اے یار بہت
غلبہ شوق کا ہوتا ہی مجھے یار بہت
ہمسے پھرتے ہین مصیبت کے گرفتار بہت
مسترد کر گئے لے لے کے خریدار بہت
طول ہو جائیگا کیون کرتا ہی تکرار بہت
بانکے پھرتے ہین زر نقد خریدار بہت

سیکڑون یار ملین گے جو وفادار ہین ہم — مال ہی اچھا ہمارا تو خریدار بہت

عشق کچھ آپ پہ موقوف نہین خوش رہیے — ایک سے ایک زمانے مین طرحدار بہت

طرف غیر سے پھیرو رخ ابرو کو ادھر — ایک جانب کو کساتے ہین تلوار بہت

خوب سا دیکھ لے جی بھر کے چمن کو بلبل — یاد آئیگا قفس مین تجھے گلزار بہت

مدواے عشق چڑھائی ہی جفاکارون کی — تن تنہا ہی دل زار ستمگار بہت

چشم خواہش سے زلیخا کیطرف جب دیکھا — نظر آنے لگے یوسف سر بازار بہت

نہ کیا فائدہ پرہیز دوا نے اے رند
تم تو آگے سے بھی کچھ ہوگئے بیمار بہت

کرنا نہ یار حور شمائل سے دل اچاٹ — وقت پڑیگی ہوویگا مشکل سے دل اچاٹ

ہوویگا غم غلط ترا موج و حباب سے — دریا مین کود پڑ جو ہو ساحل سے دل اچاٹ

آزاد ہو کے لطف اسیری کریگا یاد — دیوانے کر نہ طوق و سلاسل سے دل اچاٹ

چلتا نہین وہ حلق پہ کرتا نہین یہ ذبح — خنجر سے دل ہوا نہ ہو قاتل سے دل اچاٹ

اے آسمان کیا مری مٹی یہین کی ہے — ہوتا نہین جو کوچۂ قاتل سے دل اچاٹ

مشفق یہ بی سبب نہین بے اعتنائیان — شاید ہوا ہی عاشق بیدل سے دل اچاٹ

ہوجائے اتفاق اگر حسن و عشق مین — ہوئے پتنگ شمع کا محفل سے دل اچاٹ

وحشت کشان کشان مجھے لائی تھی باغ مین — یان بھی ہوا اتفاق عنادل سے دل اچاٹ

یاد آرہا ہی چاند سا مکھڑا کسی کا ہائے — ہوتا ہی صورت مہ کامل سے دل اچاٹ

نامحرمان عشق سے کیونکر کہون یہ حال — جب آگیا تو ہوتا ہی مشکل سے دل اچاٹ

برگشتہ وہ مژہ دل مجروح سے ہوئی — ہی سوزن مسیح کا گھائل سے دل اچاٹ

فانوس سے نہ شمع کو باہر نکالیے — خلوت نشین کا ہوویگا محفل سے دل اچاٹ

موقع یہی ہی رند بہر کیف کیجیے
عشق بتان حور شمائل سے دل اچاٹ

جاتا ہی ہر قدم دم قیس حزین الٹ — پردہ شتاب لیلی محمل نشین الٹ

یون یک بیک نقاب کو رخ سے نہین الٹ — وحشت یہ ہی نہ جائے مرا دم کہین الٹ

در پہ سے آکے میرا مسیحا جو پھر گیا — آنکھین گئین دم نفس واپسین الٹ

ماہ چاردہ شب یلدا مین ہو عیان ‏ بالون کو اپنے چہرے سے اے مہ جبین الٹ

اقرار وصل کرکے اب انکار ہی عبث ‏ شکر نہ ہو زبان نہ اے نازنین الٹ

مار سیاہ زلف سے اے دل پناہ مانگ ‏ یہ سانپ تجکو ڈس کے نہ جائے کہین الٹ

مانند لالہ داغ نہ لگجائے اے نسیم ‏ پاؤن کیطرح برگ گل یاسمین الٹ

تیغ نگاہ ناز چلا اے عاشقو چلی ‏ تم دیکھنا صفین کی صفین اس نے دین الٹ

بدمستیون سے رات کو اس بادہ نوش کی ‏ شیشے کہین لنڈھے گئے ساغر کہین الٹ

ہو کر دوچار چشم فسون ساز سے مری ‏ گر سحر سامری ہو تو جائے وہین الٹ

نکلی جو جان حسرت دیدار یار مین ‏ آنکھون کی پتلیان دم آخر گئین الٹ

برگشتہ یار ہوگیا مجھ راست باز سے ‏ قسمت کسی کی جائے نہ یون ہمنشین الٹ

بسمل تڑپ کے خون کے چھینٹے اوڑا چکے ‏ دامن سمیٹ اپنا کہ اب آستین الٹ

وہ خواب ناز مین ہی چل آہستہ اے نسیم ‏ آنچل نہ اوسکے یار سے جائے کہین الٹ

معدوم ہووے نام و نشان شاعری کا رند
طبقہ زمین شعر کا جاوے کہین الٹ

جستجوے شانہ مقصود ہی اے دل عبث ‏ توڑ کر جان کو نہ کر تو سعی لاحاصل عبث

تیغ ابرو کے اشارے مین ہی کام اپنا تمام ‏ تیز کرتا ہی چھری میرے لئے قاتل عبث

دسترس جیب دامن قاتل تلک ممکن نہین ‏ ہاتھ پاؤن مارتا ہی خون مین اے بسمل عبث

ایسے جینے سے تو میرا ڈوب مرنا خوب تھا ‏ دے رہی ہی مجکو غوطے حسرت ساحل عبث

اسکے کشتون مین نہین کرتا مجھے کوئی شمار ‏ خون لگا کر مین شہیدون مین ہوا شامل عبث

حسن دوروزہ پہ ناحق ہی یہ حسینا کو غرور ‏ اسقدر ہی نشہ تجھکو آب و گل عبث

منتخب کردہ نہین ہی حسن کی دیوان بھی ‏ کیون بنایا بیت ابرو کے برابر تل عبث

مرتبہ ایک جان و قالب ہی داور سے مجھے ‏ میرے اسکے بیچ مین ہی اب دوئی حائل عبث

آسمان پا ماسیے دل سے مرے کیا آیا ہاتھ ‏ اس دہ ویران پہ پہونچی دور اے عامل عبث

ہاتھ دھوے جان سے بیٹھے ہین کوچے مین ترے ‏ آستینون کو چڑھا کر پھرتا ہی قاتل عبث

زہر ہی کھانا پڑا آخر فراق یار مین
سبزہ رنگون پہ ہوئے اے رند تم مائل عبث

دو دون سے منہ بنائے ہو غنچہ دہن عبث — پھولا ہوا ہی مجھ سے وہ رشک چمن عبث
تکلیف باغ دیتی ہی بے گلبدن عبث — لہرا رہی ہی مجکو ہوائے چمن عبث
بیکار رکھ زبان نہ وصف جمال سے — پیدا کیے نہین لب و کام و دہن عبث
مہمان چند روزہ ہون پا در رکاب ہون — کرتے ہین مجھ سے کاوشیں اہل وطن عبث
رکھدین لحد مین لاش تردد فضول ہے — دیتے ہین مجھ شہید کو غسل و کفن عبث
رکھدونگا اے جنون مین ابھی چیر پھاڑ کے — کرتا ہی مجکو تنگ مرا پیرہن عبث
عریان رہونگا پینگے فرشتے تبر گا — لکھتے ہین خاک پاک سے میرا کفن عبث
رنگ سفید کو ہوئی دل سے صفا کہان — دعوی ہی روئے یار سے اے یاسمن عبث
اک دن نفاق ہوئیگا باہم یقین ہے — ہی اسقدر موافقت روح و تن عبث
تشبیہ اُسکے قد سے نہ دینی تھی شاعرو — پھینکے گئے اُکھاڑ کے سرو چمن عبث
دعوی ہو جس کو آپ سے بل اُس سے کیجیے — ہی مجھ نحیف و زار سے یہ بانکپن عبث
ہون بدنصیب مرکے بھی مٹی نہ پاؤنگا — میرا امیدوار ہے تو گورکن عبث
شیرین کے دل پہ نقش محبت نہ ہو سکا — ساری مشقتین کھنچین تری کوہکن عبث
تاثیر دار ایک سے نالہ سنا نہین — کرتے ہین یاوہ گوئیان مرغ چمن عبث
ٹیڑھی ہی راست بازون سے ناحق تری نظر — بل کہ رہی ہی زلف شکن در شکن عبث
پائین مقام دوست جو باہر ہون آپ سے — کعبے مین شیخ دیر مین ہین برہمن عبث
دیوانہ یہ بھی کیا کسی غنچہ دہن کا ہے — گل چاک چاک کرتا نہین پیرہن عبث
خود کاٹ کر گلا ہمین مرنا تھا اے اجل — میلا کیا دھرے دھرے اپنا کفن عبث

نقصان جان ہی رند جو دو غم بہم ہوئے
کرتے ہو رنج ہجر مین فکر سخن عبث

ماہ رو دلبر ہوا ہی آن کر ہمخانہ آج — غیرت برج قمر میرا بنا کاشانہ آج
ہی منور شمع روئے یار سے کاشانہ آج — پر جلین آئے اگر اس بزم مین پروانہ آج
سب سے پہلے دوڑ کر مین نے گلا کٹوا دیا — کام آئی آخر اپنی ہمت مردانہ آج
نرخ بڑھجائے کہ گھٹ جائے مجھے مطلب نہین — مین دیے رکھتا ہون جنس حسن کا بیعانہ آج
تیرے دیوانون کے دم کی ہی یہ رونق اے پری — شہر سے آباد آتا ہی نظر ویرانہ آج

پاس قاتل تا کجا اے کشتۂ تیغ ادا
ڈالدے اُسکی کمر مین ہاتھ بیباکانہ آج

اب نہین روکے سے رُکتا وہ کسی سے اے پری
طوق زنجیرین توڑتا ہی ترا دیوانہ آج

ہاتھ آئے مال و زر سے یار کچھ یوسف نہین
قیمت کو نہین ہی اس شوخ کا بیعانہ آج

آرہی ہی قلقل مینا سے حق حق کی صدا
وہ بت کافر ہوا ہی ساقی میخانہ آج

یار گھر آیا ہی دخل غیر ہونا ہے محال
شمع تک آنے نہین پائی کہان پروانہ آج

پاس تھا جب تک وہ رشک حور تھا تو بہشت
قید خانہ ہو گیا اُس بن مرا کاشانہ آج

مژدہ باد اے ہمصفیران چمن آئی بہار
لیچلا سوئے قفس ہمکو تو آب و دانہ آج

وادی ایمن کا جلوہ دیکھتا ہون گھر مین
کیا وہ بت آیا ہی یان اب ہے بتخانہ آج

بعد مدت سیر کو آئے تھے زندان کیطرف
بنکے جن لپٹا پریزادون کو مین دیوانہ آج

شمع رو دلدار سے کہتا ہی مجکو سوز دل
تھا یہ ہی اُمید باہر ہی رہے پروانہ آج

کس کا یہ رتبہ ہی اے ساقی زہے میرا نصیب
آپ بھر کر یار نے مجکو دیا پیمانہ آج

وہ صنم آیا مرے گھر بے بلائے آپ سے
رکعتین دو پڑھکے کیجے سجدۂ شکرانہ آج

اے پری کٹوا دین شاید تو نے اُسکی بیڑیان
غل نہین کرتا ہی زندان مین ترا دیوانہ آج

رشک آیا عندلیبان چمن کو مجھ پہ رند
باغ مین لپٹا جو مین اُس گل سے گستاخانہ آج

یاد اُس زلف کی جی کے لیئے جنجال ہی آج
کیا بیان کیجیے احوال برا حال ہی آج

حسن کا عشق کے بازار مین بھی کال ہی آج
بند وہ کانین ہین معشوقون کی ہڑتال ہی آج

حسرت بوسہ مین عشاق لہو روئین نہ کیون
ملکے چہرے پہ گلال آئے ہین منہ لال ہی آج

صاف منقارون سے کرتے ہین گرفتار قفس
قید سے چھوٹتے ہین فکر پر و بال ہی آج

دولت اشک سے ہین جیب مین دریا موجود
دامن ابر بہاری مرا رومال ہے آج

مژۂ تیز ترے دل مین مرے چبھتے ہین
جسم پر نشتر فصاد مرا اک بال ہے آج

کس کو معلوم ہی احوال کہ کل کیا ہوگا
تجکو نادان عبث فکر مہ و سال ہی آج

دھوم ہی چار طرف یار کی آرائش کی
شور پازیب ہی آوازۂ خلخال ہی آج

ہجر دلدار مین بھی وصل کا حاصل ہی لطف
ہر گھڑی پیش نظر یار کی تمثال ہی آج

پھول سے ہونٹون مین گر رکھ لیا ہی حقہ
غنچۂ گل سے معطر تری منقال ہی آج

گنج بخشی ترے عاشق کو ہوئی ہے منظور
سلطنت پاس ہو قارون کی تو کیا مال ہے آج

رمضان ہو چکا ایام تقدس گذرے
مژدہ اے بادہ کشان غرۂ شوال ہے آج

خود بخود دل مرا افسردہ ہوا جاتا ہے
کچھ سمجھ میں نہیں آتا مرا کیا حال ہے آج

رنگ زرد اور لب خشک جو دیکھے میرے
خود بھی فرماتے ہیں ہنسکر ترا کیا حال ہے آج

پھر وہی دل کا قلق ہے وہی بیتابی ہے
رات کو حال جو گذرا تھا وہی حال ہے آج

رشک جیسے مرا پوچھے تو یہ کہنا قاصد
آ گئی جان سے دور اُس کا بُرا حال ہے آج

واہ ری طالع برگشتہ زہے خوبیٔ بخت
قرعۂ نیک بھی میرے لئے بدفال ہے آج

وقت فرصت کو نہ افسوس غنیمت جانا
کل جسے سہل سمجھتے تھے وہ اشکال ہے آج

وجد صوفی کو رہا یاد نہ قوال کو قول
حال باقی ہے کسی بزم میں نا قال ہے آج

مشک و عنبر کی دہن سے مرے بو آئیگی کل
شام سے ورد زبان ذکر خط و خال ہے آج

آج تو میں بھی مشرف ہوں ہم آغوشی سے
روز نو روز ہے اے ماہ نیا سال ہے آج

گور تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے
دست و پا کانپتے ہیں پرسش اعمال ہے آج

آمد آمد ہے نکیرین کی ہوتا ہے عذاب
روح تھراتی ہے وحشت سے عجب حال ہے آج

میں تڑپتا ہوں لرزتی ہے زمین کہتی ہے خلق
زلزلہ آیا زمین ہلتی ہے بھونچال ہے آج

رند کھلجاتا ہے یاں کھوٹے کھرے کا پردہ
لکھنؤ اہل ہنر کے لیے ٹکسال ہے آج

مثال مار کھاتا ہے سدا پیچ
کسی کاکل کا سنبل پر پڑا پیچ

میں کہتا ہوں دل ناداں نہ کھا پیچ
کمر کی اک نہ اک زلف دوتا پیچ

خم گیسو کا اب تو پڑ گیا پیچ
دل بیتاب کھا کر گر پڑا پیچ

کھلا جاتا ہے جو موباف کا پیچ
تری چوٹی کا کیا ڈھیلا اگر تھا پیچ

عیاں ہے درد دل ہر آہ کے ساتھ
کوئی پوچھے کہ قلیان پر ہے کیا پیچ

مری جان دیکھے بل نہ لفین جو باندھین
سبب کیا ہے نہ کچھ مجھ پر کھلا پیچ

بگولے کی طرح سے دے کے چکر
سمر گئی جا کسے باد صبا پیچ

کمند عشق میں گھبرا نہ اے دل
پڑا ہے اس طرح کا بارہا پیچ

میں دیوانہ ہوا ہوں جب سے دیکھا
پر تراون کے سر کا دلربا پیچ

گل آئی پری ساقی نے جسدم
نکالا کاگ شیشے کا لگا پیچ

نہ تھین دست دیا کیون ناگ کیطرح
خمار مے کا ساقی ہی بڑا پیچ

وہ پچھڑا پہلوان خم جس نے مارا
ہوا چت عشق کا جس پر پڑھا پیچ

لپیٹے گا کسے باندھے گا کس کو
تری دستار کا یہ لپیٹا پیچ

سکھا دیگی جو کولون تک گئی ہے
کمر کو یار کی زلف رسا پیچ

بہت سی فکر کی آنکھون کو کر بند
نہ کچھ دلبستگی کا پر کھلا پیچ

کھلی رہتی تھین کیون زلفونکو بلیھا
سبب کیا ہی نہ کچھ مجھپر کھلا پیچ

تعشق کا کہون مین ماجرا کیا
ہوا جو کچھ ہوا اب تو پڑا پیچ

نہین چھٹتا کبھی الفت کا مارا
محبت کا بھی ہونا ہی بڑا پیچ

ہوا بیفائدہ نقصان جان کا
دل نادان دیا تو نے بڑا پیچ

مجھے دم دیکے ٹالا کرکے اقرار
نہ آیا پھر نہ آیا کر گیا پیچ

پڑی پھر عشق کی پھانسی گلے مین
بچے تھے کس مصیبت سے اٹھا پیچ

چھری کی طرح سے رکتے نہین رند
نگہ نے اسکی سکھایا نک کا پیچ

نازکافر نہ اٹھا منت دیندار نہ کھینچ
صدمۂ کشمکش سبحہ و زنار نہ کھینچ

سبزہ خط مین دکھا کر گل رخسار نہ کھینچ
پھول کیواسطے کانٹون مین مجھے یار نہ کھینچ

چین یہ ابرو نہو ہر بات مین تیوری نہ چڑھا
راست بازی سے کبھی چھوڑدے تلوار نہ کھینچ

دم نکلجائے گا چھاتی تری پھٹ جا دیگی
نالے دل توڑکے یون مرغ گرفتار نہ کھینچ

شب گئی آئے نسیم سحری کے جھونکے
منت خواب اب لے دیدۂ بیدار نہ کھینچ

مرض الموت محبت ہی نہ ہون گا جان بر
رنج بیہودہ عبث اے مرے غمخوار نہ کھینچ

روز محشر کی طوالت کو نہ کر شرمندہ
اسقدر طول تو فرقت کی شب تار نہ کھینچ

خون ہوے جاتے ہین عشاق کے دل دیتے ہین
ناز سے پائے حنائی دم رفتار نہ کھینچ

عشق مژگان مین ہوا ہی تو اگر دشت نورد
پاؤن کیا دلمین چبھے خار تو زنہار نہ کھینچ

عشق ابروے بتان کا نہ ارادہ کرنا
نہ کھنچے گی یہ کمان مجھسے دل زار نہ کھینچ

زندگی تلخ نہ کر اپنے پرستاردن کی
دل بہت زیست سے اے ہجر کے بیمار نہ کھینچ

ہو نہ تو وہم و گمان شعرا سے غائب　　مجکو تو سوئے عدم او کمر یار نہ کھینچ
کلمۂ حق ہی اگر قد کو ترے سرو کہا　　راست گو ہون مجھے سولی پہ جفاکار نہ کھینچ
سر نہ سرکا تو جو دم بھرتا ہی جان بازیکا　　سانس بھی بلکہ تہ خنجر خونخوار نہ کھینچ
لالۂ رو تجکو کہا نشہ مین تقصیر ہوئی　　داغ دے میری زبان پوست جفاکار نہ کھینچ
خط نکل آئے تو رکھنا رخ گلگون پہ نقاب　　چند روز اور تو اس باغ کی دیوار نہ کھینچ
کر سکے گا نہ کسی طرح سے تو ہم چشمی　　خجلت ان آنکھون سے اے ابر گہربار نہ کھینچ
رشک آتا ہی نہ ہو خاک کسی عاشق کی　　عطر مٹی کا مرے سامنے دلدار نہ کھینچ
باعث گرمی بازار ہین گر پاس ان کا　　چاہنے والون سے دور آپکو اے یار نہ کھینچ
تپ فرقت کی حرارت یہ نہین کم ہوگی　　سرد آہین متواتر دل بیمار نہ کھینچ

ہو نہ ہر مرتبہ دلبر سے کشیدہ اے رند
رشتۂ خام محبت ہی یہ ہر بار نہ کھینچ

نام آخر ترے بیمار کا ہی تا دم صبح　　اول شام نکل جائیگا دم یا دم صبح
عالم نور کے نظارہ کی حسرت ہی رہی　　طالع خفتہ نے اکدن نہ جگایا دم صبح
قبلہ رو ہاتھ اٹھا مانگ دعائے شب وصل　　کرتے ہین باب اجابت کو ملک وا دم صبح
رات بھر کلبۂ احزان مین جو رویا شب ہجر　　صبح زن صحن مین تھا اشک کا دریا دم صبح
منتظر آنیکا تھا تیرے جو اے وعدہ خلاف　　ٹکٹکی در کی طرف شام سے تھی تا دم صبح
بوسہ کے دینے پہ تکرار رہی ساری رات　　ہو گیا بارے مرے یار کے پرچھا دم صبح
سو رہا نشہ کے عالم مین جو شبکو مرے ساتھ　　بدگمان میری طرف سے ہوا کیا کیا دم صبح
نالۂ شب نے کیا سارا جہان زیر و زبر　　ایک عالم نظر آیا تہ و بالا دم صبح
اے نسیم سحری خواب سے بیدار نہ کر　　بدمزاجی کا نہ ہو اس کو بہانا دم صبح
مغتنم جان شب وصل شرابین پی لے　　پھر نہ ساقی ہی نہ ساغر ہی نہ مینا دم صبح

یار کے کان کا یاد آیا جو جھمکا مجھے رند
چرخ پر دیکھا اگر عقد ثریا دم صبح

زندگی کر دیگا ہجران سے دل ناکام تلخ　　عشق کا آغاز شیرین ہی مگر انجام تلخ
میٹھی آنکھون سے نہ دیکھا اکدن دلدار نے　　کر دیے شوریدہ بختی نے مرے بادام تلخ

وصل مین جو سے جو تھے بہائے شیرین یار کے
کر دیے صفرائے فرقت نے وہان وہ کام تلخ

ہوش مین آئے اسکو سمجھا ہی تو یان شربت کا گھونٹ
کیا سمجھکر ہر گھڑی ہوتا ہی او خود کام تلخ

خار خار میکشی نے کر رکھا ہے بیقرار
خواب و خور ہی تجھ بغیر اے ساقی گلفام تلخ

ذائقہ تبدیل ہو نعمت کا وہ بدبخت ہون
شہد ہو تو کر دے منھ مین شامت ایام تلخ

کھائینگے سب شوق سے دے گا لیان ہو کر ترش
رشک شیرین کونسی ہو گی تری دشنام تلخ

منھ بنائے نامہ بر آیا ہی یا رب خیر ہو
کچھ نہ کچھ بھیجا زبانی یار نے پیغام تلخ

نیت صحت سے پیوے گر مریض چشم یار
ہووے افیون سے زیادہ شیرۂ بادام تلخ

شب کو سو دین دنکو کھاوین کچھ جو ہو دلکو قرار
ہو گئے ہین ہجر مین خواب و خور و آرام تلخ

طاق پر رکھدے یہ شیشہ اور لا ساقی شراب
ایک تو شیرین پلا دے پی چکا ہون جام تلخ

پھیر دے سب پر چھری کہدو کوئی صیاد سے
زیست ہی ہم تو گرفتاروں کو زیر دام تلخ

مار ڈالا تو نے شیرین بے گنہ فرہاد کو
بھیجا کیون اُس عاشق جانباز کو پیغام تلخ

دور ہی وہ شکرین لب کسطرح گذرے نہ رند
ماہ تلخ و سال تلخ و صبح تلخ و شام تلخ

ساقی نہین شیشے مین مے ہوش ربا بند
مینا مین کیا خضر نے یہ آب بقا بند

کرتے نہین دست کرم ارباب سخا بند
کیون رکھین در فیض کو مردان خدا بند

ناخواندہ خط شوق کیا مسترد اُس نے
نامے ہی مین مطلب ہر نامے کا رہا بند

نکلے نہ کبھی درد جگر سے مرے آہ
بھرتا ہی دھوان گھر مین جو ہوتی ہی ہوا بند

غل کرتے ہین زندانی یہ جب ہوتے ہین باہم
ہی حکم کہ دیوانے ہون ایک ایک جدا بند

بیہوشی مے مین بھی نہ مطلب ہوا حاصل
نشہ مین بھی شلوار کا اُس کے نہ کھلا بند

تنہائی کی شب مین یہ رہا مشغلہ تا صبح
کھولا کبھی در کو کبھی پھر اٹھ کے کیا بند

دل چاہے اگر وصل کسی اور کا اُس بن
ہو جائے الٰہی مرا ایک ایک جدا بند

مطلق نہین تخفیف جنون بلکہ فزون ہی
آگے سے بھی دیوانے پہ ہی تیرے سوا بند

آنکھون کے لڑانے کی نکالو کوئی راہ اور
روزن ہوئے دیوار کے اے حور لقا بند

لینی ہی خبر اُسکی تو لے رشک مسیحا
بیمار یہ ہی تیرے غذا بند دوا بند

آپہونچی خزان فصل گل آخر ہوئی تو بھی
منقار کر اے بلبل بے برگ و نوا بند

عارض پہ نمایان ہوا خط منڈ گئے گیسو
آزاد ہوئے سلسلۂ زلف سے کے پابند

پڑھنا اُسے بھی نامۂ شوقیہ کو پڑھکر
ملفوف ہی حال شب فرقت کا جدا بند

یاد آئے شب ہجر جو وہ گیسوئے پر پیچ
پھانسی سی پڑی حلق مین دم ہونے لگا بند

مین حسن کے عاشق کوئی محبوب حسین ہو
رہتے نہین ہم ایک طرحدار کے پابند

مہندی نہ کھلی جیت تلک آئی نہ اُسے نیند
مشاطہ نے کیا کھینچ کے باندھے تھے حنا بند

یوسف کے نہ کٹ جائین کہین ہاتھ چھری سے
ہوتے ہین نقاب رخ دلدار کے دابند

باتین سُنی جاتی نہین ہر ناکس وکس کی
ہوجائین الٰہی میرے گوش شنوا بند

کر خاطر محزون کو ہماری بھی شگفتہ
اک عمر سے ہی غنچۂ دل باد صبا بند

پھیلاتے نہین دست سوال آگے کسی کے
مٹھی کو سدا رکھتے ہین تیرے فقرا بند

خواہان ہی یہ عاجز تری ہمت کا مددگار
مطلب مرا کب تک رہے اے عقدہ کشا بند

وقت طلبی کرنے لگا ہی دم جولان
ہی توسن فکر اپنا کئی سال سے جا بند

بلبل ہوا خاموش مرے زمزمے سنکر
طوطی کا مرے ناطقے سے نطق ہوا بند

موقوف ہوئے نالۂ دل گور مین لے زندہ
منزل پہ پہونچکر ہوئی آواز درا بند

کھلی ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد
مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد

دکھائیگا نہ اگر سیر بوستان صیاد
پھڑک پھڑک کے قفس ہی مین دونگا جان صیاد

جہان گیا مین گیا لیکے دام وان صیاد
پھرا تلاش مین میری کہان کہان صیاد

دکھایا کنج قفس مجکو آب و دانہ نے
وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد

اُٹھا اُڑا موسم گل ہی مین آشیان میرا
الٰہی ٹوٹ پڑے تجھپہ آسمان صیاد

مین کھینچون دام مین بلبل تو آشیانہ جلا
ہم یہ مشورہ کرتے ہین باغبان صیاد

عجیب قصہ ہی دلچسپ اک حکایت ہی
سناؤنگا گل و بلبل کی داستان صیاد

نہ گل کھلینگے نہ چہکارے گا کوئی بلبل
بہار باغ کو ہونے تو دے خزان صیاد

ہمارے زندہ گھسیٹیگا دام مین شاید
بجائے دانہ بچھاتا ہی استخوان صیاد

خبر نہین کسے کہتے ہین گل چمن کیسا
قفس کو جانتے ہین ہم تو آشیان صیاد

اُداس دیکھکے مجکو چمن دکھاتا ہے
کئی برس مین ہوا ہے مزاج دان صیاد

رہے نہ قابل پرواز بال و پر میرے
قفس سے اڑکے مین اب جاؤنگا کہان صیاد

قفس کو شام سے لٹکائے فرش خواب کے پاس
سنا کیا مری تا صبح داستان صیاد

کریگا یاد مرے زمزمون کو بعد مرے
ہون چند روز ترے گھر مین مہمان صیاد

سناؤن واقعہ اپنا تجھے تمام و کمال
جو گوش دل سے سنے میری داستان صیاد

ستم زیادہ نہ کر حکم دے رہائی کا
پکارتے ہین گرفتار الامان صیاد

چمن مین رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یونہین ہوجائے بے نشان صیاد

ہزار مرغ خوش الحان چہکتے ہین ہر سو
یہ از چمن ہوا اب تو ترا مکان صیاد

مین جھانکتا نہین چاک قفس سے بھی گل کو
نہووے تا مری جانب سے بد گمان صیاد

اسیر کنج قفس کر کے شوق دام مین کھینچ
قضا لے آئی ہی مجکو کشان کشان صیاد

پرون کو کھولدے ظالم جو بند کرتا ہے
قفس کو لے کے مین اڑجاؤنگا کہان صیاد

نہ ہوگا بند قفس مین بھی مین وہ بلبل ہون
ہزار تجکو سناؤن گا داستان صیاد

در قفس بھی کھلیگا تو اب نہ جاؤن گا
یقین نہ ہووے تو کر میرا امتحان صیاد

رہا بھی ہوکے نہ بھولون گا حق خدمت کو
ادائے شکر کرونگا مین ہر زبان صیاد

چمن مین بلبل و قمری کا پر نہ چھوڑے گا
رہا جب اٹھ پھر گھات مین نہان صیاد

قفس پہ رکھنے لگا اب تو ہار پھولون کے
ہزار شکر ہوا مجھپہ مہربان صیاد

عزیز رکھتا ہی کرتا ہے خاطرین میری
ملا ہی خوبی قسمت سے قدر دان صیاد

ہٹا کیو نہ قدم آشیان سے او بلبل
لگائے بیٹھے ہین پھندے جہان تہان صیاد

وہ عندلیب ہون جلکر کرون جو نالۂ گرم
قفس کے چاکون سے اٹھنے لگے دھوان صیاد

مرے بیان کو سن سنکے کانپ کانپ اٹھتا
غضب یہ ہی کہ سمجھتا نہین زبان صیاد

الٰہی دیکھیے کیونکر نباہ ہوتا ہے
زبان دراز ہون مین اور بد زبان صیاد

سوائے شکر شکایت اگر کبھی کی ہو
الٰہی قطع ہو منقار سے زبان صیاد

فریب دانہ نہ کھاتا مین زینہار اے رند
نہ کرتا دام اگر خاک مین نہان صیاد

سکت کہان جو کرے نیترا ناتوان فریاد
اگر سے تو آہ کا یارا نہین کہان فریاد

یہ ہی یقین کہ جائیگی رائیگان فریاد
مگر کرینگے کبھی بہر امتحان فریاد

گئین جو حسرت دیدار لے کے دنیا سے
کرینگی حشر کو آنکھون کی پتلیان فریاد

فراق یار مین جو ہو سکا وہ کر دیکھا
نہ آہ و نالہ کرون مین نہ اب فغان فریاد

دیے ہین پنبۂ خورشید ماہ کانون مین
ستم زدونکی سنے خاک آسمان فریاد

ہلیگا سینے مین دل آئیگا جگر مُنھ کو
کبھی اسنوگے جو عاشق کی ہیریجان فریاد

چھٹے گا بعد فنا بھی نہ شغل نالہ کبھی
کرینگے شکل مزامیر استخوان فریاد

تمھارے واسطے نالان ہین سارے خرد و بزرگ
جو پیر کرتے ہین آہین تو نوجوان فریاد

ترے فراق مین اوبت کراہنے کے سوا
قسم خدا کی جو آئی ہو تا زبان فریاد

حصول کچھ نہین بلبل دوہائی دینے سے
سُنیگا نالون کو گلچین نہ باغبان فریاد

اثر ہو باد بہاری کا آہ مین میری
وہ گل کرے لب نازک سے غنچہ سان فریاد

گیا نہانے جو دریا پہ وہ بُت ترسا
کرینگی صورت ناقوس مچھلیان فریاد

لگائی عرضی عدالت مین مجھپہ خوب کیا
ابھی تو تم نہ کروگے کہان کہان فریاد

بچو ترے مین مرے نالشین غضب ہون گی
کروگے پھر در دولت پہ مہربان فریاد

گئین وہ عشق کے ہمراہ رند تاثیرین
سُنیگا کون اثر بار اب کہان فریاد

کھُلے ہین کیا ترے بازو پہ سیمبر تعویذ
بندھے ہین بیچ مین جوشن اِدھر اُدھر تعویذ

خدا بچائے تمھین چشم بد کے صدمے سے
نظر گذر کے لیے رکھے ڈنڈ پر تعویذ

نہین ہی ایک مین تاثیر دیکھا لکھ پڑھکر
تمام گنڈے ہین بیکار ہے اثر تعویذ

نہ پوچھ حال مرا بند بند ڈھیلا ہے
کھنچے ترے بازو کے دیکھکر تعویذ

شب فراق مین تا صبح نقش جب کے بھرے
جلائے شام سے لکھ لکھ کے تا سحر تعویذ

لڑکپنے سے وہ کم باندھتے ہین بازو پر
گلے مین بیکے پہنتے ہین بیشتر تعویذ

فروغ حسن دوچندان ہو زیب دین تجھکو
طلائی ہوئین جو بازو کے سیمبر تعویذ

گلوریان تو بہت سی کھلائین پڑھ پڑھکر
پلائے پانی مین دو چار گھول کر تعویذ

جگر پہ نقش ہی مصرع یہ مصحفی کا رند
لٹکتے ہین ترے ہیکل کے تا کمر تعویذ

شب ہوئی ڈالو نقاب اپنے رُخ انور پر
چشم بد بین کا گمان ہے تجھے ہر اختر پر

شیفتہ ہین مہ و خورشید رخ انور پر
آنکھ پڑتی ہی ستارون کی مرے دلبر پر

آنکھ پر اپنی نہ ڈال آنکھ تو آئینے مین
یہ وہ جادو ہی کہ چل جاتا ہی جادوگر پر

شب فرقت مین تصور مین کسی ابرو کے
رات بھر مین تے گلا رگڑا دم خنجر پر

اے شہ حسن کرم کیجیے جب جی چاہے
بیٹھا رہتا ہی فقیر آٹھ پہر بستر پر

لطف فرمایا قدم رنجہ کیا شاد کیا
مہربان آپکا احسان ہمارے سر پر

قتل کا حکم ملے دیکھیے کس کس کو آج
حکم ہی آئین گنہگار محبت در پر

سادگی مجکو حسینون کی پسندیدہ ہے
طالب حسن ہون عاشق ہون نہین زیور پر

اسکا مارا ہوا پانی بھی نہ مانگے قاتل
ختم خونریزی کا جوہر ہی ترے خنجر پر

تیرہ بختی سے نہ دیکھا کبھی روز روشن
زلف شبگون کا پڑا سایہ مرے اختر پر

مٹ گیا ہوگا یقین ہی خط پیشانی بھی
اسقدر رگڑی ہی جبین سائی بتون کے در پر

تجکو یوسف بھی جو دیکھے تو کرے لے مہ چہر
سورۂ نور کو دم پڑھ کے رخ انور پر

پھیر دے لیکے مین وہ تیغ ہون زنگ آلودہ
نہ پڑے آنکھ مبصّر کی مرے جوہر پر

لب دریا ہو شب ماہ ہو تو ساقی ہو
ہاتھ گردن مین ترے ہی لب ہون لب ساغر پر

ایک دن قاف کو وحشت مین نکلجاؤن گا
دم نکلتا ہی کسی شوخ پری پیکر پر

جامہ زیبی کا صنم قطع ہی جامہ تجھ پر
زیب پوشاک کی ہوتی ہی ترے پیکر پر

یار کی زلف پہ سودائی ہوئین ہین پریان
حور کی رال ٹپکتی ہی مرے دلبر پر

پیر گردون نے دکھائے ہین تماشے کیا کیا
ختم ہی شعبدہ بازی اسی بازیگر پر

قسمت بد سے وہ پیدا کرے خاصیت چغد
گر ہما سایہ فگن ہو کبھی میرے سر پر

عشق مین لالہ عذارون کے یہ گل کھائے رند
داغ ہی داغ ہین طاؤس صفت پیکر پر

رشک آئینے کو آئے مری حیرانی پر
صدقے جمعیت خاطر ہو پریشانی پر

ہم تو گرداب حوادث مین ہین کیا دم مارین
لوگ ساحل کے ہنسین کشتی طوفانی پر

حال کھلتا ہی بد و نیک کا وقت بد مین
جوہر تیغ عیان ہوتا ہے عریانی پر

نہ مٹے گا وہ سمجھ لے اسے پتھر کی لکیر
جو لکھا کاتب تقدیر نے پیشانی پر

سارے سامان مہیا ہون جو چاہے اللہ
دھیان کر زاہد مری بے سر و سامانی پر

زیست کا خوف نہیں جلسے یہ معلوم ہوا
موت مامور ہوئی میری نگہبانی پر

ایک عالم ہی گرفتار تری کاکل پر
کیا ہی جمعیت احباب پریشانی پر

حسن کے دن ترے جاتے رہے رائین آئین
چھا گئی ظلمت خط چہرۂ نورانی پر

خوان نعمت پہ فلک کے نہ ہوا اتنا مغرور
تکیہ کرتا ہی عبث سفلے کی مہمانی پر

قد کشی کرکے صنم تجھسے ہوا ہی یہ ذلیل
اوس سی پڑ گئی ہی سرد گلستانی پر

سرنوشت ایسی لکھی کاتب تقدیر نے یون
کھینچا تھا خط باطل مری پیشانی پر

ورطۂ غم سے خدا ہی نے نکالا اے رند
ناخدائی کی مری کشتی طوفانی پر

شعلۂ رخسار دلبر کو دکھایا رات بھر
خون رلایا شمع کو مین نے جلایا رات بھر

زلف شبگون کے تصور نے جگایا رات بھر
یاد نے چاہ زنخدان کی رلایا رات بھر

ماہ رو دلبر سے شب کو بام پر صحبت ہوئی
چاند کو انگارون پر مین نے لٹایا رات بھر

لب بلب سینہ بسینہ صبح تک تھے یار سے
کی شب ہم نے کیا کیا لطف اٹھایا رات بھر

تا سحر آیا نہ میرے پاس وہ وعدہ خلاف
پاؤن پیغامی کے توڑے ور تھکایا رات بھر

وصل کی شب شوخیاں اتنی شوخیان کین یار نے
آپ بھی جاگا وہ مجکو بھی جگایا رات بھر

ساتھ اپنے لیکے سویا گلبدن محبوب کو
جسم کے جامے کو پھولون مین بسایا رات بھر

شام سے تا صبح وصف عارض گلگون کیا
باغ مین بلبل کو کانٹون پر لٹایا رات بھر

ہجر کی شب یار بن مجکو سلانے آئی تھی
چٹکیون مین نیند کو مین نے اڑایا رات بھر

تو جوان دلبر سے باتون ہی مین جاتی سحر
بخت خفتہ نے نہ کیون اکدن جگایا رات بھر

ہجر کی شب وہ مسیحا جو نہ تھا آغوش مین
کیا کہون جو درد پہلو نے ستایا رات بھر

شام سے اسکے تصور روے نورانی کا تھا
گیسوؤ نگار رند نے مضمون بنایا رات بھر

ہونے دے شاد منکرون کو ازدحام پر
موقوف ہی جہاد ظہور امام پر

پڑتی ہی آنکھ جب مری مینا و جام پر
سو سو درود پڑھتا ہون ساقی کے نام پر

سنتا ہون دیگا حکم وہ کل قتل عام پر
کیا گذرے دیکھیں خضر علیہ السلام پر

اک جام بھر کے ہم کو بھی دے ڈال خیر خم
ساقی وگرنہ دور ہی یہ اختتام پر

شہرہ سنا ہی تیرا پہ صحبت نہین ہوئی ‌ ‌ ‌ دیکھا نہین ہی تجکو مین عاشق ہون نام پر

عاشق ہوئی ہین چہرۂ گلگون کی بلبلین ‌ ‌ ‌ طاؤس وجد کرتے ہین تیرے خرام پر

مرنے پہ بھی یقین ہی رہین داغ دل ہرے ‌ ‌ ‌ گل کھاکے مرگیا ہون مین اک سبزفام پر

رہتا ہی خوف نشہ مین بھی دور چرخ کا ‌ ‌ ‌ سوسو دعائین پڑھتا ہون ایک ایک جام پر

وہ مست ناز گر مجھے جھوٹی شراب دے ‌ ‌ ‌ میخانے کو لٹاؤن مین ساقی کے نام پر

پہونچا مین بے مجاز حقیقت کی گنہ کو ‌ ‌ ‌ بے نردبان گذار ہوا میرا بام پر

وعدہ کیا ہی شکل دکھانے کا حشر کو ‌ ‌ ‌ قائم رہے خدا کرے روز قیام پر

دوڑین جلو مین طالب دیدار تا کجا ‌ ‌ ‌ او شہسوار ہاتھ رکھ اب تو لگام پر

یہ زلف و رخ دکھانیکے وعدیکا حال ہی ‌ ‌ ‌ ہی شام کو تو صبح پہ اور صبح شام پر

بے شبہہ وہ سمجھتے ہین مردار کو حلال ‌ ‌ ‌ جو لوگ جان دیتے ہین مال حرام پر

مضمون ہے شکست فلک سے یہ تا ابد ‌ ‌ ‌ کھدواؤن گا دعاے قدح اپنے جام پر

جاتا ہی اک جہان سے تو آتا ہے دوسرا ‌ ‌ ‌ حیران ہون اہل دہر کے کوچ اور مقام پر

پھندون کو توڑ توڑ کے طائر نکل گیا ‌ ‌ ‌ صیاد ہاتھ مل رہا ہی اپنے دام پر

اے رند داغ تازہ دیا تجکو یار نے
زخم کہن جب آنے لگا التیام پر

دل میرا شیشہ نہ تھا دیتا صدا جو ٹوٹکر ‌ ‌ ‌ بھگیا ہمراہ اشک اک آبلہ سا چھوٹ کر

زیست کی گر ہو تمنا تجھ بغیر اے برقوش ‌ ‌ ‌ گر پڑے تیرے برابر مجھ پہ بجلی ٹوٹ کر

کیا مداوا دل کی بیتابی کا کرتا ہجر مین ‌ ‌ ‌ چیر کر پہلو اگر مرچین نہ بھرتا کوٹ کر

آب و تاب چشم جانان دیکھکر ثابت ہوا ‌ ‌ ‌ بھر دیے ہین صانع قدرت نے موتی کوٹکر

خاک اڑتی ہی چمن مین اب کہان لطف بہار ‌ ‌ ‌ کردیا تاراج گلشن کو خزان نے لوٹ کر

فصد لیتے ہین مری رفع جنون کیواسطے ‌ ‌ ‌ لطف ہو تیرا یہین رہجائے جو نشتر ٹوٹ کر

پار ہوتی ہی جگر کے آج فریاد جرس ‌ ‌ ‌ کوئی پیچھے رہگیا ہی قافلے سے چھوٹ کر

دل نے اے جراح پیدا کی ہی پھوڑیکی تپک ‌ ‌ ‌ چھیڑیے نشتر سے گر بہتا نہین ہے پھوٹ کر

لے خبر اپنے مریض عشق کی عیسی نفس ‌ ‌ ‌ مردنی سی چھا گئی ہی منھ پہ نبضین چھوٹ کر

ہجر کی شب اضطراب دل سے ہوتا ہی یقین ‌ ‌ ‌ اب دم اکھڑا اب کلیجا منھ کو آیا ٹوٹ کر

دل جو بھر آیا تہی جام و صراحی دیکھکر
ہچکیاں لے لے کے سسکیں خوب رو رو پھوٹکر

عاشق صادق ہی تیرا رند دل اسکا نہ توڑ
شیشہ بن سکتا ہی دل بنتا نہیں پھر ٹوٹ کر

رات گذری مجھے پھرتے ہوئے اندر باہر
کبھی دالان مین بچھایا کبھی بستر باہر

یاد مین روئے کتابی کے ہوا ہون تشریح
ہین رگین جسم کی مثل خط مسطر باہر

پڑ گیا خون شہیدان محبت کا مزہ
نکلا پڑتا ہی اب اس ترک کا خنجر باہر

صبر کر صبر شب ہجر مین پہلو کو نہ توڑ
کیا نکل جائیگا تو او دل مضطر باہر

طرز پوشاک جدی سب سے ترا لا انداز
سائے گھٹنون سے ہی اس شوخ کے نیور باہر

سیر صحرا کو کبھی آن نکل اے شہ حسن
شہر سے ہی ترے درویش کا بستر باہر

قتل ہو کر بھی رہا خانۂ زنجیر سے انس
دھڑ تڑپ کر گیا زندان مین رہا سر باہر

دور گردون رہے جب تک وہ تلک اے ساقی
حلقۂ بادہ کشان سے نہ ہو ساغر باہر

شب فرقت مین یہی آتا ہی جی مین ہر بار
پھینک دون چیر کے سینہ دل مضطر باہر

گذری مین گذر اس طفل حسین کا ہوگا
لے ہی نکلے گا اڑتے شوق کبوتر باہر

ولے یہ قدغن ہی خبر کس سے منگاؤن اسکی
آنے جانے نہین پاتا کوئی اندر باہر

رشک شمشاد نے جلوا دیا کٹوا کے اسے
ہو گیا حد ادب سے جو صنوبر باہر

دل سوزان کی حرارت سے جلا جاتا ہون
گلخن سینہ سے پھینکون گا یہ اخگر باہر

سر پہ عشاق کے کیا روز سیہ لاؤ گے
بال کھولے جو چلے آتے ہو اکثر باہر

ڈال دوزخ مین مجھے بھیجدے یا جنت مین
تیری مرضی سے نہین داور محشر باہر

میرے پہلو مین تو شوخی نے ٹھہرنے نہ دیا
ہون گے آغوش تصور سے وہ کیونکر باہر

ڈال دونگا کمر یار مین مین دوڑ کے ہاتھ
کبھی نکلے گا نہین گھر سے ستمگر باہر

خوش قدی کا کیا کس سرو کے قد نے دعوی
باغبان باغ سے کر دے تو صنوبر باہر

مہربان آپ کرم کیجیے تو کر کے خبر
گھر مین کم ہوتا ہون رہتا ہون مین اکثر باہر

اسقدر زار ہون نہین باد کے ہر جھونکے مین
اڑ کے پڑ جاتا ہون گھر سے مع بستر باہر

کیا وطن مین تھا جو میرے لیے غربت مین نہین
مرد درویش ہون یکسان ہی مجھے گھر باہر

اے پری دیکھ لے عریان جو سراپا تجھکو
تیرا دیوانہ نہو جامے سے کیونکر باہر

شاعری میں نہیں ہٹنے کا قدم اپنا رند
معرکے سے کہیں ہوتے ہیں دلاور باہر

باغ سے کونسا نکلا ہے گل تر باہر
آپ سے ہو گئے ہیں سرو و صنوبر باہر

رات کو گھر سے وہ کسطرح برآمد ہوتے
شب کو نکلا ہی کہیں مہر منور باہر

راہ اُلفت میں سہے ظلم نہ کیا کیا میں نے
جادۂ صبر سے رکھا نہ قدم بھر باہر

جیسے خورشید لقا میں نے کہا ہی اُن کو
صبح کو بیٹھتے ہیں گھر سے نکل کر باہر

شہر میں جی نہیں لگتا کسی صورت میرا
مرد سودائی ہوں پھرتا ہوں میں باہر باہر

اپنے کوچے سے نکلوائے مجھے کیوں نہ وہ حور
ابن آدم ہوں نہ ہوں خلد سے کیونکر باہر

پہنے زنار ہوئے کتنے مسلمان ہندو
گھر سے نکلا تھا کہیں وہ بُت کافر باہر

تو بھی مدہوش ہی کیا میری طرح اے ساقی
میکدے میں جو صراحی ہی تو ساغر باہر

رات کی طرح سے ہی روز جدائی تاریک
کیا عجب دن کو نکل آئیں جو اختر باہر

سبزۂ خط نہیں چہرے پہ ہوا اسکے نمود
کعبے سے نکلا ہی کفار کا لشکر باہر

گھر میں جانے نہیں پاتے ہیں جو عاشق اسکے
شکل تصویر کھڑے رہتے ہیں ششدر باہر

تیغ ابرو کے اشارے پہ گلے کاٹتے ہیں
مرضی یار سے عشاق ہوں کیونکر باہر

یار بن جانب میخانہ جو میں جا نکلا
طیش سے پھینکدیے شیشہ و ساغر باہر

پڑ گئے آنکھوں پہ پردے نہ رہی تاب نگاہ
اُس نے غرفے سے نکالا جو کبھی سر باہر

آئینہ رو وہ مسیحا ہی جو ٹھکرا آئے اگر
قبر سے اپنی نکلجائے سکندر باہر

دیکھنے والوں کا دروازے پہ رہتا ہی ہجوم
وہ صنم گھر سے نکلتا نہیں دم بھر باہر

آبرو گر تجھے منظور ہی کر ترک وطن
قدر ہوتی ہی صدف سے جو ہو گوہر باہر

نہیں گیسوئے رُخ زیبا پہ ترے رشک پری
طائر حسن کے نکلے ہیں یہ شہپر باہر

بغل گور میں تنہا وہ پڑے سوتے ہیں
جن کو آغوش سے کرتی تھی نہ مادر باہر

رگ سودا میں مرے ہی اثر مقناطیس
نکلیگا لوٹ کے فصاد کا نشتر باہر

دل لیا جان بھی حاضر ہی ہو منظور نظر
نہیں تجھ سے میں کسی حال میں دلبر باہر

ہوں وہ مشتاق شہادت کہ مرا دم پھڑکا
میان سے جب ہوا اُس ترک کا خنجر باہر

میں وہ مجرم ہوں جہنم میں اگر جاؤنگا
اہل دوزخ بھی کہینگے مجھے باہر باہر

گیا دنیا سے تہیدست یہ سب دیکھیں اے رند
رکھتے تابوت سے تھے دست سکندر باہر

باڑھ رکھواتا ہی قاتل خنجر فولاد پر
فتنۂ دوران نے باندھی ہی کمر بیداد پر

نالے پہ نالہ ہی اور فریاد ہی فریاد پر
کوہ غم ٹوٹا ہوا ہی خاطر ناشاد پر

تو گرفتار قفس آمادہ ہین فریاد پر
ناگوارا گر نہ گذرے خاطر صیاد پر

شاق ہون گلشن مین طبع بلبل ناشاد پر
گوش گل رہتے ہین جب سے وا مری فریاد پر

دیکھے گر قامت کشیدہ میرے سرو ناز کو
پر سے قمری کے چلے آرہ سر شمشاد پر

عیش مین مشغول ہے شیرین تو کیا خسرو کیساتھ
کام اپنا کر چکا تیشہ سر فرہاد پر

بوجھ ہی گردن پہ سر کا قتل کیون کرتا نہین
کیا سبکدوشی ہماری بار ہے جلاد پر

مر کے چھوٹینگے قفس سے اُڑکے جائینگے کہان
قابل پرواز اب اپنے نہین صیاد پر

دام مین لاکر پھنسایا اب تو آب و دانہ نے
کھل ہی جاوینگے مرے عیب و ہنر صیاد پر

بحر ہستی مین حباب آسا ہی تیری ہست و بود
اسقدر ہی تجکو استحکام کس بنیاد پر

آسمان ناحق کفن تو نے دیا مرنیکے بعد
تہمت خلعت لگی مجھ عور مادر زاد پر

کوئی الفت مین نہ کرتا دادخواہی کا خیال
یان زبان کے کاٹنے کا حکم ہی فریاد پر

گیسوؤن کے سلسلے کا جو ہی وہ پابند ہی
کون کر سکتا ہی آوازے تری آواز پر

مو بمو گر کھینچ دے مجکو شبیہ اس حور کی
کلک قدرت کا گمان ہو خامۂ بہزاد پر

مرگ غربت مجکو بہتر ہی وطن کی موت سے
رونیوالا کون ہی مجھ خانمان برباد پر

خود فراموشی کے عالم مین وہ از خود رفتہ ہی
الغرض بھولا ہوا ہی رند تیری یاد پر

خود بھی رو دیتا ہی اکثر مجکو گریان دیکھکر
آئینہ رو دنگ رہجاتا ہے حیران دیکھکر

گھانس تھا نظرون مین سنبل زلف پیچان دیکھکر
پھول ہی برگ خزان سے رنگ خندان دیکھکر

ہوگئی باری زیارت مصحف رخ کی نصیب
آج مین نکلا تھا گھر سے فال قرآن دیکھکر

پنجۂ مرجان سے آیا دست رنگین کا خیال
یاد آئی وہ کلائی شاخ مرجان دیکھکر

ڈوب مریے چل کنوین مین زندگی بیکار ہی
دل مین آتا ہی یہی چاہ زنخدان دیکھکر

بلبل و گل جور صیاد خزان سے چلدیے
باغبان نے رو دیا خالی گلستان دیکھکر

آپ ہوتا ہے تمیز نیک اور بد کا فہیم
آدمی بنجاتا ہے انسان انسان دیکھکر

ہو گیا گلزار ہجر یار مین ماتم سرا
مین بھی چلانے لگا بلبل کو نالان دیکھکر

پھر گیا آنکھون تلے بیساختہ انجام کار
خوب رویا آج مین گور غریبان دیکھکر

کیون فلک اب وہ کرین پھیر دلنے رد بہ بازیان
تپ چڑھ آئی تھی جنھین شکل نیستان دیکھکر

زورق گردون بہے اسطرح اے چشم تر
نوح چکرائے ترا اشکونکا طوفان دیکھکر

چھوٹ بہنا سیکھے آگے اسطرح اچھا نہین
اپنا بیگانہ ذرا اے چشم گریان دیکھکر

پابرہنہ لائی وحشت کل جو صحرا کیطرف
اکھڑے کیا کیا آبلے خار مغیلان دیکھکر

ہے زبس حسن ملیح یار کا دل کو قرار
چاٹنے لگتا ہون ہونٹھ اپنے نمکدان دیکھکر

قصۂ گل سیر کے قابل نہین اے عندلیب
کیا کرون گا چند اوراق پریشان دیکھکر

آسمان اس بیکسی کر مجھے پیوند خاک
روئین میرے حال کو گبر و مسلمان دیکھکر

کوئی رکھ سکتا نہین مردونکے وادی مین قدم
ہول سے مر جائے خضر اپنا بیابان دیکھکر

ہے یہ قدر و منزلت دیوانکی تیرے پری
سرو قد تعظیم کرتا ہے سلیمان دیکھکر

عشق مین آئینہ رویونکے یہی ہوتا ہے حال
آپ کیون حیران ہوئے ہین مجکو حیران دیکھکر

چاک ہین سینون مین دل عشاق کے مثل کتان
چاند سا مکھڑا اترا اے ماہ تابان دیکھکر

قتل سے میرے جو قاتل کو ندامت سی ہوئی
روح کو صدمہ ہوا اسکو پشیمان دیکھکر

میکشون سے ترک مے ممکن نہین برسات مین
پانی بھر آتا ہے منھ مین ابر باران دیکھکر

جامہ زیبی نے پہنوائی قبائے تنگ و چست
اب تو پھٹتے ہین گریبان اسکا دامان دیکھکر

تاب نظارہ نہ تھی اک نور کا عالم تھا رند
بند آنکھین ہو گئین اس مہ کو عریان دیکھکر

پھر لہو سرخ ہوا جسم مین کالا ہوکر
رہ گیا ابکی برس بھی مجھے سودا ہوکر

مرتبہ پست ہوا اشک کا اعلا ہوکر
پھر وہی قطرے کا قطرہ رہا دریا ہوکر

آہ نکلی جو سوئے عرش معلا ہوکر
رہ گیا عالم بالا تہ و بالا ہوکر

لب کو جنبش نہ ہو اس در مین شکل لب جام
بیٹھ رہ پنبہ وہین صورت مینا ہوکر

مرد میدان وفا ہو تو نہتا ہو امداد
سر کرو معرکۂ عشق کو تنہا ہوکر

آبیاری جو کرے موجۂ اشک بلبل
شبنم باغ کا قطرہ بہے دریا ہوکر

خاکساری نے یہ ترکیب سجھائی ہی مجھے
چوم لے اسکے قدم نقش کف پا ہوکر

کیا ہوا مشفق من معجزہ روح اللہی
طرح بیمار سے دیتے ہو مسیحا ہوکر

سیر پستی و بلندی بھی کرون وحشت مین
قصد کہسار کا ہی جانب صحرا ہوکر

اگر بی کا ہی گمان شک ہی ملاگیری کا
رنگ لایا ہی ڈوپٹہ ترا میلا ہوکر

جلوہ فرما سر محفل ہو تکلف نہ کرو
منھ چھپاتے ہو عبث انجمن آرا ہوکر

چشم بہنے لگے جب داغ جگر بھر آیا
چور پیدا کیا ناسور نے اچھا ہوکر

منھ بنا لیتے ہو جب سنتے ہو ذکر عاشق
نام بیمار سے چڑھتے ہو مسیحا ہوکر

ناف معشوق کا عاشق کو دیا ہی دھوکا
تار موے کمر یار نے حلقا ہوکر

خاکساری مری رہبر ہوئی واماندونکی
رتبۂ خضر ملا جادۂ صحرا ہوکر

شوق دیدار سجھاتا ہی ہمین مثل کلیم
چل نکل طور کو مشتاق تجلا ہوکر

دیکھ لینا جو رہا سوز درون یون چندے
رہ گئے راکھ کا ہم ڈھیر سراپا ہوکر

مر کے سودائے رخ و زلف نکلنا ہی محال
عشق لپٹا مجھے آسیب پری کا ہوکر

پاس ناموس محبت کا رہے گا ملحوظ
اسکو بدنام نہین کرنے کا رسوا ہوکر

اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹونگا اپنا اکدن
کون بیٹھا رہے پابند قضا کا ہوکر

سرمگین آنکھ کبھی گل نے تو دکھلائی ہے
رہ گئی ہے جو جھپک نرگس شہلا ہوکر

ضد بہم جمع نہ ہونگے مجھے بیجا ہی تلاش
فکر عقبیٰ نہ کر آلودۂ دنیا ہوکر

ملک الموت کو تکلیف نہین دینے کا
پیشتر مرگ سے رہجاؤنگا مردا ہوکر

ٹھوکرین کھاتے ہو کیون کعبے مین جا جا کر رند
بیٹھ رہیے کہین رہبان کلیسا ہوکر

کیونکر نہ ہووے خاک کے پتلے کو جان عزیز
رکھتا ہی میہمان کو بہت میزبان عزیز

اللہ کے بھی گھر سے ہی کوئے بتان عزیز
کعبے سے بھی زیادہ ہی ہندوستان عزیز

یہ مشت خاک ہو کہین مقبول بارگاہ
مٹی ہماری کر بھی چکے آسمان عزیز

پہونچے کسیکے دلکو نہ تجھ سے اگر گزند
جان کی طرح کرین تجھے اہل جہان عزیز

رہتے ہین ذکر خیر مین ہم جسکے روز و شب
دشنام ہم سے کرتا ہی وہ بدزبان عزیز

بندھتے رہے کمر ہی کے مضمون بیشتر
گیسوئے یار سے بھی ہی موئے میان عزیز

جی چاہے تو چڑا لو جی چاہے قطع کر / تجھے نہین یہ مشت پر اے باغبان عزیز

عالم ہوا فریفتہ اُس طفل شوخ کا / یوسف کی طرح رکھتے ہین پیر و جوان عزیز

مٹی مری خراب نہ کر گاڑ کیک کہین / دو گز کفن تو مجھسے نہ کر آسمان عزیز

شکوے کی جائے غیر سے باقی نہین رہی / دشمن سے بھی زیادہ ہین خوبان جان عزیز

باعث سے روح کے یہ شرف تن کو ہی / اُترا ہی اس مکان مین اک میہمان عزیز

کیونکر فراق یار سے دلکو کرون دریغ / مجکو سگ و ہما سے نہین استخوان عزیز

ہستی عدم سے لائی ہی کس ملک غیر مین / کوئی نہ آشنا ہے ہمارا نہ یان عزیز

اے رند اپنے عہد مین قدر سخن نہین / ہر عصر مین وگرنہ رکھے اہل زبان عزیز

دل ہمارا ہی حسینون کی طرف مائل ہنوز / دولت دیدار کا طالب ہی یہ سائل ہنوز

دور ہی شاید حدیخوان گور کی منزل ہنوز / روح کے ناقہ پہ ہی جو جسم کا محمل ہنوز

یاد کرتا ہی شہیدون کو مگر قاتل ہنوز / توڑتے ہین ہچکیان لے لیکے دم بسمل ہنوز

آب باقی ہے جو خنجر مین تو کیجے سیراب کر / چاٹتے ہین ہونٹھ اے قاتل ترے بسمل ہنوز

بے طلب دیتا ہی تو اپنے گدا کو اے کریم / وان نہین ہوتے ترے آگے لب سائل ہنوز

جسکو دیکھا تیری دولت سے وہ مالامال ہی / پاتے ہین صدقے مین تیرے سیم و زر سائل ہنوز

اہل ایمان کی زمانے مین ابھی باقی ہی قدر / مردۂ مومن نہین ہوتا ہی گل در گل ہنوز

گا چکا مطرب اٹھایا ساز بزم آخر ہوئی / حال کرتے ہین مرے شعرون پہ اہل دل ہنوز

حشر کے دن ہاتھ ہی میرا گریبان ہی ترا / معرکہ باقی ہی میرے تیرے اے قاتل ہنوز

المدد اے خضر راہ بیکسان ہی وقت عود / تھک گیا ہون مین مسافر دور ہی منزل ہنوز

دور کرتا ہی کھنچے جھکائے رکھنا خود کو رند / پر نہین ہوئے منور سا مہ کامل ہنوز

ہی نہ اب رنج اسیری نے رہائی کی ہوس / دل گرفتہ ہون مجھے یکسان ہی گلزار و قفس

باغبان کیسی بہار آئی چمن مین اس برس / تا کمر برگ خزان ہی تا بزانو خار و خس

کسطرح ہوون ہم سے واماندے شریک قافلہ / ہی غبار کاروان پیمانۂ فریاد جرس

کس پری کا کے سلجھے بال یاد آئے مجھے / دم مین سو سو مرتبہ الجھے مرے تار نفس

میری خاموشی سے عزت آہ و نالہ کی رہی
خانۂ صیاد مین ہی حکم نالہ یا نہین

نالے کرتا قافلے سے دس قدم آگے رہا
ڈھونڈھے جس وادی مین حضرت تشنہ لب موج سراب

طول و عرض اتنا نہ دے تو آشیان کو عندلیب
دو کرے مجھ کشتنی کو گر تو اک دار رسن

قلب جن کا نور عرفان سے منور ہو گیا
خشک روٹی کا فقیرون کی مزہ جس کو پڑا

بے اثر ہوتے اگر نالے مرے تیری طرح
کیون نہ روئین ڈھانک کر منھ ہائے اپنی حال پر

آپ اڑ کر آئے تھے دانستہ ہم تو دام مین
کیا تمنا تھی ہوا کیا حیف ہی افسوس ہے

مطلب ما از اسیری صحبت صیاد بود

کس سے مین فریاد کرتا کون ہی فریادرس
مجکو بھی بتلا دو یا نگی رسم مرغان قفس

کون کرتا کار وان مین بحث ہمراہ جرس
اس بیابان مین ہے دل کو آب حیوان کی ہوس

مشت پر کے واسطے کافی ہی مشت خار و خس
قبضۂ مشکلکشا قاتل نہ دیوے مجھ کو جس

چشم باطن سے برابر دیکھتے ہین پیش و پس
پھر نہ بیٹھی سفرۂ شاہان پہ جا کر وہ مگس

پھانسی دیتا گھونٹتا اپنے گلے کو اے جرس
پھنس گئے ظالم کے پھندے مین نہین چلتا ہی بس

کھینچکر لائی نہ تھی کچھ آب و دانہ کی ہوس
کون اب فریاد سنتا ہی بجز فریادرس

ہمرہان رفتند و ما ماندیم تنہا در قفس

بے مشقت آستان یار کب ملتا ہی رند
پا بمردی کر جو وان تک چاہتا ہی دسترس

آگیا پیغام دلبر عاشق مضطر کے پاس
رند تا پہونچا کسی نے بھی نہ اُس دلبر کے پاس

عشق ابرو مین کیا مرنے مین کب مین نے قصور
منھ ملا کر منھ سے بھی محروم بوسے سے رہے

حسن کے طالب غنی ہون دولت دیدار سے
دل تو آگے دے چکا ہون یہ بھی اک ان تذر ہی

لطف اٹھایا ہی جو عشق بتان مین دلکی چوٹ کا
کاروان در کاروان دیکھا متاع حسن کو

اے جنون تیرے ذریعہ سے رسائی ہو گئی
نور اسکا بھی ہو ترائل وسیہ طالع ہون مین

نکہت یوسف گئی یعقوب پیغمبر کے پاس
لے گیا یہ التجا مین بیشتر اکثر کے پاس

بارہا قاتل گلا رکھ رکھ دیا خنجر کے پاس
ہم پھرے تشنہ پہونچکر چشمۂ کوثر کے پاس

سیم تن محبوب آوین عاشق بے زر کے پاس
کیا گرو نگار کھکے جان زار بے دلبر کے پاس

گرتے ہین دانستہ ٹھوکر کھا کے ہم پتھر کے پاس
جنس کنعان پر نہ نکلی ایک سوداگر کے پاس

غیر ممکن تھا پہونچنا اُس پری پیکر کے پاس
ہو نہ حل گر آفتاب آوے مرے اختر کے پاس

دیکھ لعبت باز گردوں نے نہ کھانا تو فریب / ہیں ہزاروں شعبدے اس پیر بازی گر کے پاس
ثالث بالخیر ہی ہو عاشق و معشوق میں / وحی بے جبریل کب آتی ہے پیغمبر کے پاس
مثل یعقوب اپنے یوسف کو جو رویا ہجر میں / پڑ گئے رخسار پہ ناسور چشم تر کے پاس
اتصال قلب ہے گو ہے بظاہر فاصلہ / دور دل سے تو نہیں وہ گھر نہیں گو گھر کے پاس
جب تلک جیتا ہوں مثل سایہ تیرے ساتھ ہوں / صورت ہمزاد اے قاتل رہونگا مر کے پاس
کیا زوال حسن نے عالم کیا کیوں مہرباں / تم بلاتے ہو کوئی آتا نہیں ہے ڈر کے پاس
وہ لگے اب دور کھنچنے کیا خدا کی شان ہے / آنہ پاتے تھے جو آگے منتیں کر کر کے پاس
درد سر الفت کا بعد از مرگ بھی ہوگا ضرور / گور میں رکھیو صندل رگڑ کر سر کے پاس
ہچکیاں لے لیکے دو دن دم اکھڑ جائے مرا / ساقیا دیکھوں جو شیشہ یار بن ساغر کے پاس
شومی طالع سے میرے خشک ہو جاتا تھا شیر / عہد طفلی میں اگر جاتا تھا میں مادر کے پاس

شق ہوا جاتا ہے سینہ دھیان جب آتا ہے رند
آج اکیلے بیٹھے ہیں کل لیٹے تھے دلبر کے پاس

فصل گل ہے کو بکو جاری ہیں مے فروش / بادۂ رنگیں پلا دے ساقی کوثر نوش
کب تلک انکی رسائی ہو کمر تک دیکھئے / کاکل مشکیں تری آنے لگی ہیں تا بدوش
نام بلبل پہ لٹاتا ہے چمن کو باغباں / جھولیاں بھر بھر کے لائے باغ سے گل گلفروش
اک صراحی دار گردن کا تصور جو رہا / لب پہ ہے اپنے سدا رنگ لب ساغر خموش
روئے رنگیں بھی بہار حسن سے گلزار ہے / چشم نرگس ہے دہن غنچہ ہے گل ہیں اسکے گوش
پھر گل و گلزار ہوں بازار بیٹھیں آن کر / ٹوکرے پھولونکے لیکر اپنے آئے گل فروش
بس بہت رسوا ہوئے اب خاک کا پیوند کر / ہم گنہگاروں کا پردہ رکھلے تو اے پردہ پوش
قاتل اب تاخیر کیا ہے حکم ہو جلاد کا / کب سے میدان شہادت میں کھڑے ہیں سرفروش
عیش کر لو نوجوانو ورنہ جاتا ہے شباب / اور ہے دو چار دن مہمان فصل نائے نوش

حشر کو جام مئے جنت پلانا یا علی
ساقیٔ کوثر ہے تو اور میں ہوں رند بادہ نوش

میکدوں میں کرتے ہیں گر رند مے آشام رقص / مسجدوں میں کرتے ہیں زاہد بھی صبح و شام رقص
کیجیے پامال تا آسودگان خاک کو / سیکھتا ہے اسلیے وہ سرو گل اندام رقص

مردے جی اٹھتے ہین رندے ہین گلو نکو کاٹتے
حشر کرتا ہی بپا تیرا بت خودکام رقص

صبح سے لے صبح تک رقصان رہا وہ بام پر
چرخ پہ زہرا کیا کی شام سے تا شام رقص

سیکڑون پھاڑینگے کپڑے گر یہی ہی رقص یار
دے جنونکا دیکھیے کس کس کو اب الزام رقص

تو گرفتار ونکی اپنے سیر او صیاد دیکھ
مرغ بسمل کیطرح کرتے ہین زیر دام رقص

ہو مہیا ساز عیش اور وہ نہو یادش بخیر
باغ مین کیا لطف دے بے ساقی گلفام رقص

رقص کے معنی کھلے اس بت کو رقصان دیکھکر
ناز کی رفتار کا رکھا ہی اسنے نام رقص

کیف مے مین رند طالب ہون اگر مین رقص کا
ہاتھ مین ساقی کے بھر کے اور دکھائے جام رقص

ستم سے یار کے مطلب نہ کچھ جفا سے غرض
نہین تو کام سے ہی کام مدعا سے غرض

قسم خدا کی ہی تو عشق پاک ہی تم سے
غرض سے ہے مجھے مطلب نہ مدعا سے غرض

فقیر سے بھی کسی دن نہین پڑے گا کام
کبھی تو ہوگی شہ حسن اس گدا سے غرض

کوئی خفا ہو کوئی خوش اسے خیال نہین
کدورتون سے نہ مطلب نہ کچھ صفا سے غرض

شریک بزم جہان ہین مثال بیگانہ
نہ کام غیر سے رکھین نہ آشنا سے غرض

پسے ہزارون لہو تھوک کے مرے لاکھون
بہت سے خون کیے تم نے اک حنا سے غرض

کریگا آپ وہ آغاز کا بخیر انجام
نہ ابتدا سے ہی مطلب نہ انتہا سے غرض

تھکے ولا تپ غم کے معالجے کرکے
نہ تندرست ہوئے اور نہ تھی شفا سے غرض

امید قطع ہوئی زندگی سے یاس ہوئی
دم اخیر ہی ان کی ہی اب خدا سے غرض

وہ بوسہ دین کہ نہ دین آئین یا نہ آئین ہمین
رہا طبیب سے مطلب نہ کچھ دوا سے غرض

رہا وزیر سے مطلب نہ بادشہ سے کام
چھڑایا فقر نے اک اک کی التجا سے غرض

فراق یار مین پڑھتا ہون عاشقانہ غزل
نہ واہ واہ سے مطلب نہ مرحبا سے غرض

کبھی کسی کا خدایا نہ کیجیو ممنون
پرانے دوست سے مطلب نہ آشنا سے غرض

کسے خیال ہے یان سعد و نحس کا اے رند
نہ بوم سے ہے عداوت نہ کچھ ہما سے غرض

بے خط و زلف سنبل و ریحان سے کیا غرض
چل او نسیم مجکو گلستان سے کیا غرض

اسکی طرح سے اسکے بھی لے لیجے اے جنون
دامن اگر نہین تو گریبان سے کیا غرض

مذکور کر نہ غنچہ و گل کا تو اے نسیم
زندانیٔ قفس کو گلستان سے کیا غرض

مطلب نہین ہی خط سے مین شیدائے خال ہون
ہندوے بت پرست کو قرآن سے کیا غرض

گر قصد فاتحہ کا نہین ہی تو پھر مجھے
قاتل بتا دے گنج شہیدان سے کیا غرض

ہنگامے لاکھ طرح کے برپا کرے فلک
کشتی نوح ہون مجھے طوفان سے کیا غرض

عاشق ہون گل کا مین مجھے گلچین سے کام کیا
دیوانۂ پری ہون سلیمان سے کیا غرض

کہتا تھا قیس وجد کے عالم مین بارہا
لیلی اگر نہین تو دبستان سے کیا غرض

کیون راہ پوچھتے ہو سیہ خانہ کی مرے
اے شمع مجکو چشمۂ حیوان سے کیا غرض

آب دہان یار سے رکھتا ہون واسطہ
اے خضر مجکو چشمۂ حیوان سے کیا غرض

جویان دہان یار کا ظلمات خط مین ہون
اے خضر مجکو چشمۂ حیوان سے کیا غرض

سودائی ہون جو سونگھون اُسے بدلے زلف کے
نکلے گی میری سنبل پیچان سے کیا غرض

کرتے ہو کیا مطالعہ دیوان رند کا
مطلب نہین ہی اس سے تو دیوان سے کیا غرض

اب پسند آنے لگا اُس کو ہمارا اختلاط
وصل کا دینے لگا کچھ کچھ سہارا اختلاط

ہنستے ہنستے ہو گیا اے گل اگر دہ بد دماغ
ناک کے رستے نکلجاویگا سارا اختلاط

جاکے گھر پیغام تک بھیجا نہ اُس دلدار نے
وہ پری رکھتی نہ ہے منھ دیکھے کا سارا اختلاط

ہجر مین منھ پیٹتا ہون ہائے جب آتا ہے یاد
بھولی بھولی باتین اور وہ پیارا پیارا اختلاط

آئیگا بعد میرے پاس پہلے مہربان
سو طرح کا دل پہ کر لیجے گوارا اختلاط

باتین کرتے ہو تو پردہ پہلے اُٹھوا دیجیے
چڑھ ہے میری بندہ پرور بے نظارا اختلاط

دل لگی مین بھی وہ کڑوے ہوتے ہین ہر مرتبہ
اب شکر رنجی کا کرتا ہے اشارا اختلاط

ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہی تصور آپ کا
بھولتا دل سے نہین صاحب تمہارا اختلاط

ہو نہ آزردہ اگر بوسہ لیا رخسار کا
اختلاطون مین ہی اک یہ بھی ہمارا اختلاط

لگ نہ چلیے ورنہ کھلجائیگی اُلفت مہربان
راز مخفی کو کریگا آشکارا اختلاط

لاگ دل سے نے کی ہی پیدا اُس سے اک بت کی رند
شیشۂ من میکند با سنگ خارا اختلاط

چلا جہان سے ترا مبتلا خدا حافظ
ہوا اُسے مرض لا دوا خدا حافظ

ضرور پہونچونگا خدمت مین پھر جو زندہ رہا
مین اب تو جاتا ہون اے دلربا خدا حافظ

سفر کے وقت جو رخصت کیواسطے مین گیا
کچھ اور بات نہ کی یہ کہا خدا حافظ

کمال حسن پہ تیرے کبھی نہ آئے زوال
ترے جمال کا اے مہ لقا خدا حافظ

ذرا سی بات مین کہتے ہو ترک ربط کیا
یہ زود رنجی ہی تو بیوفا خدا حافظ

کسی سے غیر کے ناحق خفا ہوا مجھ سے
چلا مین اے بت نا آشنا خدا حافظ

ہوا اسیر پھر اک بت کے دام کاکل مین
بری بلا مین یہ دل پھر پھنسا خدا حافظ

کیا اسیر قفس ہم کو آب و دانہ نے
تو جا چمن کی طرف اے صبا خدا حافظ

جو فصد لیتی ہے کم کم تو کرو لہو میرا
بہار آئی جنون پھر بڑھا خدا حافظ

رہینگے کاہیکو ثابت کواڑ سینے کے
جو اضطراب یہی ہی دلا خدا حافظ

اٹھائی کاوش مژگان سہی کشاکش زلف
ترے عتاب مین دل پڑ گیا خدا حافظ

کہا جو مین نے کہ جاتا ہون اب نہ آؤنگا
تو ہنسکے کہنے لگا رند جا خدا حافظ

بزم مین ور نہ کیونکر تیرے آگے آئے شمع
تو اگر دیکھے نگاہ گرم سے جلجائے شمع

ہاتھ کا تیرے اگر چھلا طلائی پائے شمع
اے پری ازدساق سیمین پر ترے پگھلجائے شمع

آپکو سو بار سانچے مین اگر ڈھلوائے شمع
یہ گدازی جسم کی تیری کہانسے لائے شمع

کاٹ دین پروانے آتش شغل مین فرقت کی رات
ہائے دلبر مین کہون تا صبح تو کہ وائے شمع

تو اگر محفل مین آجاوے تو سکتہ ہو اسے
اے صنم صورت کو تیری دیکھ بت بنجائے شمع

اف نہ کی اور ہو گئی جل جلکے گھل گھلکر تمام
غور سے دیکھا کیا مین سر سے لے تا پائے شمع

سب پہ روشن ہو گیا ہی داغ کھا کر سیکڑون
گور پر بسر و چراغان رکھیو میری جائے شمع

اک رخ روشن تصور مین ہی یان پیش نظر
ہم نہین رکھتے شب تاریک مین پروائے شمع

پھونک کر منھ سے بجھائے گر مرا غنچہ دہن
بدلے پروانون کے بلبل آئین گل بنجائے شمع

مثل شعلہ مجکو بھی دی ہی زبان اللہ نے
اپنی یہ آتش زبانی اور کو دکھلائے شمع

اور مین راز و نیاز عشق سے واقف نہین
یہ تو دیکھا ہی سر پروانہ تھا اور پائے شمع

کانپتی ہی تیری صورت سے اگر ہو اختیار
انجمن سے پر لگا کر شعلے کے اڑجائے شمع

تیرے آگے کرمک شب تاب کا رتبہ نہین
کچھ بھی غیرت ہو تو محفل مین نہ منھ دکھلائے شمع

دیکھ لے گر شعلۂ عارض کو ترے بے نقاب
رشک کی آتش مین بے روشن کئے جل جائے شمع

چاہتے ہین ہووے روشن عاشق مردہ کا نام
حکم ہے پروانے کی چربی کی ڈھلکر آئے شمع

سامنے آجائے بھولے سے جو وہ خورشید وش
پانی ہو کر بزم مین آگے ترے بہجائے شمع

دور استادہ ہے تجھسے لگن ہے مغرور ہے
گرد پھرتی مثل پروانہ جو ہوتے پائے شمع

روبرو تیرے اگر گرمی کرے پروانہ سے
منھ بگڑ جائے ہوا کا وہ تھپیڑا کھائے شمع

مطلع ہووے اگر سوز دل پروانہ سے
صورت زندانیان فانوس مین گھبرائے شمع

رند اگر وہ روئے انور سے الٹ دیوے نقاب
سات پردون مین چھپاوے منھ کو یہ شرمائے شمع

نہ کوئی شمع جلائے نہ کوئی لائے چراغ
جلے گا داغ جگر گور پر بجائے چراغ

کھپائے رشک سے یا آپ کو جلائے چراغ
ضیائے چہرۂ انور کہان سے لائے چراغ

کہان تلک تہ دامن کوئی چھپائے چراغ
ہوائے مرگ کہین نیست کا بجھائے چراغ

سیاہ بخت بھی حاصل کرین سعادت کو
کرم کرے مرے کاشانے مین ہما سے چراغ

حضور روئے منور خجل ہوا ایسا کہ
زمین پھٹے تو یقین ہے ابھی سمائے چراغ

پس از فنا بھی تکلف سے ہے مزاج بری
کبھی نہ شمع جلی گور پر سوائے چراغ

عبث ہے پند و نصیحت بھی کور باطن کو
مثل ہے یہ کوئی اندھے کو کیا دکھائے چراغ

برنگ شمع فروزان ہے رخ روشن
سر پتنگ مین جبتک ہے ہوائے چراغ

رہا ہون بزم جہان مین مثال بیگانہ
زمین پتنگ سے واقف نہ آشنائے چراغ

مین شمع تربت مجنون سمجھ کے رویا خوب
کبھی جو غول نے ویرانے مین جلائے چراغ

ہمیشہ شمع رخون سے رہا مکان روشن
رہے ہین نور کے تکیے سدا بجائے چراغ

مین تند خوئی تری یاد کر کے رویا خوب
نسیم صبح سے جب آنکے بجھائے چراغ

مین وہ شہید محبت ہون جسکی تربت پر
پری جو پھول چڑھائے تو خود جلائے چراغ

یہ حال شمع ہے پیش ضیائے رخ اے رند
کہ جیسے روبروئے مہر ہو ضیائے چراغ

ہے سراپا بسکہ ترا صورت آئینہ صاف
عکس ہے چاہ ذقن کا جسکو بتلاتے ہین ناف

سطح گلزار ہے وہ روئے رنگین بے خلاف
عشق پیچان ہوئے کاکل گل سے عارض صاف صاف

رو رنگٹے ترے شکم پہ موج بحر حسن ہے
نام ہی خوش طالعی خوشنودی دلدار کا
وصف یکتائی رقم کرتا ہوں جب قرطاس پہ
سر بکف شوق شہادت میں ہوں کب انکار ہے
راہ پر لائیگا کیا مجکو یہ خود گمراہ ہے
باندھتا ہوں جب میں مضمون صفائے روئے یار
گرم صحبت رہتے ہیں اُس آتشیں رخسار سے
میں وہ دیوانہ ہوں ٹکراؤں جو سر کوہ سے پری
یاد آیا مار گیسو دور بامیں دیکھکر
اے شکر لب گر تری شیرین زبانی ہو رقم
تنگ ہوں لیچل اجل یاں سے عدم آباد کو
نقطۂ موہوم کہتے ہیں بہت سے بعضے عدم
اُڑ کے جا سکتی ہی مجھ سے کسطرف کو وہ پری

جان جان گرداب یہ ہی جسکو بتلاتے ہیں ناف
وہ اگر برگشتہ ہی تقدیر بھی ہے برخلاف
ہاتھ میں جبکہ اُٹھا لیتا ہوں خامہ بے خلاف
قتل کا بیڑا اُٹھائے تو وہ تیغ خوش غلاف
رہنے دو اہل زمیں گر آسمان ہی برخلاف
خود بخود ہوتے ہیں موزوں لفظ معنی صاف صاف
وصل کی شب اوڑھتا ہی کون سرما میں لحاف
سنگ ریزے کر کے اکدم میں اڑا دوں کوہ قاف
پیشتر کھولا اگر ناخن پہ خامے کا شگاف
بن ہو جاوے دم تحریر خامے کا شگاف
وضع دنیائے زمانہ ہی طبیعت کے خلاف
الغرض واقع دہان یار میں ہیں اختلاف
چھان مارونگا میں وحشی قاف سے لے تا بقاف

طبع اقدس پر یہ ہی کیوں یا حضرت آتش ملال
شاعری کا رند نے کسدن کیا لاف و گزاف

نہ کسطرح سے کریں نالہ و فغان مشتاق
یہاں بھی آیئے اک رات کو کرم کیجے
پتا لگا ترا بتخانے میں نہ کعبے میں
نقاب اُٹھایئے ابتو حجاب کیجے دور
سُنا ہی جب سے تری ذات ہی کریم و رحیم
دکھایا جلوہ بھی اپنا نہ تو نے بعد کلیم
فراق یار شکر لب نے زیست کر دی تلخ
رسائی کعبۂ مقصود تک اگر پائیں
تمہارے طالب دیدار زہر کھاتے ہیں
قرار اُسکو نہیں ایکدم کسی جا پر کو

کہاں تلک تری اُلفت کریں نہاں مشتاق
تمہارے لطف کے ہم بھی ہیں مہرباں مشتاق
پھرے تلاش میں تیری کہاں کہاں مشتاق
جمال پاک کی ہیں چشم مردمان مشتاق
عطا و لطف کا رہتا ہوں ہر زمان مشتاق
ترس گئے تری صورت کو جانجاں مشتاق
ہوئی ہی چاشنی مرگ کی زبان مشتاق
لگائیں آنکھوں سے وہ سنگ آستان مشتاق
بتنگ آئے ہیں دیتے ہیں اپنی جان مشتاق
کسی حبیب کا پھرتا ہی آسمان مشتاق

کمال حسن پہ تیرے کبھی نہ آئے زوال　　رہے فریفتہ ہر پیر و ہر جوان مشتاق

عیان تھی رند کی نظرون سے یاس تا دم مرگ
خدا اُٹھائے جہان سے نہ اے بتان مشتاق

نالے شرر فشان رہے تاب و توان تلک　　اور اب تو آہ بھی نہین آتی زبان تلک
پرواز اپنی آگے تو تھی لامکان تلک　　دشوار اُڑ کے جانا ہے اب آشیان تلک
قسمت گئی نہ لیکے کسی قدردان تلک　　وہ مدعا ہون مین جو نہ پہونچا بیان تلک
وہ سوختہ ہون مین کہ نہ پاوینگے بعد مرگ　　سگہائے کوئے یار مرے استخوان تلک
اک رشک گل کی دوری مین ہم ہین قریب مرگ　　بلبل کی زندگی ہوئی کیونکر خزان تلک
اس شعلہ رو بغیر جو کھینچی ہے آہ گرم　　پڑ پڑ گئے ہین آبلے دل سے زبان تلک
روشن چراغ داغ ہی ہین سوز غم سے کیا　　جلتے ہین مثل شمع مرے استخوان تلک
اس خانمان خراب کا پایا نشان نہ کچھ　　سو مرتبہ خیال کیا لامکان تلک
ہوگا گمان فرشتون کو تیر شہاب کا　　نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک
اعضا تمام اشک ہو چشمون سے بہ گئے　　اس بحر حسن کے لئے رویا مین یان تلک
گرمی سے بھی زیادہ زمستان مین لون چلے　　اک نالہ سوز دل سے جو آئے زبان تلک
دم جب تلک ہے دم مین سہونگا ترے ستم　　دیکھون تو ظلم و جور کریگا کہان تلک
الدن پنائی اسمین ہوا کوئے یار کی　　سو بار سیر کو گئے ہم بوستان تلک
قمری تری گلے مین پڑے طوق دہرا　　اُڑ کر جو پہونچے تو مرے سرو روان تلک
ہمراہی اپنی تیز روی کرکے بڑھ گئے　　ہم گرد سان پہونچ نہ سکے کاروان تلک

افسوس رند نام سے وہ آشنا نہین
اُلفت مین جسکی مٹ گیا اپنا نشان تلک

سرسبز ہین نسرن و گل و یاسمن ابتک　　محفوظ خزان سے ہے بہار چمن ابتک
رکھا ہے امانت کیطرح مجکو زمین نے　　میلا نہین ہونے دیا تار کفن ابتک
عریان اُسے دیکھا کیا مین شام سے تا صبح　　دیکھا نہین گردون نے بھی جسکا بدن ابتک
کی خاک بھی برباد مری کوئے صنم سے　　ہے دل مین کدورت ترے چرخ کہن ابتک
شک دل سے نکلتا نہین ہستی و عدم کا　　ثابت نہ کمر ہے نہ تمہارا دہن ابتک

سو قافلے اس دشت مین آئے بھی گئے بھی
ہم ڈھونڈھتے ہی رہگئے راہ وطن ابتک

باندھا نہین مضمون ترے گیسوئے رسا کا
کوتاہ ہی بڑھنے نہین پایا سخن ابتک

موزون نہین کرتے ہین جو مضمون دہن کو
سمجھے نہین وہ لوگ مذاق سخن ابتک

شمشاد بھی دیکھے ہین بہت کبک بھی دیکھے
قد دیکھا تمہارا سا نہ ایسا چلن ابتک

مرنے پہ بھی اُلفت نہ گئی شعلہ رخون کی
جلتا ہی تپ غم سے ہمارا بدن ابتک

بوسے مین لیا کرتا ہون اس لب کے شب و روز
خون روتا ہی جسکے لئے لعل یمن ابتک

اے رند محبت ہی خط و خال بتان سے
قبضے مین ہمارے ہین خطا و ختن ابتک

جمع کر کے لئے بیٹھا رہون خرمن کب تک
راہ دیکھون تری برق شررافگن کب تک

برچھیان ماریگی اس ترک کی چتون کب تک
گلے کٹوائیگا عشاق کا جوبن کب تک

حسن سے باز رکھین دل کو یہ آنکھین تا کے
رخنہ بندی کرین دیوار کے روزن کب تک

زلف تا چند نظر رخ پہ نہ جانے دیگی
راستہ روکے گا یہ افعی رہزن کب تک

بے نشان نام بھی ہو جائے گا اکدن اپنا
خاک ہوویگا نہ سنگ سر مدفن کب تک

چار دن حسن کے عالم کو غنیمت جانو
چند روزہ ہی مری جان یہ جوبن کب تک

سر بکف کوچۂ دلدار مین چل ڈر کیسا
عشقبازی مین یہ اندیشۂ دشمن کب تک

قدر عشاق کرو لہو و لعب ترک کرو
سبزہ آغاز ہوا رخ پہ لڑکپن کب تک

بس دلا ترک ہوا خواہی گلرویان کر
خاک چھنوائیگا او جان کے دشمن کب تک

عارضی حسن کا ہوتا ہی دگرگون عالم
چاند سے چمکینگے رخسارۂ روشن کب تک

دل نہین پہلو مین ابتو بغلی گھونسا ہے
پسلیان توڑیگا او جان کے دشمن کب تک

فاتحہ کے تو لیے چلیے مزارون پہ کبھی
رنج پہونچے شہدا کو تہ مدفن کب تک

رہبری کر مری اے برق تجلی تو ہی
پوچھون اک اک سے رہ وادی ایمن کب تک

سامنا خنجر جلاد سے آخر ہوگا
جھکنے دیگی نہ مرا سر رگ گردن کب تک

دیکھیے رہتا ہی تا چند نفاق باہم
متفق ہوتے نہین شیخ و برہمن کب تک

مسی آلودہ دہن کھولیے باتین کیجے
ناشگفتہ رہے یہ غنچۂ سوسن کب تک

بال و پر توڑ کے مرغان قفس کے صیاد
حسرت زمزمہ پیرائی گلشن کب تک

دیکھیے شغل یہ ہے جامہ دری کا تا چند | رکھے عریان یہ جنون صورت سوزن کبتک

ایجنون جامہ دری سے تو بس اب ہاتھ اٹھا | جیب مین کیجیے رفو پھاڑ کے دامن کبتک

کیا رہیگی یونہین تصویر سے چہرے پہ چمک | ہم بھی دیکھینگے اڑیگا نہ یہ روغن کبتک

روح طے کر بھی چکے پست و بلند ہستی | ٹھوکرین کھائیگا یہ بھیڑ مین توسن کبتک

ظلم پر ظلم سہون مورد بیداد رہون | دوستی مین تری اے جان کے دشمن کبتک

سچ بتا دیکھکے بُو تھی تجھے گنگا کی قسم | وصل اس بت سے مرا ہوگا برہمن کبتک

دامن دین سے ولا گرد صفت لپٹا جا | نہ لگے گا قدم اس ترک کا توسن کبتک

رند اب جلد کہین مہدی دین کا ہو ظہور
ہم سنین نالۂ ناقوس برہمن کبتک

لگائی سوز محبت نے کیا بدن مین آگ | دہن سے میرے نکلتی ہی ہر سخن مین آگ

عیان ہی ہر خم گیسو سے شعلۂ رخسار | بھری ہی سنبل تری شکن شکن مین آگ

وہ آیا شب کو جو سرما مین مین بھی گھبرایا | جلائی شمع تو مجمر مین اور لگن مین آگ

پس از فنا بھی ہی تاثیر محبت کی ایسی | لگائی سردی کافور نے کفن مین آگ

مین خانہ زاد قفس ہون مری بلا سے نسیم | ادھر ادھر جلین جنگل لگے چمن مین آگ

گرا جو اس مین ہوا خاک ڈوبتا کیسا | بھری ہی پانی کے بدلے چہ ذقن مین آگ

برہنہ رہنے دو کپڑے مجھے نہ پہناؤ | لگے گی جسم کی کمخواب و گلبدن مین آگ

بہار آتے ہی ہم آشیان کو رو بیٹھے | یہ بھڑکی آتش گل لگ گئی چمن مین آگ

وہ مجھ سے بزم مین ہنستا رہا رقیب جلے | لگائی گرمی صحبت نے انجمن مین آگ

بدن کو ڈھانکون تو سوز درون ابھی کھلجاے | فتیلہ سان لگے ہر تار پیرہن مین آگ

عیان کسی پہ نہ کر جوہر حرارت کو | برنگ سنگ چھپائے رکھ اپنے تن مین آگ

بنائی دھوپ مین میری لحد جلانے کو | الٰہی ڈالیو تو قبر گور کن مین آگ

عقیق رشک کی آتش مین جلکے راکھ ہوا | لگائی لعل لب یار نے یمن مین آگ

مین گرم سیر ہون غربت کی دشت مین شب و روز | لگاؤن آن کے کیا دوستو وطن مین آگ

جو پھول توڑنے جاؤن کبھی مین سوختہ بخت | لگے چنار کے مانند نسترن مین آگ

مثال نخل سر طور ہے ہر ایک درخت | بجھائے آب برستی ہی میرے تن مین آگ

گرے ہین شاخون سے بلبل کباب ہو ہو کر
الٰہی پہول کھلے یا لگے چمن مین آگ

ولا یہ وادی تفسیدگان اُلفت ہے
بجائے نافہ ہی اس دشت کے ہرن مین آگ

مٹا ریاض نہ آئی وہان تلک شیرین
لگائی چرخ نے تقدیر کو لگن مین آگ

کلام گرم ہر اِک سخن کے پار بولا رند
مثال شعلہ زبان ہی ترے دہن مین آگ

مست ہو جاتا ہون بلبل سان کھلے جب خارِ گل
یہ چراغ عقل ہوتا ہے مرا سر بارِ گل

داغ ہین سب ترے ہاتھونکے لئے لے یارِ گل
کھائین چھالونئے ترے لئے آتشین رخسارِ گل

پھر بہار آئے کہین دکھلاوین پھر دیدارِ گل
مثل یوسف باغ سے آوین سر بازارِ گل

روبرو میرے چنگیرین مین نہ لاؤ ہارِ گل
یار بن کھٹکینگے آنکھونمین برنگ خارِ گل

گر بچھاتا ہون مین فرش خواب بے یارِ گل
خار کا دیتے ہین پہلو کو مرے آزارِ گل

رحم دل ہون اشک بن نکلینگے آنکھون سے ابھی
روبرو میرے نہ کاٹو شمع کا زنہارِ گل

غور سے دیکھو سراپا ہی وہ اک باغ و بہار
بال سنبل سرو قد غنچہ دہن رخسارِ گل

خار خار اس روے رنگین کا جو رہتا ہی اُسے
سوکھتا جاتا ہی ہردم صورت بیمارِ گل

سُنتے ہین آنکھین لڑانیکا ہوا ہی اُسکو ذوق
کچھ کھلا یا چاہتے ہین روزن دیوارِ گل

تو وہ گل ہی نالہ کرتا عشق مین تیرے ہزار
شکل بلبل اے پری رکھتا اگر منقارِ گل

باغ کی دکھلائی ہی خون کیف پانے بہار
بن گئے ہین دشت وحشت مین کھٹے جتنے خارِ گل

ہو نہ وہ غنچہ دہن ہمراہ جب گلگشت مین
کیون نہ کھٹکین میری آنکھونمین برنگ خارِ گل

وہ بت رنگین ادا گلگشت کو آوے اگر
تار سنبل کا گلے مین ڈال لے زنارِ گل

یہ بھی دیوانہ کسی گل کا ہی کیا میری طرح
ٹکڑے کرتا ہی گریبانکا جو اک تارِ گل

ایک دن پژمردہ ہوگا رنگ سے اُڑ جائیگا
دیکھ لینا منہ تو چڑھتا ہی ترے ہر بارِ گل

گل نہ ہو کیونکر چراغ زندگی اس ترک سے
جو اڑاوے شمع کا بندوق سے ہر بارِ گل

جتنے گل ہین پا بگل ہین چال تیری سی کہان
ہی بجاے سرو کہیے تجکو خوش رفتارِ گل

یار سوتا ہی بچھا کر اُنکو فرش خواب پر
سچ تو یہ ہی رکھتے ہین کیا طالع بیدارِ گل

دیکھتے ہین باغ کے بدلے بہار روئے یار
ہو گئے ہین اُسکے دور حسن مین بیکارِ گل

باغ ہستی مین کسی گل کے ہین مشتاق جمال
یون عدم سے جو چلے آتے ہین مارا مار گل

آمد آمد کا خزان کی ہی جو اندیشہ انھین
کان کھولے روز و شب گلشن مین ہین ہشیار گل

خاک مین رُلتے ہین اور پر خار کا انبار ہی
نازکی سے ہاتھ پر ہوتا تھا جن کے بار گل

عرش اعلیٰ پر گیا ہی گلفروشون کا دماغ
جیسے وہ کرنے لگا ہی زینت دستار گل

رند دُنیا سے گیا داغ غم فرقت لیے
ایکدن چل کر چڑھاؤ قبر پر دو چار گل

دید گل کے تجھے پڑ جائینگے لالے بلبل
پڑ گئی جب کسی صیاد کے پالے بلبل

کان کھولے ہوئے گل گوش بر آواز ہی آج
درد دل جو تجھے کہنا ہو سُنا لے بلبل

پھر وہی کنج قفس ہی وہی صیاد کا گھر
اور دو روز ہوا باغ کی کھا لے بلبل

پہلے گلشن کی ہوا دیکھ لے رہکر چندے
آشیان کی تو ابھی طرح نہ ڈالے بلبل

دست انداز نہ ہو گل پہ ابھی اے گلچین
صبر کر صبر ذرا باغ سے جا لے بلبل

بے اجازت ہین قدم باغ مین دہر سکا نہین
منتظر ہون در گلزار پہ آلے بلبل

ہاتھ اوراق گل آوین تو بنا کر اجزا
لکھون رنگین مضامین کے رسالے بلبل

کوئی ارمان نہین لیکے چلے باغ سے ہم
دل کے جو حوصلے تھے خوب نکالے بلبل

نہ رہی بوئے وفا ایک بھی گل مین باقی
اب تو اس باغ سے اللہ اُٹھا لے بلبل

ہی یہ ویرانی گلشن تو عجب کیا اس کا
بچۂ بوم جو بیضے سے نکالے بلبل

کسطرف جائیگی برداشتہ خاطر ہو کر
باغ کیون کرتی ہی گلچین کے حوالے بلبل

باغ تنگ خانۂ صیاد سے اُڑ کر آئے
بارے پھر تو نے پر و بال نکالے بلبل

عہد طفلی سے وہ گل مائل عشاق رہا
طائر رنگ جو ہوا شوق تو پالے بلبل

دعویٰ ملک تو اثبات کرے گلچین پر
لا کے دکھلائے گلستان کے قبالے بلبل

دام مین پھنسکے نکلنا ترا ناممکن ہے
تا بمقدور پر و بال ہلا لے بلبل

درد آمیز پہونچتی نہین کانون مین صدا
بے اثر ہو گئے کیسے ترے نالے بلبل

دم بدم سینۂ سوزان سے نہ کر نالۂ گرم
پڑ نہ جائین تری منقار مین چھالے بلبل

ایک وہ گل سے جو تسکین نہ ہووے تجھکو
باغ کا باغ ہی سر پر نہ اُٹھا لے بلبل

جس شجر پر ترا جی چاہے نشیمن کر لے
پھٹ پڑینگے نہ ترے بوجھ سے ڈالے بلبل

مانگ خالق سے دعا بعد بقائے گل کی
پہلے صیاد سے خیر اپنی منا لے بلبل

نہ رہے گل ہی گلستان مین جو تھے رتبہ شناس اُٹھ گئے سب ترے پہچاننے والے بلبل
کسی غنچہ کو چھوا اور نہ کوئی گل توڑا گھورتی کیون ہی مجھے آنکھین نکالے بلبل

پیچھے رند کریگا تو یہ ہو جائے گی بند
کہدے گلچین کہ زبان اپنی سنبھالے بلبل

غیر ہی حسرت گلزار مین حال بلبل دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل
گوش دل سے شنوا ہو سُنے حال بلبل گل پہ ثابت ہوا گر صدق مقال بلبل
باغبان کون ہی بیجا ہے خیال بلبل لائے صرفہ مین زر گل تو ہے مال بلبل
موسم گل مین اکھیڑے پر و بال بلبل جان صیاد پہ پڑ جائے وبال بلبل
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان آ گئے آ گئے ایام زوال بلبل
سرد دیکھا تو مجھے قمری کا رہا گل کو دیکھا تو بندھا مجکو خیال بلبل
مین چلا جاؤن تو گل توڑ لیو تو اے گلچین مجھسے دیکھا نہین جائے گا ملال بلبل
کیجیے رنجہ قدم باغ تلک بہر تفریحاً پوچھیے گل سے ذرا وجہ ملال بلبل
شاخ گل ہاتھ لگے گی تو تراشون گا قلم آج لکھنی ہی مجھے صورت حال بلبل
فصل گل آئی ہی کیا پھولی ہوئی بیٹھی ہے دیکھنا دبدبۂ جاہ و جلال بلبل
شاد دو دن رہی دو دن رہی غمگین و ملول کٹ گئے یون شب و روز مہ و سال بلبل
مر گئی فرقت گلزار مین نالے کر کے اب رہا حشر پہ موقوف وصال بلبل
داخل طبلق عشاق ہی چہرہ اُس کا لکھے ہین دفتر گل مین خط و خال بلبل
گل ہین مصروف عزاداری نہین پھولے ہین آج ہو گیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل
بعد مردن ہوئی مدفون شجر گل کے تلے کسکو معلوم تھا یہ ہو گا مآل بلبل
کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل
ہی عیان حسرت پرواز پس از مردن بھی اُڑتے پھرتے ہین چمن مین پر و بال بلبل

عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین رند
نہ تصور ہے مجھے گل کا نہ خیال بلبل

منظور جو لکھنا ہی مجھے خرچ زر گل ہو جائے قلم ہاتھ مین شاخ شجر گل
مرقد ہی یہ کس بلبل بیکس کا چمن مین جھک آئی ہی جو آپ سے شاخ شجر گل

پھڑکا دیا صیاد کو انصاف نے میرے
بلبل جو لیا مول دیا مین نے زر گل

کس درد کا درمان ہون آہی مین چمن مین
بلبل کا عزادار نہ مین نوحہ گر گل

دی باد بہاری نے شکست آگے خزان کو
گلشن مین کھلے رایت فتح و ظفر گل

اس درد سے نالے نہ کر او بلبل شیدا
بہ جائے کہین ہو کے نہ پانی جگر گل

کیون خار سمجھتے ہین مجھے کیون ہین کھٹکتے
غماز ہون بلبل کا نہ مین پردہ در گل

ہاتھ آئی ہی بیرحم کو کیا مفت کی دولت
گلشن مین صبا روز لٹاتی ہی زر گل

کرتا ہی زبس حد سے سوا سمع خراشی
ہی نالۂ بلبل سبب درد سر گل

احوال چمن پوچھ تو صبا مجھ سے بیان کر
سیدھی ہی کہ بلبل سے پھری ہی نظر گل

ایذا ہی مجھے راحت معشوق کی خاطر
صندل مین رگڑتا ہون بے درد سر گل

فریاد کرے بلبل ناشاد کہان تک
اے کاش کہین ہو شنوا گوش کر گل

آ نکلے ہین مانند صبا سیر چمن کو
نقصان ہی بلبل کا نہ ہم سے ضرر گل

جا ساتھ اسی کے جو بچھے جاتا ہے بلبل
رہتی ہی صبا بو کی طرح ہمسفر گل

رخسارۂ رنگین کے تصور مین ہوا ہون
بونا مری تربت کے سرہانے شجر گل

لے قیمت بلبل مین اگر دے کوئی صیاد
بٹّا نہ لگا قلب نہ ٹھہرا تو زر گل

اڑتا ترے رخسارۂ رنگین کی ہوا مین
بلبل کی طرح ہوتے اگر بال و پر گل

بلبل کے قفس کے لئے لاؤنگا چمن سے
کاٹی کسی گلچین نے جو شاخ شجر گل

افسوس ہی کیا خاک اڑائی ہی خزان نے
یہ باغ وہ ہی جسمین کہ تھا فرش زر گل

گو نام و نشان مٹ گیا پر یاد ہی مجھکو
یان سرو کے تھے پیڑ یہان تھے شجر گل

ناواقف مطلق ہو نہین احوال چمن سے
معلوم ہی کچھ عیب نہ مجھکو ہنر گل

پردہ مجھے رہتا نظر آتا نہین اسکا
ہی دست جنون میری طرح جامہ در گل

مایوسی بلبل سے یہ ثابت ہوا مجھکو
اس باغ مین امسال نہ ہوگا گذر گل

گلگشت چمن سبکو مبارک ہے اے رند
سودائے گلستان بہ سر من نہ بسر گل

جانین راحت کو نہ آگاہ ہین آرام سے ہم
پھنس گئے کنج قفس مین جو چھٹے دام سے ہم

فکر مضمون رخ و زلف مین ہین سرگردان
صبح کر دیتے ہین جب بیٹھ گئے شام سے ہم

رند سرمست بلانوش ہین میخانے کے　　خم گردونکو سمجھتے ہین کم اک جام سے ہم
وہ بھی واقف ہین جو آگاہ نہین صورت سے　　مثل عنقا ہوئے مشہور فقط نام سے ہم
چھین سے دامن وایہ مین بھی سوئے نہ کبھی　　روز مولود سے واقف نہین آرام سے ہم
زہر کھانا پڑیگا ہمکو جبھی سمجھے تھے　　خط کے آغاز مین آگاہ تھے انجام سے ہم
عمر بھر شوق ہم آغوشی مین بیچین رہے　　پہلوے گور مین شاید رہین آرام سے ہم
بے قضا کے نہین ہوتا کوئی پیوند زمین　　رد کین ہاتھون سے فرشتے جو گرین بام سے ہم
خاندان مجنون سے رتبہ مین ہمارا ہی بلند　　سلسلے رکھتے ہین گیسوے دلآرام سے ہم
زلف سے بچتے تو کھاتے ہین وہ چشم سیاہ　　ہوتے شاہین کے شکار اڑتے اگر دام سے ہم
عاشقون مین ترے ہم بھی ہین ازل سے ای دوست　　تجکو دیکھا نہین آگاہ ہین پر نام سے ہم
یان بھی قسمت نے لب خشک نہ ہونے دیے تر　　آکے میخانہ مین محروم چلے جام سے ہم
اس ہنڈولے پہ ہر اک جان دیے دیتا ہی　　کیون نہ چکر مین رہین گردش ایام سے ہم

ساغر بادۂ الفت جو پلایا تھا ہمین
آجتک مست ہین اے رند اسی جام سے ہم

تنگ ہین ایسے چمن مین گل و شمشاد سے ہم　　آشیان مانگتے ہین چنگل صیاد سے ہم
کسطرح دلکو کرین سخت نہ فولاد سے ہم　　واسطہ رکھتے ہین کیسے ستم ایجاد سے ہم
لین گے جبتک نہ عوض ظلم کا صیاد سے ہم　　باز آئینگے نہین نالۂ و فریاد سے ہم
اسکو آزردہ کرین کسلئے فریاد سے ہم　　ہم سے صیاد رضامند ہی صیاد سے ہم
مر گئے پر بھی حسینون کی وہی الفت ہے　　سایہ بن بنکے لپٹتے ہین پریزاد سے ہم
ہی جو لیلی پہ تمھین فوق تو مجنون پہ ہمین　　تم جو شیرین سے زیادہ ہو تو فرہاد سے ہم
رنج مین بھی ہی مزا ذوق محبت ہے اگر　　ہر طرح شاد ہین اپنے دل ناشاد سے ہم
بیڑیان جلد بنین فصل بہار آ پہونچی　　روز کہہ آتے ہین جا جا کے یہ حداد سے ہم
یاد آیا جو چمن مین قد بالا تیرا　　سرو سے دوڑ کے لپٹے کبھی شمشاد سے ہم
یاد ایام کہ اک سلسلہ زنجیر سے تھا　　ابتو وحشت سے پڑے پھرتے ہین آزاد سے ہم
ہم تری یاد پہ بھولے ہوئے ہین یاد رہے　　پھر کہینگے نہین گذرے جو تری یاد سے ہم
سخت جانی کا برا ہو نہ گلا کٹنے دیا　　سخت شرمندہ ہوئے خنجر جلاد سے ہم

پتلیان ٹوٹین قفس کی جو ابھی مار پڑے
رشتہ برپا ہین فقط الفت صیاد سے ہم

سب نے اگر گل امید بھرے دامن مین
اک تہیدست ہی نکلے گلشن ایجاد سے ہم

ہین وہ مظلوم ہلاک کرے جو ابھی آہ کرین
کھود کر پھینک دین گردون تجھے بنیاد سے ہم

خدمت گل مین صبا آگے مشرف ہو نکلے
چھوٹنے پائے اگر خانۂ صیاد سے ہم

رات دن لوٹتے ہین ہجر کے انگارون پر
کس جلاپے مین پڑے عشق پریزاد سے ہم

ہے یقین جیب بھی نہ سودائے محبت کم ہو
رگ جان چھیدین اگر نشتر فصاد سے ہم

یہ بھی ہین پارۂ دل وہ ہین اگر لخت جگر
کم سمجھتے نہین شعر اپنے بھی اولاد سے ہم

آدمی زاد تو کیا چیز ہے اے غیرت حور
دل لگائین ترے ہوتے نہ پریزاد سے ہم

مژدہ پہونچے تجھے او حسرت پرواز چمن
آج رخصت ہوئے سرو اور گل و شمشاد سے ہم

خانہ ویرانی کا اپنے نہین کھلتا باعث
پھرتے ہین کسکی ہوا خواہی مین برباد سے ہم

آنکھ بھولے ہین لیکن نہین بھولے تجھکو
یاد کر لیجیے جو غافل ہون تری یاد سے ہم

فرق ہے ذرہ و خورشید کا اے رند صریح
شعر مین بڑھکے نہ چمکے کبھی استاد سے ہم

شتاب لکھے ثنائے رخ نگار قلم
دکھائے قطعۂ گلزار کی بہار قلم

ضرور اتنا تکلف ہے مشق نو خط کو
جو لوح نقرئی ہووے تو زر نگار قلم

کہان تلک نہ لکھے حال شہسوار انکا
ہوا کے گھوڑے پہ کب تک رہے سوار قلم

نہ ختم ہوگا کسی طرح خط شوقیہ
جو لکھین سیکڑون منشی چلین ہزار قلم

سیاہ سیکڑون دفتر کیا کیے شب و روز
نہ ہوگا میرے برابر سیاہ کار قلم

جو مین نے چاہا وہ لکھا قصور اسکا کیا
گناہ گار ہوئے ہین یا گنہگار قلم

جو یون لکھیگا مضامین شوق کے گستاخ
کریگا مجکو بھی آخر گناہگار قلم

نہ یارہ ترے جو فروغ انجمن مین مردون کی
مثال شمع جو سر ہو ہزار بار قلم

لکھا کرے مرے دیوان کا کرین حاسد
ہے اسلیے دو زبان شکل ذوالفقار قلم

دکھائے لکھے مضامین روئے رنگین کے
بنائے صفحۂ کاغذ کو لالہ زار قلم

کیا جو چاہیے رقم حال خاکسارون کا
تو پہلے لیوے صلاح خط غبار قلم

مزا ملے نہ اگر اسکو زخم کھانے مین
تو سر خوشی سے نہ کٹوائے بار بار قلم

رہے نہ صید مضامین کی فکر ہی مین خراب — کرے ہمائے معانی کو بھی شکار قلم
دلیل ہو یہ ہماری سیاہ کاری پر — کرے جو لوح ہماری سرِ مزار قلم

لکھی ہی جب سے صفت اُسکی تیغ کی اے رند
زیادہ ہو گیا خنجر سے آبدار قلم ✣

بتائے کس کو رہ بوستان نہین معلوم — نہال کس کو کرے باغبان نہین معلوم
سُنا ہی نام فقط پر نشان نہین معلوم — پتا مین کیا دون مجھے خود مکان نہین معلوم
پتا کچھ اسکا نشان نہین معلوم — دہن کدھر ہی کمر ہی کہان نہین معلوم
وہ زلف رُخ پہ ہی لیکن دہان نہین معلوم — عیان ہی بار یہ گنج نہان نہین معلوم
مثال گرد پس قافلہ ہون سرگردان — گیا کدھر کو مرا کاروان نہین معلوم
ہمیشہ ایک سا عالم ہی باغ ہستی مین — کچھ اس چمن کی بہار و خزان نہین معلوم
سُنا ہی آتش گل نے جلا دیا گلشن — بچا کہ خاک ہوا آشیان نہین معلوم
جلا جگر کہ پھُنکا دل ہی سوز فرقت سے — کہان سے اُٹھتا ہی ہر دم دھوان نہین معلوم
نہ آیا وادی مجنون مین ناقۂ لیلےٰ — کدھر کو لیکے گیا ساربان نہین معلوم
سمجھکے حق سگ یار اُڑ گیا شاید — ہما تے کھائے نہ کیون استخوان نہین معلوم
ہر اک کا عیب و ہنر صاف مُنھ پہ کہتی ہے — کرے گی کیا مرے حق مین زبان نہین معلوم
چمن کو چھوڑ کے بلبل ستم سے گلچین کے — کدھر کو لیکے گئی آشیان نہین معلوم
یہ آرزو ہی کہ اس زندگی سے ڈوب مرون — تمھارے چاہ ذقن کا نشان نہین معلوم
تری جناب سے اے دوست ہی جہان آگاہ — وہ کون ہی جسے یہ آستان نہین معلوم
نظارے گلشن ہستی کے روز کرتا ہون — پر اس چمن کا مجھے باغبان نہین معلوم
برنگ نکہت گل ہم ہین خانہ زاد چمن — قدامت اپنی سمجھے باغبان نہین معلوم
کرم کرے کبھی اس مشت خار و خس پر بھی — ہمارا برق کو کیا آشیان نہین معلوم
جہان کی ہو مری مٹی وہین سے مجھے پہونچا — وہ سرزمین مجھے اے آسمان نہین معلوم
نہ شکوہ اس سے کبھی تا ادائے شکر ہوا — خدا نے دی ہی مجھے کیون زبان نہین معلوم
ہی ایک پاؤن سے استادہ سرو کیا باعث — روان ہی کس لئے آب روان نہین معلوم
نکر مذمت رندان خموش اے واعظ — وہ کس کے حال پہ ہی مہربان نہین معلوم

پھرا ہی منھ ترے خنجر کا مجھسے کیون اے ترک — ہوئی ہی کس لئے بے رخ کمان نہین معلوم
یہ ہڈیان نہ پسین آسیائے چرخ سے بھی — بنے ہین کس کے مرے استخوان نہین معلوم
ہمیشہ رہتا ہی برگشتہ راست بازون سے — خلاف ان سے ہی کیون آسمان نہین معلوم
سبک کیا مجھے اہل زمین کی نظرون مین — فلک مین کیون ہوا تجھ پر گران نہین معلوم
وہ یان کی رسم سے واقف ہی پوچھ بلبل سے — اگر تجھے روش گلستان نہین معلوم
غرور حسن سے گمراہ ہے ابھی تجکو — طریق دلبری ابجا نجان نہین معلوم

رہینگے کب تلک اے رند خواب غفلت مین
ہین کس خیال مین اہل جہان نہین معلوم

وان پڑین ابرو پہ بل یان ہون تہ شمشیر ہم — زلف الجھے اور پھانسی پائین بے تقصیر ہم
کھائین مثل مینکر اے ترک تیرے تیر ہم — جان کر تربت بنائین آپ دم شمشیر ہم
بت سے الفت ہمکو زاہد عاشق اللہ تو — تو بنا مسجد گو بتخانہ کرین تعمیر ہم
ہمسے کاوش کر کے کیا ہاتھ آئیگا اے آسمان — بالک طبل و علم نے صاحب جاگیر ہم
ہم وہ منصف ہین جو دے مقدور ہمکو آسمان — خاک بلبل سے کرین گلزار کی تعمیر ہم
بیگناہی اپنی ثابت حسن پر ہو یا نہ ہو — عشق شاہد ہی ہوئے ہین قتل بے تقصیر ہم
جب چلے گھر سے تو پہونچے منزل مقصود تک — تیز رفتاری مین رکھتے ہین خواص تیر ہم
کوہکن کہتا تھا کے شیرین جو ہی تائید عشق — بیستون کو کاٹ کر لاتے ہین جوئے شیر ہم
دیکھ لیتے ہین شفق آلودہ جس دم ماہ نو — یاد کرتے ہین گریبان کی تری تحریر ہم
دولت دنیا سے مستغنی قناعت نے کیا — جانتے ہین خاک کوئے فقر کو اکسیر ہم
لاکھ بھڑکا دین وہ انداز آتش افروزی کرین — جوش کھا کر کب ابلتے ہین مثال شیر ہم
رخ کو قرآن جانتے ہین تیرے مصحف کی قسم — کیون کہین خط کو نہ فتح اللہ کی تفسیر ہم
کھینچتی ہی وحشت دل گو وہ صحرا کی طرف — توڑتے ہین لے جنون اب پاؤن کی زنجیر ہم
کسطرح کاٹین تاسف سے نہ ہر دم پشت دست — ہاتھ سے کھو بیٹھے ہین سر رشتہ تدبیر ہم
سر تہ خنجر تھا آنکھین تھین مونھ جلاد پر — محو تھے اللہ اکبر کیا دم تکبیر ہم
عالم وحشت مین باہم متفق زندان مین تھے — حق صحبت کسطرح بھولین ترا زنجیر ہم
ہونٹ میرا داب کر دانتون مین کیا کہتا ہی یار — بوسے لینے کی تجھے دیتے ہین یہ تعزیر ہم

پاس آکر یہ نہ دیکھا مر گیا یا زندہ ہے دیکھنا کس ترک بے پروا کے ہین نخچیر ہم
عشق کا شہرہ ہوا اور حسن نے پکڑی نمود خلق مین رسوا ہوئے بے جرم و بے تقصیر ہم
شانہ کرتے گیسوئے جانان مین دیکھا غیر کو کس سے پوچھین اس پریشان خواب کی تعبیر ہم
وقت بد مین ہون زیادہ تر شریک حال دوست ہین سپاہی رکھتے ہین خاصیت شمشیر ہم
ابتو یوسف کی زبان کا بھی اثر جاتا رہا ہوتی ہی برعکس لین کیا خواب کی تعبیر ہم
دیکھکر اس غیرت گلزار کو سکتا ہوا بنگئے ہین بلبل گلدستۂ تصویر ہم
بخت برگشتہ نے کی برعکس تاثیر عمل جب لگے پڑھنے عزیمت ہو گئے تسخیر ہم
بیٹھے رہتے تھے ہمہ تن گوش مرغان سحر کھینچتے تھے جن دنون مین نالۂ شبگیر ہم
عفو کر تیری رحیمی کا یہی ہے مقتضا قابل تقصیر ہم مستوجب تعزیر ہم
اسکی آمرزش ہی زاہد باعث اپنے جرم کا کرتے ہین دانستہ شوق عفو مین تقصیر ہم
آگئے اڑکر اگر چشم سیاہ یار پر حلقہ ہائے زلف سمجھے دام آہو گیر ہم
صورت معنی عیان ہی اپنی ہر اک بیت سے شاعری کرتے نہین ہین کھینچتے تصویر ہم
غیب سے ہوتے ہین یان مضمون الہامی عطا کرتے ہین گویا زبان یار سے تقریر ہم
پڑھتے تھے سارے ملک تسبیح پر اپنی درود عالم ارواح مین بھی تھے یہ خوش تقریر ہم

شیخ ناسخ خواجہ آتش کے سوا بالفعل رند
شاعران ہند مین کہتے ہین طرز میر ہم

منہ ہر کس و ناکس کو دکھایا نہ کرو تم یہ حسن خداداد تماشا نہ کرو تم
دم دیکے نہ ٹالو مجھے فقرا نہ کرو تم اب وعدۂ امروز کو فردا نہ کرو تم
یوسف مرے زیبا نہین عاشق تمھین بننا معشوق ہو تقلید زلیخا نہ کرو تم
کہتے ہین جسے عشق کچھ آسان نہین ہے مشکل ہی بہت اسکا ارادہ نہ کرو تم
سب کرتے ہین چشمک مجھے ہوتی ہی ندامت یون آنکھ چرا کر مجھے دیکھا نہ کرو تم
اچھا نہین اچھا نہین مانو مرا کہنا رسوا نہ کرو تم مجھے رسوا نہ کرو تم
پڑجائین نزاکت سے نہ ہاتھون مین کہین نیل مل ڈالا کرو مہندی کو باندھا نہ کرو تم
توبہ کرو عشاق کو مشرک نہ بناؤ للہ خدائی کا تو دعوے نہ کرو تم
سیدھی مری باتون سے عبث ہوتے ہو ٹیڑھے سلجھانے مین زلفون کے تو الجھا نہ کرو تم

تم پاس سے اُٹھے تو نکلجا دیگا دم بھی
بیٹھے رہو جانے کا ارادہ نہ کرو تم

خود حور ہو ہونیکا نہین تم کو چھپیٹا
اندیشہ کچھ آسیب پری کا نہ کرو تم

اچھا نہین ہر وقت کا آنا مرے گھر مین
بدنام نہ ہو تم مجھے رسوا نہ کرو تم

بوسہ لیا تقصیر ہوئی منھ نہ بناؤ
ہم کو تو لبِ اب جانے دو غصہ نہ کرو تم

پھر جاتا ہی اک دوسرا قد آنکھ کے نیچے
آگے مرے ذکر قد بالا نہ کرو تم

پھر ہم کو نہ پاؤگے اگر دیر لگائی
آنے کا ارادہ ہی تو عرصہ نہ کرو تم

منھ چاندسا ڈھانکو نہ ڈوپٹہ مین ریحان
سوتے ہو اگر ساتھ تو پردا نہ کرو تم

جور دستم انداز وادا ناز وکرشمہ
یہ سب سہی پر غمزہ بیجا نہ کرو تم

رند اُلفت بُت چھوڑو اب اللہ کو پالو
کعبے کو چلو قصد کلیسا نہ کرو تم

دل کو پھر کاکل مین اُلجھاتے ہین ہم
سر پہ پھر روز سیہ لاتے ہین ہم

جب تری فرقت مین گھبراتے ہین ہم
سر کو دیوارون سے ٹکراتے ہین ہم

یاد آتے ہین وہ عارض پھول سے
باغ مین جا جا کے گل کھاتے ہین ہم

اے اجل آچک خدا کے واسطے
زندگی سے ابتو گھبراتے ہین ہم

کل کہ آئے تھے نہ آوینگے کبھی
بے بلائے آج پھر جاتے ہین ہم

کر سکے گی تو نہ اپنی ہمسری
تو تو چل باد صبا آتے ہین ہم

ہم پہ بہتان اور کی اُلفت کا ہے
لے ترے سر کی قسم کھاتے ہین ہم

جان نہ دی ہوگی کسی نے روبرو
یہ تماشا تجکو دکھلاتے ہین ہم

ہم نہ ہووینگے تو پھر پچتائے گا
مُفت تیرے ہاتھ سے جاتے ہین ہم

دل کسی صورت سمجھتا ہی نہین
تا بمقدور اُس کو سمجھاتے ہین ہم

وصل کی مانی ہین کیا کیا منتین
سچلے درگاہون مین بندھواتے ہین ہم

ارتباط آپس کے اب موقوف ہین
وہ ہی آتے ہین نہ وان جاتے ہین ہم

وصل مین بھی یان ہی عالم ہجر کا
اُسکو پاکر کھوئے سے جاتے ہین ہم

یاد آتا ہے وہ مکھڑا چاند سا
چاندنی راتون مین چلاتے ہین ہم

کھینچکر لاتے ہین کوئے یار سے
وان تو جاکر پاؤن پھیلاتے ہین ہم

کس نے وعدہ گھر مین آنے کا کیا / آپ سے باہر ہوئے جاتے ہین ہم
زلف کی تعریف جب کرتا ہے غیر / سانپ کے مانند بل کھاتے ہین ہم
یان عدم کو لگ رہا ہے چل چلاؤ / اب بھی آنا ہے تو آ جاتے ہین ہم
وحشت آبادی مین جب کرتی ہے تنگ / جانب صحرا نکل جاتے ہین ہم
رند جب سے ملتے ہین وہ تنہا کہین / دوڑ کر ان سے لپٹ جاتے ہین ہم

مسکرا کر کہتے ہین تب ناز سے
بس انھین باتون سے گھبراتے ہین ہم

ہم جو خاموش دم فکر سخن بیٹھے ہین / ڈھونڈنے کو ترا مضمون دہن بیٹھے ہین
ایکدن ہچکی بھی غربت مین نہ آئی افسوس / مجکو بھولے ہوئے یاران وطن بیٹھے ہین
نہین آتا جو وہ قاتل تو اجل ہی آئے / کب سے پاس اپنے لئے اپنا کفن بیٹھے ہین
بزم ماتم مری کیونکر نہ بنے رشک چمن / میرے پھولون مین کئی غنچہ دہن بیٹھے ہین
نہ اٹھا کوچۂ دلدار سے دم لینے دے / بھرتے پھرتے ابھی اے چرخ کہن بیٹھے ہین
باغ جنت کی ہوا سر مین نہین ہے انکے / جو ترے کوچے مین اے رشک چمن بیٹھے ہین
خرچ اکدن کا ہے تار دن کا اگر گنج بھی ہو / جب تلک پاس مرے سیم بدن بیٹھے ہین
باغبان پھولا سماتا نہین پیراہن مین / آج گلشن مین کئی رشک چمن بیٹھے ہین
مژدۂ فصل بہاری جو صبا سے ہے سنا / کیسے پھولے ہوئے مرغان چمن بیٹھے ہین
للہ الحمد کہ غربت مین وہ راحت پائی / دل سے بھولے ہوئے ہم یاد وطن بیٹھے ہین
زیر گردون نہین آرام کی صورت کوئی / سب اٹھانے کو یہان رنج و محن بیٹھے ہین
دل شگفتہ ہو ذرا بات کرے غنچہ دہن / ہم بڑی دیر سے مشتاق سخن بیٹھے ہین
مٹی دروازے کی انکے لیے جاتے ہین بعض / وقت کھانے مسیحا جو وہ بن بیٹھے ہین
دیکھکر طرز خرام اس بت وحشی کا مرے / چوکڑی بھولے ہوئے اپنی ہرن بیٹھے ہین

چند بیتین جو لکھین ہین وہ سنا دے اے رند
آج محفل مین کئی اہل سخن بیٹھے ہین

یون کس طرح سے وصف خط مشکبو کرین / کلی کرین گلاب سے تب گفتگو کرین
کرلین وضو شراب سے ستو نکی جان کر / ہم بادہ کش جو بیعت دست سبو کرین

ضعف وہ ہین ہمارا اگر اعتبار ہو ... بلبل کا زخم دل رگ گل سے رفو کرین
برسے فلک سے آگ جو پانی کی ہو تلاش ... دوزخ ملے بہشت کی گر آرزو کرین
مضمون اس کمر کے نکالے نئے نئے ... عنقا کو باندھ لائین جو ہم جستجو کرین
مجنون کو کسقدر سگ لیلی عزیز تھا ... دیوانے ہین جو ہم ترے کتے کو تو کرین
سودائی کرنا زلف کو عشاق کا نصیب ... حیران مثال آئینہ آئینہ رو کرین
اُس گل کی بوئے زلف سے تازہ دماغ ہی ... عطر گل بہشت ہو تو ہم نہ بو کرین
منھ مین زبان یقین ہی بنے نافہ مشک کا ... ہم وصف زلف یار اگر مو بمو کرین
رنگ قبول سوختگان کو نہین دیا ... دیکھا نہین کبھی کہ گل و شمع بو کرین
گلشن مین تو جو جائے تو جھکا دین سر باغ ... سرکش بھی دیکھین تجکو تو گردن فرو کرین
مرنے لگون تو منھ طرف کوئے یار ہو ... مومن ہون وقت نزع مجھے قبلہ رو کرین
اک بحر حسن کے رخ رنگین کا عشق ہے ... ہم کیا نظارۂ چمن و آب جو کرین
چپکے ہین ایک رشک مسیحا کی یاد مین ... مُردے جواب دین جو ابھی گفتگو کرین
کرتے ہین مدعی دہن یار مین کلام ... کچھ وہ بھی مُنھ سے بولے تو ہم گفتگو کرین
ہر شاخ مثل شمع لگے جلنے باغ مین ... گل پر نگاہ گرم جو یہ شعلہ رو کرین
ہو جائے زرد سے یقین رنگ برگ خشک ... اے رشک گل جو گل کو ترے رو برو کرین

وہ مست ہون جو میکدے مین لڑکھڑا جاؤن مین
تعظیم سرو قد مری اُٹھکر سبو کرین

معشوق اور دوسرا اتنا حسین نہین ... زیبندہ اس جمال پہ چین بر جبین نہین
وہ کونسا مکان ہی تو جسمین مکین نہین ... ناحق کا یہ گمان ہی کہین ہی کہین نہین
مردود بارگاہ نہ ہو کوئے یار کا ... دونون جہان مین اسکا ٹھکانا کہین نہین
مشہور اک جہان مین ہین عشقباز ہون ... چاہا نہ ہو جسے کوئی ایسا حسین نہین
بعد از کلیم بھڑکی نہ پھر آگ طور کی ... کیا کیا ہوائین ورنہ جہان مین چلین نہین
ہو گی قیامت اُس قد قامت سے ایکدن ... کافر ہین روز حشر کا جنکو یقین نہین
دیر و حرم مین شیخ و برہمن تباہ ہین ... خانہ خراب تیرا ٹھکانا کہین نہین
لازم پڑا ہی حسن کی خاطر غرور بھی ... وہ کونسا حسین ہے کہ چین بر جبین نہین

کسدن کٹے نہ قدمون پہ دو چار کے گلے
تلوارین تیری چال مین کس دن چلین نہین

دریا ہین چشم تر کی بدولت بھرے ہوئے
دامن ہوا ابر تر کا مری آستین نہین

خدمت مین جسکی ہووے نہ بندے کو بھی نیاز
اس عہد مین تو ایسا کوئی نازنین نہین

ہونٹون پہ جان آکے کئی بار پھر گئی
وہ جانجان جو پاس دم واپسین نہین

کب خوف جان معرکۂ عشق مین کیا
کس طفل ترک سے مری آنکھین لڑین نہین

وصلت شتاب سیم بدن سے نصیب ہو
دنیا تو ہاتھ آئے بلا سے جو دین نہین

کیا سنگ آستان صنم سنگ لوح ہے
کس کس نے میری قبر سے آنکھین ملین نہین

انکار کیا کریگا تو عصیان کا اپنے رند
موجود دو گواہ یسار و یمین نہین

نہ ستا در پہ پڑا رہنے دے کیا لیتے ہین
اے شہ حسن فقیرون کی دعا لیتے ہین

تیزئ عمر نے طے منزل ہستی کر دی
ہم بھی یاران عدم رفتہ کو جا لیتے ہین

میرے ہمراہی مجھے چھوڑ گئے یان ورنہ
قافلہ والے تو سوتون کو جگا لیتے ہین

بھیجین گے پیک بنا کر ترے پاس اے شہ حسن
سر قاصد کے لئے بال ہما لیتے ہین

سامنا لاکھ مصیبت کا پڑے پر کوئی
آسرا غیر کا مردان خدا لیتے ہین

کوچۂ دوست مین رکھ پاؤن ادب سے غافل
سرکش اس راہ مین گردن کو جھکا لیتے ہین

زلف پر پیچ کا مضمون نہین بندھ سکنے کا
کیون وبال اپنے سرون پر شعرا لیتے ہین

حق تو یہ ہی کہ عجب لوگ ہین وان شان خدا
اپنے سر غیر کی ناحق یہ بلا لیتے ہین

شور و شر کرتے یہ ہین ہستی دو روزہ پر
آسمان اہل زمین سر پہ اٹھا لیتے ہین

لب بلب رہتے ہین جو شام و سحر دلبر سے
زندگانی کا وہی لوگ مزا لیتے ہین

گرچہ درویش ہین یہ لوگ مگر جائین تو
سلطنت مول ترے در کی گدا لیتے ہین

میرے ویرانے مین درویش بھی سلطان ہو جے
یان بسیرا سر شام آکے ہما لیتے ہین

جام جم سے اسے دیتے ہین سمجھتے ہین زیاد
بھیک جس کاسے مین تیرے فقرا لیتے ہین

جو گذر ہوتا ہی مدفن پہ حسینون کے کبھی
وان کی ہم خاک کو آنکھون سے لگا لیتے ہین

عیب سے پاک و مبرا ہی کلام ان کا رند
جو غزل حضرت آتش کو دکھا لیتے ہین

باقی رہے تمیز نہ پھر خوب و زشت مین / پارس کا ہو خواص جو ہر سنگ و خشت مین

روشن دلون کی بزم مین تیرہ دردن کہان / ہو دیگی صبح شام نہ ہوگی بہشت مین

یون ہو گئی زراعت دل پائمال غم / گویا ہوا گذار ملخ اپنی کشت مین

سجدے بتون کے کسلئے کرتا ہی بے شعور / اے برہمن خدا تو نہین سنگ و خشت مین

غش کا بہانہ کرکے گرا کوئے یار مین / ادریس کی طرح سے رہا مین بہشت مین

اے شانہ بل نہ نکلے گا گیسوئے یار کا / افعی کیطرح اس کی کجی ہے سرشت مین

ہووے مجھے جو وصل بت سیم تن نصیب / سونیکے بت چڑھاؤن برہمن کنشت مین

یوسف کے بعد تجکو نکالا حجاب سے / عاقل جو ہو تو فرق کرے خوب و زشت مین

جیتا ہون جب تلک میرا آغوش ہی تہی / پھر مین ہون اور پہلوئے حور اور بہشت مین

سودائیون کی بیڑیان سونے کی ہو گئین / پارس ہی کیا گلی کی ترے سنگ و خشت مین

انکے شریک حال ہین ہم جنکے پاس ہین / شمشیر کی طرح ہی یہ جوہر سرشت مین

ہی آستان یار مقام اپنا خوش رہین / کعبے مین شیخ اور برہمن کنشت مین

پھرتا نہ کس طرح سے محبت مین دربدر / یہ ٹھوکرین لکھی تھین مری سرنوشت مین

زوار کو جو ہند مین دیکھا ہوا یقین / دوزخ مین آیا مار کے ٹھوکر بہشت مین

اے رند فصد کھولین کہ پہنائین بیڑیان
سودائے زلف یار ہی میری سرشت مین

پھیرنا حلق پہ خنجر مجھے کیا یاد نہین / کاٹ ڈال اپنا گلا آپ جو جلاد نہین

جس جگہ سرو نہین گل نہین شمشاد نہین / ایسے گلشن مین مجھے عادت فریاد نہین

عمر گذری ہی مجھے مشق خموشی کرتے / ہون وہ بلبل مجھے انداز فغان یاد نہین

بند کر اپنی زبان پھر نہین دشمن کا خطر / مرغ تصویر کو اندیشۂ صیاد نہین

لطف گلگشت چمن کنج قفس مین بھولے / اب تو نقشہ بھی گلستان کا مجھے یاد نہین

اے جرس کسلئے یہ ہرزہ درائی چپ رہ / قافلے مین کوئی سنتا تری فریاد نہین

دل لگی کس سے کرون کس سے مین دل بہلاؤن / سرو اس باغ مین نایاب ہی شمشاد نہین

جان کنی پیشہ ہی اور کوہ کنی ننگ مرا / کچھ مجھے دعوی ہمچشمی فرہاد نہین

ہو پس از مرگ ہر اک شئے ورثا مین تقسیم / دولت شعر مین پر حصۂ اولاد نہین

میری مشکل بھی ہو آسان کہین قاتل للہ
تو ہی تلوار لگا بیٹھ جو جلاد نہین

تا بدامن کوئی ذرہ تو کبھی پہونچے گا
خاک کس کس کی تری راہ مین برباد نہین

رو بدیوار چمن کرکے اُڑا نا مجھکو
راستہ باغ کا صیاد مجھے یاد نہین

مل رہیگا مجھے اک روز ریاضت کا صلا
ہو نہ مایوس مشقت تری برباد نہین

دے نہ تکلیف تو ساقی مجھے میخانے کی
لائق انجمن عیش یہ ناشاد نہین

فصل گل مین کیا آزاد قفس سے مجھکو
بھولنے کا کبھی احسان ترا صیاد نہین

جوہر ذات بھی لازم ہی ہر اک شی کے لئے
موم سا نرم ہو یہ خوبی فولاد نہین

دیکھون کبتک مجھے ہی صحبت عاشق سے گریز
آخر انسان ہی تو بھی تو پریزاد نہین

مصرع قد مین ترے جلئے کمر سکتا ہے
اُٹھ نہین سکنے کا ایسا مرا ایراد نہین

اب رہائی سے اسیری ہی میری بہتر ہی
بال دیر اُڑنیکے قابل مرے صیاد نہین

سامنا رہتا ہی اندوہ و الم کا ہر وقت
ایکدم غمکدۂ دہر مین دلشاد نہین

ہو سکے تیری فقیرون سے اطاعت کسکی
لائق بندگی غیر یہ آزاد نہین

ایک سے ایک ہی بہتر جو تری صنعت ہی
قابل ایراد کے تیرا کوئی ایجاد نہین

جو نظر آتا ہی معشوق وہ ہی حور کی شکل
باغ فردوس کہون گلشن ایجاد نہین

نالے کرتی ہی عبث بے سروپا او بلبل
سیکھلے مجھ سے جو انداز فغان یاد نہین

سیر گلشن کی مزے قید مین کسدن بھولے
کب قفس مین ہمین یاد گل و شمشاد نہین

بحر ہستی مین حباب لب جو ہی غافل
غور سے دیکھ زیادہ تری بنیاد نہین

یان فلاطون کیلئے رتبۂ شاگردی ہی
کونسا طفل دبستان ہی جو اُستاد نہین

کان صیاد کے کھلتے وہ فغان کرتا مین
ایک مجبور ہون اب رخصت فریاد نہین

وضعداری ہی اگر قد کی درازی اے رندؔ
تاڑ کے پیڑ سے اونچا قد شمشاد نہین

اُسے غیرون سے بھڑکاتے ہین اپنا رام کرتے ہین
کسی کے کام سے کیا کام اپنا کام کرتے ہین

رسائی اسکے گیسوئے رسا تک غیر ممکن ہی
وہ سودائی ہین جو ایسے خیال خام کرتے ہین

نہ گیسو چھونے دیتے ہین نہ رُخ کا بوسہ دیتے ہین
یونہین اک عمر گذری ہی کہ صبح و شام کرتے ہین

کبھی نام و قائل عشقبازی کے نہین ہوتا
بہادر وہ ہین جو اپنا معرکو نہین تمام کرتے ہین

شراب پیجئے دل کھولکر اب دور ساقی ہے　　سبو ملتا ہے میکش گر سوال جام کرتے ہین
ہوئے وہ چار خون گریبان کھانیسے عجب کیا ہے　　وہ جب مہندی لگاتے ہین تو قتل عام کرتے ہین
جو لکھا ہے مقدر مین وہی فعل اس سے ہوتا ہے　　عبث انسان کو مستوجب الزام کرتے ہین
جگانا ہے انھین تا صبح اکدن وصل کی شب مین　　ابھی سونے دو گر طالع مرے آرام کرتے ہین
جواب نامہ بھی لکھتے نہ بنے جب خط نہ نکلا تھا　　زوال حسن ہے شاید جواب پیغام کرتے ہین
دہان یار حاضر ہے اگر پستہ کو دعوی ہو　　لڑالین آنکھین ہمچشمی اگر بادام کرتے ہین
مٹا دے آپکو منظور اگر ہے نام اور ہونا　　نشان سے جو گذر جاتے ہین وہ ہی نام کرتے ہین
جگاتے ہین سحر تک رات بھر جسدن وہ رہتے ہین　　نہ مجکو سونے دیتے ہین نہ آپ آرام کرتے ہین
نظر آتے ہین ہمکو خواب مین بھی رات بھر کالے　　اگر دن کو خیال زلف عنبر فام کرتے ہین
لبالب مے سے کر دے تا لب خشک انکے تر ہوئین　　صراحی کی طرف ساقی اشارے جام کرتے ہین
پھنسونگا مین جو قسمت مین قفس کا آب و دانہ ہے　　عبث صیاد پنہان خاک مین گلدام کرتے ہین
نہین دیکھا ہے تجھ سا دوسرا وحشی مزاج ابتک　　جو تجھکو دام مین لاتے ہین وہ ہی کام کرتے ہین
پرستش کی بہت تیری نہ سمجھا اپنا بندہ تو　　رجوع اللہ سے اب او بت خود کام کرتے ہین

بنے پھرتے ہین عاشق مرکو ہین منھ چراتے ہین
عبث اے رند نام عشق کو بدنام کرتے ہین

گر تجھے روح رواں راحت جاں کہتے ہین　　سب بجا کہتے ہین جو اہل جہاں کہتے ہین
رخ کو گل قد کو ترے سرو رواں کہتے ہین　　لوگ کیا کیا تجھے اے جان جہان کہتے ہین
مرض عشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا　　کچھ جنون کہتے ہین بعضے خفقان کہتے ہین
جو کہ خوگر ہین تری بوے دہن کے اے گل　　غنچۂ گل کو بھی وہ گندہ دہان کہتے ہین
زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہین دید　　گل کو انگارے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہین
یون پتا پوچھو اس حور کے گھر کا قاصد　　کسکے کوچے کو گلستان جنان کہتے ہین
قامت یار کو بتلاتے ہین بعضے شمشاد　　اکثر اس قد کو قیامت کا نشان کہتے ہین
جس نے دیکھا تجھے ایجان وہ جانبر نہ ہوا　　اہل دل تجھکو بجا آفت جان کہتے ہین
کیون نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز ہر دل　　یوسف وقت اسے پیر و جوان کہتے ہین
سنکے کہتے ہین سخن کو مرے حاسد لے رند　　اسلئے لوگ مجھے سیف زبان کہتے ہین

یار سے کچھ مین بد گمان نہین
جان جلنے مین دیر جان نہین
کونسے بت مین آن بان نہین
سخت مشکل ہے عشق ابرو یار
کردیا رعب حسن نے خاموش
ہون کمان کیطرح سے خانہ بدوش
اور عالم ہی اُس کے کوچے کا
اتنی غفلت نہین مناسب حال
مالک نوبت ونشان تھے جو کل
جائین اُس کوچے سے کہان عاشق
سے زمین زور سے فشار نہ دے
حال دل خود زبان پہ آتا ہے
دہر اسمین ہین تیغ بران کے
سونگھ کر چھوڑ دے نہ کیون سگ یار
دل سے لگے کس طرح مرا صیاد
شکل ماہی کیا ہی خلق سے مجھے

مجھکو منظور امتحان نہین
جان یہ وقت امتحان نہین
بے نیازی کی کس مین شان نہین
کھینچ لین سب یہ وہ کمان نہین
منھ مین گویا مرے زبان نہین
لامکان ہون مرا مکان نہین
یہ زمین اور یہ آسمان نہین
مین تڑپتا ہون تم کو دھیان نہین
آج نوبت یہ ہی نشان نہین
کھیت چھوڑین یہ وہ جوان نہین
مرچکا ہون مین مجھ مین جان نہین
اختیاری مرا بیان نہین
رکنے والی مری زبان نہین
خار ماہی ہین استخوان نہین
یہ قفس ہی کچھ آشیان نہین
ہی دہن تو مگر زبان نہین

رند بیجا کر نہ شکوۂ یار
کچھ وہ ایسا تو بدزبان نہین

پاس کیجے تو کچھ بعید نہین
صفت حسن یار کیا لکھون
ہر مہینے گلے وہ ملتا ہے
دوست دشمن ہین بہر دید تجھسے
بولے مانگا جو نامہ بر نے جواب
منع ہی اُسکی فاتحہ خوانی
چند روزا تو وہان بھی لازم ہے

یار دیرینہ ہون جدید نہین
حق یہ ہی دید اور شنید نہین
کونسا چاند ماہ عید نہین
کونسا شخص مستفید نہین
نامۂ شوق کی رسید نہین
تیغ ابرو کا جو شہید نہین
کرچکے مدت مدید نہین

تنگ آئے ہین اُسکی دوری مین　زہر کھالین تو کچھ بعید نہین
آنکھین دی ہین پئے نظارۂ حسن　کور ہی جس کو شوق دید نہین
سب کے قاصد جواب لایا ہی　میرے مکتوب کی رسید نہین
کشتے قاتل کے جنتی ہین سب　کون ہم رتبۂ شہید نہین
قید کے دن تھے ابتدائے جنون　طوق و زنجیر اب مفید نہین
قیمت دل مین لونگا خاطر خواہ　مال مفلس نہین مزید نہین
طالع بد سے اپنے ہون خرسند　نہ سہی بخت گر سعید نہین
آب انگور میکشون پہ ہی بند　محتسب کی طرح یزید نہین
دیکھ لینگے اگر ہزار چھپو　بے بصیرت جو اہل دید نہین
کربلا کیون نہ ہو گلی تیری　کس جگہ دفن اک شہید نہین
ہو گیا ہون مزا جدان اُس کا　ہے قدامت مجھے جدید نہین
کیا کروگے دل شکستہ مرا　شیشہ یہ قابل خرید نہین
وحدہٗ لاشریک لہ ہے تو　دوسرا تجھ سا اے وحید نہین
یاد ابرو دلا کے قتل کیا　تیغ بران ہی ماہ عید نہین
گاہ باشد مزاج مین آجائے　تجھ سے نا قدردان بعید نہین
ترسین صورت کو ہم سے حسن پرست　دیکھین جو مستحق دید نہین

ہی طریق اپنا رند رندانہ
پیر و مرشد کا مین مرید نہین

سرو کہتے ہین اُکھڑے باغ سے شمشاد ہین　نازپروردان گلشن ہوئے برباد ہین
کعبہ و بتخانہ مین شیخ و برہمن شاد ہین　دونون گھر یمن قدم سے عشق کے آباد ہین
کیا تماشا ہو جو آنکلے مرا سرو روان　قد بالا پر تو نازان باغ مین شمشاد ہین
سبحہ گردن مین نہ ہی زنار اپنے دوش پر　قید مذہب سے ترے رندان عشق آزاد ہین
دم نہ بھر گل کی ہواخواہی کا ترک عشق کر　مفت بلبل تیرے مشت بال و پر برباد ہین
یار ہم آغوش ہوگا آج روز عید ہے　دل جگر باہم دگر صرف مبارکباد ہین
آجتک بھولا نہین ہون غمزۂ بیجا ترے　یاد ہین ادہر حرکت مجکو ابتک یاد ہین

نالے نے بخشا اثر نے آہ نے تاثیر کی
دل توں کے یا آہنی سنگ ہیں فولاد ہیں

وصل کے دن آن پہونچے گذرے ایام فراق
آمد آمد یار کی ہے دیدہ و دل شاد ہیں

خاک میں ملجاوے سر ٹوٹ جاوے آئینہ
دھیان تجکو یہ نہیں آیا کہ ہم برباد ہیں

الفت گیسو کا پھندے سلسلہ باقی ہے اور
کوئی دن میں اے جنون اس قید سے آزاد ہیں

مہربانی حال پرسی دلدہی سب درکنار
ظلم و جور آفت زدون پر آپکے ایجاد ہیں

شانہ ساں کس کسطرح سے پھانسا دل صدچاک کو
زلف پیچاں کو تری کیا کیا لپیٹیں یاد ہیں

سلطنت کرتے ہیں ساقی لوٹکر رندوں کا مال
بادہ خواروں کی بدولت میکدے آباد ہیں

ہم سپاہی زادے ہیں لڑ بھڑ کے کٹوائیں گلا
کس لیے تیشہ سے پھوڑیں سر کو کیا فرہاد ہیں

مثل لالہ کسطرح رکھے نہ دل اُنکو عزیز
داغ الفت ارمغان گلشن ایجاد ہیں

سلسلہ روز ازل سے ہے ہمیں زنجیر سے
تیری زلفوں کی قسم مجنوں مادرزاد ہیں

خوب چھانا ہے دل صدچاک نے بھی شانہ ساں
کوچۂ گیسو کے اسکو سارے رستے یاد ہیں

ظلم کرتے ہو عبث عشاق بے تقصیر ہیں
بخطا بے جرم ناحق مورد بیداد ہیں

کم سنو نکلے بھولے پن پر تم عبث بھولے ہو رند
نام کو طفل دبستان ہیں مگر استاد ہیں

سرو کے حق میں تبر نہ آرۂ شمشاد ہیں
کس لیے ہمسے ہوا خواہ چمن ناشاد ہیں

رونق گلشن ہیں زیب خانۂ صیاد ہیں
اپنے دم سے اب تو گلزار و قفس آباد ہیں

کلک صناع ازل کی دیکھ رنگ آمیزیاں
واہ کیا نقش و نگار صفحۂ ایجاد ہیں

کیا ہوا گلزار عالم کے مخالف ہوگئی
صورت برگ خزاں اوراق گل برباد ہیں

کیوں نہ رکھے دل گل امید سے انکو عزیز
داغ ہائے یاس حرماں آپکی امداد ہیں

کاٹتے ہیں آہ کے تیشہ سے فرقت کا پہاڑ
رشک شیریں یار ہے ہم غیرت فرہاد ہیں

حاکم عادل ہے ہمکو دے گا املاک پدر
جا ملینگے جنت میں آدم کی اگر اولاد ہیں

خاک بھی مردوں کی جوہر رکھتی ہے اکسیر کے
کشتگان راہ الفت کشتۂ فولاد ہیں

منتظر وعدے کا رہتا ہوں میں ہر دم ہر گھڑی
تجھسے جو اقرار کر آیا ہوں مجکو یاد ہیں

کس ہوا میں ہم ابھرتے ہیں عبث مثل حباب
یہ تو ثابت ہے کہ مشت خاک بے بنیاد ہیں

خانہ آبادی کی صورت آنکھ سے دیکھی نہیں
عمر گذری ہے یونہیں ناشاد ہیں برباد ہیں

جو نہ دیکھے صورت آباد جہاں میں تیری شکل
نام کو بینا ہیں پر اعمائے مادرزاد ہیں

بہ کے ان آنکھوں میں سرمے نے بڑا دھوکا دیا
یار کے چہرہ پہ یارب بیض ہیں یا صاد ہیں

عہد طفلی سے ہوئے بہر اسیری پرورش
ابتدا سے ہم نمک پروردۂ صیاد ہیں

اپنی ہستی سے ہے ذات صانع عالم ظہور
ہے کوئی موجد ہمارا جس کے ہم ایجاد ہیں

شمع سا کٹوا کے سر روشن کیا کب اپنا نام
دودمان عشق میں ہم ناخلف اولاد ہیں

صدمۂ نشتر اٹھاؤں کس کس کے ہاتھ سے
اک رگ سودا ہوں میں اور سیکڑوں فصاد ہیں

بے ستون پر جب نظر آئے کہیں نقش و نگار
ہم نے جانا یادگار تیشۂ فرہاد ہیں

تو تو کیا تیرے فرشتے سنکے تھرا جائینگے
اپنے نالے او فلک مظلوم کی فریاد ہیں

عشق نے نرغے میں ڈالا ہے ستمگاروں کے رند
ایک میں جزو ضعیف اور سیکڑوں جلاد ہیں

تمہارے ہاتھ سے تنگ آئے ہیں خون اپنا کرتے ہیں
بمجبوری گلے کو کاٹتے ہیں تم پہ مرتے ہیں

رہ پر خوف الفت میں قدم لے رند دھرتے ہیں
تمنا زندگی کی ہے نہ مرجانے سے ڈرتے ہیں

فراق یار میں دن زندگی کے اپنے بھرتے ہیں
سسکتے ہیں ترے عاشق نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں

گلی سے یار کے آگے قدم مشکل سے بڑھتا ہے
زمین پاؤں پکڑتی ہے ادھر سے جب گذرتے ہیں

نہ پہنیں پیرہن خاکستری کیوں صورت قمری
محبت کا کسی خوش قد کے دم ہم بھی تو بھرتے ہیں

رہ ہموار الفت میں قدم رکھ بے محابا تو
وہی کھاتے ہیں منہ کی جھجک کر پاؤں دھرتے ہیں

نہایت نیند میں ہیں قصد ہے آرام کرنیکا
بڑھاتے ہیں چھپر کھٹ کو بجلیاں بالے اترتے ہیں

اٹے ہیں خاک میں عشاق ہوئے سر پریشاں ہیں
نہاتے ہیں وہ اپنے بال دھوتے ہیں نکھرتے ہیں

محیط عشق سے ساحل تلک اللہ پہنچا دے
بٹھائے دیتی ہے تہ کو قضا جونہی ابھرتے ہیں

چلو تم بھی شہیدان محبت کے مزاروں پر
زیارت کو فرشتے آسمانوں سے اترتے ہیں

بحمد اللہ محبت دونوں جانب سے برابر ہے
وہ ہم پر جان دیتے ہیں اگر ہم انپہ مرتے ہیں

طبیعت ہو گی برہم مجھسے ناحق آپ الجھیں گے
خبر لیجے ہوا سے بال زلفوں کے بکھرتے ہیں

ہوا تحقیق ان لوگوں سے جو ہیں آپ سے باہر
پتا ملتا ہے جب جویا ترے خود سے گذرتے ہیں

گمان زلف سے نظارۂ سنبل نہیں کرتے
ہمیں کاٹا ہے جبسے سانپ نے رسی سے ڈرتے ہیں

بنایا چاہتے ہیں دیر میرے خانۂ دل کو
یہ بت اللہ اکبر گھر خدا کے گھر میں کرتے ہیں

تعلق حسرت پرواز کا تا قطع ہو جائے
خیال خام ہی ہم پختہ مغزان جنون بھلین
مہ و خور جائے قرص سیم و زر خیرات ہوتے ہین
نہین معلوم انھین کیا حال میری بیقراری کا
لگا ہی روگ اب تو عشق کا اس جان مضطر کو
ہوا ہی راہ و رسم نامہ و پیغام غیرون سے
سبب نے اُس شوخ بے پروا سے اب کے یا بگڑ جائے
تمھارا روٹھنا ہر بار کا اچھا نہین دیکھو

گرفتار قفس منقار سے خود پر کترتے ہین
بھلا ناصح کسی سے ایسے بگڑے بھی سنورتے ہین
نظر انکو ہوئی ہی رات دن صدقے اترتے ہین
غلط کہتے ہین دم دیتے ہین جھوٹے ہین کرتے ہین
بہ ہو گی زندگی بچ جائینگے بالفعل مرتے ہین
نہین بھی آپکے اخبار کے پرچے گذرتے ہین
مشیر اب کچھ نہ کہہ جو دل مین آتا ہی وہ کرتے ہین
بُرے ہین ہم جو دل پر رکھتے ہین وہ کر گذرتے ہین

شریک بزم ہین گو دوستونکے پاس خاطر سے
نہ سمجھو ان کو رند نہین کسی پر اے قدم مرتے ہین

نہ دنیا کی خبر ہی کچھ نہ دین کا ہوش ہی سر مین
مثال آئینہ تو بھی اگر بیٹھا رہے گھر مین
وہی پیدا کریگا دلمین بھی عشق حقیقت کو
جوانمردی تری اور زور طاقت جب ہین مانونگا
فلک اسباب دنیا مجھسے کیا ہاتھ آئے گا تیرے
جو اعلیٰ ہین مقام انکا ہو اسفل غیر ممکن ہے
وہی خواہش ہی دنیا کی وہی غفلت ہی عقبیٰ سے
پڑے ہین کنج مرقد مین کفن پہنے ہوئے غافل
پھڑک کر دم نکلجائیگا یاد گل مین بلبل کا
بڑا ہنگامہ ہی شاید ہمارے استخوانون پر
قد دلدار سے دعویٰ جو اسکو قد کشی کا ہے
کیا ہی خودپسند آئینہ نے سارے حسینون کو
دعا ہر شب ہے اے زلف سیاہ یار خالق سے
سپہر حسن ہی تو اور اختر خال عارض مین
مین وہ آتش نفس بلبل ہون سن لینا تو گلچین

بھلایا دو جہان کو تو نے ساقی ایک ساغر مین
جمال شاہد مقصود پیدا ہو ترے بر مین
بنایا جس نے گوہر کو صدف مین لعل پتھر مین
اگر سنبھلا ہے تو پیر گردون میری ٹھوکر مین
نہین ہی بھیک کا بھی ٹھیکرا درویش کے گھر مین
بھڑکتی طور کی آتش نہ دیکھی ہم نے مجمر مین
نہین کرتے ہین ابتک فرق بد مین اور بہتر مین
جو پھولے بھی سماتے تھے نہ کمخواب مشجر مین
پٹوا دے قفس صیاد پھلکاری کی چادر مین
ہوا جھگڑا ہما مین اور سگان کوئے دلبر مین
کوئی نکلی ہی شاخ تازہ کیا نخل صنوبر مین
بڑا یہ عیب نکلا صنعت دست سکندر مین
رہے دم جبتلک دم مین ترا سودا رہے سر مین
مہ کامل کا عالم ہی ترے روئے منور مین
لگا دی آگ نالون نے مرے صیاد کے گھر مین

لہو تو پی چکا اے عشق اب تو ہاتھ اُٹھا مجھ سے
نہین جز استخوان و پوست باقی جسم لاغر مین

تڑپتے دیکھے بسمل روز اس قاتل کے کوچے مین
ہمیشہ عید قربان رہتی ہی قصاب کے گھر مین

وہ راحت پائی ہی کنج لحد مین خود مین حیران ہون
کنار گور مین سوتا ہون یا آغوش مادر مین

موا ہون داغ کھا کر عشق مین لالہ عذارون کے
مرا مردہ لپٹا جائیگا پھولون کی چادر مین

خدا چاہے تو رند ابکی در مقصود ہاتھ آئے
توکل کرکے اک غوطہ لگا تو پھر سمندر مین

ازل سے تلخی ہجران جو لکھی تھی مقدر مین
حلاوت زہر کی ملتی تھی مجھکو شیر مادر مین

مین کیا جانون چمن کہتے ہین کسکو آشیان کیسا
کھلین آنکھین تو میری آنکر صیاد کے گھر مین

بلند و پست سے آگاہ ہون ایام طفلی سے
کبھی تھا دوش دایہ پر کبھی آغوش مادر مین

اگر دندان جانان کے مضامین کا خیال آیا
دم فکر سخن غوطے لگائے آب گوہر مین

جنون عشق کا مجنون سے پہونچا سلسلہ مجھ تک
چلی آئی امامت جس طرح آل پیمبر مین

پری دیوانی ہو جاتی ہی تکنے چتنے لگتی ہی
وہ سحر سامری ہی یار کی چشم فسونگر مین

پہونچتے ہی پہونچتے اپنی صحبت ہوگئی آخر
نہ تھا دور رحم بادہ پرستان بھی مقدر مین

بچالے تشنگی سے حشر کی ہم بادہ نوشون کو
یہ قدرت کیا نہین واعظ قسیم حوض کوثر مین

خیال اُس حور کے گھر کا جو اپنے گھر مین رہتا ہی
پری استادہ آتی ہی نظر مجکو ہر اک در مین

گلا مجھ سخت جانکا کس مزے سے آ کے کٹتا ہی
زیادہ دے برش اللہ قاتل تیرے خنجر مین

پڑھے جب شعر وصف خال و خط مین اپنے جوش آئی
معطر ہوگئے مضمون بھی بسکہ مشک و عنبر مین

شہادت کیلئے کافی ہی خون دامن قاتل
نہین حاجت گواہونکی ہمارے خون کے محضر مین

دہان یار مین دیکھی زبان تو یہ خیال آیا
کسی نے چھوڑ دی ہی لال مچھلی حوض کوثر مین

پری ہی یا کہ دیوانہ ہی دونون الغرض خوش ہین
کوئی سونیکے زیور مین کوئی لوہے کے زیور مین

ہوا چشم سیاہ یار پر قابو مرے دل کا
پھنسا ہی آنکر شاہین چنگال کبوتر مین

ترا کلمہ پڑھا کرتا ہون گو اے بت مسلمان ہون
غلط کہتا ہون جو موت آئے مجھکو کیش کافر مین

نہین ہی گردش چرخ آسیا سان فیض سے خالی
جہان کو رزق پہونچاتا ہی گو رہتا ہی چکر مین

مین وہ شوریدہ طالع ہون جب آیا دور مے مجھ تک
شراب تند سرکہ ہوگئی گرتے ہی ساغر مین

کفن دینے مین کیا تکرار ہی بیکس کے مردے کو
ہوا جاتا ہی کیون چرخ دنی دو گز کی چادر مین

نہ چمکا یا ستارہ چرخ نے مجھ تیرہ قسمت کا
نہین تابندگی شاید مرے طالع کے اختر مین

تجھے کیا خوف ہی تردامنی کا میری او واعظ
بٹھایا جاؤنگا مین پاکہ تو خورشید محشر مین

بھٹکنے بھی نہ پائین غیر صحبت مین کبھی اے رند
اگر ہو جائے دخل اپنا ذرا بھی طبع دلبر مین

بہار آئی کہان اب رند دیوانہ گلستان مین
پٹیے منھ پڑا ہوگا کسی جانب بیابان مین

حسینونکی محبت چاہیے قلب مسلمان مین
خدا تعریف فرماتا ہی خوشرو دلونکی قرآن مین

دم تزئین جو افشان اس نے چھڑکی اپنی زلفون پر
نظر آنے لگے جگنو ہی جگنو سنبلستان مین

مین دیوانہ ہون گو محبوس لیکن عشق کرتا ہون
پری سوتی ہی میرے ساتھ اکثر شب کو زندان مین

نہین رکھتا شرر اپنا تو کوئی سبب یہ ظاہر ہی
مجھے کیا دخل ہی اے دوست تیرے راز پنہان مین

شرر افشانی آہ گدا نے بوریا پھونکا
لگا دی شب کے نالون نے آگ اخترستان مین

وہی بیڑا مرا کردیگا پار اک آن مین جس نے
تباہی سے بچایا نوح کی کشتی کو طوفان مین

بجا کہتے ہین ثانی سلیمان اے پری تجھکو
وہ سب تیرے توابع ہین جو تھے حکم سلیمان مین

سنا کرتا ہی ٹھوکر مار کر زنجیر کے نالے
تبنگ آتا ہی تنہائی سے جب دیوانہ زندان مین

یقین ہی وصل کی شب جان ہوگا بیگمان اپنا
برہنہ تیغ کا عالم ہی تیرے جسم عریان مین

سر ہر خار مین ہی جسکے عالم نوک نشتر کا
قضا لائی ہی مجھکو پا برہنہ اس بیابان مین

ہوا کیطرح اڑ کر جاؤنگا مین ہون وہ دیوانہ
پری پیکر مرا ہوگا اگر قصر سلیمان مین

خداوند ابحق نوح اب تو ناخدائی کر
محیط بیکران ہی اور مری کشتی ہی طوفان مین

برابر قدر ہی اس عہد مین ادنی و اعلی کی
خزف کے مول یاقوت اب تو بکتے ہین بدخشان مین

فلک کر دے کوئی معشوق گرما گرم ہم بستر
گزر دین بھی کسی شب گرم پہلو کو زمستان مین

مجھے او وحشت دل تو نے کس وادی مین پھینکا ہی
رگڑ کر ایڑیان مرجائے خضر ایسے بیابان مین

نہین بازار الفت مین کہین جنس وفاداری
متاع حسن ارزان ہی یہان ہر ایک دکان مین

نہ بندے کو غرض صاحب سے صاحب کو نہ بندے سے
مزا ایسا کیا رہا جب فرق آیا عہد و پیمان مین

جو خواہان آبرو کا ہی تو کر افتادگی شیوہ
نہین ممکن گہر بنجائے قطرہ ابر نیسان مین

وہ میکش ہون اگر بارش مین میخانے نہین جاتا
بط مے تیر کر آتی ہی مجھ تک آب باران مین

وفور نشۂ عرفان سے ہر اک مست بیخود تھا
یہ کیفیت اٹھائی رند مین نے بزم مستان مین

قفس سے کم نہین ہی روح کو تن ہجر جانان مین
یہ یوسف دیکھیے کبتک رہے محبوس زندان مین

برہمن برہمن سمجھے مسلمان اہل ایمان مین
بسر کر اس طرح سے زندگی گبر و مسلمان مین

گدائے حسن کو للہ اک بوسہ چھپا کر دو
سخی کو اجر ہوتا ہی زیادہ خیر پنہان مین

ہوائے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئے
جلے قمری کا خون روغن کی جا سرو چراغان مین

وہی دکھلائیگا مجھکو بھی صورت میرے یوسف کی
دوبارہ جس نے بخشا نور چشم پیر کنعان مین

بظاہر گو ہون دیوانہ پر اتنا ہوش ہے مجھکو
رفو کرتا ہون لیکر تار دامن کا گریبان مین

گنا جاتا ہون مین بھی آسمان کے میہمانون مین
مری قسمت کا بھی ٹکڑا ہی اسکے خوان الوان مین

سناتی ہی صبا کسکو بہار آئی تو آنے دے
قفس مین قید ہی بلبل مین دیوانہ ہون زندان مین

تلاطم سے محیط عشق کے عاشق کو کیا ڈر ہے
نہین کچھ نوح کی کشتی کو خوف غرق طوفان مین

برہنہ دیکھکر عاشق ہین جان تازہ آتی ہے
سراپا روح کا عالم ہی تیرے جسم عریان مین

کبھی خوف خزان ہی اور کبھی صیاد کا کھٹکا
بناؤن کیا سمجھکر آشیانہ اس گلستان مین

مین سمجھا شہسوار آتا ہی میرا ترک تازی کو
بگولا جب کوئی مجھکو نظر آیا بیابان مین

مہیا کو بکو سامان ہے اب میری وحشت کا
نظر آتا ہی جو لڑکا بھرے ہی سنگ دامان مین

گیا جو فاتحہ پڑھنے ترے کشتون کے مدفن پہ
صدائے جند اقاتل سنی گنج شہیدان مین

تو قادر ہی تری قدرت نمائی سے عجب کیا ہی
زمرد کے اگر پتے ہون پیدا شاخ مرجان مین

نہ ڈر افعال بد سے تو جو مومن ہی تو ناجی ہی
سفینہ آل احمد کا نہین آنے کا طوفان مین

مجھے گو بے سرانجامی نے بھیجا پہلی منزل پہ
رہا ہر ایک ہمراہی مرا مرنیکے سامان مین

ستم کرتے ہین اہل ظلم غیرون کی حمایت پہ
پرون سے تیر کی ہی طاقت پرواز پیکان مین

کنارہ کش ہین جو بحر جہان سے بے خطر ہین وہ
نہین درویش کی کشتی کو خوف غرق طوفان مین

مطیع اپنا ہوا افضل خدا سے نفس امارہ
پھنسا یہ دیو آخر آکے قابوئے سلیمان مین

مین وہ دیوانہ ہون بھاگے پڑھا جن دیکھکر مجھکو
مرے آگے فتیلہ کب جلا دست پریخوان مین

سجاوٹ اور بناوٹ جو بتان ہند مین دیکھی
یہ جامہ زیبیان کاہے کو ہونگی حور و غلمان مین

کرم سے تیرے سر عالم آب ابر مین دیکھون
روان کر جلد ساقی کشتی مے آب باران مین

یتیمان جہان کیواسطے قبرین دہن وا ہین
صدف منہ کھولتی ہین جسطرح سے ابر نیسان مین

طبیعت سے نہ جا ناز جوہر ذاتی
مثال شیر خلقی ہی حرارت مرد میدان مین

صفحۂ ہستی پہ مجھ دلگیر کی حاجت نہین
اس مرقع مین مرے تصویر کی حاجت نہین

خاکساری کا بھی جوہر کیمیا سے کم نہین
نفس کشتہ ہو تو کچھ اکسیر کی حاجت نہین

قتل کو کافی ہی میرے جنبش ابرو تری
یہ کمان وہ ہی جسے کچھ تیر کی حاجت نہین

اوسصور کھینچتا کیا ہی تو اوس بت کی شبیہ
آپ وہ تصویر ہی تصویر کی حاجت نہین

کہیواے قاصد زبانی کیا کہون مین حال زار
سب تجھے معلوم ہی تحریر کی حاجت نہین

کشتۂ مژگان پہ ابرو کے اشارے ہین عبث
کام اگر ہو تیر سے شمشیر کی حاجت نہین

فقر کی دولت غنی کر دیتی ہی انسان کو
جسکو یہ منصف ملا جاگیر کی حاجت نہین

بزم ہستی سے جو باہر ہین وہی ہین بے گزند
شمع کو تصویر کی گلگیر کی حاجت نہین

بے سرانجامی فقیرونکے لیے ہے قفل در
اپنے دروازے کو کچھ زنجیر کی حاجت نہین

کام آخر ہی مریض درد ہجران کا مسیح
چھوڑ دے تقدیر پر تدبیر کی حاجت نہین

جوکہ لکھا خوب لکھا کاتب تقدیر نے
اس نوشتے مین کہین تحریر کی حاجت نہین

قتل اگر مجھکو کیا ہی دفن کا تو حکم دے
بیگنہ کی لاش کو تشہیر کی حاجت نہین

میری وحشت کا وہی عالم ہی ابتک اوپری
کون کہتا ہی کہ اب زنجیر کی حاجت نہین

کاٹتے ہین آپ آہو آن کر اپنے گلے
او شکار افگن تجھے نخچیر کی حاجت نہین

کون ایسا ہی نہین جو عشق کا تقصیر وار
جرم اگر یہ ہی تو کچھ تعزیر کی حاجت نہین

کیمیا سے جانتا ہون خوب خاک کوئے دوست
مین ہون مستغنی مجھے اکسیر کی حاجت نہین

کیا کہون اے رند صدمہ ہی جو ہجر یار مین
حال دل ظاہر ہی کچھ تقریر کی حاجت نہین

سرکشی عشق کی درگاہ مین منظور نہین
یان سلیمان کے لیے مرتبۂ مور نہین

عہد مین اپنے خوشی رکھتی ہی عنقا کا خواص
دل غمگین مین بہت خاطر مسرور نہین

چاہیے جس ذرے کو خورشید درخشان کر دے
میرے نزدیک ترے فیض سے کچھ دور نہین

آدمی جو تجھے بتلاتے ہین دیوانے ہین
مین پری تجھکو سمجھتا ہون اگر حور نہین

جو کسی روز کہا ہو جیسے شب باش کبھی
ہنس کے فرمانے لگے اپنا یہ دستور نہین

غیر کا پاس کیا دور سرک کر بیٹھے
بند بند اپنا سرک جائے تو کچھ دور نہین

ہین عنایت سے تری شاہ و گدا مالا مال
بے زرش کون ہی جس کی تجھے منظور نہین

طالب مرگ ہو جو اہان ہی اگر راحت کا
گوشۂ امن کوئی اور بجز گور نہین

زخم دل کا مین بہر کیف اُٹھاؤن گا مزہ
ہی نمک پاس اگر مرہم کافور نہین

چھپکے گو خلق سے ہو مرتکب فسق و فجور
عالم الغیب سے حالت تری مستور نہین

عشق کے آتے ہی دُنیا سے سدھارے دونون
صبر مرحوم نہین طاقت مغفور نہین

چشم بد دور سراپا ہی وہ اک عالم نور
جلوۂ حق ہی جمال بُت مغرور نہین

چشم عاشق کیطرح بہتا ہی ہر زخم جگر
کونسا داغ ہی سینے کا جو ناسور نہین

صفت ذات اُسکی ہی فقط کبر و غرور
کون کہتا ہی مرے یار کو مغرور نہین

جلوۂ دوست تو موجود ہی ہر شئے مین رند
آپ اندھا ہی تو آنکھون مین تری نور نہین

دلکو کس کس طرح بہلاتا نہین
پر تصور یار کا جاتا نہین

کیا کرون جی کو جو یار آتا نہین
دم الٰہی کیون نکلجاتا نہین

تجھپہ مرتا ہون ترے سر کی قسم
یہ قسم جھوٹی کبھی کھاتا نہین

کچھ زبانی کہیو فرط شوق سے
خط تو اے قاصد لکھا جاتا نہین

مستعد مرنے پہ ہون پر کیا کرون
بے اجل آئے موا جاتا نہین

سوز غم سے استخوان اخگر ہوئے
کباب کھاتا ہی ہما کھاتا نہین

وصل کی شب کیون نہ پھر عریان ہوا
تو تو کہتا ہے مین شرماتا نہین

جان کا دشمن ہوا ہے اسقدر
مجھکو پاکر وہ چھُری پاتا نہین

کیون تصور آپ کا آیا ہے یان
مین تو وان آتا نہین جاتا نہین

حوصلہ کرنے لگا ہے تنگیان
ضبط اب مجھ سے کیا جاتا نہین

ایک عالم حسن کا دیوانہ ہے
تنکے کس کس سے یہ چنواتا نہین

تجکو آنا ہی تو آ جلد اے اجل
جو چلا تیرا سے مجھے بھاتا نہین

مین نے مے پینے کی توبہ کی تو کی
کوئی ساقی بھی تو بلواتا نہین

حسرتین دل کی نکالون کسطرح
یار کو تنہا کبھی پاتا نہین

کوچہ ہی اُس حور وش کا یا بہشت
جو گیا وان پھر کے یان آتا نہین

کیا مزہ پایا ہی تو نے کیون دلا
عشقبازی سے تو باز آتا نہین

بھولتا ہی کب تصور یار کا
سانپ کب چھاتی پہ لہراتا نہین

مدعا کچھ کچھ جو سمجھا ہی وہ شوخ
شعر بھی اب مجھسے پڑھواتا نہین

ہجر کی شب کروٹین کیونکر نہ لون
کوئی پہلو دل کو چین آتا نہین

یہ پسند آئی ہی اُس کو سادگی
ماتھے پر افشان بھی چنواتا نہین

جانتا ہون دل سمجھنے کا نہین
اِسلیے نادان کو سمجھاتا نہین

کیا سمجھکر مجھسے فرماتے ہین آپ
میرے گھر مین کیون تو اب آتا نہین

واسطہ کیا ہی کیا جب ترک عشق
تجسے کچھ رشتہ نہین ناتا نہین

جان جائے عشق مین یا نام و ننگ
رند ان باتون سے گھبراتا نہین

یہ بھی الف سے قد کے تمھارے اسیر ہین
آزاد کھینچتے جو جبین پر لکیر ہین

نے بادشاہ وقت ہین نے ہم وزیر ہین
درویش ہین غلام جناب امیر ہین

شاکی زبان درازی سے برنا و پیر ہین
اتنے سے سن مین آپ بھی کتنے شریر ہین

چھوٹے بڑے خدنگ مژہ بے نظیر ہین
او ترک سب یہ ایک ہی ترکش کے تیر ہین

درویشی مین بھی زینت دنیا ہی اپنے ہاتھ
اُتو کی جا بدن پہ نقوش حصیر ہین

آغاز ہی سے جانتے ہین اپنی انتہا
اوّل سے ہی یقین کہ اک دن اخیر ہین

بار وقار اُٹھنے نہین دیتا خاک سے
خود ہین سبک گدا کو جو سمجھے حقیر ہین

تنہا ہین کس کے ساتھ کرون نغمہ سنجیان
ہین باغ مین قفس مین مرے ہمصفیر ہین

عاشق کی اور فقیر کی صورت سوال ہے
مطلب سمجھ لین آپ تو روشن ضمیر ہین

دو چار دن سے خوان فلک پر ہون میہمان
دعوت مری وو گردۂ نان شعیر ہین

دونون جہان کی جو ملے سلطنت نہ لین
مستغنی ہین جو یار کے در کے فقیر ہین

جیسے ہوئے ہین ایک جوانمرد کے مرید
او چرخ پیر تیرے فلک کے بھی پیر ہین

تھوڑا کرم بھی ہو تو سمجھتے ہین ہم زیاد
لطف قلیل بھی ترے ہم کو کثیر ہین

آتی ہی بوئے عطر حسینونکے جسم سے
صندل کے اور گلاب کے انکے خمیر ہین

ملتا ہی بے طلب وہ جو سائل کی ہو ہوس
حقا کہ آپ عالم ما فی الضمیر ہین

گلشن بغیر یار ہی کنج قفس سے تنگ
ہم تو بڑے عذاب مین اے ہمصفیر ہین

سودائی دل سے عشق میں کرتے ہیں شور سے
جیسے ہیں آپ ویسے ہمارے مشیر ہیں

کہتا ہے سرو غیرت شمشاد سے سرے
آزاد ہیں وہی جو تمھارے اسیر ہیں

سیلی تمھارے پیٹ کی دیکھی ہے جبسی جان
اُس دن سے اُس لکیر کے اوپر فقیر ہیں

رکھتے نہیں شریک وہ ذات وصفات کا
واللہ بے مثال ہیں وہ بے نظیر ہیں

ہر طرح خاکسار ہیں رحمت کے مستحق
ہم کشت خشک ہیں جو وہ ابر مطیر ہیں

نام خدا جمال ہے اُن کا کمال پر
جو وہ برس کا سن ہے وہ بدر منیر ہیں

یکسان ہے مرتبہ بیان اکسیر خاک کا
ہمت تو بادشاہ کی ہے گو فقیر ہیں

صحبت برابر ہو کہ نہ ہو انکار دیکھیے
ہم پیر ہو چکے ہیں وہ طفل شریر ہیں

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہیں
پر ہم اُنکے ہیں وہ ہمارے ہیں

اُڑتے ہر آہ میں شرارے ہیں
چھوٹتے گنج کے ستارے ہیں

جیتے جی چھوڑتے ہیں کب یہ قدم
اب تو ہم تم سے قول ہارے ہیں

تو ہی مہر سپہر حسن و جمال
اور سب ماہ و ستارے ہیں

اختیار آپکو ہے حضرت عشق
سب کرشمے غرض تمھارے ہیں

ہجر کی شب گزند دیتے ہیں
نیش عقرب ہیں جتنے تارے ہیں

جگر و دل جلا کے خاک کیے
تپ ہجران کے کیا حرارے ہیں

بحر غم میں اک آشنا کے لیے
ہیں نے کیا ہاتھ پاؤن مارے ہیں

چھوڑا و حسرت ہم آغوشی
لگ گئے گور کے کنارے ہیں

باتیں کرتے ہیں جیسے بیگانہ
نام کو آشنا ہمارے ہیں

چھپکے گھر کس کے جاؤگے شفق
کیون چھڑے پاؤنکے اُتارے ہیں

ہم بھی کل دیکھ لینگے خانۂ گور
آج وہ اپنے گھر سدھارے ہیں

اب کھنچا ہے سنگ دل کچھ کچھ
جب دیے خوب سے بھیارے ہیں

ہنستے کیا ہو غضب سے اُسکے ڈرو
اے بتو ہم خدا کے مارے ہیں

ایک وعدہ کبھی وفا نہ کیا
جھوٹے اقرار سب تمھارے ہیں

قیس و فرہاد جب سے چھوڑ گئے
کوہ و صحرا ابھی اجاڑے ہیں

مشورہ حق سے عشق بتان مین بھی ہے — استخارون پہ استخارے ہین
ہجر بتان مین بھی جب ہوئے ہین تنگ — اپنے اللہ کو پکارے ہین
ہر طرح حال دل جتاؤن گا — سو کنائے ہین سو اشارے ہین
ہم ہین اور غم ہے داغ ہے دل ہے — وہ ہے گلگشت ہے نظارے ہین

رند بیساختہ ہین گیسوے یار
نہ بنائے ہین نہ سنوارے ہین

شمع تربت مری بجھاتے ہین — رشک کو بھی غرض جلاتے ہین
لالہ رویون پہ دل جلاتے ہین — داغ بالائے داغ کھاتے ہین
پان اس شوخ کو کھلاتے ہین — اپنا رنگ اسطرح جماتے ہین
نہین ہوتا وہ ہم بغل جس رات — تکیے پہلو کے کاٹے کھاتے ہین
آمد آمد ہے کس کی گلشن مین — گل جو پھولے نہین سماتے ہین
نہ رہے حوصلہ رقیبون کو — آزمالین جو آزماتے ہین
خشک کیونکر نہ ہون رگ گل کیطرح — درد و غم مجکو کھائے جاتے ہین
زندگی مین بھی ہے فشار قبر — میرے پہلو مجھے دباتے ہین
گر رہے شیشہ نہ دست ساقی سے — مست ہے پاؤن لڑکھڑاتے ہین
پھلے دیتے ہین کہتے ہین گل کھا — گرمیان کرتے ہین جلاتے ہین
یاد آتا ہے گشت کوچۂ یار — جب طواف حرم کو جاتے ہین
پھوٹین یہ آنکھین خون ہو یہ دل — مجھپہ آفت ہمیشہ لاتے ہین
غل ہے زنجیر کا کہین شاید — لڑکے دیوانون کو ستاتے ہین
جیب و دامن ملا جو وحشت مین — چیتھڑے دھجیان اڑاتے ہین
شوق دیدار و حسرت گفتار — کو بکو در بدر پھراتے ہین
حال دیوانگان عشق نہ پوچھ — تنکے چنتے ہین خاک اڑاتے ہین
آپ کو کھوتا ہون اسے پاکر — ہاتھ اور پاؤن بھول جاتے ہین
کرتے ہین زلف یار مین شانہ — سانپ کو ہاتھ پر کھلاتے ہین
دھو چکا ہون مین اپنی جان سے ہاتھ — آستین وہ عبث چڑھاتے ہین

درد دل جب بیان کرتا ہون — دانت میری زبان دباتے ہین

جاوے صحرائے عشق کے اے رند
سانپ بنکر مجھے ڈراتے ہین

ہے ہجوم درد و غم تشویش پر دل مین نہین — منتشر میرے حواس خمسہ مشکل مین نہین
آتش افسردگی او گردون ہوا دلمین نہین — کچھ سوائے خاکساری آب اور گل مین نہین
چشم و ابرو گوش و بینی ہین نہ غنچہ سا دہن — مطلقاً تیری شباہت ماہ کامل مین نہین
مین بیان کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال — جبتلک قاصر زبان شرح فضائل مین نہین
کیون نہ بھٹکین وادی الفت مین ہم غربت زدے — میل اور سنگ نشان کا نام منزل مین نہین
مارتا ہے جس کو کردیتا ہے کام اُس کا تمام — نیمجان رکھنے کی عادت میرے قاتل مین نہین
ہجر کی شب مین نہ مونس ہے نہ ہمدم نہ رفیق — جز خدا کوئی شریک حال مشکل مین نہین
بے حجاب آتی ہے مجنون لیلی ناقہ نشین — دیکھ لے جی بھر کے پردہ آج محمل مین نہین
موج سے دست و گریبان ہے تہ دریا مین ڈھونڈھ — گوہر مقصود تو دامان ساحل مین نہین
بعد مردن لاش اُس کوچے مین گر جائے مری — آسمان اتنی زمین کیا کوئے قاتل مین نہین
اُسکو گردن مین پہنکر کب لگے میرے ملا — سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل مین نہین
شکوۂ بعد مسافت اتنا سالک کیا ضرور — نابلد ہے راہ سے تو پھیر منزل مین نہین
مرد مومن ہون مرا ظاہر سے باطن صاف ہے — کینہ او بغض تیرے دلمین ہے مرے دلمین نہین
ساربان ملتا نہین ہے آج مجنون کو جواب — لیلی گونگی ہوگئی یا کوئی محمل مین نہین
گل کے آگے کیون نہ فریادی ہون تیرے ظلم سے — کیا زبان صیاد منقار عنادل مین نہین
رو چکی پروانے کو رونا تھا جتنا کل کی رات — ایک آنسو آج چشم شمع محفل مین نہین
الشکر اللہ جذب الفت نے کیا اُن کو مقر — وہ جو کہتے تھے اثر اب عشق کامل مین نہین
چین پیشانی تو البتہ ہے نقص اسکے سوا — کونسی خوبی ترے شکل و شمائل مین نہین
کس کے دروازے پہ جائے وہ کرے کس سے سوال — دربدر کی بھیک کی خو تیرے سائل مین نہین
طے نہین ہوتی کسی سے گفتگوئے حسن و عشق — ایک لاحل مسئلہ ایسا مسائل مین نہین
جو تصور مین نہ تھے وہ کر لیے سامان وصل — معجزہ کیونکر کہون عشق کامل مین نہین
زار ہے ہر چند پر جب زور سے جھٹکا دیا — اے پری آ دیکھ یہ دیوانہ سلاسل مین نہین

کس کے آگے رند تنہا نغمہ پیرائی کرون
ایک بلبل ہمنوا میرا عنادل مین نہین

غیر کیا دوست بھی اب دشمن جان سارے ہین
کس نے جا جا کے وہان جوڑ نہین ہارے ہین

متلاشی ترے افلاک کے سب تارے ہین
جو ثوابت تھے وہ اب چرخ پہ سیارے ہین

مضمحل ہجر مین اعضائے بدن سارے ہین
اے اجل فرقت محبوب کے ہم مارے ہین

ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہونچین گے
تھک گئے تھک گئے ہمت تو نہین ہارے ہین

اسکی بخشش نہین پابند عمل او واعظ
وہ کرے رحم تو اک بات پہ چھٹکارے ہین

بجھ سکے دیتی ہی پس از مرگ بھی بیتابی دل
تیرے کشتون کے جنازے نہین گہوارے ہین

آجتک میری مدارات مین کچھ فرق نہین
اب تلک حسن سلوک اسکے وہی سارے ہین

دم بدم قطع ہوا جاتا ہی کیون نخل حیات
آمد و شد یہ نفس کی ہی کہ دو آرے ہین

یہ جلن ہی یہ جلن ہی کہ پھکا جاتا ہون
جگر و دل ہین کہ پہلو مین دو انگارے ہین

ہین بہ از قند و نبات آپکی میٹھی باتین
لب شیرین نہین گویا کہ شکر پارے ہین

یاد ایام کہ رہتا تھا شب و روز وہ پاس
اب وہ اخلاص کہان دور کے نظارے ہین

کوئی بلبل بھی وفادار ہے ہمسا صیاد
چھری کھا کھا کے ترے باغ مین چہکارے ہین

سنکے بیٹھے ہوئے ہین فضل خدا سے اپنے
سر نہ اٹھنے دیا دشمن کا وہ گھن مارے ہین

گاہ بیگاہ ترے کام بھی آجائین گے
آج اگرچہ تری دانست مین ناکارے ہین

دھار کی شکل ہی ہر ایک مژہ اشک فشان
جوشش گریہ سے آنکھین نہین فوارے ہین

وہ سنایا جو فرشتون نے سنا تھا نہ کبھی
عالم جذب مین مجذوب جو نکارے ہین

سیر سے جنگل مین اگر اڑ کے ہما آیا ہے
جنھون نے آنکھین بدلکر اسے پیارے ہین

بات سے اپنی پھرین قول یہ مردونکا نہین
ہو سو ہو ہم تو اب اس بت سے سخن ہارے ہین

ہم کہان تم کہان پھر گل کہان گلزار کہان
مغتنم گلشن ایجاد کے نظارے ہین

دق کیا ہجر نے ایسا کہ ہوئی سیل آخر
لہو تھوکے ہین جو ہم کھانس کے کھنکھارے ہین

اپنے ہی چشمون سے ہم بہ گئے کس وادی مین
قیس و فرہاد سے بڑھ بڑھ کے قدم مارے ہین

تا بمنزل نہ پہونچنے کی ہی کیا وجہ اے خضر
پاؤن شل ہو گئے اپنے نہ سکت ہارے ہین

بھاگ سکتے ہین فرشتے بھی دبے پاؤن اے رند
یا علی کہکے جو ہم در سے للکارے ہین

خوبرو چلتے زمانے مین ہین سب عیار ہین — آشنا اپنی غرض کے ہین یہ کس کے یار ہین
اب تو در پردہ یہی اس شوخ کے اظہار ہین — آ نہین سکتے ہین ہم مجبور ہین لاچار ہین
آہی چکتے ہین نہ کرنے وصل کا انکار ہین — مدتین گذرین یہی وعدے یہی اقرار ہین
سبزۂ بیگانہ سان سبکی نظر مین خار ہین — خار سے بدتر ہین ہم گو رونق گلزار ہین
عالم نیرنگ مین خاطر پہ کس کے بار ہین — مست ہین مستو نہین ہشیار و نہین ہم ہشیار ہین
مردمان چشم دلبر کو شفا اللہ دے — کس طرح صحت ہو بد پرہیز یہ بیمار ہین
یاسمین دلمین ہے لب پر یا صمد بھر رہا — کفر اس ایمان سے بہتر جیسے اب بیزار ہین
سبزۂ خط نے نہین ابتک کیا نشو و نما — عارض رنگین ترے اے گل بے خار ہین
ہاتھ اُلجھتے ہین گریبان سے نہ پا زنجیر سے — اے جنون مدت سے میرے دست و پا بیکار ہین
پاس رُسوائی ہے تمکو ضبط یان ممکن نہین — تم اگر مجبور ہو مشفق تو ہم ناچار ہین
جسطرف کو دیکھیے موجود ہین یوسف لقا — ہند کے کوچے نہین ہین مصر کے بازار ہین
کر دیا رشک گلستان جسم کو کھا کھا کے گل — اپنے داغونکی بدولت آپ ہم گلزار ہین
آتے ہی کرتے ہو جانیکا ارادہ وجہ کیا — سوچیے تو کیا ہمارے آپ کے اقرار ہین
رنگ شاخ یار ور جھکتا ہے ہر دم جھوکسے — کان کے پتے نہال قد پہ اُسکے بار ہین
کشتی صہبائے گلگونکا ہے ساقی ناخدا — فصل گل مین میکشونکے آج بیڑے پار ہین
ہنستے ہنستے مر گیا جس نے نظر کی سوے بام — یار کے کھوٹے نہین ہین قہقہہ دیوار ہین
پاؤن مین ہے طاقت رفتار تا اثنائے راہ — بیٹھ جائیے جب جا کر گلی مین اُسکے پھر دیوار ہین
دوسرا ہمسا کوئی مردود کفر و دین ہے — قابل تسبیح ہین نے لائق زنار ہین
اک زمانے سے نرالی ہے تمھاری بول چال — والۂ گفتار ہین وارفتۂ رفتار ہین
شوق جب سے یار کو پھولونکے گہنے کا ہوا — موتیونکے ہار کے مول ان گلون کے ہار ہین
قبر مین بھی جاؤنگا تو ساتھ جائینگے مرے — حسرت و اندوہ حرمان میرے یار غار ہین
خود بخود ہین جیسے اسمین دخل مشاط نہین — موئے گیسوئے بتان بیساختہ خمدار ہین
یون نہین ستنے کا بدلیگا جہان کا انتظام — کل وہی مجبور ہونگے آج جو مختار ہین
نذر تیرے کر چکا ہون مین گریبان اب کہان — یادگار موسم گل اے جنون کچھ تار ہین
دوستانہ گفتگو بھی اسکی بے پہلو نہین — ضمن مین اقرار کے سو طرح کے انکار ہین

مختلط ہو اُن سے جنکے نام سے تھا ننگ و عار
آگے نامحرم تھے جو اب محرم اسرار ہین

ہر رگ و پے سست ہی رعب جمال یار سے
صورت مفلوج میرے دست و پا بیکار ہین

کیا ہماری اصل اور بنیاد استحکام کیا
ایکدن ڈھے جائینگے آخر گلی دیوار ہین

اب نہ آنیکی تمھارے وجہ سمجھے مہربان
اسلیے پرہیز کرتے ہو کہ ہم بیمار ہین

کونسی صورت ہماری زیست کی بتلاؤ تم رند
ایک جان ناتوان ہی سیکڑون آزار ہین

ہون سرفروش جان کا خوف و خطر نہین
ان قدمون کی قسم مجھے پرواے سر نہین

اب آپکی وہ آنکھ نہین وہ نظر نہین
ثابت ہوا کہ چشم عنایت ادھر نہین

کوئی دوا فراق مین کرتی اثر نہین
گر دردسر یہی ہی تو اک روز سر نہین

خود رفتہ ہو نہین آپ مین پیغام بر نہین
کس کی خبر سنون مجھے اپنی خبر نہین

بے اعتنائیان ہین عبث کہدو صاف صاف
مشفق نگاہ لطف جو مد نظر نہین

پہونچائے کون اسکو خبر میرے حال کی
ہمدم نہین شفیق نہین نامہ بر نہین

شاید گیا کسی رخ انور سے سامنا
ٹیکا کلنک کا ہی یہ داغ قمر نہین

آنسو لہو کے روتے ہین ہم ابکی بہاگ مین
پچکاریان ہین رنگ کی مژگان تر نہین

عاشق انھین یہ کہتے ہین کیا جانین جوہری
دندان و لب ہین یار کے لعل و گہر نہین

وہ بت فروغ حسن سے پتلا ہی نور کا
دیکھے نگاہ بھر کے یہ تاب بشر نہین

سودائے عشق زلف مرے سر کے ساتھ ہی
بے سر کے کاٹے جائے یہ وہ دردسر نہین

پہچانتا ہون خوب نہ کر جعلسازیان
یہ خط تو میرے یار کا اے نامہ بر نہین

صبح شب وصال ہی یا روز حشر ہے
پھکتا ہی صور نالۂ مرغ سحر نہین

کیا جلوہ ماہتاب کا مہتابیون پہ ہی
یادش بخیر آج وہ رشک قمر نہین

جب سے کیا ہی عالم تجرید اختیار
حور و پری کا بھی مرے گھر مین گذر نہین

دن رات ایک حال ہی تنزیہ حسن کا
رخسار یار کے ہین یہ شمس و قمر نہین

حیرت کا ہی مقام مرقع جہان کا
اس بزم مین کسی کو کسی کی خبر نہین

صدمہ اُٹھائے عشق کا پھر حوصلہ کرے
وہ دل نہین رہا مرا اب وہ جگر نہین

وابستہ زندگی ہی مرے اسکے عشق سے
ہی رشتۂ حیات تمھاری کمر نہین

آنکھون کی روشنی بھی گئی ساتھ یار کے / کچھ سوجھتا نہین جو وہ پیش نظر نہین

موجود دونون ہین پہ نزاکت سے ہی نہان / کہتا ہی کون اسکے دہان و کمر نہین

تاریک و تار میری نظر مین جہان ہے / اندھیر ہی جو پاس وہ رشک قمر نہین

ایام التیام پذیری کے جا چکے / ناسور اب تو ہو گیا داغ جگر نہین

دانستہ عارفانہ تجاہل ہے یار کو / کیونکر کہون کہ حال کی میرے خبر نہین

تشبیہ کیا ہین دون قد بالائے یار سے / کودے نہین ہین سرو کے ویسی کمر نہین

صورت سے یار کی ہی مجھے عشق بے غرض / واللہ پاکباز ہون مین بد نظر نہین

کھویا گیا ہون وادی اُلفت مین کب سے رند
برسون گذر گئے مجھے اپنی خبر نہین

گلے لگائین بلائین لین تم کو پیار کرین / جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین

یہ ہاتھ کیسے ہین بیکار کچھ تو کار کرین / بہار آئی گریبان تار تار کرین

کہان سے لائین اب اسکو جو ہمکنار کرین / تسلی کیا تری اے جان بیقرار کرین

وہ ربط تم سے بڑھائین وہ تمکو یار کرین / ہزار طرح کے جو جبر اختیار کرین

گرائے سیل عناصر کی چار دیواری / خراب خانہ تن چشم اشکبار کرین

تمہارے در سے نہ مایوس جائین حاجت مند / قبول ہووے جو توبہ گناہگار کرین

کفن بھی ہو گیا میلا دھرے دھرے اے موت / تمام عمر ہوئی کب تک انتظار کرین

برنگ غنچہ زبان ہی دہانمین زیر زبان / تمہارے قول کا کیا خاک اعتبار کرین

گدا ترے در دولت کے ہین یہ مستغنی / جو سلطنت بھی ملے تو نہ اختیار کرین

غرور حسن سے ہرگز سنے گا ایک نہ گل / چمن مین نالے اگر بلبلین ہزار کرین

ق

سنائے رکھتا ہون سب کو مری وصیت ہی / کہ تا اسی پہ عمل میرے غمگسار کرین

چراغ زیست جب اس ننگ دودمان کا ہو گل / عزیز شمع نہ روشن سر مزار کرین

ترے سوا ہی کریم اور رحیم کسکی ذات / نجات کس سے طلب ہم گناہگار کرین

بجائے سرمہ لگائین غبار کوچۂ یار / یہی علاج ترا چشم اشکبار کرین

ستم شعار جفا پیشہ بے مروت ہے / سراہیے جگر اُنکے جو تجکو پیار کرین

بڑھا کے لکھین نہ شاعر حدیث زلف رسا / ہوا ہے طول مناسب ہی اختصار کرین

در کریم سے آتی ہے متصل یہ صدا
وہ کیون نہ پائے جسے ہم امیدوار کرین

یہ بت اٹھائین جو قرآن بھی کعبے مین اے زند
خدا سے ہم تو ہون منکر جو اعتبار کرین

ہو گیا ہی حسن کا پھر تیز بازاران دونون
لوٹے ہی پڑتے ہین یوسف پر خریداران دونون

سرمہ ہوتا ہی نگاہ یار پر باران دونون
ناتوان سی ناتوان ہی چشم بیماران دونون

سبزۂ نوخیز لب ہی روئے رنگین سے بھی خوب
دلربا تر ہو گئے ہین گل سے بھی خاران دونون

پھر تپ فرقت نے کر دی ہی مری حالت ردی
پٹینے رونے لگے پھر میرے غمخواران دونون

اوپری ہر وقت دیوانے جو ٹکراتے ہین سر
زلزلے مین رہتی ہی زندان کی دیواران دونون

ڈھونڈھتی ہین آنکھین پھر نظارۂ روئے نگار
لیچلا ہی کھینچکر پھر شوق دیداران دونون

دیکھیے کسکو پھنسائین پیچ مین لائین کسے
اینٹھے ہین پھر بہت گیسوے خمداران دونون

صورت ناقوس دم بھرتا ہون اک کافر کا مین
ہی رگ جان سے زیادہ مجکو زناران دونون

خیر تو ہی کیون نظر آتے ہو مرجھائے ہوئے
صورت برگ خزان ہین گل سے رخساران دونون

پھر گیا ہی راہ سے آکر عیادت کو مسیح
اُلٹے دم سب لے رہے ہین اسکے بیماران دونون

روئے رنگین قد موزون کا ترے شہرہ ہوا
گل سے بلبل سرو سے قمری ہی بیزاران دونون

دیکھ آئے کس کے انداز خرام ناز کو
کبک طاؤس اپنی کیون بھولے ہین رفتاران دونون

عالم رویا مین شب کو یار دکھلاتا ہے شکل
خواب مین لاتے ہین اسکو بخت بیداران دونون

پڑ گیا ہی پیچ ہم پر حال دل کس سے کہین
ہین کسی کاکل کے پھندے مین گرفتاران دونون

یار اندھیری مین نکل آتا ہی چھپکر میرے پاس
چاندنی راتون سے بہتر ہی شب تاران دونون

کھول ڈالو اب کمر سے تم بھی ہتھیارون کو زند
بید کی لکڑی سے ہی بیقدر تلواران دونون

کیسی ہی حسرت دید رخ جانان مجکو
دیکھ لینے دے ذرا دیدۂ حیران مجکو

تنگ زندان سے ہی یہ صحن گلستان مجکو
لے نکل وحشت دل سوئے بیابان مجکو

دھجیان کر کے اُڑا دے اسے او دست جنون
تنگ پھانسی سے بھی کرتا ہی گریبان مجکو

دیکھے جب لعل و گہر یار کے ڈاڑھین رویا
آگئے یاد تمھارے لب و دندان مجکو

یاد فرمایا ہی اس حور نے دعوت کی ہے
صاحب خانہ نے بلوایا ہی مہمان مجکو

میری حیرت پہ حسینون کو ہوا ہے سکتہ
دنگ ہین آئینہ رو دیکھکے حیران مجکو

فرقت یار گلا گھونٹ رہی ہے میرا
تنگ ہون وق نہ کر اب شب ہجران مجکو

دیا قسام ازل نے جسے جو زیبا تھا
لب خندان اُسے اور دیدۂ گریان مجکو

نالشی ہونگا مین دیوانہ جو موقع پایا
اک پریزاد جلاتی ہے سلیمان مجکو

باب پنجم پہ عمل ہی مرا عاشق تن ہون
یاد ہین سارے حکایات گلستان مجکو

حسرت بوسہ مین بیمار ہوا ہون جب سے
دے تو عناب لب و سیب زنخدان مجکو

آب و دانہ نے کیا بند قفس مین لاکر
چھوڑا و حسرت پرواز گلستان مجکو

واہ ری شان کریمی مجھے بخشا رب نے
اپنے اعمال سے دیکھا جو پشیمان مجکو

شربت وصل تو اغیار کا حصہ ٹھہرا
زہر دو گھونٹ لگے تھوڑا سا مری جان مجکو

سرفروش نہین ہون شیوہ مرا جانبازی ہے
تپ چڑھے دیکھے اگر شیر نیستان مجکو

تھا یقین شام سے تڑپائیگی بسمل کی طرح
چین سے سونے نہ دیگی شب ہجران مجکو

وصل ممکن نہین امسال اُس آتش خو کا
پھک رہا ہون نہ جلا فصل زمستان مجکو

اے جنون آبلۂ پا مرے کھجلاتے ہین
ابکی دکھلا کوئی پرخار بیابان مجکو

دور ساغر یونہین رہنے دے ابھی تو چندے
چین کر لینے دے اے گردش دوران مجکو

غیر کو دخل نہین ہوئے مخلط مین ترے
بھیجا اللہ نے مخصوص یہ قرآن مجکو

گل کھلائے ہین محبت نے ذرا سیر کو آ
کیا داغون نے سراپا چمنستان مجکو

دو دو دن تک مرا دم اکھڑا ہوا رہتا ہے
کیا مرض ہو گیا اے عیسیٔ دوران مجکو

تا دم مرگ وہ صدمے نہ کبھی بھولون گا
یاد ہین تیرے حرارے تپ ہجران مجکو

چاندنی کار نمک کرتی ہی زخم دل پر
زندگی تلخ ہی تجھ بن مہ تابان مجکو

یاس ہی زیست ہے اے موت اُٹھائے آکر
اُٹھ گیا چھوڑکے وہ عیسیٔ دوران مجکو

پھنس چکا ہون نہ چھوٹونگا مین زیادہ نہ لپیٹ
پیچ پر پیچ نہ دے گیسوئے پیچان مجکو

لکھ دیا عشق و محبت کا علاقہ ترے نام
آج پہونچا یہ شہ حسن کا فرمان مجکو

زندگی ہوگی تو بچ جاؤنگا اس آفت سے
ابتو لپٹی ہی بلائے شب ہجران مجکو

گر گیا برق مین کبتک نفس سرد بھرون
پھونکدے پھونکدے او نالۂ سوزان مجکو

شرمگین چشم کی الفت نے کیا ناطقہ بند
دین نہ تکلیف سخن رند سخندان مجکو

ردیف ن

نمود خط ہوا حسن و جمال لینے کو
یہ چور گھات مین تھا کب سے مال لینے کو

ابھی ہو عازم جنت اگر یہ حسن پرست
چلین فرشتۂ صاحب جمال لینے کو

ضرور چاہیے ستون مین اک نہ اک ہشیار
وگرنہ کون ہی ساقی سنبھال لینے کو

تمیز ہو تو کرے فرق دوست دشمن مین
خدا نے آنکھین ہین دین دیکھ بھال لینے کو

عبث نہ تیز کرو ترک خنجر و شمشیر
نگاہ بس ہی کلیجہ نکال لینے کو

کھلا یہ غمکدۂ دہر مین ہو بحکم حال
عدم سے آئے ہین رنج و ملال لینے کو

پناہ مانگ ولا آہ دردمندان سے
نجان کی سہل کسی کے وبال لینے کو

سفیر تو نے تو کی گفتگو نہ یار سے طے
مین آپ جاؤن جواب سوال لینے کو

یونہین نہ ٹالیے آیا ہی دور سے مشتاق
بلائین آپ کی یہ خستہ حال لینے کو

شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے
ہمارا خواب تمہارا خیال لینے کو

لگا یہ داغ تجھے کب لو مہر سے ماہ
کہ ننگ جانتے ہین باکمال لینے کو

کھلے گی قیمت حسن اس گھڑی سن اے یوسف
جب آئیگی تجھے اک پیرزال لینے کو

ملا ہی آہ کا اے دل بہانہ معقول
بخار سینۂ سوزان نکال لینے کو

شب فراق کے صدمون سے یار مر مر کے
جیا ہون لذت روز وصال لینے کو

مثال تاجر کم مایہ مین بھی اک دل پر
چلا ہون یار عدیم المثال لینے کو

قضا جب آئی تو سمجھا دبیر قدرت نے
بلایا جائزہ ہی خط و خال لینے کو

ضرور قیمت دل اب ملے گی خاطر خواہ
تلے ہوئے ہین کئی خوش جمال لینے کو

بجا ہی سرو در باغ تک چلا آئے
برنگ بو تجھے او نونہال لینے کو

پس از فنا نہ پھرون چاک کی طرح اے چرخ
نہ آئے گور پہ مٹی کلال لینے کو

خفا نہ ہو زر دولت یہ دیکھ کر اے دوست
فقیریان نہین آتا ہی مال لینے کو

گدائے حسن ہون پھیری کو آنکلتا ہون
مین ایک بوسہ پس از ماہ و سال لینے کو

متاع دل کوئی کیونکر بچائے ان سے رند
بلا ہین زلف و رخ و خط و خال لینے کو

تسلی ہووے کوئی دم تو جان مضطر کو
چھپا ہے سارے حسینو نہین کس ستمگر کو

خدا کیواسطے مرتا ہون آ گھڑی بھر کو
بھڑا ہی جا کے کہان کیا کہون مقدر کو

ٹپک رہی ہی مرے دم تلک یہ خونریزی
حلال کرکے مجھے پھیک دو گے خنجر کو

مزا پڑا ہی قناعت کا عہد طفلی سے
مین سیر ہو کے نہ پیتا تھا شیر مادر کو

ہوا سما گئی خود کو ہما سمجھتا ہے
گلی مین جا کے تری دن سگے کبوتر کو

بجا رہا ہی جو یون بیخودانہ مستی مین
بنا یا ساقی نے کیا جلترنگ ساغر کو

کچھ آجکل سے تساہل نہین طبیعت مین
قدیم خو ہی تغافل کی میرے دلبر کو

حسین بند تمھارا جو یاد آیا ہے
تمام رات مین پیٹا ہون سینہ و سر کو

پڑے رہین گے گلی مین لپیٹے منھ پہ خاک
تمھارے واسطے برباد کر بیٹھے گھر کو

خدا نے چاہا تو کلمہ پڑھیگا وہ بُت بھی
دکھاؤنگا مین مسلمان کرکے کافر کو

دہن کیواسطے ظلمات خط مین دل ہی تباہ
تلاش چشمۂ حیوان کی ہے سکندر کو

پس از فنا جو یہی شورشین جنون کی رہین
تو اُٹھ کے پھوڑ دون مین سنگ مزار سے سر کو

بھری محبت گیسوئے یار صانع نے
بجاے مغز یہ سودا دیا میرے سر کو

قضا لے آئی ہی اہل قبور مجھکو بھی
جگہ دو تھوڑی سی یارو ذرا ذرا سر کو

ہوئے سب آج گنہگار عشق زندان مین
سُنا ہی مین نے ستمگر نے چن دیا در کو

غرور حسن ہوا ہر حسین خود بین کو
بنایا آئینہ کیون کیا کہون سکندر کو

کسی کے ساتھ کی مئخواریان جو یاد آئین
رہا نہ آپ مین منھ سے لگا کے ساغر کو

ڈراتے ہو کسے مرنے سے کون ڈرتا ہی
مین آپ پھیک دون لیے تو کاٹکر سر کو

جواب لونگا صنم سے سوال کا اپنے
خدا کے حکم سے گویا کرون گا پتھر کو

سنبھالو آپ کو اے رشد ترک عشق کرو
کہان کا روگ لگایا ہے جان مضطر کو

ضبط نالے کو کرون ہر دم کہ روکون آہ کو
مجھسے اب یہ چھپتی نہین کبتک چھپاؤن چاہ کو

دشمن جانی بنایا اس بت دلخواہ کو
شکر ہی بہتر ہی یون منظور تھا اللہ کو

کوچۂ الفت بھی اے دل ہی کوئی طرفہ مقام
یان تکلف کچھ نہین رہتا گداے شاہ کو

ماجرائے عشق بت ناگفتنی ہے کفر ہے
حق کہونگا تو بُری لگجائے گی اللہ کو

آبپاشی کرتی ہین پریان گذرتے ہو جدھر
جھاڑتی ہین حور بالون سے تمھاری راہ کو

چودھوین شب ہی انسے بھی داغ دو بالائے داغ
چاند سا مکھڑا دکھا دو آج اپنا ماہ کو

ضبط ہی بہتر ہی جبتک یار سے ہووے وصال
جان دیدون کھینچکر کیا نالۂ جانکاہ کو

جمعہ کے دن بیشتر اطفال سے جاتے ہین وہ
وعدہ گہ سمجھا ہی مشتاقون نے بازیگاہ کو

لوٹتی ہی چاندنی اُجلا بچھونا دیکھکر
رشک ہوتا ہی ترے کوٹھے پر آکر ماہ کو

ناتوانی کے سبب لب تک پہونچنا ہی محال
کھینچکر سینے سے کیا تکلیف دون مین آہ کو

تھا مقدم عشق بت اسلام پر طفلی مین بھی
یا صنم کہکر پڑھا مکتب مین بسم اللہ کو

کیجیے اب درگذر جو کچھ ہوا ملجائیے
لطف کیا ہی طول دنیا قصۂ کوتاہ کو

کفر و ایمان کی حقیقت سالکون پر کھلگئی
منزلین ہین ایک دونون دیکھ آئے راہ کو

جان نوچندی کو کیون آتے نہین اس راہ سے
کربلا سے پھر کے آخر جاتے ہو درگاہ کو

خوبیون سے حسن کی آگاہ کرتا ہی اُسے
آئینہ کرتا ہی گمراہ اُس بت گمراہ کو

کھودیا نور بصارت انتظار یار نے
ہی غبار آنکھون پہ چھایا یہ تکا ہی راہ کو

خود سراپا نور ہو زیبا ہی بالون مین اگر
چاند سورج کے بدل لٹکا و مہر و ماہ کو

پھر بلا ہوتی ہی نازل پھر وہی اندھیر ہے
پھر بڑھایا چاہتے ہین گیسوے کوتاہ کو

رہبری شوق شہادت اپنی کرتا ہے اگر
سر بکف باندھے کفن چلتے ہین قربانگاہ کو

جو تجھے چاہے سزا دے رند وہ مختار ہی
عذر مولا سے نہین کچھ بندۂ درگاہ کو

یار آیا ہی احوال دل زار دکھاؤ
عیسے کو ذرا حالت بیمار دکھاؤ

آجاؤ بس اب راہ نہ اے یار دکھاؤ
مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ

عالم ہی سو ہی ہجر مین یان جوش جنون کا
صحرا مجھے دکھلاؤ کہ گلزار دکھاؤ

فردائے قیامت کا نہ اقرار کرو جان
لو حشر سہی آج ہی دیدار دکھاؤ

عاشق ہین بہت ایک تو چنگر کوئی مجھ سا
پشتے کی طرح پشت بدیوار دکھاؤ

عالم نظر آجائے بہار اور خزان کا
ہم زرد ہون تم پھول سے رخسار دکھاؤ

تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو
تل ڈھانک لو اور ابروے خمدار دکھاؤ

ہر دم متقاضی ہی یہی حسرت دیدار
پھر ایک نظر جلوۂ دلدار دکھاؤ

فرماتے ہو عاشق ہین مرے تجھسے ہزارون
ایجان زیادہ نہین دو چار دکھاؤ

عشق ابرو و مژگان کا تو ساتھ ہی دم کے
جوہر مجھے دکھلاؤ کہ تلوار دکھاؤ

مین قبر سے بھی رند یہی کہتا اُٹھون گا
مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھائو

اس ترک ماہرو کو جو ذوق شراب ہو
آمادہ میرے قتل پہ قاتل شتاب ہو
اک ترک بادہ نوش کی فرقت مین دی ہی جان
نوبت نہ آئے اور ون کی ہون وہ گناہگار
ساقی پلا شراب جو کیفیتین اُٹھین
رسُوا کیا اُسے بھی مجھے متہم کیا
چلکر چڑھائو قبر پہ عاشق کے اپنے پھُول
مرجائونگین تو گاڑیو سے جدُا مجھے
قاتل بہانہ قتل کو میرے ضرور ہے
رویا مین اسکو دیکھا ہر ظاہر مین بھی ملون
ڈوبے نہ بحر غم مین وہ جسکو بچائے تو
رہنے کا مجکو حکم دیا آستان پر
ہے یہ لحاظ اگر کوئی عریان نہ دیکھ لے
میکش وہ ہین کہ خاک بھی کر دے گر آسمان
حاصل نہ نقل کو ہو زمانے مین وصف اصل
کاٹے تھے اسکو دیکھ زنان عرب نے ہاتھ

ساقی بنے مسیح قدح آفتاب ہو
چھوٹون عذاب سے مین تجھے بھی ثواب ہو
پھولونگین میرے چاہیے جام شراب ہو
پہلے جو سب سے حشر کو میرا حساب ہو
مجکو بھی ہو سرور وہ بت بے حجاب ہو
او عشق پردہ در ترا خانہ خراب ہو
روح اُسکی شاد ہووے تمھین بھی ثواب ہو
بیچین ہون نہ مرنے جو مجھپر عذاب ہو
تا روز باز پرس نہ تو لاجواب ہو
یارب مرا بھی خواب زلیخا کا خواب ہو
کشتی نوح اسکے لیے ہر حباب ہو
او بت بلند عرش سے تیری جناب ہو
مین پردے چھوڑ دیتا ہون تم بیحجاب ہو
کاسہ ہماری خاک کا جام شراب ہو
روشن کبھی نہ گنبذ کا ماہتاب ہو
یوسف گلے کو کاٹے جو تو بے نقاب ہو

توڑون مین رند کاسۂ سر اپنا سنگ سے
اس مست بن جو رغبت جام شراب ہو

چھپکے گھر غیر کے جایا نہ کرو
اے بتو بال بنایا نہ کرو
سبزۂ خط کو دکھایا نہ کرو
رند غم ہجر کا کھایا نہ کرو
تذکرہ غیر کا لایا نہ کرو

ربط ہر اک سے بڑھایا نہ کرو
سانپ ہاتھون پہ کھلایا نہ کرو
طوطے ہاتھون کے اُڑایا نہ کرو
جان کو اپنی کھپایا نہ کرو
جیلے کو اور جلایا نہ کرو

منھ کو غنچے کے چڑایا نہ کرو — گل کو کھلی مین اڑایا نہ کرو
مدعا جو ہو زباں سے کہو صاف — حرف مطلب کو چبایا نہ کرو
اپنا سمجھو مرا دل شوق سے لو — میری جان اپنا پرایا نہ کرو
مجکو بھی یاد ہین فقرے صاحب — جوڑ بندے پہ بنایا نہ کرو
خود بین دم باز ہون ہی دھیان کدھر — مجکو فقرون مین اڑایا نہ کرو
ہوش مین آؤ پریزاد و تم — مجکو دیوانہ بنایا نہ کرو
ہم لہو تھوک کے مرجائین گے — لالی ہونٹون پہ جمایا نہ کرو
لوگ سودائی ہوئے جاتے ہین — دھڑی مسی کی لگایا نہ کرو
ہو نہ انگشت نما مثل ہلال — جان نوچندی مین جایا نہ کرو
اے بتو اپنے خدا کو مانو — کعبۂ دلکو تو ڈھایا نہ کرو
مین تو حاضر ہون وفاداری مین — تم کرو مجھسے وفا یا نہ کرو
دھو کے دریا مین بھبوکا سے ہاتھ — آگ پانی مین لگایا نہ کرو
مجھسے خلوت کی ملاقات رہے — روز جلوت مین بلایا نہ کرو
واسطے بندے کے بدنامی ہے — جان صحبت مین بٹھایا نہ کرو
دیکھنے والون کی جانب دیکھو — اس طرح آنکھ چرایا نہ کرو
شرم بیجا ہی برا کرتے ہو — اچھی صورت کو چھپایا نہ کرو
جاؤ دریا پہ نہ تم غیر کے ساتھ — ایسے مینڈھے تو لڑایا نہ کرو
دانت پیسا نہ کرو عاشق پہ — جان یون ہونٹھ چبایا نہ کرو
چار دن وصل مین ہنس لینے دو — آٹھ آٹھ آنسو رلایا نہ کرو
لوگ بدوضع کہین گے تم کو — میلے ٹھیلے کبھی جایا نہ کرو
جان کس کام کا یہ بھولاپن — دم مین ہر ایک کے آیا نہ کرو
عاشقون کی بری گت ہوتی ہی — تم ستاری تو بجایا نہ کرو
حضرت دل یہی فرماتے ہین — عشق معشوق چھپایا نہ کرو
خوش نہین آتا اگر میرا کلام — تو غزل بھی مری گایا نہ کرو
تھامو اب قبضۂ شمشیر اے رند — کوفت پر کوفت اٹھایا نہ کرو

ناز بیہودہ کبھی عشوۂ بیجا دیکھو
غیر سے یار جفا کار کا خلطا دیکھو
نہ چلو بندے پہ ہر مرتبہ فقرا دیکھو
نظر لطف و عنایت سے تو مین درگذرا
جز رخ یار نظر آئے زمانہ اندھیر
قید خانے مین مر و گھٹ کے نہ او دیوانو
نظر یاس سے دیکھون تو یہ فرماتے ہین
چھوڑ کر مجکو سسکتا تم اگر گھر جاؤ
جائیو کوچۂ قاتل کو یہی ہے جو قلق
کوہ غم شل پر کاہ اٹھا لیتا ہون
چشم پوشی نہ کرو وقت تغافل کا نہین
آنکھ سے قتل کرے لب سے جلائے مُردے
پر کبوتر کے بندھے مطلب خطاب پہ کھلا
شعلۂ حسن سے جلجاؤ پر آنکھین سینکو
خون ہو کر تو جگر آنکھون سے بہتے دیکھا
لیگئے کوچۂ جانان کو فرشتے نقال
ہے یہ عبرت کا محل اہل بصیرت تم کو
صورت کرمک شب تاب نظر آئین گی
وادی عشق مین کیا کام ہے نامردون کا

ہر گھڑی ابتو نیا کرتے ہین غمزہ دیکھو
رند دکھلائے مقدر جو تماشا دیکھو
اک ذرا ہوش سنبھالو ابھی دُنیا دیکھو
آنکھین دکھلاتے ہین لو اور تماشا دیکھو
پھر نہ کچھ سوجھے جو وہ چاند سا مکھڑا دیکھو
تنگ بیٹھے ہو چلو وسعت صحرا دیکھو
پھر بُری آنکھ سے اُس نے مجھے دیکھا دیکھو
سجھے بیٹو مجھے گاڑ و مرا مردا دیکھو
اور دم بھر دل بیتاب کو سمجھا دیکھو
حوصلہ دیکھو ذرا میرا کلیجا دیکھو
دم نکلتا ہے مرا رشک مسیحا دیکھو
شعبدہ باز کا ادنیٰ سا کرشمہ دیکھو
اور یہ شامت تقدیر کا لکھا دیکھو
کوئی معشوق اگر آگ بھبوکا دیکھو
اور دکھلاتی ہے فرقت ابھی کیا کیا دیکھو
کھو لکر گور کے تختے مرا مردا دیکھو
جو کبھی آنکھ سے ابتک نہین دیکھا دیکھو
مشعلین میرے سیہ خانے مین جلوا دیکھو
بیشۂ شیر مین روباہ دلوجبا دیکھو

بیوفا یار کے کوچے مین نہ جاؤ اب رند
اور گھر تا کو کوئی اور محلا دیکھو

چشم وحدت سے اگر یان کا تماشا دیکھو
یہی کہتا ہے چلو وہ رُخ زیبا دیکھو
سر و پا کا نہ رہے ہوش یہ محویت ہو
مین ہون مارا ہوا اک آفت بالائی کا

سمجھو خورشید جہان تاب جو ذرا دیکھو
پھر ہوا اس دل دیوانہ کو سودا دیکھو
چشم الفت سے اسکا جو سراپا دیکھو
مجکو کیا دیکھتے ہو وہ قد بالا دیکھو

پھر اسی دشمن جان سے یہ ملا ہے پھر کر
دل ہمارا نہ کسی اور سے بہلا دیکھو

خاکساری کی حقیقت سے اگر ہو آگاہ
تم مٹا ڈالو جو اکسیر کا نسخہ دیکھو

ہے بلا الحذر اے چاہنے والو مانگو
اژدہا سمجھو اگر زلف چلیپا دیکھو

رتبۂ کفر ہے کس بات مین کم ایمان سے
شوکت کعبہ تو ہے شان کلیسا دیکھو

منتظر آپ کے جانیکی ہے یہ جان حزین
ہے یقین ابکی جو آؤ تو مجھے مردا دیکھو

بند آنکھین ہون تصور ہو اسی کا ہر وقت
کچھ نہ دیکھو جو کبھی وہ رخ زیبا دیکھو

ہو نہ اس صاعقۂ طور کے مشتاق جمال
پھر غش آجائیگا یا حضرت موسی دیکھو

دل یہی کہتا ہے اس مدعی جان کے سوا
مین نہ بہلونگا کسی اور سے بہلا دیکھو

وا شد دل نہ ہوئی اور گرفتہ سے ہوئے
رد کرو اب گل و گلزار کو صحرا دیکھو

دیکھو شربت کی طرح پیتے ہین ہم یا کہ نہین
ایک دن زہر بھی تم گھولکے پلوا دیکھو

ایسی بدلی مری صورت مرض فرقت سے
تم نہ پہچانو جو اے رشک مسیحا دیکھو

پھر وہی آمد و رفت انکی مرے گھر ہو گی
پھر کچہری سے نکلتا ہے مچلکا دیکھو

اس خطا پر کہ نظر بھر کے ادھر کیون دیکھا
آنکھین پھوڑ ڈالے ہین لو اور تماشا دیکھو

کہکے اس شوخ سے بلواؤ ہمین بھی یارو
گفتگو مین جو محل پاؤ اگر جا دیکھو

رند اب الفت بت ترک کرو بہر خدا
اس برے کام کا بد ہوگا نتیجا دیکھو

روز دے گا وہ یونہین حسب تمنا مجکو
آج ہوس کس لیے اندیشۂ فردا مجکو

شنوا گوش دیے دیدۂ بینا مجکو
نعمتین دین مرے اللہ نے کیا کیا مجکو

کشتۂ افعی گیسوے سمن سا ہون مین
آپ مر جائے ڈسے جو کبھی کالا مجکو

سر اٹھانے بھی نہ پایا تھا کہ پامال ہوا
حیف ہونے نہ دیا چرخ نے برپا مجکو

مرکے رہجاتا کہین ٹھوکرین کھاتے کھاتے
گر چکا تھا ید قدرت نے سنبھالا مجکو

صحبت حورین مسرور رہا کرتا تھا
باغ فردوس سے آدم نے نکالا مجکو

پار ہون بحر محبت سے مین دیکھون کیونکر
غوطے کھلواتا ہے ساحل پہ یہ دریا مجکو

مجھسے کیا لیگا جو کاوش اسے کرنی ہے کرے
چرخ نے دی نہین کچھ دولت دنیا مجکو

پھینکنا لاش کو دریا مین اگر مر جاؤن
زلزلے آئینگے جو قبر مین گاڑا مجکو

تونے احسان کیا آنکے اے عزرائیل
مرگ اور زیست کے جھگڑے سے چھڑایا مجکو

زندگی ہو جو وہ شکل دکھائے اے رند
بے اجل حسرت دیدار نے مارا مجکو

خون گرفتہ کوئی جینے سے نہ یون بیزار ہو
شاہ رگ پھڑکے اگر عریان تری تلوار ہو

آنکھ کھولے بھی کہین وہ شوخ خواب ناز سے
فتنہ چونکے نرگس جادو کہین بیدار ہو

تو دم آخر اگر بالین پہ ہولے رشک حور
پھر نہ سختی مرگ کی انسان پر دشوار ہو

چشم میگون صنم کا ہو جو کوئی شیفتہ
تو ہی اے ساقی بتا وہ مست کیا ہشیار ہو

ترک خوش چشمان کیا دونون سے کچھ مطلب نہین
نرگس شہلا ہو یا نرگس بیمار ہو

کفر بہتر ایسی دینداری سے اے ارباب شرع
حق کہے انسان اگر تو مستحق دار ہو

کس مین ہی تیرے سوا عاجز نوازی کی صفت
کون ہے مشکل مین جو بندے کا اپنے یار ہو

قید کفر و دین سے ہین آزاد ہم زندان عشق
دونون یکسان ہین ہمین سبحہ ہو یا زنار ہو

کھوئی غفلت مین جوانی پیری مین کر یاد حق
رات بھر سویا کیا اب صبح ہی بیدار ہو

پھولتے پھلتے نہ دیکھا شاخ کو تلوار کی
وہ نہین سرسبز ہوتا جو غریب آزار ہو

پاس ظاہر محبت بھی ہی انسان کو ضرور
یا صنم دل مین ہو لیکن لب پہ استغفار ہو

یار کی اچھی بھوین کیونکر نہ ہون عالم پسند
خوبصورت ہوتی ہی بردار جو تلوار ہو

خاک چھنواتا ہی مجھسے کس لئے او چرخ کش
آسمان لے لے اگر مٹی مری درکار ہو

سنتے ہین دیوانے یان شور عنادل آنکر
گل سے رنگین باغبان تیرے چمن کا خار ہو

نہ ورق تن کیسی ہی دریائے ہستی مین تباہ
ناخدا بہر خدا اب تو یہ کشتی پار ہو

تیرا غضب اے صنم قہر خدا کی ہے دلیل
روٹھتا ہی اس سے تو جس سے خدا بیزار ہو

تو ہی کر دشمن پہ سبقت منتظر اس کا نہ رہ
فتح ہی اسکی لڑائی جس کا پہلے وار ہو

مصر مین چلیے مقابل تمکو یوسف کے کرین
گفتگو ہم سے زلیخا سے سر بازار ہو

مثل شبنم گلشن ایجاد مین کر بود و باش
بزم گلرویان مین تا وقفہ نہ تیرا بار ہو

روح داخل ہو چلے جسم مثالین مین کہین
پاک ہو قصہ طلسم آب و گل مسمار ہو

تیغ ابرو پہ تری کیونکر گلا کاٹے نہ رند
کیا کرے اسکے سوا انسان جب ناچار ہو

لیلین جو ضرورت ہو مرے ہمسفرون کو
ہشیار کرا دے پیک اجل بیخبرون کو

اب گیسوئے مشکین ہوئے شانونسے بھی نیچے
سودا تری زلفون کا مبارک ہو سرونکو

آمادۂ پرواز تھے مرغان گرفتار
صیاد نہ آجائے تو کھولا تھا پرون کو

ہمراہی کمر باندھ کے راہی ہوئے یان سے
آگاہ کرو جلد مرے ہمسفرون کو

تکتے ہین بُری آنکھ سے صورت کو تمہاری
پاس اپنے بٹھایا نہ کرو بد نظرون کو

وہ ترک نگہ مار چلے ناوک مژگان
ان تیرون کے ارمان ہین سینہ سپرونکو

دم بھرتے ہین اے رند جو الفت کا بتون کی
لوہے کے توے کہیے انھین کے جگرونکو

رکھو خدمت مین مجھسے کام تو لو
بات کرتے نہین سلام تو لو

مے پیو تم سرور ہو مجکو
ہاتھ سے میرے ایک جام تو لو

بات تم نے نہین کی غیر سے کل
سر پہ اللہ کا کلام تو لو

بندہ ہوتا ہون آپکا بیدام
ہوئے درکار اگر غلام تو لو

نازو انداز و حسن و خوبی مین
کون ہے تمسا اُس کا نام تو لو

آپ فرمائین جو بجا لاؤن
کبھی مجھسے بھی کوئی کام تو لو

مجھ سے آنے لگے گی عطر کی بو
نام گیسوئے مشک فام تو لو

پہلے کر لو رسائی زلف تلک
سلسلے کو جنون کے تھام تو لو

پھر تڑپ لیجیو گرفتارو
دم بھر آرام زیر دام تو لو

مے پیو جو نہین پلاتے ہو
مجکو دیتے نہین ہو جام تو تو

ناز بردار دوسرا سمجھا
کون عاشق ہے اسکا نام تو لو

رند حاضر ہین شیشہ و ساغر
مے نہ سمجھو اگر حرام تو لو

وہ دیوانہ تھا مین جسکا ہوا غم اہل عالم کو
پریزادون نے اپنے بال کھولے میرے ماتم کو

عداوت پاکدامن سے بھی ہے ابنائے عالم کو
کیا مطعون معاذ اللہ بدکاری سے مریم کو

کہے سے خلق کے کب دامن عصمت ملوث ہو
خدا تو جانتا ہے پاکدامانی مریم کو

مثال شیر مادر خون دل پیتا ہے غیرت سے
دیا کیا جو عطا اللہ نے فرزند آدم کو

کیا باغ و بہار آتش کو ابراہیم پر جس نے
گل و گلزار کر سکتا ہے وہ نار جہنم کو

محیط حسن خوبی ہی سراپا یار زیبا ہے
کہون مین دو حباب بحر خوبی اسکے محرم کو

مین دیوانہ ہون اُس رشک پری کا دیکھکر جسکو
سلیمان رند کے خاطر اوتارے اپنی خاتم کو

جھکے وہ تیغ ابرو راست بازون کیطرف کیونکر
بنایا ہی نہین اُستاد نے تعظیم کے خم کو

مثال قیس مفتون شیفتہ ہی اک جہان جس کا
خدا سے مانگتا ہون مین اُسی محبوب عالم کو

پرستان کی بھی کچھ اقلیم کی زیر نگین اُسنے
لیگا اب سلیمان کی انگوٹھی اپنی خاتم کو

بجا ہی جو کہون محراب کعبہ اُسکے ابرو ہین
اگر تشبیہ دون چاہ ذقن سے چاہ زمزم کو

گلیم فقر کو کیون دوش پر ہم ڈالتے اے رند
اگر کمل سے بہتر جانتے کمخواب و شبنم کو

اب شیفتہ کسی کا دل زار تو نہ ہو
پہلو مین رہ کے جان کا میرے عدو نہ ہو

امسال فصل گل مین گریبان کو اے جنون
یون دھجیان اُڑا کہ کسی سے رفو نہ ہو

لازم سمجھ تو ذات کی خاطر صفات بھی
وہ گل نہین ہی خار ہی جو رنگ و بو نہ ہو

پیدا بجائے ہر بن مو ہو اگر زبان
گیسو کا وصف تو بھی ادا مو بمو نہ ہو

دیکھا کرے وہ اور تری صورت کو ترسون مین
پتھر سے توڑدون آئینہ جو تیرا رو نہ ہو

کہتا نہین مین ہو جیسے بے پردہ مہربان
آواز تو سناؤ اگر روبرو نہ ہو

چرچا ہے اس اختلاط کو موقوف کیجیے
زنہار ذکر غیر مرے روبرو نہ ہو

کیونکر کہون ثبوت نہین تجھسے میری چاہ
اے جان جان بوجھ کے تو حیلہ جو نہ ہو

وانستہ مین نے دل سے نہین کھینچی آہ سرد
مجبور تھا تو گرم عبث شعلہ خو نہ ہو

خم جانتا ہون ابرو کو گر طاق کعبہ سے
ہنگام مرگ لاش مری قبلہ رو نہ ہو

تالو سے تیرے ٹکڑے اُڑے پردہائے گوش
اب ہم نہ ہوئین باغ مین بلبل کہ تو نہ ہو

جب دیکھتا ہی مجکو تو کہتا ہی رند کے قیس
تیری طرح خراب کوئی کو بکو نہ ہو

پھرتے ہین شاد چاک گریبان کیے ہوئے
اصلا نہین ہے رنج نہین ہی رفو نہ ہو

للہ منھ سے بولو ثبوت دہن کرو
تا ہر کسی کو حوصلۂ گفتگو نہ ہو

کر دیجیو ڈھیر اسکی گلی مین پس از فنا
میرا غبار باد صبا کو بہ کو نہ ہو

زندہ ہین ہجر یار مین تیری اُمید پر
اے شوق وصل ہم بھی نہ ہوئین جو تو نہ ہو

بیفائدہ ہی شاہد مقصود کا گلہ
راہ طلب مین رند اگر جستجو نہ ہو

کیا سجھائی ہی اُسے جلوہ گری نے دیکھو | ہیئت انسان کی بگڑی ہی پری نے دیکھو
غنچہ سان تنگ قبا سے تھا مین دیوانۂ عشق | کیا شگفتہ کیا دل جامہ دری نے دیکھو
خواب غفلت سے عبث شوخ کو بیدار کیا | فتنہ ہوتکا یا نسیم سحری نے دیکھو
عمر دو روزہ بسر ہوگئی بیہوشی مین | ہوش آنے نہ دیا بے خبری نے دیکھو
ہوگے مشتاق پرستان سے آتی ہی پری | دھوم ڈالی مری شوریدہ سری نے دیکھو
عمر بھر حسرت پروانہ نہ نکلی دل سے | جی کی جی مین رکھی بے بال و پری نے دیکھو
دیکھکر اپنے گلی مین کئی پتھر مارے | مجکو دیوانہ بنایا ہی پری نے دیکھو
جان مشتاق سے عاشق کے کیا برق کا کام | کیا غضب ڈھایا ہی بیداد گری نے دیکھو
آبلے پڑ گئے ہین سینے سے تا نوک زبان | بھون ڈالا مجھے سوز جگری نے دیکھو
کھل کھلا نہ ہنسو مین نہ کہا کرتا تھا | قہقہہ سیکھ لیا کبک دری نے دیکھو
بہر گلشن چمن مین اُسے لے آئی ہے | گل کھلایا ہی نسیم سحری نے دیکھو
پا بزنجیر ہوئے طوق پڑا گردن مین | قید کروا دیا شوریدہ سری نے دیکھو
چھوٹتا مجکو نظر آتا ہی اب ربط قدیم | نئے انداز نئے اسکے قمری نے دیکھو
تا چمن لائی صبا دوش پہ مانند نسیم | پر نکالے مری بے بال و پری نے دیکھو

بند ہون باب اجابت جو دعا مانگون رند
کیا دکھایا ہی اثر بے اثری نے دیکھو

چلتی رہی اس کوچے مین تلوار ہمیشہ | لاشے ہی نکلتے رہے دو چار ہمیشہ
گل کھلتے رہین چہچہے کرتا رہے بلبل | یارب رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ
ہم رند ہوئے شاہد مقصود سے واصل | جھگڑے مین رہے کافر و دیندار ہمیشہ
پاان تخم تمنا سے اُگا کرتا ہے لالہ | گل کھاتے ہین ہر فصل مین دو چار ہمیشہ
تڑپا کرین کوچے مین ترے سیکڑون کشتے | رنگین رہے خون سے تری تلوار ہمیشہ
دیوانے ہین مائل ہون اگر حور و پری کے | جو دیکھ رہے ہون ترا دیدار ہمیشہ
مجھ تشنۂ دیدار کو کس روز نہ چھکایا تو | پیاسا ہی رہا خون کا وہ خونخوار ہمیشہ

مشتاقون نے تیرے نہ لیا کوڑیونکے مول / بکتا رہا یوسف سر بازار ہمیشہ

ہی زلف مسلسل تری یا دام بلا ہے / ہو رہتے ہین دو چار گرفتار ہمیشہ

کیونکر تو مسیحا ہوا مشہور جہان مین / مرتے ہین ترے ہاتھ سے بیمار ہمیشہ

ہنگامے نئے روز ہوا کرتے ہین برپا / فتنے ہی اُٹھاتی ہی وہ رفتار ہمیشہ

اے رند جنون مین بھی نہ صحرا کو گئے ہم / کھایا کیے پتھر سر بازار ہمیشہ

اب لڑایا کرتے ہین اکثر سر بازار آنکھ / آئینہ سے بھی نہ کرتے تھے کبھی دوچار آنکھ

خلق کی ہی دیکھنے کو حسن کی اے یار آنکھ / جو نہ دیکھے تیری صورت کو تو ہی بیکار آنکھ

غیر ممکن ہی جمال یار سے ہو مستفیض / خواب مین دیکھے مگر یہ دولت بیدار آنکھ

اُسکے کوچے سے اگر میرا جنازہ جائیگا / کھولدونگا جا کے زیر سایۂ دیوار آنکھ

چشم پوشی پہلے کی تھی کیا سمجھکر آپنے / بیجا ہوا اب جو مجھسے کرتے ہو پھر چار آنکھ

رنگ و بو مین فوق رکھتے ہین وہ عارض پھول پر / کیون نہ مارین حسن گل پر یار کے رخسار آنکھ

دیکھتے ہی حسن کو یہ مبتلا ہوتا ہے وہ / ڈال دیتی ہی غضب مین دلکو بھی ہر بار آنکھ

بانکے ٹیڑھے ہونکو ترا ابروے کج سیدھا کرے / مار ڈالے تندرستون کو تری بیمار آنکھ

جلوۂ جانان کے نظارے کا طالب کب ہوا / کیون چراتا ہی تو مجھسے روزن دیوار آنکھ

باغ مین رنگ صفائے روے گل پر کیا پڑے / برسون دیکھا کی ہی تیرے پھول سے رخسار آنکھ

باندھتے ہو ٹکٹکی تو چند بوسے بھی تو دو / شرط ہاریگا جھپک جائیگی جس کی یار آنکھ

دوست دشمن کا نہین پابند تیرا فیض عام / رکھتے ہین تیرے کرم پر کافر و دیندار آنکھ

ابر ہی باران ہے ہی باغ ہی ساقی نہین / بے تکلف باندھے رونیکا تو بھی تار آنکھ

تیغ مین جوہر نہ او قاتل سمجھنا اسکو تو / ڈالتی ہی باقی ماندون پر تری تلوار آنکھ

وعدۂ دیدار فرداے قیامت پر ہی رند / روز محشر تک نہ کھولین طالب دیدار آنکھ

نیچی کر لیتے ہین شرماکر دم گفتار آنکھ / بات بھی کرتے نہین مجھسے وہ کرکے چار آنکھ

رات دن وا ہے مثال دیدۂ بیدار آنکھ / پھوڑ ڈالیگا تو کیا اے انتظار یار آنکھ

کیا عجب ہی جو جھکی رہتی ہی تیری یار آنکھ / بیشتر کم کھولتے ہین مردم بیمار آنکھ

مے پلا ہر ایک کو اُسکے بقدر حوصلہ / ساقیا پہچان لینا مست اور ہشیار آنکھ
حسرت دیدار نے پیدا کیا حال ردی / پھیر دیگا اب کوئی دم مین ترا بیمار آنکھ
جان قربان ان اشارونکے بلا ابرو کو تو / صدقے اس چشمک زنی کے بے تکلف یار آنکھ
صورت ناسور کیون ہر دم بہا کرتی ہی تو / مجکو بتلا دے کہ کیا تجکو ہوا آزار آنکھ
غش مین رہتا ہون ترا اکثر کیے آنکھون کو بند / کھولنے دیتی نہین ہی حسرت دیدار آنکھ
دل کو لیجاے جو ہر اک ایسی ثابت نہ ہو / کام کر جائے ہزارون مین تری عیار آنکھ
حسن کی طالب اگر وہ ہی تو ہونے دے دلا / تجکو کیا مطلب ہی اپنے فعل کی مختار آنکھ
منھ دکھا بہر خدا بس ہو چکا شرم و حجاب / کب تلک ترسے ترے دیدار کو اے یار آنکھ
نور زائل ہو گیا تو جو نہین پیش نظر / دیدۂ تصویر کے مانند ہے بیکار آنکھ
ہی کھٹکتی بے ترے نظارۂ گلزار سے / برگ گل کو جانتی ہی شکل نوک خار آنکھ
ہو گئے دونون شکوہ حسن سے بے اختیار / کیا کرے مجبور ہی دل اور ہی ناچار آنکھ
گل تجھے انگارے نظر ین بے ترے سنبل دھوان / جا پڑی تھی اتفاقاً جانب گلزار آنکھ
عکس ہی تیرا جو ہی تیرے مقابل دیر سے / ڈالتا ہی کیون کڑی آئینہ پر سو بار آنکھ

ہی بہا خون دل عشاق پیہم بسکہ رند / دیدۂ مریخ سے ہی سرخ وہ خونخوار آنکھ

دل لگی ہجر مین ہے آٹھ پہر نالون سے / اب بسر ہوتی ہی اے رند برے حالون سے
خوف افعی سے ہی مجکو نہ خطر کالون سے / الامان آپکے بل کھائے ہوئے بالون سے
ہوکے آزردہ مری جان جو چھلجائین گے / یون نہ رگڑا کرو گال اپنے مرے گالون سے
مین یہ جانونگا قضا آئی ہوئی مری ٹلی / جان بچ جائے جو ان ناز و ادا والون سے
دل کو چشمان سیہ مست سے لگ چلنے دو / رند دیوانے کو کیون ملتا ہی متوالون سے
یون نہ ٹھکراؤ مزار شہدا وقت خرام / لوگ کہتے ہین برا تمکو انھین چالون سے
یاد کرکے اسے کوٹھے پہ جو روتا ہون کبھی / اشک دریا کی طرح بہتے ہین پرنالون سے
مردم چشم نے مژگان سے کیا کام تمام / انھین ترکون نے مجھے چھید لیا بھالون سے
دام گیسو کی محبت سے رہائی پائی / مرغ دل چھوٹا ہمارا بڑے جنجالون سے
لیک دن آئی نہ طالع مین مری شکل فرح / قرعے پھکوائے بہت ہجر مین رمالون سے

ساقیا آتش حلکر وہ پلائی کہ شراب
بنگئی خوشۂ انگور زبان چھالون سے

حسرت یار مین آنکھین ہوئین اس درجہ سفید
پتلیان چھپ گئین مکڑی کی طرح جالون سے

ہو گا مردہ نہ خراب اپنا پس از مرگ لسے رند
گورکن دوست ہین یارانہ ہے غسالون سے

آنکھ تجھ بن جو کسی پر بت عیار پڑے
عوض سبحہ گلے مین مرے زنار پڑے

الفت چشم صنم کے ہون گنہگارون مین
چوب بادام سے لازم ہی مجھے مار پڑے

ہاتھ باندھے ہوے کہتا ہون کرو عفو قصور
پاؤن بھی کیجیے تو مشفق یہ گنہگار پڑے

بڑھ چلے گیسوے خمدار خدا خیر کرے
پیچ تجھپر نہ کوئی او کمر یار پڑے

ہون مین وہ عاشق جانباز ترا او قاتل
بھون نہ ٹیڑھی ہو جو تلوار پہ تلوار پڑے

پوچھتے کیا ہو طبیعت ہی تری کب سے علیل
تم سے جسدن سے جدائی ہوئی بیمار پڑے

بھاگون کس سمت کو ٹوٹے ہوئے ہین پاے گریز
ہاتھ دھوکر مرے پیچھے ہین طرحدار پڑے

اک طرف سے ہی کیا ناز و ادا نے نرغا
اک طرف لوٹ رہین اپنے ہین وہ دو چار پڑے

ہین ادھر طالب جان چشم سیاہ خونریز
دل ادھر مانگتے ہین گیسوے خمدار پڑے

قید مذہب مین پھنسے چھوڑ کے رندانہ طریق
کیسے جھگڑے مین ہم او کافر و دیندار پڑے

ابکی نوچندی کو آئے نہ زیارت کو اگر
علم حضرت عباس ہی کی مار پڑے

اب گلے کٹتے ہین دو چار کے اے رشک مسیح
ایڑیاں رگڑین کہانتک ترے بیمار پڑے

ہم سے جب غیرون سے تلوار چلے سن لینا
لوٹتے ہونگے گلی کو چہ مین دو چار پڑے

ناتوانی نے کیا اسقدر اب زار و نحیف
دب کے مرجاؤن اگر سایۂ دیوار پڑے

عشق کی کھائین قسم رسم محبت اٹھ جائے
سامنا ایسی مصیبت کا جو ہر بار پڑے

کشت دشمن کو جو سرسبز کرے ابر بہار
صاعقہ بنکے مری آہ شرربار پڑے

خار خار غم الفت جو کیا مین نے بیان
سربسر کانٹے زبان پر دم گفتار پڑے

ہم قفس مین ہین بلا سے اگر آئی ہے بہار
آگ جنگل کو لگے بھاڑ مین گلزار پڑے

منتظر چشم عنایت کے ہین لاکھون اے رند
خوش نصیب اسکے ہین جس پہ نظر یار پڑے

روش باغ پہ ہین گل کی جگہ خار پڑے
صبر گلچین پہ ترا بلبل گلزار پڑے

حقے خالی ہوئے مرہم سے مگر تو نہ بھرا
کاش ناسور ہی تجھ مین دل افگار پڑے

کشتۂ تیغ ادا بھی تمہارا کہلایا شہید
قبر پر بعد فنا پھول چڑھے ہار پڑے

ہم نے جو رنگ جمایا تھا کسی سے نہ مٹا
غیر نے جوڑ جو باندھے تھے وہ بیکار پڑے

رشتۂ عشق کی ہر بار کشاکش نہیں خوب
کہین اس ڈور مین گتھی نہ ہر بار پڑے

یان یہ زاری ہی ہوئی یار مین خاک اڑتی ہے
خاک اس رونے پہ اے دیدۂ خونبار پڑے

کون بتلائے کسے یاد ہے ہجران کا دن
ہاتین گذری مین مسیحا سے مجھے بیمار پڑے

جادۂ کعبۂ مقصود پہ ہم جا ہی پہنچے
ٹھوکرین کھا گئے کافر دیندار پڑے

جب وہ شیرین جو کلام انکے بھی ہین ہر بار
کچھ دنون ان تو کھٹائی مین نمکخوار پڑے

پے تحریر حقیقت دل جو کیا مین نے رواں
آبلے پائے قلم مین دم رفتار پڑے

کوئی چنگا نہ ہوا جسکو لگا عشق کا روگ
ہین مری فکر مین ناحق مرے غمخوار پڑے

ماجرا شب کا تو فرمائیے کیا صحبت تھی
ہین کہین پھول کہین ٹوٹے ہوئے ہار پڑے

ہم گلا دھر چکے ہین اپنا چھری کے نیچے
اے اجل پٹ نہ کہین یار کی تلوار پڑے

ہے عجب خمکدۂ دہر بھی غفلت کا مقام
جو کبھی دس مانگتے ہین لوٹتے ہین جا پڑے

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھو اسے پچھتاؤ گے
تر سواب نیند کو او دیدۂ بیدار پڑے

وسعت دشت کو وحشت نے کیا دلپر تنگ
کیون نہ ہر بار قدم جانب کہسار پڑے

ہون وہ آزردہ کسی دن سے ہم کو سے جائین
کوئی تقصیر کرے انکی ہمین مار پڑے

نغمہ سنجی کی کرے مشق جو مجھسے چندے
پھر گلا تیرا نہ او بلبل گلزار پڑے

اس زمین مین نہین کچھ اور تکلف اے رند
حسن اتنا ہے ردیف اسکی نہ بیکار پڑے

صدمے گذرے ایذا گذری
ہجر مین تیرے کیا کیا گذری

ہجر مین جان رہی یا گذری
رندا کہو تم پر کیا گذری

کیا کہون تجھسے حال فرقت
گذری جو کچھ جانا گذری

الفت بت نے کر دیا کافر
یہ کیا یار خدایا گذری

آئے نہین تم عرصہ گذرا
منع کیا کس نے کیا گذری

گذرے جس دم ہم دنیا سے
ہم نے جانا دنیا گذری

بجز جہان مین زیست ہماری — شکل حباب دریا گذری
کس سے کہیے کون سُنے گا — کیا کیا گذرا کیا کیا گذری
کہتا تھا مین عشق سے باز آ — دیکھا جو دل شیدا گذری
مر بھی گئے ہم واہ ری غفلت — اُنکو خبر بھی نہ اصلا گذری
ابتو ہی شغل خون آشامی — نوبت جام و مینا گذری
کافر پر بھی نہ گذرے ایسی — ہم پر جو بُت ترسا گذری
وقت مرگ یہ جی مین گذرا — زندگی اپنی بیجا گذری
نالہ کیسا آہ نہین کی — کیا کیا تجھ بن ایذا گذری
ٹوٹ چکا ہی رشتۂ اُلفت — یاس ہی ابتو تمنا گذری
دوسرا اچھا کوئی نہ دیکھا — پیش نظر اک دُنیا گذری
دیکھکے حال مریض فرقت — حالت ہم پہ مسیحا گذری
قابل دید نہ دیکھین آنکھین — مدت نرگس شہلا گذری
غش کیون آیا ہم سے تو کہیے — کیا کچھ حضرت موسیٰ گذری

کیونکہ جھیلی آفت فرقت
رند کہو دل پہ کیا گذری

مر گئے ہوتے رنج فرقت سے — بچ گئے ہین خدا کی قدرت سے
جان جاتی ہی ابتو فرقت سے — باز آیا مین اس محبت سے
ہول آتا ہی نام اُلفت سے — روح تھراتی ہی محبت سے
ہاتھ آئے ہو آج قسمت سے — دم نکلتا تھا تم پہ مدت سے
اک نظر اسطرف بھی دیکھو جان — دیکھتا ہون نگاہ حسرت سے
مردے زندہ کرے تمہاری چال — حشر ہو پیشتر قیامت سے
عشقبازی ہی آب و گل مین شریک — ہون مین مجبور اپنی خلقت سے
ابتدا مین یہ حال تھا چندے — اُنکو نفرت تھی میری صورت سے
پیش آتے ہین ابتو کس کس طرح — پیار سے لطف سے محبت سے
وقت اچھا نہین بچا لینا — مجھکو پروردگار تہمت سے

تم پہ جو کچھ ہوا سزا تھی رندؔ
کیون بھڑے ایسے بیمروت سے

جب سنو مشورہ ہے خلوت ہی
یار کوئی بھی وقت فرصت ہی

تجھ سوا اور کس سے اُلفت ہی
جھوٹ بہتان مجھ پہ تہمت ہی

کھنچی توام مری تری تصویر
وصل کی ایک یہ بھی صورت ہی

خوش رہو تم وطن مین اہل وطن
ہم ہین اور سیر دشت غربت ہی

جان مدت سے نذر فرقت کی
اے اجل تجھ سے کیا ندامت ہی

توڑین چوڑی کی طرح ہتھکڑیان
کیا ہی زورون پہ دست وحشت ہی

مرض عشق کی شفا ہے موت
غسل میت ہی غسل صحت ہی

ہین بُرے وقت مین یہ اپنے رفیق
دل لگی اُنسے اُنسے صحبت ہی

بیوفا یار کا تصور ہے
کنج عزلت ہی رنج فرقت ہی

جب سُنا اک ڈھکوسلا ہی نیا
ایسے غمزون سے مجکو نفرت ہی

اپنے دیوانون سے یہ اُڑ چلنا
او پری کوئی آدمیت ہی

روڑھی روڑھی نہ کیجیے باتین
ابھی تو بھولی بھولی صورت ہی

تم بھی یا خضر بوکھلا سے گئے
کیا جنون خیز دشت وحشت ہی

یون خوشامد سے کچھ کہے کوئی
سچ تو ہی کتنا بے مروت ہی

ق

لاکھ بار اسطرف سے گذرا تو
دفن جس جا شہید الفت ہی

فاتحہ در کنار یہ نہ کہا
مر گیا کون کس کی تربت ہی

یار صورت نہین دکھاتا رندؔ
کونسی زندگی کی صورت ہے

ان دنون کیا جنون کی شدت ہی
اپنے سایے سے مجکو وحشت ہی

وہ صنم قابل زیارت ہے
بت نہین ہی خدا کی قدرت ہی

داغ فرقت سے جسکے جلتا ہون
ماہ پیکر ہی مہر طلعت ہے

پڑ گئی جان کس عذاب مین ہائے
چاہنا بھی بڑی مصیبت ہی

کھنچ کے لندن گئی تری تصویر
انگریزون مین تیری شہرت ہی

جب سے آیا پسند حسن ملیح — گوری رنگت سے چڑھ ہی نفرت ہی
جانتا ہون جو دیکھا کوئی صبیح — سنگ مرمر کی ایک مورت ہی
کون ہی احتیاج سے خالی — ہر بشر کے لیے ضرورت ہی
آپ کے نام سے ہون مین مشہور — یہ نمود آپ کی بدولت ہی
کیون نہ دوڑون جلو مین تھامے رکاب — ابھی تو دست و پا مین طاقت ہی
پھر یہ منھ لیکے آئے ہو مجھ پاس — دور ہو سامنے سے نفرت ہی
یون مسلمان تم کو سجدے کرین — کیون بتو کیا خدا کی قدرت ہی
گور پر چھا رہی ہی حسرت و یاس — کسی عزت زدے کی تربت ہی
عشق مین آجتک تو فرق نہین — ایک حالت ہی ایک حالت ہی
اک نہ اک روز جان جائے گی — ہم نہ ہون گے جو دل سلامت ہی
جان جلتی ہی دل بہلتا ہے — انکی عادت نہین عداوت ہی
لاکھ غمزے ہین ایک بوسے پر — گھڑیون تکرار پہرون حجت ہی

رند موقع ہی عرض حال کرو
یار تنہا ہے وقت فرصت ہی

کوچے سے تیرے عاشق شوریدہ سر گئے — سب اپنے دم کے ساتھ یہ سب شور و شر گئے
مانند برق چشم زدن مین گذر گئے — یہ بھی نہ سمجھے ہم کدھر آئے کدھر گئے
ثابت ہوا جو کشتۂ چشم سیاہ یار — آہو مرے مزار کے سبزے کو چر گئے
رو کر کہا جو مین نے کہ مرتا تھا میری جان — ہنسکر دیا جواب کہ پھر کیون نہ مر گئے
دیکھیے جو ہوشیاری مین سو سو طرح کے پیچ — غفلت کدے سے دہر کے ہم بیخبر گئے
احوال کس سے پوچھیے یاران رفتہ کا — وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے
سنیے یہ سانحہ بھی ہی یار دشمنی — لے لیکے خط جو میرے کئی نامہ بر گئے

اتنا ہی کیا وہ شوخ کہ جیتے ہین رند کیا
مدت ہوئی کہ مین نے سنا تھا وہ مر گئے

گلزار روزگار مین وہ خوش نصیب تھے — دامن مین اپنے جو گل امید بھر گئے
سمجھین گے انکو ابر کرم سب گناہگار — ہم حشر مین جو لیکے یہ دامان تر گئے

آیا نہ آجتک کوئی لےکر جواب یار — قاصد گئے سفیر گئے نامہ بر گئے
فرقت مین سیل اشک کا عالم جو ہی سو ہے — دریا ہزار بار چڑھے اور اُتر گئے
کوٹھے پہ جب چمک کے وہ زہرہ جبین چڑھا — شمس و قمر نظر سے ہماری اُتر گئے
وقفہ کیا نہ گل کی روش باغ دہر مین — رنگ نسیم ہم اِدھر آئے اُدھر گئے
ہم آفتاب بام ہین یا ہین چراغ صبح — کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے
پھولے پھلے نہ آکے گلستان دہر مین — ہم وہ شجر ہین باغ سے جو بے ثمر گئے
ابتک وہ ایک ایک سے کرتے ہین تذکرہ — ہر چند ترک عشق کو برسون گذر گئے

ق

واللہ رند سے یہ توقع نہ تھی مجھے — کیا کیا کہا نہ کرتے تھے پر کچھ نہ کر گئے
یہ قول تھا کہ مجھسے جدائی ہوئی اگر — ایجان مرہی جائینگے لو اب نہ مر گئے

کہتے ہین رند مدرات کو کچھ کھاکے مر گئے
عاشق تھے اپنی جان سے آخر گذر گئے

وعدہ پہ تم نہ آئے تو کچھ ہم نہ مر گئے — کہنے کو بات رہ گئی اور دن گذر گئے
بیمار پاس اپنے جو آنا ہے آچکین ہو — کس درد کی دوا ہین وہ جب ہم ہی مر گئے
لکھ پڑھ کے لو تو جان بھی دیتا ہون میرجان — یہ وہ نہ ہو کہ دل کو لیا اور مکر گئے
حیران شکل آئینہ بیٹھے ہین گھر مین ہم — نظارۂ جمال کو اہل نظر گئے
تاثیر اُسکے دلمین کرین خاک زاریان — نالون سے درد آہون سے اپنی اثر گئے
انسان اب جہان مین ہین غیر جنس سب — جنکو کہ آنکھین ڈھونڈھتی ہین وہ کدھر گئے
جسوقت تیغ ناز کھینچی بو الہوس کہان — وہ ہم ہین معرکو نہین جو سینہ سپر گئے
جانبازی اپنا کھیل ہی ہم سرفروش ہین — عاشق نہین وہ لوگ جو مرنے سے ڈر گئے
میلہ تھا چاند گنج مین سورج گہن کا آج — تم کس لئے نہ غیرت شمس و قمر گئے
جو سدرہ ہوا اسے ہموار کر دیا — سیل بلا کی طرح گئے ہم جدھر گئے
یون نکلی دل سے حسرت پرواز بعد مرگ — اُڑتے ہوا کے ساتھ مرے بال و پر گئے
ہم بھی بہک چلے تھے مگر ہوش آگیا — نشئے شراب عشق کے چڑھکر اُتر گئے
رکھتے ہین راست باز ترے تیر کا خواص — پھر مڑ کے بھی نہ دیکھا گئے ہم جدھر گئے
کس روز آئے فاتحہ پڑھنے وہ قبر پر — کس دن مرے مزار پہ دو پھول دھر گئے

کیا کیا اذیتین نہ سہین ہجر یار مین / موت آئے ایسے جینے کو ہم کیون نہ مر گئے
سوسج تھی کے پھول کا عالم ہے آنکھ کا / یہ بھی تمھارے ساتھ پھری تم جدھر گئے
ناگفتنی ہے پوچھو نہ حال دل و جگر / کس سے کہون کہ کیا ہوئے دونون کدھر گئے
ہمراہ اشک دل تو لہو ہو کے بہ گیا / اور آہ مین گھٹتے ہوئے لخت جگر گئے

ہمراہ میرے رند بھی تھے کوئے یار تک / پھر ہم ادھر کو آئے میان وہ اُدھر گئے

کمر پہ جیب سے تری کاکل رسا آئی / وبال جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی
چلون خبر کو یہ جی مین نہ دلربا آئی / ہزار حیف نہ آئے تم اور قضا آئی
نہ آیا لب پہ مرے ایک حرف مطلب کا / زبان نہ کام دم عرض مدعا آئی
گئے جو عالم وحشت مین سوئے صحرا ہم / تو روح قیس کی لینے کو پیشوا آئی
یہ بے حجاب ہوئے بزم غیر مین صاحب / تمھین تو شرم نہ آئی مجھے حیا آئی
ہین بزم دہر مین بیگانہ وار کیون نہ رہون / نہ ایک شکل نظر صورت آشنا آئی
ہوا ہے مائل آرائش اب تو وہ خود بین / گئی جو سامنے سے آرسی حنا آئی
کریگا عشق تصرف تو دیکھنا وہ پری / پیادہ گھر سے کھلے سر برہنہ پا آئی
شہادتین پڑھ اب دم نہ بھر تو مکا دلا / لبون پہ جان تو او بندۂ خدا آئی
وہ کون لوگ ہین بیگانے ہین جو اپنون سے / ہمین تو غیر سے بھی بوئے آشنا آئی
خیال زلف مین دم گھٹ گیا تو صدقے ہوا / ہمارا وقت برابر ہوا قضا آئی
شب فراق کی کالک سے دم نکلتا ہے / الٰہی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی
دھرا ہی رہتا ہے آئینہ رو برو ہر وقت / پسند آپ کو بھی اپنی کیا ادا آئی
ہزارون مر گئے اس پہ سسکتے ہین لاکھون / عجیب روگ ہے یارب یہ کیا بلا آئی
مثال حرف غلط یون مٹا دیا دل سے / مری دفا بھی نہ کچھ یاد بے وفا آئی
پہونچ رہی ہے تو اتر مجھے خبر گل کی / ابھی نسیم گئی تھی کہ پھر صبا آئی
شگاف کر دیا سینے کو نوک خنجر سے / کواڑ چھاتی کے کھولنے ذرا ہوا آئی
کہا تھا کس نے تجھے شغل عشقبازی کر / بتا تو او دل نادان یہ جی مین کیا آئی
غضب مین ڈالدیا اپنے ساتھ جان کو بھی / خدا کا قہر پڑا تجھ پہ کیا بلا آئی

سنا ہی رند نے دی جان جسکی فرقت مین
مزار پر وہ پری شمع و گل چڑھا آئی

طوبی ہی پست اس قد بالا کے سامنے
سنبل ہی گھانس زلف سمن سا کے سامنے

رہتے تھے یا تو اس گل رعنا کے سامنے
یا اب ہین خار زار تمنا کے سامنے

موت آئے یارب اس گل رعنا کے سامنے
حسرت ہی جان نکلے مسیحا کے سامنے

سکان چرخ کانپ اٹھے تھرتھرا گئے
پہونچی جو آہ عرش معلے کے سامنے

بدتر چڑیل سے نظر آتی ہی اے پری
حور آتی ہی اگر ترے شیدا کے سامنے

بدنام جتنا ہونا تھا مین ہو چکا پری
اب ننگ عار ہی ترے رسوا کے سامنے

نسبت نہین عبث شعرا دیتے ہین مثال
جھنڈا ہی سرو اس قد بالا کے سامنے

مین عندلیب مست گلستان حسن ہون
چہکارتا ہون ہر گل رعنا کے سامنے

ابر بہار روکش مژگان تر نہ ہو
کیا اقتدار قطرے کا دریا کے سامنے

حسرت نہین کچھ اور مگر ہے یہ آرزو
دیکھا کرون پری تجھے بٹھلا کے سامنے

وہ گل نہین چمن مین نواسنجیان کرون
کس عندلیب زمزمہ پیرا کے سامنے

ترسا بچون کے ہاتھ سے رہتا ہی دین کو
مسجد بنا کے شیخ کلیسا کے سامنے

منکر ہو وہ اگر لب جان بخش کا ترے
انجیل لا کے رکھدون مسیحا کے سامنے

مرجاؤن حسرت لب جان بخش مین مگر
لیجاؤن التجا نہ مسیحا کے سامنے

وصل صنم جو یار خدایا نصیب ہو
مسجد بنا کرون مین کلیسا کے سامنے

ہین حق پرستیون مین بھی یان بت پرستیان
بت بھی دھرے ہوے ہین مصلا کے سامنے

فرقت مین جب لیا ہی تصور سے مین نے کام
موجود کر دیا ہی اسے لا کے سامنے

آیا نہ باز ظلم سے وہ بعد قتل بھی
پھکوا دی لاش سر مرا کٹوا کے سامنے

فرط جنون سے عالم آہن ربا ہے یان
نشتر نہ لائیو رگ سودا کے سامنے

پھر ہوگا یار جلوہ نما آکے بام پر
پھر ہونگے آج طور و تجلا کے سامنے

ہووے شب وصال سیہ یا سفید ہو
یکسان ہی چشم محو تماشا کے سامنے

دستے مقابلے صف مژگان سے دیکھ لو
دیکھے نہ ہون جو فوج سے تنہا کے سامنے

آنکھون مین اسکی خاک مبادا نظر لگے
آنکھین کرو نہ نرگس شہلا کے سامنے

سنبل نکل ہی جائینگے سالے یہ پیچ و خم
لینا نہ بل کی زلف سمن سا کے سامنے

صاحب کو مین نے لکھدیا کب خط بندگی
رکھدو جو ہو نوشتہ کوئی لا کے سامنے

وتیا نہین ہین ڈاکیے کو فرط رشک سے
خط رکھ لیا ہی دیر سے لکھوا کے سامنے

مرتا ہون مین نہ جانے مین تعجیل کیجئے
اب جائیگا لاش کو گڑوا کے سامنے

دعوی رہائے کون سے در پر ترا فقیر
کعبے کے سامنے کہ کلیسا کے سامنے

ہر دم تصور قد بالائے یار ہے
رہتے ہین اہتو عالم بالا کے سامنے

کافر ہون مین اگر نہ خدا اسے کہون یہی
کرتا ہون سجدے اک بت ترسا کے سامنے

کیا جانے رند یار کے کیا جی مین آگئی
سب درد دل سنا مجھے بٹھلا کے سامنے

دل لگی غیرون سے بیجا ہی مری جان چھوڑ دے
ہان کہنا ترے صدقے ترے قربان چھوڑ دے

عاشق جانباز کیونکر کوے جانان چھوڑ دے
اپنا آگھر کسطرح شیر نیستان چھوڑ دے

یہ نہین کہتا کہ صیاد اب مجھے آزاد کر
دو گھڑی کو بہر گلگشت گلستان چھوڑ دے

کون کافر پھیر کرے سجدہ خدا کے سامنے
کہ تو بیٹھے مجھسے وہ بت اپنا ایمان چھوڑ دے

تنگ ہون دق ہون کوئی دم مین نکلجائیگا دم
چھوڑ دے دست جنون میرا گریبان چھوڑ دے

غیر ممکن ہی جو بھولون گھر ترا اے رشک حور
مجکو جنت مین اگر لیجا کے رضوان چھوڑ دے

غمزہ بیجا نہین اٹھتے پھنکا جاتا ہی دل
گرمیان اپنی تو اے مہ درخشان چھوڑ دے

پھر پھنسو نہین دام گیسو مین تو کافر جانیو
چھوڑ دے للہ اب دنا مسلمان چھوڑ دے

ہو نہ راز عشق افشا آبرو ریزی نہ ہو
پھوٹ بہنا تو اگر اے چشم گریان چھوڑ دے

طوق پہنینگے گلے مین مثل قمری سیکڑون
ناز کی رفتار اد سرو خرامان چھوڑ دے

حسن کا جویان ہون مدت سے مین دیوانہ مزاج
مجھکو پریون کے اکہاڑے مین سلیمان چھوڑ دے

یون بھلائی دل سے یاد مصحف رخسار رند
حفظ کر کے جسطرح سے کوئی قرآن چھوڑ دے

روبرو دل ترے تصویر ٹھہری رہنے دے
آپ مین اسکو اگر بے خبری رہنے دے

عشق محبوب سے زنہار نہ کر دل خالی
یہ صراحی مے الفت سے بھری رہنے دے

نہ رہی حسرت پرواز گلستان باقی
اب قفس مین مجھے بے بال و پری رہنے دے

خود پسندی یہ سمجھاتی ہے انھین ان روزون
آرسی سامنے ہر وقت دھری رہنے دے

وعدہ پھر آنیکا لیلو نہین دم رخصت یار
ہوش اتنا تو مجھے بے خبری رہنے دے

وہ حسین ہی تو جو تصویر ترے ہاتھ سے لگے
کر کے تصویر ہر اک حور و پری رہنے دے

کنج زندان مین بسر کیجئے کس راحت سے
پابزنجیر جو شوریدہ سری رہنے دے

سب گرفتارون کو آزاد نہ کر زندان سے
ایک دیوانہ تو اے رشک پری رہنے دے

اسکے نظارۂ دیدار سے در گذرا مین
کور کورانہ مجھے بے بصری رہنے دے

کھل ہی جائیگا مرا شوق شہادت قاتل
تو چھری تو رگ گردن پہ پھری رہنے دے

محتسب کچھ تو لیے ہے چشم مروت مجھ سے
ایک بوتل تو مرے آگے دھری رہنے دے

خاک اتنی بھی نہ گلشن مین اڑا باد خزان
کچھ تو ان پھولونکے تھالونمین تری رہنے دے

زعفرانی کوئی جوڑا ہین آیا ہی بسنت
دست بقچہ مین لباس اگری رہنے دے

ادکماندار مرے سینے سے سب تیر نکال
دل مین جو ڈوب گئی ہو وہ سری رہنے دے

گھر کے گھر صاف ہوئے جاتے ہین ہلوگونکے
دل مین کچھ اور دلون کینہ وری رہنے دے

دلکو پامال نہ کر اسمین پھپھولے ہین کئی
ایک خوشہ تو بھلا بے ثمری رہنے دے

مین تو ہرچند مبرا ہون الفت سے رند
دل بھی تو مجکو محبت سے بری رہنے دے

تم تو چھڑا کے ہاتھ سے داماں نکل گئے
ہم چاک کر کے اپنا گریبان نکل گئے

تم آئے رنج دل سے مرے جان نکل گئے
اندوہ یاس و حسرت و حرمان نکل گئے

سیلاب اشک کوسون تلک موجزن رہا
روتے ہوئے جدھر ترے گریان نکل گئے

ثابت رہا مین آجتلک اپنے قول پر
اقرار کر کے آپ مری جان نکل گئے

دست جنون نے حد سے جو بڑھکر قدم رکھا
دامن سے ہو کے چاک گریبان نکل گئے

اب بارشین کہان ہین وہ ابر بہار کی
دن میکشی کے بادہ پرستان نکل گئے

ٹھہرے سنے جو آمد فصل بہار کے
دیوانے توڑ کر در زندان نکل گئے

پیٹو گے کشتگان محبت کے واسطے
جسدن سو مزار شہیدان نکل گئے

دمباز حیلہ ساز دغا باز خود غرض
کیا کیا تمہارے نام مریجان نکل گئے

جو پیشتر کھٹک تھی وہ مطلق نہین رہی
اب خار خار کاوش مژگان نکل گئے

کھینچا ہے جذب عشق نے تمکو مری طرف
سارے گھمنڈ آپ کے اے جان نکلگئے

خس پوش کرکے خط نے ڈبوئے ہزار ہا
ہم تجھ سے نکلے چاہ زنخدان سے نکلگئے

جانبر نکلے مغتنم جو ترے ہاتھ سے جنون
ثابت ہم اپنا لے کے گریبان نکلگئے

کہنا تمہارا کافر دیندار نے کیا
ہندو نکل گئے نہ مسلمان نکلگئے

وہ لب جو یاد آئے تصور مین زلف کے
ہم چین ہوکے سوئے بدخشان نکلگئے

دکھلائی تونے اذیت وحشی جو اپنی آنکھ
جنگل سے آہوان بیابان نکلگئے

اس غیرت پری کا تصور جو بندھ گیا
دیوانے ہوکے سوئے پرستان نکلگئے

صیاد تا کجا یہ تغافل شعاریان
تیرے قفس سے مرغ خوش الحان نکلگئے

کس کس حسین کو صورت آئینہ دیکھتے
اچھا ہوا جو دیدۂ حیران نکلگئے

تحریک عشق زلف جو کرتے تھے آنکھ
یارب کدھر وہ سلسلہ جنبان نکلگئے

دیوانے ایک غیرت لیلے کے ہوکے رند
مجنون سے بھی پرے کئی میدان نکلگئے

وہ سیر کو جو سوئے گلستان نکل گئے
شمشاد و سرو چھوڑ کے بستان نکل گئے

جسطرح چھوڑ جاتا ہے سانپ اپنی کینچلی
جامے سے اپنے یون ترے عریان نکل گئے

پریونمین ذکر ہوتے ہین حورونمین تذکرے
شہرے تمہارے دور تک اے جان نکل گئے

فریاد یکسان محبت سنی نہ ہائے
ہوکر تمہارے ہاتھ سے نالان نکل گئے

دیکھا جو تونے آئینہ مین اپنی زلف کو
حیران ہوکے تیرے پریشان نکل گئے

ایجان تونے آکے جو انکی خبر نہ لی
دم تیرے عاشقون کے مریجان نکل گئے

عشاق تیرے کوچے سے روتے ہوئے گئے
بلبل چمن سے او گل خندان نکل گئے

تاریک ہے جہان ہماری نگاہ مین
تم آج کس طرف مہ تابان نکل گئے

معلوم تھا کہ آج تو آئےگی اس لیے
ہم شام ہی سے او شب ہجران نکل گئے

عشق بتان مین دشت نوردی جو ہم نے کی
تلوون کے پار خار مغیلان نکل گئے

پھر گھات پر چڑھین تری امر محال ہے
قابو سے اب وہ اے دل نالان نکل گئے

ٹھہرا نہ کوئی معرکون مین میرے سامنے
آگے سے زال و سام و نریمان نکل گئے

عاشق تمہاری زلف کے جاتے نہ بزم سے
سن سن کے گفتگوئے پریشان نکل گئے

دیکھی جو دست برد تری چشم ترک کی
قزاق لاہ کاٹ کے جانا ان نکل گئے

مدت ہوئی کہ تجھسے ہین سلسلہ نہین
بھندے سے تیرے گیسو پیچان نکل گئے

کیسے رفیق آمد پیری مین چل دیئے
منھ مین زبان رہ گئی دندان نکل گئے

گر انقلاب دہر یہی ہے تو دیکھنا
روباہ بن کے شیر نیستان نکل گئے

فرقت مین خوش نہ آئی ہمین سیر باغ رند
گھبرا کے سوئے کوچۂ جانان نکل گئے

کیونکر نبھے گی ہم سے ملاقات آپ کی
واللہ کیا ذلیل ہے اوقات آپ کی

خالی نہین ہے شر سے کوئی بات آپ کی
اے جان مغتنم ہے غرض ذات آپ کی

یان ہم ہین اور داغ غم و حسرت وصال
کٹتی ہے عیش باغ مین اوقات آپ کی

گھونٹا کرین ہم اپنی برس یون لہو کے گھونٹ
اور بادہ خواری مین کٹے برسات آپ کی

ہرجائی پن کے آپ کی کچھ انتہا نہین
کٹتا ہے دن کہین تو کہین رات آپ کی

اچھا کیا جو ربط بڑھا یا رقیب سے
اب ہم بھی کم کرین گے ملاقات آپ کی

جس سے ہے ہم سے ربط مبارک ہے ہمین
غیرون کو ہو نصیب ملاقات آپ کی

لو تبہ کبھی نہ بھول کے بھی سجدہ کیجئے
دلبر ہو جو قبلۂ حاجات آپ کی

مجکو نہین یقین ہے شاید نبھے نبھے
بگڑی ہوئی ہے طرز ملاقات آپ کی

شکر خدا کہ آپ کو دل نذر کر چکے
لائے سمجھتے ہم یہ دور سے سوغات آپ کی

کیا پوچھتے ہو حال بہر حال شکر ہے
کافی ہے میرے حق مین عنایات آپ کی

کیا آسمان پہاڑ کے ٹھگلی لگائے گی
صاحب ابھر چلی ہے بہت گات آپ کی

چھلا اُتار نے دیا کیون تم نے رند کو
انگلی بھی سرخ ہو گئی ہیہات آپ کی

کب بھولتے ہین لطف شب وصل یار کے
کیا کیا مزے اُڑائے ہین بوس و کنار کے

میخوارون کو اشارے ہین ابر بہار کے
شیشے چڑھاؤ طاق سے شیشے اُتار کے

لکھے ہین ماجرے جو شب وصل یار کے
فقرے ہین سب یہ کلک وقائع نگار کے

اللہ رے شوق جلوۂ دیدار یار کے
پتلے ہم آپ بن گئے ہین انتظار کے

آیا جو یاد خندۂ دندان نمائے یار
رو دیا مین خوب ہجر کی شب ڈھائین مار کے

رہنے نہ دیگا گور مین بھی اضطراب دل
ہونگے نہ استوار جو تختے مزار کے

آیا ہی تنگ دام مین زلفون کے مرغ دل
لللہ چھوڑ دے اسے صدقے اتار کے

میخواریان کین ساتھ نہ اس بادہ نوش کے
دیکھے نہ لطف بارش ابر بہار کے

وہ رشک گل تو آج گیا سیر باغ کو
دونے منگاؤن کس کیلیے پھول ہار کے

یہ بھی ہی سرد مہری جانان کا شعبدہ
لرزہ شریک ہی جو ہمارے بخار کے

سینے مین نقد دل کا مین پاتا نہین پتا
دزد حنا تلوہ گیا مال مار کے

یہ ناوک افگنی ہی فقط میرے دم تلک
پچھتائیے گا آپ بہت مجکو مار کے

ترکش کمر سے کھول کے پھینکوگے میرے بعد
رکھدوگے تم کمان کو چلہ اتار کے

نامہ تڑپ کے گر نہ پڑے نامہ بر کہین
مضمون لکھے ہین مین نے دل بیقرار کے

کس روز بیحجاب ہوا یار میرے ساتھ
ارمان نکلے کب دل امیدوار کے

پائین جو مین نے دامن دولت کی رحتین
سو یالیے مین چین سے ٹانگین پسار کے

کیون دوڑتا ہی ہاتھ گریبان کی طرف
شاید جنون قریب ہین اب دن بہار کے

دشمن ہوا ہی دوستی مین تیری اک جہان
در پے ہین سیکڑون مری اک جان زار کے

ہر دم زبان پہ رہتی ہی لذت شراب کی
چوسے ہین جیسے ہونٹھ کسی بادہ خوار کے

اے رند جلتے بھلتے کلیجا جھلس گیا
دل مین پھپھولے پڑ گئے غمزون سے یار کے

عنایت کی نظر ہم پر نہین ہی
وہ انکھ اب تیری او دلبر نہین ہی

نہین ہیوجہ اپنی آہ و زاری
محبت یار سے کیو نکر نہین ہی

رگڑ تو شوق سے خنجر گلے پر
سرک جائے یہ ایسا سر نہین ہی

فریب یار ثابت ہی مجھے بھی
مگر قابو مرا دل پر نہین ہی

مین فرقت مین گلا کاٹون گا اپنا
چھری لادو اگر خنجر نہین ہی

اٹھاؤن ناز کس کس بت کے یارب
کلیجا ہی مرا پتھر نہین ہی

جو کہتے ہو نہین اب تجکو الفت
بہت اچھا بہت بہتر نہین ہی

حسینون کی محبت چھوڑ اے دل
برا یہ شغل ہے بہتر نہین ہی

ہماری جانکنی پر ہنستے ہین
تجھے خوف خدا کافر نہین ہی

نہ بھڑکا آتش شوق او محبت | مرا سینہ ہے کچھ مجمر نہیں ہے
سمجھایا ہے جو کچھ غیرون نے صاحب | تمھارے واسطے بہتر نہیں ہے
نہ دے تکلیف مے فرقت ہین ساقی | یہ جام زہر ہے ساغر نہیں ہے
سبب کیا کیون نہ پھر تشریف لائے | اگر باعث کوئی دلبر نہیں ہے
کرے فرقت مین کبتک صبر ایوب | یہ عاشق تیرا پیغمبر نہیں ہے
بحمد اللہ ہوئی فی الجملہ تخفیف | وہ زور عشق غارت گر نہیں ہے

مین رو دیا دیکھ گور رند مغفور کو
لحد پہ گل کی بھی چادر نہیں ہے

جو غیرون سے ہین یارانے تمھارے | نبھے گی نہ شفق ہمارے تمھارے
نہین طور اگلے سے پیارے تمھارے | نئے اب ہین انداز سارے تمھارے
وہ دیکھے کن آنکھون سے جو دیدیا کو | جو کرتا رہا ہو نظارے تمھارے
دکھاتے نہین شکل ہی دو دو دن تک | ادا سے ہین کیا دلمین پیارے تمھارے
یہی قول و اقرار باہم ہوئے تھے | تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
نکل جائیگا دم جو پہلو سے سرکے | مری زندگی ہے سہارے تمھارے
بتو قول سے اپنے پھرتے ہو ناحق | خدا درمیان ہے ہمارے تمھارے
لے تیغ ابرو تو کاٹون سے گلے کو | سمجھنے لگا ہون اشارے تمھارے
نہ مانونگا ہرگز نہ مانونگا ہرگز | بس اب عذر بیجا ہین سارے تمھارے
مین سب سن چکا ہون نہ دو مجکو جھینٹے | جو ہین شغل دریا کنارے تمھارے
مرا جذب الفت تمھین کھینچ لایا | اثر کچھ ہوا دلمین بارے تمھارے
قسم سرمگین چشم کی کھا چکا ہون | نہ بولونگا مین بے پکارے تمھارے
ہوا ابتو بے پردہ راز محبت | چھپا کب چھپانے سے پیارے تمھارے
ہوئے عشق مشہور شہر و نہین جانی | تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
ادا ناز عشوہ تبسم تکلم | سب انداز ہین پیارے پیارے تمھارے
وہ افعی ہو تم کاکل و گیسو یار | نہین مانگتے پانی مارے تمھارے
نئے عشق کی کیا ہوئین وہ تمکین | نئے رند نے سب اتارے تمھارے

جب صبا زلف کو اس گل کے چھو آتی ہے
کو بکو عنبر فردوس کی بو آتی ہے

ساقیا جھوم کے بدلی جو کبھو آتی ہے
حسرت ساغر صہبا و سبو آتی ہے

کونسا غنچہ دہن کر گیا گل آ کر
بوئے گل مجھسے حباب لب جو آتی ہے

سال آئندہ تلک تشنہ لب اگر باقی ہے
مے کشو فصل مے و جام و سبو آتی ہے

یاد کرنا بھی ترا موت ہے عاشق کیلیے
دم اکھڑ جاتا ہے ہچکی جو کبھو آتی ہے

رند مشرب ہون فقط نام خدا جپتا ہون
نہ نماز آئے نہ ترتیب وضو آتی ہے

عنقریب آئے ہین ایام وصال اپنے بھی
تاک مین اب بغل گور کی بو آتی ہے

موسم گل مین قبا ہونگے کیسے جامے سینگے
نوبت چاک گریبان و رفو آتی ہے

منتظر دونوکا رہتا ہون برابر دیکھون
پہلے یار آتا ہے اے موت کہ تو آتی ہے

فیض ساقی سے ہے میخانے مین طوفان شراب
موج مے بادہ کشو تا بہ گلو آتی ہے

بے سرانجامی کا غم کھاتے ہو کیون بادہ کشو
فصل گل ساتھ لیے جام و سبو آتی ہے

اک نہ اک دن مرا وعدہ بھی برابر ہوگا
اے اجل دیکھون تو کبتک نہین تو آتی ہے

حور کسواسطے کرتا ہون تمنائے بہشت
آدمی ہون ہوس روئے نکو آتی ہے

شاہد القول ہمارا ہے دماغ یعقوب
سیکڑون کوس سے معشوق کی بو آتی ہے

بسکہ شادی مین بھی ہے مرگ کے سامانکا خیال
عطر ملتا ہون تو کافور کی بو آتی ہے

نہ کر اس منھ پہ تو اس گل کے دہن سے دعوے
چپ رہ اے غنچہ دہن سے ترے بو آتی ہے

تیغ ابرو کا مین کس مست کے مجروح ہوا
زخم سے بادۂ انگور کی بو آتی ہے

شانہ کسواسطے ہوتا ہے طلب بیخبر تو ہے
آرسی سامنے کیون آئینہ رو آتی ہے

دیکھکر سنگدلی بت کی برہمن سے رند
یاد اس کافر بدکیش کی خو آتی ہے

تیرہ و تار دھوان دار گھٹا آتی ہے
میکشو فصل مے ہوش ربا آتی ہے

حباب خانۂ خمار سے کیا آتی ہے
لڑکھڑاتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے

مرتے ہین سیکڑون میخوار خرابین بیکر
فصل گل کاہے کو آتی ہے وبا آتی ہے

صبح ہوتی ہے نہ کٹتی ہے شب تار فراق
نیند آتی ہے نہ عاشق کی قضا آتی ہے

یہ پتا کوچے کا اس حور کے سن رکھ قاصد
لو نہین چلتی ہے جنت کی ہوا آتی ہے

قیس ناقے سے بیابان نہیں کہین دور چھٹا
لیلیٰ آتی ہو مگر رد بہ قفا آتی ہو

خواب شیرین سے مین آگاہ نہیں سوتن سے
آنکھین کڑواتی ہین جب نیند بہ ذیلا آتی ہو

پوچھتا اُن سے ہین جاکر جو مسیحا ہوتے
آپ کو درد محبت کی دوا آتی ہو

کیون نہ پژمردہ ہون گل رنگ خزان کے مانند
میرے گلزار مین لون بنکے صبا آتی ہو

حسرت لطف اسیری سے ہی بلبل بیتاب
نالے کرتی نہین صیاد کو چلا تی ہو

ربط ملمس کا کیا گلبدنون سے پیدا
کیا لگاوٹ تجھے اسے عطر حنا آتی ہو

یاد آتی ہین تری گرمیان او شعلۂ طور
دل پھنکا جاتا ہی جب سرد ہوا آتی ہو

لال ہوجائے نہ کیون صورت انگر ہر گل
باغ مین جاکے صبا آگ لگا آتی ہو

کوچۂ زلف مین جاتی ہی مضامین کیلیے
راہ پر اپنی اگر فکر رسا آتی ہو

دل دکھایا کسی گلچین نے کوئی گل توڑا
باغ سے نالۂ بلبل کی صدا آتی ہو

کس گنہگار کے مرقد پہ یہ ہوتا ہی عذاب
توبہ توبہ کی جو مرقد سے صدا آتی ہو

لے مین خود کوچۂ جلاد کولے موت چلا
مین ہی آتا ہون تیرے پاس تو کیا آتی ہو

اک نظر بام پہ او بت نظر آجا یا کر
دیکھنے کو ترے اک خلق خدا آتی ہو

سر ہلا دیتے ہو منہ سے نہین کچھ فرماتے
جان لکنت ہی زبان میری حیا آتی ہو

ہی یقین باغ مراد دیدۂ رضوان ہنجائے
سیر کیواسطے اک حور لقا آتی ہو

یون پھرا کرتے ہین کاندھونپہ دوپٹہ ڈالے
رو برو میرے جب آتے ہین حیا آتی ہو

نظر لطف بھی تم جانتے ہو خوش چشمو
یا فقط آنکھ ہی غصے کی دکھا آتی ہو

دیکھیے ہوتا ہی تا چند بہم رفع حجاب
مجکو شرم آتی ہی صاحب کو حیا آتی ہو

ٹانکے دیتا ہی عبث چھوڑ دے بدنام نہ ہو
زخم سینہ سے تو جراح ہوا آتی ہو

او دل عشق مین جان کلھیان کیا کیا کچھ کین
بیوفا یاد تجھے میری وفا آتی ہی

کون ہی قبر پہ جو چادر گل بھجوائے
ہان صبا تو کبھی دو پھول چڑھا آتی ہو

مژدۂ آمد دلدار سے کیا پھولا ہون
پیرہن ٹھیک ہی تن پر نہ قبا آتی ہو

فاتحہ رند کی تربت پہ پڑھو پھول چڑھاؤ
کیا تمھین شمع ہی مرقد پہ جلا آتی ہی

شانے سے جو وہ زلف کسا تا کمر آئی
تو جان سے لے ایدل یہ بلا جان پر آئی

رونیکی مجھے لہر جو اے چشم تر آئی
کوسون نظر آئیگا نہ ٹاپو نہ ترائی

نامردہی چہرے پہ نہ لے تیغ کا جوہر
گھونگھٹ مین سمجھتا ہون جو منھ پر سپر آئی

حاضر ہی یہ جان شوق سے جب چاہے وہ لیلے
کچھ مال نہین اپنا امانت ہی پرائی

وا رکھتا ہون آغوش تمنا کی طرح در
شاید سوئے کاشانہ من بے خبر آئی

کچھ ہنسکے کٹی وصل مین کچھ ہجر مین رو کر
ہر طرح غرض عمر دو روزہ بسر آئی

آوارہ کیا کیون عدم آباد سے لا کر
اے ہستی فانی مجھے لیکر کدھر آئی

اگلی سی تلاشین نہین اب ماہ وشون کی
دیکھا جو کوئی چاند سی صورت نظر آئی

مجھ سوختہ قسمت نے طلب کی جو ہوا سرد
تقدیر سے لون بنکے نسیم سحر آئی

کچھ لے نہ چلے ساتھ خیال آیا دم مرگ
ہنگام سفر حسرت زاد سفر آئی

ہاتھ آئی تھی پر سونکی تمنا مین شب وصل
پھر تفرقہ پردازی کے خاطر سحر آئی

یار آتا ہی یار آتا ہی دل کہہ چکا مجھسے
یان مجھسے خبر پیشتر از نامہ بر آئی

اعجاز جنون ہی جو چلا مین سوے صحرا
زنجیر مرے پاؤن سے از خود اتر آئی

دولاب کا عالم رہا فرقت مین ہمیشہ
خالی ہوئی اک چشم تو اک چشم بھر آئی

ہمراہ جو تھی بخت کے برگشتگی بخت
تا باب اجابت گئی اور بے اثر آئی

الفت تری اے روح روان ساتھ ہی دم کے
آمیز ہوئی خون مین رگ و پے مین در آئی

دن وصل کا موقوف تھا تاریک شبون پر
اندھیاری بھی اے غیرت شمس و قمر آئی

پوچھو نہ کوئی مجھسے کہ قاصد نے کہا کیا
کچھ اپنی خبر بھی نہ رہی وہ خبر آئی

دل کہتا ہی کیون پیتے ہو تم گھونٹ لہو کے
خالی کرو رو رو کے اگر چشم بھر آئی

دل پہلو مین جلتا ہی منافق کی طرح رند
سینے مین بھی کیا گرمی نار سقر آئی

برسون مین مرے یار کی لیکر خبر آئی
مدت مین تو اے باد صبا راہ پر آئی

رکتی نہین روکے کسی پر اگر آئی
آندھی کی طرح آئی طبیعت جدھر آئی

دون اس دل مہجور کو کیا خاک تسلی
خط یار کا آیا نہ زبانی خبر آئی

بیوجہ ہر اک بات مین شر کرتے ہو صاحب
کچھ خیر تو ہی آج طبیعت کدھر آئی

الحمد للہ ہوئے وصل کے سامان
اے شاد ہو دل مدت ہجران بسر آئی

رکھونگا عزیز اسکو رگ جان سے زیادہ
جو ہاتھ مرے وصل کی شب وہ کمر آئی

رنج و غم و اندوہ کے نرغے میں ہوں یارب
کس کس سے اکیلا میں کروں عہدہ برآئی

بچتے ہیں گنہگار اگر رحم کرے تو
پھر قہر ہوا طبع اگر عدل پہ آئی

ہشیار ہوئے ہیں کہ وہی بیخبری ہے
کچھ بیخبروں کی نہ تمہارے خبر آئی

پتھرا گئیں آنکھیں بھی تکوں راہ کہاں تک
کیا موت تجھے رستے میں اے نامہ بر آئی

ہوگا سم افعی کا اثر چاہنے والو
وہ زلف سیہ اپنی اگر لہر پہ آئی

قائل ہوں میں اس روز سے تسخیر جنوں کا
جیسے وہ پری شیشۂ دل میں اتر آئی

او دل نہ تڑپ اتنا گیا ہے مرا قاصد
شام آئی خبر یار کی اب یا سحر آئی

روتا ہوں شب ہجر میں چلاتا ہوں تا صبح
جس روز سے وہ چاند سی صورت نظر آئی

کیا جھوم کے ابر آیا تھا کیا ٹوٹ کے برسا
غیرت نہ تجھے حیف ہے او چشم تر آئی

دکھلائے خدا پھر نہ ترے روئے سیہ کو
کافور ہو بس او شب ہجراں سحر آئی

اُس بُت کے دل سخت میں تاثیر کی جا کر
حق یہ ہے مری آہ رسا کام کر آئی

تنہا مرے گھر اس شب تاریک میں آیا
کیا دل میں ترے آج یہ شکل قمر آئی

دیکھا تو سراپا فقط اک نور کی شے تھی
بازو مجھے سوجھا نہ کلائی نظر آئی

باقی نہ رہا دل میں تو اک قطرۂ خوں بھی
ہشیار ہو نوبت ترے اب اے جگر آئی

باعث نہ کھلا اُس تپ پریشانی کا مجھ پر
کیوں مضطرب الحال نسیم سحر آئی

دیکھی نہ سیر آکے عدم سے وجود کی
دل موت سے بھڑک گئے یوں ہست و بود کی

بحر جہاں میں تیرے کرم سے حباب دار
دم بھر نمود ہوگئی اس بے نمود کی

صلوٰۃ اسکے حسن پہ پڑھتے نہ کس طرح
انصاف کیجئے تو جگہ ہے درود کی

آتا ہے نام آوری کو نگین پہ رشک
اس منہ چڑھے نے پھوڑ کے سر کیا نمود کی

بے سوز عشق جوہر دل کس طرح کھلیں
بو آگ پر دھرے سے نکلتی ہے عود کی

جپ کر خدا کا نام سحر کی شب فراق
تسبیح ساری رات پڑھی یا ودود کی

چنگاریاں ہیں آگ کی گلہائے باغ دہر
پھبتی کہی ہے سنبل پیچاں پہ دود کی

آتے ہیں دور دور سے مشتاق ہوکے لوگ
کیا رفتہ رفتہ حسن سے تیرے نمود کی

مانند نقطہ کی حرکت بھی نہ اک قدم
پرکار وار سیر کی چارون حدود کی

ہم سوختہ دلونکے معطر ہوئے دماغ
خوشبو جو پھیلی آپ کے حقے کے دود کی

جاکر شریک برق ہوئی آہ سینہ سوز
بدلی بنی فلک پہ مرے دلکی دود کی

سینہ مرا جنازہ ہی دل آئین مردہ ہی
واجب ہوا نماز پڑھون بے سجود کی

گردش ہی آسمان کو میری دعا کے ساتھ
ہاتھ آگئی ہی میرے لجام اس کبود کی

قدرت خدا کی بات نہ کرتی تھی جنھین
لیتے ہین اب وہی مرے آگے نمود کی

سر اپنا کھائیگا جو بگڑتا ہی مجھسے رند
اپنا ضرر کریگی عداوت حسود کی +

ملے نہ درد بھی ساقی سے یا شراب ملے
مرے سوال کا کیا دیکھیے جواب ملے

شگفتہ روح ہو اسکی مجھے ثواب ملے
دلاؤن فاتحہ بلبل کا جو گلاب ملے

نہ کھاؤن داغ اگر لذت کباب ملے
پیون نہ زہر جو کیفیت شراب ملے

ازل سے اس نے دیا ہی جسے جو زیبا تھا
گلو تکو رنگ تو سنبل کو پیچ و تاب ملے

کبود چرخ کرے لاکھ تیز رفتاری
رکاب سے تری ممکن نہین رکاب ملے

وہ تلخ کام ہون تبدیل ذائقہ کے لیے
ملاؤن زہر بھی تھوڑا جو شہد ناب ملے

فلک کی چال نہ چل اے سپہر چال
بہت سے خاک مین گھر خانمان خراب ملے

گلوے خشک لیے جاؤن مین جو مقتل مین
تو کربلا کی طرح تیغ مین نہ آب ملے

ہوا نہ مے کی جہت سے حیا کا پردہ فاش
حجاب نشہ مین ہوکے وہ بے حجاب ملے

دہن کی فکر مین یاد آگئے دُر دندان
مجھے یہ غیب سے ہین گوہر خوش آب ملے

یقین ہی چیر کے پہلو نکالون اس دلکو
اگر چھری مجھے ہنگام اضطراب ملے

یہ دمبدم متقاضی ہی تشنہ کامی دل
نچوڑ حلق مین جو دامن سحاب ملے

صدا بلند ہی طوفان بحر ہستی سے
ہی عمر نوح اگر فرصت حباب ملے

نہ ہے سبک روی رہروان بحر فنا
کبھی نہ نقش کف پاے موج آب ملے

فلک لگا لے ابھی چار چاند سورج کو
شبیہ یار سے جو شکل آفتاب ملے

دکھاؤ رخ کو تو ہو حسن خال و خط معلوم
مطالعہ کرون تب مطلب کتاب ملے

حساب کرکے شب وصل وضع کر لینا
اب آج تو کوئی بوسہ علی الحساب ملے

وہ رونیوالا جہان سے اٹھا ہو نہین اے رند
جواب جسکا نہ تا حشر جز سحاب ملے

موئے سفید ہمکو اجل کا پیام ہے
ثابت ہی صبح زیست کوئی دم مین شام ہی

بوسے کا اشتیاق ہی ذوق کلام ہی
مطلب دہان یار سے ہی لب سے کام ہی

مومن کہے کوئی کوئی بتلائے بت پرست
الفت تو اک صنم سے مجھے لا کلام ہی

مضمون دہان یار کے بندھتے ہین بیشتر
فکر رسا نہین مری عنقا کا دام ہی

کرتا ہی پھر قتل عبث جنگ زرگری
او ترک ایک بات مین ترکی تمام ہی

دکھلا رہا ہی میکدہ نیرنگیون کی سیر
جام زمردین مین مے لعل فام ہی

اس خط و رخ مین منشی قدرت نے صنع کی
دو صفحون مین کتاب کا مطلب تمام ہی

پھر کھینچتی ہی الفت بت دیر کیطرف
او ساکنان کعبہ ہمارا اسلام ہی

اجماع میکدے مین ہی شغل ثقیفہ آج
اصحاب بادہ خوار مین ساقی امام ہی

ثابت ہوا کہ خلوت خاص اسکی گود ہی
میدان حشر یار کا دربار عام ہی

روحین مقیم ہین جو شہیدان عشق کی
دار السلام یار کے کوچے کا نام ہی

قاصد مجھے یقین نہین تیری بات کا
جعلی ہی خط دروغ زبانی پیام ہی

دل ہی روانہ گیسوے جانان کے شوق مین
مرد غریب راہ رو ملک شام ہی

باہم بیار صحبت ہمجنس کیون نہ ہو
وحشی غزال دشت مین مجنون سے رام ہی

سرو چمن بھی بندۂ آزاد اسی کا ہے
جس رنگ گل کا لالۂ داغی غلام ہی

لینا نہ ساغر کوثر بھی حور سے
زاہد اگر شراب کا پینا حرام ہی

بھٹکا کوئی غریب نہ صحرائے عشق مین
ہر غول مثل خضر علیہ السلام ہی

یان ہر گدا کو آکے ہوئی سلطنت نصیب
چغد اپنے دشت کا ہی ہما جسکا نام ہی

وہ دنگا ترا جواب لے دوست جز بلے
آگے جو قول تھا وہی اب بھی کلام ہی

مشتاق اضطراب اسیری ہی تو اگر
صیاد دیکھ لینا نہ مین ہون نہ دام ہی

مرجانا زہر کھا کے ولا قصہ مختصر
انجام کار عشق بت سبز فام ہی

سجدہ ہی عاشقون کا وہان چار سو درست
کعبہ جہان ہے یار کے کوچے کا نام ہی

دشنام ہر سخن مین ہی ٹھوکر ہی ہر قدم
وہ گفتگو کا طور یہ طرز خرام ہی

دل ضبط غم کریگا مگر قدر حوصلہ　　اُتنی ہی مے سمائیگی جتنا کہ جام ہے
جائز نہ رکھہ مذمت رندان بھی واعظا　　مثل شراب غیبت مومن حرام ہے
الہام غیب ہے مرا ہر شعر طبع زاد　　قول بشر ہے یہ نہ ملک کا کلام ہے

قائل ہین اے رند حلت شراب مدام کے
یان کسکو پاس حرمت ماہ صیام ہے

ہمارے حال پہ عشق اُسکو مہربان کردے　　کبھی تو خاطر محزون کو شادمان کردے
گلی ہے قصر بدن قصد لامکان کردے　　ضرور نقل مکان جان ناتوان کردے
نظر سے اہل جہان کی مجھے نہان کردے　　بس اب زمین کا پیوند آسمان کردے
تو ہی کو یاد تری زار و ناتوان کردے　　فراق تیر سا قد صورت کمان کردے
نہو مجھے سبکی سنگ کودکان کھا کر　　جنون گران مرے پاؤن کی بیڑیان کردے
بناؤن گر کسی ٹہنی پہ آشیان اپنا　　قلم وہ شاخ مری ضد سے باغبان کردے
نکالون حسرت دل نوجوان حسینون سے　　سپہر پیر جو اک بار پھر جوان کردے
بجا بھگاتی ہے او شہسوار شوخی حسن　　سمند ناز کو تو مطلق العنان کردے
مین آشیانہ بلبل چھپاؤن پھولون سے　　مرے اجاڑے اگر باغ باغبان کردے
لگا طمانچے مرے روئے زعفرانی پر　　یہ رنگ زرد جنون شکل ارغوان کردے
جھکیگی تو بھی نہ گردن مری وہ سرکش ہون　　اگر زمین سے ہموار آسمان کردے
کریگا بعد ہما کی یہ ناتوان دعوت　　سگ حبیب ادش پہلے استخوان کردے
تمیز ذائقہ حنظل و عسل مین نہ ہو　　جو ترک نفس تو لذت زبان کردے
کسی سے بوسہ چاہ ذقن دریغ نہ کر　　سبیل حسن کی رکھہ وقف کنوان کردے
گلو نکو جھانک نہ چاک قفس سے او بلبل　　نہ بستی کہین صیاد بدگمان کردے
بہت ہے خاک اُڑانیکو وسعت اسکی بھی　　جنون تنگ اگر صحن بوستان کردے
یہ کسکے شوق شہادت گھسیٹتا ہے مجھے　　نثار یار پہ یہ جان ناتوان کردے
لحد پہ چاہیے تعویذ مجکو کیا اے چرخ　　نشان قبر بھی بیکس کا بے نشان کردے
عجب ہے رہزنی چشم مست یار سے کیا　　یہ ترک بن کے اگر راہ کاروان کردے
لگیگی دیر لفافے کے چاک کرنے مین　　نہ بات مطلب خط نامہ بر بیان کردے

یہ تشنہ کام شہادت بھی ہو چکے سیراب
گلے پہ آب دم تیغ کو روان کر دے

جنون مین اتنا گریبان سے تنگ ہوتا ہون
مین تار اُسکے اُڑا دون تو دھجیان کر دے

پڑا ہی سابقہ اس سے جو رند دم بھر مین
حقوق خدمت صد سالہ رائگان کر دے

خیال اور کچھ اے رشک حور ہوتا ہے
خطا معاف ہو مجھسے قصور ہوتا ہے

حواس خمسہ مین اسکے فتور ہوتا ہے
جنون سمجھتا ہون جس کو غرور ہوتا ہے

شباب باعث فسق و فجور ہوتا ہے
گناہ مجھسے ترا یا غفور ہوتا ہے

نہ دیکھ جرم مرا اپنی مغفرت کو دیکھ
معاف کر دے بشر سے قصور ہوتا ہے

عطا کر اپنی تجلی سے روشنی اس کو
چراغ گل مرا اے شمع طور ہوتا ہے

یقین ہوتا ہی ٹوٹے کو اٹھ سینے سے کے
جو بیقرار دل ناصبور ہوتا ہے

کوئی دن اور لحد مین رہو نہ گھبراؤ ہو
ظہور حشر بھی اہل قبور ہوتا ہے

خدا نصیب کرے موت ایسے جینے سے
سُنا ہی بعد فنا وصل حور ہوتا ہے

کیے ہین دل نے بھی پیدا خواص شیشے کے
ذرا سی ٹھیس مین بس چور چور ہوتا ہے

گلی مین یار کے نالان رہین نہ کیون عاشق
چمن مین شور عنادل ضرور ہوتا ہے

تمام زندے لرزتے ہین جسکی دہشت سے
وہ کیا معاملہ اہل قبور ہوتا ہے

اس اضطراب و قلق سے تپش سے ہر دم کی
حصول خاک دل ناصبور ہوتا ہے

ہمیشہ ورد ہی ہمکو تمہارا وصف جمال
یہ ذکر خیر زبان پر ضرور ہوتا ہے

قسم خدا کی بگڑا یا ٹھی فساد ہی عشق
اسی کی ذات سے اکثر فتور ہوتا ہے

چھری چلی مری گردن پہ بیخطا ورنہ
کہین حلال کوئی بے قصور ہوتا ہے

عجب نہین جو دعا مستجاب ہو جائے
حضور قلب مجھے بھی حضور ہوتا ہے

وہ بادہ خوار ہون کہتے ہین جسکو دریا نوش
جو خم چڑھاؤن تو کچھ کچھ سرور ہوتا ہے

مے دو آتشہ کرتی ہی قلب ماہیت
عقیق سُرخ کا جام بلور ہوتا ہے

کہون نہ کیون ادب آموز انجمن کو تری
پتنگ شمع سے یان دور دور ہوتا ہے

کسی پری کا ہو دیوانہ خلد مین کیا ہے
کبھی سنی پہ تو شیدائے حور ہوتا ہے

عنان صبر نہ دے ہاتھ سے ٹھہر کوئی دم
وصال یار دل ناصبور ہوتا ہے

رہا یہ لالہ رخو حشر تک نہ جائے گا	تمھارا داغ کہین دل سے دور ہوتا ہی
بجز ایک برس بھی نہین گذرتا ہے	بہار آتی ہے سودا ضرور ہوتا ہی
سُنا جو غل کبھی عشاق کا تو فرمایا	قیامت آگئی شور نشور ہوتا ہی
خطا نہین کی تو کی دیجیے سزا انکو	یہ بیگناہ سراپا قصور ہوتا ہی

مذاق سب کا جدا ہی سخن تو ایک ہی رند
وہی سمجھتے ہین جن کو شعور ہوتا ہی

گل کو بھڑکاتی ہی بلبل سے خفا کرتی ہی	تو درانداز زبان اور باد صبا کرتی ہے
روح لیلی کی سمجھکر مجھے قیس مفتون	پیچھے پیچھے مرے جنگل مین پھرا کرتی ہی
مفسدے روز بپا ہوتے ہین اُس کوچے مین	فتنہ پردازیان کافر کی ادا کرتی ہی
رنگ گل سے نہ لگا آگ چمن مین ہر سو	آتش افروزیان کیون باد صبا کرتی ہی
نیچی نظرون سے ہی کرتا ہی وہ عالم کو تباہ	شعبدے بازیان آنکھون مین حیا کرتی ہی
ایک مضمون نہین زلف کا بندھتا مجھ سے	کیون تو کوتاہیان او فکر رسا کرتی ہی
تیغ بران کے برابر ہے اثر سیفی کا	کار شمشیر زبان فقرا کرتی ہی
کیون لبھاتی ہی مرے دلکو تو او فندق یار	کیون جہان مین مجھے انگشت نما کرتی ہی
شمع سان ہڈیان جلتی ہین ایسی مردن بھی	کام کاگیر کا منقار ہما کرتی ہی
دل بیمار شفا ہوگی ہراسان نہ ہو	بال کھولے ہوئے وہ حور دعا کرتی ہی
گرد باد اپنی گلی مین نہ سمجھنا قاتل	روح ہی طوف مزار شہدا کرتی ہی
بیڑیان ہوگئین منت کی مرے حق مین جنون	ہر برس پاؤن مین زنجیر پڑا کرتی ہی
پیرہن پھاڑکے ہے رشک سے عریان ہوتا	گل کو بھی تنگ تری چست قبا کرتی ہی
باغبان دشمن جان گھات مین ہر دم صیاد	بلبل اس باغ مین کیون رہتی ہی کیا کرتی ہی
وہ ہمہ آئینہ ہی جب دیکھو اور آرائش ہی	زلف بگڑی ہوئی ہر وقت بنا کرتی ہی
شوق نظارۂ دیدار مین تیرے ہر دم	جان آنکھون مین مری جان رہا کرتی ہی
نہ رہیگی یہ ہوا باغ کی دیکھ او نرگس	چار دن کے لیے کیون نشو و نما کرتی ہی
تنگ کرتی ہی مجھے گو شب ہجران ہر روز	سامنا آکے مجھی سے یہ بلا کرتی ہی
بد تر از مردہ تو فرقت نے بنایا اُسکی	کیون پس و پیش اب آنے مین قضا کرتی ہی

ہے مرے سر میں جو سودائے بیابان گردی
خود بخود پاؤں کی زنجیر ہلا کرتی ہے

چھوڑ کر سب خس و خاشاک چمن وائے نصیب
آشیانے پہ مرے برق گرا کرتی ہے

پہونچے اس کوچے میں مٹی یہ ٹھکانے لگجائے
مُفت برباد مری خاک اُڑا کرتی ہے

کونسے رشک مسیحا کی ہوں فرقت کا مریض
مجھ تک آتے ہوئے پرہیز شفا کرتی ہے

دم بدم اب تو نظر آتے ہیں حالات ردی
کچھ نہ تاثیر دعا اور نہ دوا کرتی ہے

شب کو سوتا ہوں کفن رکھکے سرہانے اے رند
گور میرے لیے ہر روز کھُدا کرتی ہے

مصیبت محبت میں اے دل پڑیگی
ابھی سہل ہے آگے مشکل پڑیگی

نہ پھیرونگا منھ ہوں وہ جانباز عاشق
اگر تیغ پر تیغ قاتل پڑیگی

رہ عشق میں اسکے گھبرانا او دل
کڑی سے کڑی آگے منزل پڑیگی

مدد عشق کی ہے تو جھیلونگا تنہا
اگر بھیڑ سے بھیڑ اے دل پڑیگی

تڑپتا ہے اک زخم کھاکر ابھی تو
چھری پہ چھری تجھپہ بسمل پڑیگی

چمک جو یہی حسن کی ہے تو سنتا
تری دھوم او ماہ کامل پڑیگی

نہ کر یاد رُخ ہے جو زخمی نگہ کا
ابھی چاندنی تجھپہ گھائل پڑیگی

خلش اس مژہ کا یہی ہے جو دل سے
مجھے سانس لینی بھی مشکل پڑیگی

شب ہجر ہے برق بن بن کے تجھپر
مری آہ او ماہ کامل پڑیگی

نہ کر عادت وصل گھبرائے گا پھر
جدائی کی جو کچھون ایدل پڑیگی

خدا حافظ و ناصر ان کی کمر کا
سُنا ہے گلے میں حمائل پڑیگی

چڑھاؤنگا کل گور مجنوں پہ اے رند
نظر جب وہ لیلےٰ شمائل پڑے گی

مرگ عاشق آپ کو منظور اے جانی ہوئی
دوستی کا ہے کو ٹھہری خصمی جانی ہوئی

اُلفت زلف پری وجہ پریشانی ہوئی
خانہ ویرانی کی وہ چشم سیہ بانی ہوئی

آبیاری ابر رحمت نے نہ کی اب کی برس
مزرع امید اپنی خشک بے پانی ہوئی

کاٹ دی برسات ساری اسکے سایے کے تلے
پوستین کہنہ درویش بارانی ہوئی

جا پہونچتا کب کا یاران عدم رفتہ کے پاس
سد رہ ناحق مری یہ ہستی فانی ہوئی

کی جو بہر وا شد طبع گرفتہ سیر باغ
اور سنکر نالۂ بلبل پریشانی ہوئی

خلعت عریانی تنی بہتون نے پہنا پر جنون
ٹھیک میرے جسم پر تشریف عریانی ہوئی

ناخدائی بحر الفت کی ہی زیبا عشق کو
لیگیا ساحل تلک کشتی جو طوفانی ہوئی

ہو چکا تھا مین سبک روحان عالم مین شمار
سل مری چھاتی کی تو کیون اے گرانجانی ہوئی

ہجر کی شب یاد جو آیا وہ ماہ چاردہ
روز روشن سے شب تاریک نورانی ہوئی

روح کو جسم مثالی بعد مردن بھی ملا
ہم سے ہے باقی جو شے فانی تھی وہ فانی ہوئی

مشق حیرت سے مین خود حیرت کا پتلا بن گیا
عمر ساری آئینہ سان صرف حیرانی ہوئی

کشور دل کر دیا تاراج کر کے بے چراغ
عشق غارت گر کے ہاتھون خانہ ویرانی ہوئی

صدمے پر صدمے اُٹھائے دردسر کے عمر بھر
پر کبھی آلودۂ صندل نہ پیشانی ہوئی

بہر تزئین جبکہ افشان اُسنے ماتھے پر چنی
چاند سے افزون ضیائے رنگ نورانی ہوئی

سیکڑون مثل زلیخا ہون گے مشتاق جمال
دھوم تیری مصر تک اے یوسف ثانی ہوئی

خط نے مصحف کر دیا رخ کتابی کو ترے
بے تکلف لوح قرآن لوح پیشانی ہوئی

عالم برزخ مین بعد مرگ بھی زندہ ہون مین
سچ باقی ہی جو شے فانی تھی وہ فانی ہوئی

حسن گندم گون کی اُلفت کے اثر سے بعد مرگ
لوح تربت بھی جو سنگ سرخ کی دھانی ہوئی

ہو سکا تجھ سے نہ چربا تک شبیہ یار کا
آج کیا وہ دست کاری تیری اے مانی ہوئی

تذکرۂ زلف رسا کا اُسکے گر یونہین رہا
آج کی شب روز محشر سے بھی طولانی ہوئی

اجتماع شاعران تھا رند کے مرقد پہ آج
فاتحہ خوانی کے بدلے کیا غزل خوانی ہوئی

سر کے بل جاتے ہین گھر سے سوئے صحرا کیسے
کیون جنون ہم بھی ہین آمادۂ سودا کیسے

گھل گئے اُسکی جدائی مین سراپا کیسے
مضمحل ہو گئے دو روز مین اعضا کیسے

کسطرح سے نہ کہین حسن مجسم عاشق
دیکھین آئینہ مین ہین آپ سراپا کیسے

یاد ہوگا تجھے جب فصل بہار آتی تھی
نالے ہم کرتے تھے اے بلبل شیدا کیسے

چشم عبرت سے ذرا سیر چمن کر غافل
ملگئے خاک مین لاکھون گل رعنا کیسے

مرض ہجر نے رنجور کیا ہے ایسا
تم بھی آؤ تو نہ اچھے ہو مسیحا کیسے

تو دکھا لا ہمین مدت سے سنا کرتے ہین
اے جنون کوہ کسے کہتے ہین صحرا کیسے

کونسا ننگ گوارا نہ کیا اُلفت مین
اور بتلائے کوئی ہوتے ہین رسوا کیسے

آگئی لہر جو دلبر ترے او قلزم حسن
پھوٹکر روئے ہین کل ہم لب دریا کیسے

اُترے آسیب محبت جو ہمارے سر سے
پھر تو ہشیار رہین دیوانہ و شیدا کیسے

کبھی عارض سے لپٹتی ہی کبھی گردن سے
ناز کرتی ہی تری زلف چلیپا کیسے

حسرت آتی ہی مجھے چاک گریبانون پر
دوڑے جاتے ہین سودا مین صحرا کیسے

دعوی عشق مرا کذب سمجھتا ہے اگر
ہوتے ہین عاشق صادق تو ہی بتلا کیسے

رو نگٹے اس مین نظر آتے ہین مثل جوہر
اُسکے زانو کے ہین آئینے مصفا کیسے

بُت سے مطلب تھا نہ کچھ کام تھا الفت سے ہمین
دفعتاً پڑ گئے آفت مین خدایا کیسے

آج اُس گل سے کیا دعوی نہ ہمچشمی کا
شہرے سنتے تھے ترے نرگس شہلا کیسے

یاد ساقی مین کسی ہوش ہی میخواری کا
خون دل پیتا ہون مین ساغر و مینا کیسے

کیون نہ ضامن کرو حسن پہ چشم بد دور
ناز و انداز و ادا ہین تمھین زیبا کیسے

بار عصیان سے ہوا ہی مرا مردہ بھاری
دیکھیے اُٹھتا ہی یارب یہ جنازا کیسے

پیش ازین رند خرابات نشین تھے جندرے
بنکے اب بیٹھے ہین رہبان کلیسا کیسے

سُنی سرگوشیان غیر دنیے اشارے دیکھے
آج آنکھونسے کرشمے ترے سارے دیکھے

رنگ وہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے
ہم نے ان آنکھون سے جو رد پہ تمھارے دیکھے

قول کے پکے ہون کی اللہ رے کافر کو خوشی
پہنے سو مرتبہ سو بار اُتارے دیکھے

رو بہ صحت نہوا ایک مریض فرقت
اپنے بیمار سدا گور کنارے دیکھے

پاؤن ہر مرتبہ کسطرح نہ پھیلاؤن ابھی
ہتھکنڈے تنے نہین جان ہمارے دیکھے

بوالہوس ہین نہ کوئی عاشق صادق پایا
چاہنے والے جو دو چار تمھارے دیکھے

دل تو کیا جان بھی کی نذر ترے اے شہ حسن
جو ملے تو نے فقیری مین ہمارے دیکھے

رند سے جتنے تھے اقرار ہوئے سب برعکس
قول سے فعل خلاف آپکے سارے دیکھے

کٹ گئی عمر غم و رنج مین بیچارون کی
پوچھتے کیا ہو مصیبت کے گرفتارون کی

غول کے غول ہین وہ کالوت یہ تھا رو نکی
مستیان کرتے ہین بن آئی ہی میخوارون کی

مرتے ہین تنگئی سے ہے جان پہ بیچارون کی
خوب لی تم نے خبر اپنے گرفتارون کی

تیغ ابرو کے مضامین ابھی کرتے ہین تلاش
راہ چلنی ہی مجھے دھار پہ تلوارون کی

شعلہ رخسار ہمیشہ سے رہے مد نظر
آنکھین سینکا کئے ہم آنچ پہ انگارون کی

ہیچ ہین پیش نظر نقش و نگار مانی
جب سے دیکھی ہی ہیئت تری دیوارون کی

نقد جان تک تو خریدون گا تجھے اے یوسف
چھیڑ ہونے دے ذرا بھیڑ خریدارون کی

ماہ تھا داغ سفید اپنی نظر مین شب ہجر
آ گئی یاد جو اُن چاند سے رخسارون کی

اے جنون آبلۂ پا مرے کس کام آئے
تر ہوئی کون سے دن خشک زبان خارون کی

عشق مین ہوش و خرد باختہ ہون خود گم ہون
کھو دیا مجھکو محبت نے طرحدارون کی

بدمزاجی مرض عشق کے باعث سے نہین
تندرستی مین بھی خو تھی مری بیمارون کی

گل ہین پژمردہ جو غنچہ ہی گرفتہ دل ہے
جاتے ہی یار کے رونق گئی گلزارون کی

ملک الموت مری جان کو ہین سارے حسین
روح تھراتی ہی صورت سے جفاکارون کی

عشق ابرو نے مجھے ڈال دیا نرغے مین
جسطرف دیکھتا ہون مار ہی تلوارون کی

جسقدر اب ہی نہین رہنے کی ارزانی حسن
مول بڑھجائے گا کثرت سے خریدارون کی

رسن زلف رسا مین انھین کس کر باندھو
یہی تعزیر ہی اُلفت کے گنہگارون کی

زلفین سرکا کے دکھا دو جو ذرا عارض صاف
قلعی کھلجائے ابھی آئینہ رخسارون کی

تجھ سے بھی بڑھکے یہ دیکھتے ہین کیا قیمت حسن
شکل دیکھے کوئی یوسف کے خریدارون کی

راستا چھوڑ کے اُس کوچے سے بھاگین گے غیر
جب نشست آٹھ پہر رہنے لگی یارون کی

ڈالدی ہیپ کلیجون مین غم فرقت نے
غور کرتے ہو تو کر لو جگر افگارون کی

ہی لپٹے ہوئے مہ نور کی چادر تو بھی
اوڑھنی اوڑھ لے او رشک قمر تارون کی

کیون ہی پژمردہ تو اے غیرت گل خیر تو ہے
کیون مبدل ہوئی رنگت ترے رخسارون کی

یارب اعمال کی اپنے نہین ہو جائے جزا
حشر پر رکھیو نہ تعزیر گنہگارون کی

لب شیرین سے ترش ہو کے کیے تلخ کلام
قدر سرکار نے کی خوب نمکخوارون کی

گل فردوس سے بھی ناک چڑھا لیتا ہے
جس نے بو سونگھی ترے اترے ہوئے ہارون کی

تو خراماں ہو تو اے رشک چمن ساتھ چلین
چال پیدا ہو ثوابت مین بھی سیارون کی

نند کھلتا نہین کچھ حال تمھارا کیا ہے
زرد سے ہو گئے ہو شکل ہی بیمارون کی

ہجر کی رات کسی طور نہین ٹلنے کی ٭ تو تپ تا صبح قیامت بھی نہین چلنے کی
کیا عجب ہے جو گرادون مین شگوفہ لاکر ٭ وہ شجر ہون جسے امید نہین پھلنے کی
ہجر مین بسکہ ملے دست تاسف ہر دم ٭ خو ہوئی ہے کف افسوس مجھے ملنے کی
اے جنون خانۂ زنجیر سے رخصت ہے مری ٭ فصل آپہونچی ہے صحرا کو نکل چلنے کی
یار سے وعدہ ملاقات کا ہے بعد زوال ٭ دوپہر آج کسی طرح نہین ڈھلنے کی
عہد طفلی سے لگا ہے مجھے الفت کا روگ ٭ بل گیا کس کو توقع تھی مرے پلنے کی
مات ہو بازی شطرنج محبت نہ ولا ٭ مین سکھے رکھتا ہون یہ چال نہین چلنے کی
نور کو میرے سیہ خانے سے رہتی ہے گریز ٭ شمع روشن کرون ہر چند نہین جلنے کی
سوگ اتنا تو رکھا یار نے مجھ عاشق کا ٭ پان کھانیکی قسم کھائی مسی ملنے کی
قرص کافور سے کب ٹلتی ہے سینے کی جلن ٭ مہر کے طور سے عادت ہے مجھے جلنے کی

بیخبر بیٹھے ہو کیا منزل ہستی مین رند
کوچ درپیش ہے تیاری کرو چلنے کی

دیر آنے مین یار کرتا ہے ٭ قتل یان انتظار کرتا ہے
تازہ وہ بار بار کرتا ہے ٭ جانتا ہے کہ پیار کرتا ہے
بام پر آ کوئی پس دیوار ٭ گریۂ زار زار کرتا ہے
جلد آؤ کہ دیر سے بیچین ٭ شوق بوس و کنار کرتا ہے
آرزو ہے جو دل مین مدت سے ٭ آج یہ جان نثار کرتا ہے
قتل کر چک جو قتل کرتا ہے ٭ قصد کیا بار بار کرتا ہے
کوے جانان کے گشت کی ترغیب ٭ شوق دیدار یار کرتا ہے
چھلے دیتا ہے کہتا ہے گل کھا ٭ گر میان مجھسے یار کرتا ہے
کیون گھٹائے عبث بڑھا کر ربط ٭ کوئی ایسا بھی یار کرتا ہے
شب تو مر کے صبح کی دیکھون ٭ آج کیا ہجر یار کرتا ہے
وصل اس حور کا نہین ممکن ٭ دل عبث بیقرار کرتا ہے
عشق کامل تری توجہ سے ٭ یار بھی مجکو پیار کرتا ہے
ہمہ تن چشم کیون نہ ہو نرگس ٭ دید گلزار یار کرتا ہے

پھانسی اکدن لگاؤن گا اپنے
تنگ اب مجکو یار کرتا ہے

اُٹھ صبوحی پلا مجھے ساقی
دردِ سر اب خمار کرتا ہے

کیون مگر تا ہی تو کسی کو دلا
پیار کرتا ہے پیار کرتا ہے

اختیاری نہین ہی نالہ و آہ
جان و دل تجکو پیار کرتا ہے

کر چکے جلد میرا کام تمام
دیر کیون ہجر یار کرتا ہے

یار کو برخلاف مجھسے فلک
ہائے پروردگار کرتا ہے

ناز تیرے مین سب اُٹھاؤن گا
غمزے کیون مجھ سے یار کرتا ہے

چھیڑ در پردہ جان عاشق سے
اس پری کا ستار کرتا ہے

دام گیسو مین مرغ دل ہین اسیر
گھر مین بیٹھا شکار کرتا ہے

کیا کہون دل پہ کیا گذرتی ہی
جب یہ تحریر یار کرتا ہے

آج فرصت نہین کل آئینگے
تو عبث انتظار کرتا ہے

دل تو آگے ہی دے چکا ہے رشد
جان بھی اب نثار کرتا ہے

دی جان محبت مین کسی رشک چمن کی
سو نگھینگے ملک آنکے بو میرے کفن کی

سن آئے خوش الحانیان کس غنچہ دہن کی
رٹی ہی جو بھولی ہوئی مرغان چمن کی

خط نکلے پہ بوسہ رخ پر نور کا پایا
خیرات برہمن کو ملی چاند گہن کی

کافور کی بو آئی اگر عطر لگایا
پوشاک جبھی کی قطع تو یاد آئی کفن کی

کیا جانیے کیا کیا دل عاشق سے کریگی
ہر بار کی شوخی ترے بیساختہ پن کی

انکار ہی تکرار ہی اک بوسہ لب پر
کنجوس بنایا تمھین تنگی نے دہن کی

اُس کاکل مشکین کا جو ملجائے کوئی تار
تحصیل سمجھنا تو خطا اور ختن کی

ہمچشمی کا دعوی کہین کل اس سے کیا تھا
سنتا ہون کہ آج آنکھین نکلوائین ہرن کی

کم باد بہاری سے نہین ناز کی رفتار
ہین قدم یار سے رونق ہے چمن کی

حسرت لیے جاتے ہین ہم اے مرگ غریبی
مٹی نہ ملی دست عزیزان وطن کی

وان غیر کے گھر جاتے کو بدلی گئی پوشاک
تدبیر ادھر یان اپنے لیے غسل و کفن کی

آخر شب فرقت ہین گئی اول شب سے
برداشت نہ کی صبح نے اس رنج و محن کی

چلیے شب جمعہ تو مزار شہدا پر / گلگشت کرین آپ شہادت کے چمن کی

اعجاز نما ہی لب عیسےٰ کی طرح سے / کیا بات ہے کیا بات ہی اُس گل کے دہن کی

کھولا ہی یہ کس حور نے جوڑا کہ صبا نے / پھیلائی ہی بو چار طرف مشک ختن کی

کیون جان نہ دے تیرے لیے ہر کوئی اوحوس / صورت ہی پری کی تو سجاوٹ ہی دلھن کی

تشبیہ اگر زلف کو دون مار سیہ سے / پھبتی کہہ گوش یہ ہو سانپ کے من کی

خود الفت گیسو کا ہین دیوانہ تھا پابند / زنجیر عبث پاؤن مین ڈالی گئی من کی

یاد آگئی اگلی وہ غزلخوانیان اے رند / صحبت کہین دیکھی جو کبھی شعر و سخن کی

ستم کیا کیا شب فرقت مین تو نے مجھپہ توڑا ہی / سزا ہی تیری او دل تجھپہ جو کچھ ہو سو تھوڑا ہی

شکست جام کا بہتان ہم رندون پہ جوڑا ہی / بھلا ساقی کسی نے بھی قدح کو اپنے توڑا ہی

اڑایون دھجیان کرکے نہ تو میرے گریبان کو / جنون کن وقتون سے مینے اک اک تار جوڑا ہی

یہ ساری رات ٹیسا ہی نہین سونے دیا دم بھر / الٰہی دل ہی پہلو مین مرے یا کوئی پھوڑا ہی

الٰہی الامان رہیو نگہبان اپنے بندون کا / بلا نازل ہوئی شانے پہ کاکل اُسنے چھوڑا ہی

پھنسائین بلبلین گن گن کے توڑے پھول چن چن کے / چمن مین تم نے او صیاد و گلچین کچھ بھی چھوڑا ہی

جو وہ روٹھے ہین تو کس کس خوشامد سے منایا ہی / کبھی پاؤن پڑے ہین ہم کبھی ہاتھون کو جوڑا ہی

ترا اور رند کا انصاف ہوگا اب قیامت کو / سمجھ لیگا وہی تجھ سے خدا پر اُس نے چھوڑا ہی

گر جاؤن مرکے مین اسی کوچے مین کاش کے / جاگین نصیب بخت کھلین میری لاش کے

لیجل یہان سے وحشت دل اب کسیطرف / اہل وطن مخل ہین مری بود و باش کے

کب جامہ زیب ہوتا یہ آگے خیال تھا / انسان کردیا تجھے او بت تراش کے

ہوگا نہ بعد قتل بھی غسل و کفن نصیب / ٹکڑے اُڑینگے کوچۂ قاتل مین لاش کے

ناحق بدل تھی ہجر کی شب اس پلک کی یاد / کیا کیا اُٹھائے لطف جگر کی خراش کے

لوٹے گا مفت دولت دیدار مہربان / ہتے چڑھے جو آپ کسی بدمعاش کے

عاشق بنے تصدق خوبان کے واسطے / ہم لوگ آدمی نہین پتلے ہین ماش کے

خضر و مسیح گور تلک ساتھ ساتھ تھے / اللہ رے مرتے تیرے کشتے کی لاش کے

ہی گنجفے مین دہر کے ہر فرد بیمثال
انسان دکھائی دیتے ہین کس کس قماش کے

بدتر ہی زیست مرگ سے فرقت مین یار کی
اس زندگی سے موت ہی آجائے کاش کے

سیلاب اشک خون سے کہتا ہی ہجر یار
ٹکڑے بھی لا بہا کے دل پاش پاش کے

موت ایسی سب کو چاہنے والو نصیب ہو
قاتل بھی ساتھ ساتھ ہی عاشق کی لاش کے

خالی نہین تکلف دنیا سے فقر بھی
گدڑی مین اپنی ٹکڑے ہین دو چار تاش کے

ڈھونڈھا ہی کس ریاض سے کیا یار واہ رند
قائل ہین جستجو کے مقر ہین تلاش کے

نہ یاد دہان دکمر جائے گی
یونہین عمر اک دن گذر جائیگی

بہے کب تلک چشم تر جائیگی
یہ ندی چڑھی ہی اُتر جائیگی

زیادہ ہوا وصل سے اشتیاق
طبیعت مین سمجھا تھا بھر جائیگی

نہ دُکھے ترا دل یہ ممکن نہین
محبت ہی کام اپنا کر جائیگی

موئے پر بھی آنسو بہینگے یونہین
مرے ساتھ یہ چشم تر جائیگی

بنائی جدائی نے تیری وہ شکل
اجل دیکھکر مجکو ڈر جائیگی

رسائی سے اسکی یقین ہوگیا
وہ زلف ایکدن تا کمر جائیگی

چڑھانا نہ تم قبر عاشق پہ گل
صبا لاکے دو پھول دھر جائیگی

چلے جائینگے دم بخود تا گزیر
لیے وحشت دل جدھر جائیگی

سن او گل بہت منھ نہ چڑھ یار کے
یہ تھوڑی سنی عزت اُتر جائیگی

نہ کرنا تو اس سے سوال و جواب
تری بات بھی نامہ بر جائیگی

چھپا نا دوپٹے مین منھ چاند سا
یہ عادت بھی رشک قمر جائیگی

بس اب آپ تشریف لیجائیے
جو گذریگی مجھ پر گذر جائیگی

طبیعت کو ہوگا قلق چندروز
ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی

پری رند نے کوئی تقصیر کی
پرستان تک یہ خبر جائیگی

گئی آج اُلفت نہ کل جائیگی
یونہین جان اکدن نکل جائیگی

طبیعت کو تسکین دم بھر نہین
الٰہی یہ کیونکر سنبھل جائیگی

نظر اس پلک پر پڑے گی اگر
کلیجے یہ برچھی سی چل جائیگی

نہ کھلواؤ میری زبان چپ رہو
کوئی بات منھ سے نکل جائیگی

چھٹے گی اگر اُلفت زلف یار
تو آئی ہوئی سر سے ٹل جائیگی

جہان پر رہون گا مین ثابت قدم
یقین ہی زمین وان سے ٹل جائیگی

نہ جایا کرو بزم رندان مین شیخ
یہ مندیل اک دن اچھل جائیگی

کرونگا جو شکوہ محبت عیان
زبان موم ہوکر پگھل جائیگی

رہیگا نہ یون حسن ناپائیدار
کوئی دن مین صورت بدل جائیگی

نہ دکھلائیگا منھ وہ خورشید رو
یوہین دوپہر آج ڈھل جائیگی

صفا ہی جو یہ سینۂ صاف کی
نگاہ تصور پھسل جائیگی

وہ کافر ادا اک نہ اکدن مجھے
چھلاویکی صورت سے چھل جائیگی

نہ کر یار سے حسن مین گرمیان
اسے او پری دیکھ جل جائیگی

شب وصل تکرار لازم نہین
کہین صبح کی توپ چل جائیگی

نہ چوٹی سنوارو برائے خدا
مجھے بنکے اژدر نگل جائیگی

طبیعت کا میرے کرو تم نہ دھیان
کسی اور سے اب بہل جائیگی

نہین رہنے کا بعد چندے یہ حال
سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگی

ہمین یہ نہ تھی تم سے چشم امید
کہ دو دن مین چتون بدل جائیگی

سر اسکے قدم پر سے سرکا نہ رند
کہین تیغ قاتل او گل جائیگی

رُک گیا اس پری سے جی ہی تو ہی
نہ بھی ہم سے دوستی ہی تو ہی

شہ رہا ہوش بیخودی ہی تو ہی
ساقیا شغل میکشی ہی تو ہی

للہ الحمد کیا نمود ہوئی
بن پڑی ہم سے عاشقی ہی تو ہی

راہ پر آپ کا اجارہ کیا
ہم بھی آنکلینگے گلی ہی تو ہی

وجہ آزردگی بتاؤن کیا
آگیا رنج دوستی ہی تو ہی

ناشگفتہ رہا یہ غنچۂ دل
نہ کھلی اے صبا کلی ہی تو ہی

وقت بد مین کہان جلیس وانیس
کون دے ساتھ بیکسی ہی تو ہی

دل ہمارا اُداس ہے بلبل　نہین لگتا چمن مین جی ہی تو ہی

ضبط آخر نہ ہو سکا اے رند
ہنس پڑا یار گدگدی ہی تو ہی

آہ ہی لب پہ اور نہ نالہ ہے　کیون پری دلکو کیا سنبھالا ہی
داغ دل مین جگر مین چھالا ہی　سوز الفت نے بھون ڈالا ہی
دیکھین کب تک ہو التیام پذیر　زخم دل آج تک تو آلا ہی
اسکا دم بھر رہا ہون او قمری　سرو سا جس کا قد بالا ہی
نہین پیش نظر جو وہ خورشید　شب یلدا سے روز کالا ہی
تیرے بیمار کا ہے کام تمام　تندرستی نہین سنبھالا ہی
لیتے ہو دل تو چین سے رکھنا　مین نے نازون سے اسکو پالا ہی
مارڈ الینگے زلف کے جھٹکے　یار نے کس غضب مین ڈالا ہی
کس سے فریاد ان بتون کی کرون　جز خدا کون سُننے والا ہی
حسن بھی عشق کا ہی حلقہ بگوش　یار کے کان مین بھی بالا ہی
پہلے کاہے کو روپ تھا ایسا　رنگ اس گل نے اب نکالا ہی
روز رہتی ہے یونہین بیہوشی　ہوش جس روز سے سنبھالا ہی
دہن کیونکر نہ عرش پر چڑھ جاے　فکر مضمون قد بالا ہی
کیا کہون کس طرح گذرتی ہی　دن کو فریاد شب کو نالا ہی
بے مروت زمانہ کہتا ہے　نام کیا آپ نے نکالا ہی
اڑ کے آتی ہین قاف سے پریان　کیا موثر ہمارا نالا ہی
افعی زلف یار سے بچنا　ڈس گیا مجھکو یہ وہ کالا ہی
نکلے پڑتے ہین آنکھ سے آنسو　کسکی زنجیر کا یہ بالا ہی
مار زلفون کی پرورش کی ہے　مین نے ان موذیون کو پالا ہی

کس شہ حسن پر فقیر ہوے
رند کیا یہ مرگ چھالا ہے

اپنا محبوب اپنا دلبر ہے　خواہ بھلا ہو یا ستمگر ہے

جب سے رنجیدہ مجھ سے دلبر ہی — خاطر آزردہ دل مکدر ہے
حال درد جگر سے ابتر ہے — کچھ نہ کچھ کوفت میرے دلپر ہی
اسکے درویش باکمال ہین سب — ایک اک بوعلی قلندر ہی
قد دلدار کو کہون طوبےٰ — سرو شمشاد یا صنوبر ہی
ہوش دو دو پہر نہین آتا — بیخودی بیشتر ہے اکثر ہی
ہی قلق سا قلق مرے دلکو — دم کی مہمان جان مضطر ہی
ماتم دل مین یون گذرتی ہی — دست اور سینہ سنگ اور سر ہی
زخم ہین دل مین یا جگر مین داغ — شکر ہی شکر جو ہی بہتر ہی
کیا کہون تم سے حال زخم جگر — چار دن خشک چار دن تر ہی
صاف رکھ دل کو ہم فقیرون سے — خاکسارون سے کیون مکدر ہی

چاہیے فکر زاد راہ ضرور
رند اک دن سفر مقرر ہے

محبت عناصر مین شامل ہوئی — لہو بنکے رگ رگ مین داخل ہوئی
طبیعت پھر اک بت پہ مائل ہوئی — وہی دق ہوئی پھر وہی سل ہوئی
جلین دیر مین کیون نہ گھی کے چراغ — مراد دل اس بت سے حاصل ہوئی
بلا سے تری مین اگر مر گیا — نمود اس مین تیری تو قاتل ہوئی
ترے عشق نے بھیس بدلا نیا — محبت بلا بن کے نازل ہوئی
وہ چتون مرے حق مین سم ہو گئی — وہ میٹھی نگہ زہر قاتل ہوئی
کیا بسکہ دریوزہ دیدار کا — مری آنکھ کشکول سائل ہوئی
گلے مین رہا کچھ نہ کچھ یار کے — نہ ہیکل ہوئی تو حمائل ہوئی
کیا تو نے بھی مجھسے پہلو تہی — رفاقت وہ کیا تیری ایدل ہوئی
بدقت گلے پر چلی تیغ یار — بدشوار آسان مشکل ہوئی
مرض عشق کا رفتہ رفتہ بڑھا — جو سوچے ہوئے تھے وہ لیل ہوئی
نہ جاتی ہی الفت نہ ملتا ہی یار — غرض ہر طرح مجھکو مشکل ہوئی
زمانہ ہو غمگین بلا سے تری — ترے گھر مین تو عید قاتل ہوئی

اب آئے ہو صورت دکھانے مجھے
بصارت جب آنکھوں کی زائل ہوئی

اسے میری اُلفت میں سودا ہوا
پری اپنے وحشی پہ مائل ہوئی

مثال اس سے دینی نہ تھی ماہ کو
کہ تشبیہ ناقص بھی کامل ہوئی

چمن میں بھی ہو آئے صحرا میں بھی
کہیں بھی نہ تفریح حاصل ہوئی

گلا کٹ چکا میرا جھگڑا مٹا
تسلی تری ابتو قاتل ہوئی

قدم رنجہ اُس سیم تن نے کیا
یہ دولت نصیبوں سے حاصل ہوئی

طبیعت رہی اپنی وقت پسند
وہی بات کی جو کہ مشکل ہوئی

دکھایا جو خون شہیدان نے رنگ
ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی

کہو کچھ وہ لیجائیں اپنی طرف
ہمیں بات کرنی بھی مشکل ہوئی

تری تیغ کے منہ کا بوسہ لیا
خطا اتنی مجھسے تو قاتل ہوئی

یہ ہیں تینوں بیماریاں جان گسل
محبت ہوئی دق ہوئی سل ہوئی

میں دیوانہ مجنوں رہا اس کا رند
پری جبکہ لیلےٰ شمائل ہوئی

رکھ نظر اسکی عطا پر تو خطا سے پہلے
خوف کھو فضل نہ دے دل میں رجا سے پہلے

نیست نابود ہوا ہوں میں فنا سے پہلے
مرچکا اے ملک الموت قضا سے پہلے

سلسلہ تھا نہ کسی زلف رسا سے پہلے
میں نہ آگاہ تھا اس دام بلا سے پہلے

یوں نہ ٹھکراتے تھے تم گور غریباں کو کبھی
نیچے چلتے تھے مزار شہدا سے پہلے

کون کہتا تھا ترے قد کو بھلا سرو رواں
کس نے تشبیہ یہ دی تھی شعرا سے پہلے

اسطرح پھیل کے سوتے تھے شب وصل میں کب
تھوڑے تھوڑے ہوے جاتے تھے حیا سے پہلے

کوئی جھونکا جو کبھی باغ سے آجاتا ہے
پوچھ لیتا ہوں خبر گل کی صبا سے پہلے

استخوان بعد فنا بھی نہ مرے ہونگے تلف
اُڑ کے آجائیگا سگ یار ہما سے پہلے

تھی نہ پامالی عشاق تمھیں مد نظر
راہ کب چلتے تھے اس ناز و ادا سے پہلے

مرض عشق میں کی بعد مسیحا سے رجوع
رکھ لیا لکھکے کفن خاک شفا سے پہلے

تھام لیتے ہو جگر اب جو ہوئے ہو ہمدرد
دل نہ دکھاؤ کبھی عاشق کی صدا سے پہلے

قصد کرتا ہے عبث اب مری پامالی کا تو
پس چکا ہوں ترے ہاتھوں پہ حنا سے پہلے

یاد فرمائے اگر بزم مین اپنے وہ گل
اُڑ کے پہونچے یہ ہوا خواہ صبا سے پہلے

وہ مزے اب نہین ملتے مجھے بیباکی مین
لطف اُٹھے جو تری شرم حیا سے پہلے

کعبۂ کوچۂ دلدار کی جانب اے شوق
مردم چشم پھرین قبلہ نما سے پہلے

میرزا یا نہ قدم رکھتے تھے ہنگام خرام
یون اُلجھتے تھے نہ داماں قبا سے پہلے

سرفروشی کا جو ہی معرکۂ عشق مین قصد
استعانت بھی طلب کر شہدا سے پہلے

پیش ازین داغ جگر اپنا بھی کیا کیا چمکا
عشق کامل تھا کسی ماہ لقا سے پہلے

دیکھکر زار و زبون چھوڑ نہ مجکو سگ یار
لطف ان ہڈیون کا پوچھ ہما سے پہلے

تنقیۂ خون کا مقام ہی جنون مین اے رند
فصد اگر ہو تو مناسب ہی دوا سے پہلے

ہزارون خون ہوئے سیکڑون حلال ہوئے
تمھارے ہاتھ جو مہندی سے لال لال ہوئے

ترقیان ہوئین انکی ہمین زوال ہوئے
وہ بڑھکے بدر ہوئے گھٹکے ہم ہلال ہوئے

کسی کی ابروِ خمدار نے ہلاک کیا
نہ پوچھو کونسی تلوار سے نڈھال ہوئے

نہ پایا آپ کو دلسرا مین جب مشفق
ہزار طور کے دل کو مرے خیال ہوئے

بھڑا کے تجھ سے الگ ہو گئے سب اے قاتل
کسی کا کیا گیا ہم مفت مین حلال ہوئے

جنون اگرچہ ہمین ہر برس ہوا لیکن
یہ دلولے نہ ہوئے تھے جو ابکی سال ہوئے

ہوا نہ سامنا دنیا مین کس کس آفت کا
دو روزہ زندگی مین سیکڑون ملال ہوئے

خیال آتا ہی جب دم اُلجھنے لگتا ہے
وبال جان کے لیے لمبے لمبے بال ہوئے

بُرے ہی رہتے ہین بل تیور یونہین جب دیکھو
بڑا غضب ہوا صاحب جو خوشجمال ہوئے

قفس مین طاقت پرواز اڑ گئی صیاد
یہ ضعف ہی کہ مجھے بال و پر وبال ہوئے

شب وصال کا کیا ماجرا بیان کرون
نہ پوچھیے یہ حقیقت عجیب حال ہوئے

سوال کرتے تو کر بیٹھا ان سے بوسہ کا
مین زرد ہو گیا غصے سے وہ جو لال ہوئے

کبھی جو بیٹھتے اُٹھتے ہم اس گلی مین گئے
وفور ضعف سے غش آگیا نڈھال ہوئے

سنین جو آپکی سرگوشیان رقیبون سے
ہزار شک ہوئے کیا کیا نہ احتمال ہوئے

نہ ہوگا ہمسا زمانے مین دوسرا غمدوست
کسی کو رنج ہوا ہم شریک حال ہوئے

بتاؤ کس سے حق آشنائی صرف کیا
تمھارے واسطے کس کس کے غیر حال ہوئے

عجیب حال رہا عارضے ہیں فرقت کے
کبھی نہ حال رہے اور کبھی بحال ہوئے

دیا ہی عارض جانان پہ خال نے جو حسن
تل اس طرح کے بھی چہرے پہ خال خال ہوئے

وہ شوخ کرتا ہی مہندی لگا کے مشق خرام
کوئی لیے نہ پسے ہم تو پایمال ہوئے

مریض آپکے فی الجملہ رو بصحت ہیں
سنا ہوا کہ لگے پہ نسبت تو پھر بحال ہوئے

دعائے مغفرت انکی کرو اٹھا کر ہاتھ
تمہارے ہجر میں جن لوگون کے وصال ہوئے

سوائے رنج و غم و درد کچھ نہ پھل پایا
لگا کے آپ سے دل کو بہت نہال ہوئے

لگایا کرتے ہیں مجذوب کی طرح سے بڑ
سنا ہی رند بھی درویش باکمال ہوئے

زیست کے دن اپنے پورے کر چلے
تکتے تکتے راہ تیری مر چلے

ابرو و مژگان کی الفت چھٹ چکی
اب چلے تلوار یا خنجر چلے

سحر بھولے جسکے آگے سامری
ایسے جادوگر پہ کیا منتر چلے

نقش پائے رفتگان ہون کیا نمود
سر کے بل اس کوچے مین اکثر چلے

آگے آگے ہم تھے راہ عشق مین
پیچھے پیچھے خضر پیغمبر چلے

دیکھیے منزل پہ پہونچین کب تلک
شام سر پر آگئی دن بھر چلے

آج دیوانے ہوئے تیرے پری
شوق سے گل چلے پتھر چلے

خاک اڑاتے سر پہ مثل گرد باد
یون چلے ہم جسطرح صرصر چلے

حیف ہی کی زندگانی نے دغا
آتے آتے موت کے ہم مر چلے

میرے اشکون کا غضب طوفان ہی
ناؤ لیکر نوح پیغمبر چلے

ہین روان تار نظر پر یون سرشک
ریسمان پر جیسے بازیگر چلے

کر عمل اے رند قول درد پر
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

صدمۂ ہجر سے چھوٹون مجھے راحت ہوجائے
دم نکل جائے کہین جلد فراغت ہوجائے

جو میسر رہ الفت مین شہادت ہوجائے
فخر کونین ہو عاشق کی سعادت ہوجائے

نہین اقرار نہ باقی تو اشارت ہوجائے
اسطرف بھی نظر لطف و عنایت ہوجائے

چھوٹیے روز کے دھڑکون سے فراغت ہوجائے
ہول اٹھ جائے کہین روز قیامت ہوجائے

آج کل طالع برگشتہ کا الٹا ہے اثر
نقش جب لکھون تو تعویذ عداوت ہو جائے

تیری تصویر جو لیجائے لگا دین او بت
دیر و درگاہ وہ بنے جائے زیارت ہو جائے

پڑھ سکے قرآن جو مری روح کو بخشے تو ثواب
چین آجائے مجھے گور مین راحت ہو جائے

یک قلم درج ہین حسن نمکین کے اوصاف
میرا دیوان نہ کیون کان ملاحت ہو جائے

اپنے بیمار کے گھر چلیے کسی حیلے سے
تم پہ چھوڑا نہ سہی اسکی عیادت ہو جائے

دم نکلجائے جو فرقت مین تو بہتر ہو والا
بات رہجائے تری رفع ندامت ہو جائے

نام لے بیٹھون محبت کا جو اسکے آگے
ظلم ہو جائے مری جان پہ آفت ہو جائے

سرو قد گر نہین اٹھتے تو بلا سے لیکن
میری تعظیم علی قدر مراتب ہو جائے

تھا زلیخا کو دیا مژدۂ وصل یوسف
مجکو بھی عالم رؤیا مین بشارت ہو جائے

اپنے یوسف کی جدائی مین تعجب کیا ہے
مثل یعقوب اگر ضعف بصارت ہو جائے

کیا عجب شعبدۂ چشم فسونگر سے اگر
سحر کو رتبۂ اعجاز و کرامت ہو جائے

سن کے آواز مرے لب کی جھنجھلا کے کہا
یا الٰہی اسے موت آئے یہ غارت ہو جائے

اب کبھی ہوگا نہ حاضر در دولت پہ فقیر
گالی یا بوسہ جو دینا ہو عنایت ہو جائے

ہاتھ اس فتنۂ دوران سے اٹھائینگے نہین
حشر برپا ہوا اب ایسین کہ قیامت ہو جائے

آدمی کیا ہے شب فرقت وہ بلا ہے اے رند
دیو بھی ہو تو اسے ضعف و نقاہت ہو جائے

حیران سے ہین آئینے مین رخسار کو تکتے
عاشق کی طرح آپ ہین دیوار کو تکتے

دل جوئی ملازم کی ہے سرکار کو منظور
کس میٹھی نظر سے ہین نمکخوار کو تکتے

کیا جھوم کے ابر آیا ہے قبلہ کی طرف سے
میخوار ہین سب خانۂ خمار کو تکتے

گلگشت چمن تجکو مبارک رہے بلبل
ہم چاک قفس ہی سے ہین گلزار کو تکتے

اب زیست سے عاشق کی جو مایوس ہوئے ہین
کس یاس سے ہین صورت بیمار کو تکتے

تا شب سحر ہجر جھپکتین نہین آنکھین
کٹ جاتی ہین راتین در و دیوار کو تکتے

مانند حباب لب جو پھوٹتین آنکھین
گل ایک طرف ہم جو کبھی خار کو تکتے

جس روز سے سودے کیے آپنے روزن
رہگیر کنکھیون سے ہین دیوار کو تکتے

جو جنس کہ مطلوب تھی رندون نے خریدی
زہاد کھڑے رہگئے بازار کو تکتے

اسنے

نسخہ دیدار

دل ہی نہین رکھتے کسی دلبر سے غرض کیا — کچھ بیچتے ہم بھی تو خریدار کو تکتے

واقف کبھی ہوتے جو تو گل کے مزے سے — مفلس کبھی دنیا مین نہ زردار کو تکتے

قد دید کے قابل ہے وہ پستانکے سبب سے — دنیا مین ہین سب نخل ثمر دار کو تکتے

وہ زمزمہ پیرا ہون جو ہو جاتا ہون خاموش — مرغان چمن ہین مری منقار کو تکتے

تقدیر اسے کہتے ہین کہ پٹ پڑ گئی تلوار — مشتاق شہادت کے رہے دھار کو تکتے

ہر نخل ہے قدرت کی دورنگی کا نمونہ — گل کو کبھی تکتے ہین کبھی خار کو تکتے

جب جوش مین آتا ہے ترا قلزم رحمت — حسرت سے فرشتے ہین گنہگار کو تکتے

دنیا کا عجب حال ہے اے رند نہ پوچھو — احباب ہین احباب کی دستار کو تکتے

میکشی پر مجھے لہراتی ہے کیا کیا بدلی — یاد دلواتی ہے ساغر و مینا بدلی

گل تھے جسجا پہ وہان خار ہین سبحان اللہ — کیا ہوا باغ کی او بلبل شیدا بدلی

طرز بارش مرے رونے سے اسے یاد آئی — ورنہ بھولی تھی برسنے کا طریقا بدلی

قلزم اشک جو فرقت مین ہوا طوفان زا — دیکھنا بہہ گئی شکل کف دریا بدلی

دفعتہً ہو گئی صحت مجھے بیماری سے — کیا دوا نسخے مین اے میرے مسیحا بدلی

نظر لطف سے دیکھو اسے کچھ تسکین ہو — آنکھ بیمار سے کیون اپنے مسیحا بدلی

سر محفل جو اشارہ کیا بوسے کا رند — چتون اس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

رشک الفت کم نہین کچھ کاٹ سے شمشیر کے — کٹ گیا پروانہ شب کو نام سے گلگیر کے

رشک آتا ہے مجھے طالع پہ اس نخچیر کے — بنکے تودہ رہگیا آگے جو تیرے تیر کے

عفو کردیگا وہ گو لائق ہون مین تعزیر کے — آگے آمرزش کے کیا رتبے مری تقصیر کے

تلخکامی کے مزے سے ہون ازل سے آشنا — عہد طفلی مین پیا ہے زہر بدلے شیر کے

کونسے مجنون کو گاڑا ہے سلاسل الجنون — سنتے ہین زیر زمین نالے سدا زنجیر کے

کان تک جھنکار پہونچی جسکے دیوانہ ہوا — کیا جنون انگیز نالے ہین مری زنجیر کے

دل جگر دونون ہدف کرتے ہین بہر امتحان — دیکھنے ہین ایکدن پلے تمھارے تیر کے

ناوک مژگان پہ تیرے جان قربان کیجیے — لاگ ہی مدت سے دلکو توڑ سے اس تیر کے

عشق ابرو و مژہ مین جان بلب ہین سیکڑون
تیر کے زخمی ہین کچھ گھائل ہین کچھ شمشیر کے

شمع روشن ہو گی گذرا ہجر کا روز سیاہ
وصل کی شب آئی جاگے بخت ابنگیر کے

ہو گئے ایسے جوانمردون کے دست زور شل
خرس روبہ بازیان کرتے ہین آگے شیر کے

خود بخود نامہ لپٹ جائیگا کھلکر قاصدا
بے پڑھے سمجھے گا وہ مطلب مری تحریر کے

آب باقی ہو اگر قاتل تو کر دے حلق تر
لے رہے ہین ہچکیان بسمل تری شمشیر کے

جل ہشال تیغ وصف ابروے خمدار مین
آج دکھلا دے زبان جوہر مری تقریر کے

قید مین بھی ہین جنون دو ہی نظارہ بادیان
عالم چشم پری حلقون پہ ہے زنجیر کے

ہے بعینہ ابروے قاتل علی کی ذوالفقار
پوچھے روح الامین سے کاٹ اس شمشیر کے

پھرتے ہین کوہ و بیابان مین لپیٹے مُنھ پہ خاک
شکل دکھلائین کسے جویا تری تصویر کے

اک درم حاصل ہوا گا ہے نہ جز داغ جگر
مال دُنیا مین یہ سکے تھے مری تقدیر کے

چوکڑی اپنی ہرن بھولین تو وہ صیاد ہے
پھول جائین تیرے آگے دست و پا نخچیر کے

عرش و کرسی تھرتھرا اُٹھین ولا وہ نالہ کر
فائدہ کیا کھینچنے سے آہ بے تاثیر کے

شرم آتی ہے کرون اے رشک یوسف کیا بیان
خواب وہ دیکھا ہے جو قابل نہین تعبیر کے

عشق نے طفل ہوس کے کیا کشتہ مجھے
ہے یقین ہون خاک مین میری خواص اکسیر کے

گر پڑین آنسو کلیجہ مُنھ کو آ جائے ترا
کان تک پہونچین اگر نالے کسی دلگیر کے

قتل کرتا ہے ہزارون کو خم ابروے یار
کام لیتا ہے وہ بے چلے کمان سے تیر کے

جب سے پہنی ہے گلے مین اس سپہر حسن نے
ماہ کامل سب ستارے بن گئے زنجیر کے

چھد گئے دل اور جگر دونون خدنگ ناز سے
ایک تیر اس ترک کا ہے بار دو نخچیر کے

سر نہ سر کاؤن تہ خنجر شہادت گاہ مین
آبرو رکھنا الٰہی واسطے شبیر کے

رند لین اصلاح کس سے خواجہ آتش کے سوا
ہو چکے ہین دو سو آگے مرید اس پیر کے

ترک کرنی تجھے اے شوخ ملاقات نہ تھی
کنہ عشق کی میرے یہ مکافات نہ تھی

آپ آ سکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی
بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی

کیا تکلف تھا بھلا قیس تھا عہد مجنون مین
عاشقی حصے مین اسکے نہ تھی کچھ ذات نہ تھی

تب سے وارفتہ ہون اے یار ترے جلوہ کا
جسد و روح مین بھی جبکہ ملاقات نہ تھی

زندگی ہوگئی آنے سے تمہارے ورنہ
جاتی لبِ جان لیے ابھی وہ رات نہ تھی

بوئے یوسف کے سوا مصر سے کیا لاتی نسیم
اور یعقوب کے قابل کوئی سوغات نہ تھی

فخر کرتا تھا عبث کوہکنی پر فرہاد
معجزہ عشق کا تھا اسکی کرامات نہ تھی

یہ بھی احسان ہی تیرا جو دیا دوزخ بھی
میرے اعمال کی تو یہ بھی مکافات نہ تھی

عمر بھر بے مے و معشوق کے روتے گذری
ہنسکے کٹجاتی سو ایسی کوئی برسات نہ تھی

نشے سے صورت تصویر تھا بیخود ہر مست
تھا مرقع کا ورق بزم خرابات نہ تھی

وصل کی شب بھی رہی وصل کی حسرت دلکو
تب وہ بیدار ہوئے نیند سے جب رات نہ تھی

ایک کلمے میں کیا تونے دو عالم کو نتیج
اسمِ اعظم تھا مری جان تری بات نہ تھی

چشمِ بد دور نظر بھر کے نہیں دیکھ سکا ہو
نور کی چیز تھی اے شوخ تری گات نہ تھی

ہاتھ پہونچا ہی وساطت سے حنا کے ورنہ
پاؤں کو ہاتھ لگا سکتی کوئی گھات نہ تھی

کیا سبب آپکی تشریف نہ لانیکا ہوا
راستے بند نہ تھے شہر کے برسات نہ تھی

کیا تعجب ہی جو دو جام دیے سب سے سوا
کب مرے حال پہ ساقی کی عنایات نہ تھی

یاد دن الست کے جو چاہے سو کہلے اے رند
پیش ازیں خاک کے پتلے کی کوئی ذات نہ تھی

پری کا منہ ہی تیرا حور کا سا جسم پایا ہے
خدا نے ہاتھ سے اپنے تجھے او بت بنایا ہے

شب مہتاب میں وہ مہروش جب یاد آیا ہے
تو مجھکو صبح تک اختر شماری نے جگایا ہے

مجال غیر کیا ہے وہ بگاڑیگا تو بگڑونگا
مجھے جس نے کہ مشت خاک سے انسان بنایا ہے

کبھی جو جو روش دلدار کے کوچے سے گذرا ہوں
بہار باغ جنت کا مزا دل نے اٹھایا ہے

کیا ہی خواب سے بیدار اکثر اس پری رو کو
مگر قسمت خوابیدہ کو میں نے جگایا ہے

جلائے ہیں نحوست نے ہمارے سیکڑوں گلشن
وہاں بجلی گری ہی آشیاں جس جا بنایا ہے

عوض اللہ لیگا ہم سے مظلوموں کے نالہ سے
خدا اسکو ستائیگا ہمیں جس نے ستایا ہے

وہ سیر اُس نے روندا ہی گلوں کو زیر پا اکثر
چمن میں بارہا بلبل کو کانٹوں پر لٹایا ہے

پہونچتی ہی رہی ایذا پہ ایذا دست گلچیں سے
عجب ساعت سے آکر آشیاں میں نے بنایا ہے

نہیں رکھا کبھی اپنے لیے اسباب دنیا کو
لٹایا ہی خدا کی راہ میں جو ہاتھ آیا ہے

دوا بھی ہجر میں اب ناموافق ہی طبیعت سے
ہوا ہی درد سر دونا اگر صندل لگایا ہے

کہیں وہ دن بھی ہو ہو ساتھ سیر چمن سے ہیں
بہت اب طالع خفتہ نے راتوں کو جگایا ہے

جگر کیونکہ نہ ہو خون عشق میں لالہ عذاروں کے
مہینوں میں نے دل میں داغ الفت کو چھپایا ہے

جنوں کا جوش ہے دیوانے زنجیریں تڑاتے ہیں
کسی رشک پری نے طوق منت کا بڑھایا ہے

برابر آسکے عارض کے گرے گوش جانان کے
قران مشتری ماہ کا عالم دکھایا ہے

جسے چاہا ہے میں نے وہ ہوا ہے جان کا دشمن
کیا ہے تجربہ سو بار اکثر آزمایا ہے

دیے ہیں آسمان تو نے زیادہ رنج راحت سے
ہنسایا ہے اگر دم بھر تو پہروں پھر رلایا ہے

سدا تصویر کی صورت جو حیران تھے ہوئے رند
کسی آئینہ رو سے پھر کہیں کیا دل لگایا ہے

سب دھری رہجائیگی تیغ آزمائی آپ کی
چار تلواروں میں شامل ہوگی کلائی آپکی

خلق ہوگی اسکی دشمن جو تمھارا دوست ہو
کرتی ہے بیگانہ سب سے آشنائی آپکی

باز آیا بندگی سے میں تمھاری لے بتو
کیا ملائے گی خدا سے آشنائی آپکی

ہم تو ملنے سے تمھارے ہو چکے تھے ناامید
شکر ہے اللہ نے صورت دکھائی آپکی

جب بھیں بشاش دیکھا آن بیٹھے کوئی دم
اٹھ گئے صحبت سے جو مرضی نہ پائی آپکی

یاد رکھیے اسکو مشفق دیکھیے گا صبح و شام
کیا کریگی جامہ زیبی میرزائی آپکی

کفر اور اسلام میں باقی نہیں اب امتیاز
کلمہ گو ہے لے بتو ساری خدائی آپکی

پاس خاطر ہے خدا کو بھی تمھارا اے بتو
کیجیے خون مسلمان اب بن آئی آپ کی

بے تکلف ہو جیے للہ منھ دکھلائیے
نقد جان حاضر ہے یاں بھی رونمائی آپکی

شکر ہے تم کو شہ خوبان کیا اللہ نے
جس سے سنتا ہوں وہ دیتا ہے دہائی آپکی

کون پھانسی دے گلے کو کون کاٹے دیکھیے
آجکل کرتی ہے کیا بے اعتنائی آپکی

دیکھکر روئے منور رشک آئے حور کو
ہاتھ ملوائے فرشتوں کو کلائی آپ کی

ترک الفت رند سے اچھی جہت بہتر نہیں
شہرۂ آفاق ہوگی بے وفائی آپ کی

چمن میں آمد آمد ہے خزان کی
عبث بلبل نے طرح آشیاں کی

خوش آئی ہے انھیں اب وضع بانکی
کمر پر رہتی ہے کاکل میاں کی

کرے گی دیکھیے کس کس کو سیدھا
یہ ٹیڑھی وضع تیری بانکی بانکی

بڑی منحوس ساعت مین پھنسے تھے
کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی

تن خاکی سے نکلے بھی کہین روح
پہونچ جائے یہ مٹی ہو جہان کی

عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا ہو
نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی

اکیلے جاتے ہین رہ رو عدم کے
نہین اس رہ مین حاجت کاروان کی

پھنسا کس پیچ مین او عشق پیچے
عبث تقلید کی زلف بتان کی

وہی آزار ہے پھر جس مرض سے
گئی بار او مسیحا گور جھانکی

اگی جلد رے چل اس مکان سے
چھٹی ہے سیر مجھسے لامکانکی

اسے دھوکا تھا جانبازی مین میری
لگا کر تیر کو خطا نشان کی

شب فرقت مین نیند آتی ہے کسکو
شکایت تا سحر ہے آسمان کی

نہ آئین گے چمن مین سیر کو بھی
اگر مرضی نہین ہے باغبان کی

اگر وہ ماہ پیکر اس مین جھولے
ہنڈولے مین ہو گردش آسمان کی

دماغ جان کیا تازہ صبا نے
جو وادہ کاکل عنبر فشان کی

برا مانا کبھی جو بات اچھی
یہ دیکھو بدگمانی بدگمان کی

ہر اک بوسہ سے نے جان تازہ بخشی
کرون کس منھ سے تعریف اُس زبان کی

جو کیفیت اُٹھایا چاہو اے رند
تو خدمت کیجیے پیر مغان کی

اب تو یہ زور ناتوانی ہے
موے سر سے بھی سرگرانی ہے

شور کیون کر رہے ہین مرغ چمن
کس کی تربت پہ نوحہ خوانی ہے

دیکھیے کتنے خون ہوتے ہین
آج پوشاک ارغوانی ہے

شوق دیدار مین ہو یان اسنی
یار کا قول لن ترانی ہے

ہو وہ تصویر دست قدرت کی
کار بہزاد ہے نہ مانی ہے

لیچل اب سوئے دشت او وحشت
ابھی صحرا کی خاک اُڑانی ہے

موسے باریک کیجیے گردن
اُنکو تلوار آزمانی ہے

ہاتھ جاتا نہین گریبان تک
تنگ کرتی یہ ناتوانی ہے

دور ساغر نہ ہم تلک پہونچا
واہ کیا دور آسمانی ہے

مثل گندم ہوئے ہین سینے چاک	جبسے محرم کسی کی دھانی ہی
نخل ماتم پہ آشیان ہی مرا	زمزمہ میرا نوحہ خوانی ہی

نہ کہو گے جو حال دل اے رند
گھٹ کے مرجاؤگے جوانی ہے

فصل گل آئی جنون سلسلہ جنبان ہوئے	یارب آباد کہین خانۂ زندان ہوئے
گاہ بیگاہ ادھر بھی رخ مژگان ہوئے	اس طرف بھی کرم خنجر بران ہوئے
رشک فردوس مکان ہی ترا اے غیرت حور	یان کی دربانی کو زیبا ہی جو رضوان ہوئے
طبع قاتل کی طرح موت بھی ہی مجھسے خلاف	کیون نہ برگشتہ دم خنجر بران ہوئے
بہر تزئین اگر اس مہ کو ہوا افشان کی تلاش	نکلے سورج کی کرن صورت افشان ہوئے
قد کشی جب تجھے زیبندہ ہی او سرو چمن	یار کی طرح اگر تو بھی خرامان ہوئے
خط آزادی اسیران محبت کو ملے	خط کہین یار کے عارض پہ نمایان ہوئے
کھولے اوراق کو غنچون کے صبا آئے بہار	باغ مین بلبلون کو درس گلستان ہوئے
کوتہی کا نہین ہنگام یہ اے دست جنون	چاک جو جیب کا ہو تا سر دامان ہوئے
دیدۂ و دل نے کیا عشق پریرویان فاش	راز کس طرح تنک ظرفون سے پنہان ہوئے
زلف سر کے وہ رخ اپنے فقرا کو دکھلائے	یا الٰہی سحر شام غریبان ہوئے
ہنس کے تلوار لگائی ہی مجھے قاتل نے	دہن زخم مرا چاہیئے خندان ہوئے
شوق نظارہ رہے چاہیے مرتے دم تک	جان لب پہ ہو مگر رخ سوئے جانان ہوئے
جانتے ہین یہ صنم ہم سے ہوا کار ثواب	ہاتھ سے ان کے اگر خون مسلمان ہوئے
سرمگین چشم کا شہرہ جو رہا یون چندے	چاہیے سارا جہان شہر خموشان ہوئے
ایکدم دست حنائی مین اگر تو رکھے	وہین تسبیح گہر سبحۂ مرجان ہوئے
جان نثاری کو بہرطور رضامند ہون مین	جو خوشی آپ کی جو آپکا فرمان ہوئے
پھول توڑون تو چبھین ہاتھ مین میرے کانٹے	عیش چاہون تو وہین رنج کا سامان ہوئے

جان و دل پیشکش یار کرین گے اے رند
اور کیا بے سر و سامانون سے سامان ہوئے

مے پلا ایسی کہ ساقی نہ رہے ہوش مجھے	ایک ساغر مین دو عالم ہون فراموش مجھے

سوزش دل کے بیان کرنے مین رسوائی ہی
شمع سان میری زبان رہنے دے خاموش مجھے

باغ عالم مین ہون کس نغمہ سرا کا مشتاق
رنگ گل خلق کیا ہی ہمہ تن گوش مجھے

تیرے کوچے سے بڑھیگا نہ جنازہ میرا
بعد مردن نہ دیا تو نے اگر دوش مجھے

رہنے دیتے نہ مرقع مین جہان کے افلاک
مثل تصویر اگر پاتے نہ خاموش مجھے

یاد مین جسکے مین بھولا دو جہان کو افسوس
اپنی خاطر سے کیا اس نے فراموش مجھے

جیتے جی رنج مین تھا چین سے سویا مر کر
دامن دایہ ہوا گور کا آغوش مجھے

دیکھون کیا اسکے عوض کھینچے ہون خمیازے
چشم مست اپنی دکھاتا ہی وہ مے نوش مجھے

پہلے ہی فقر و فنا سے مین ہوا ہون آگاہ
روز مولود کیا ہی کفنی پوش مجھے

اے جنون قید تعلق سے چھوڑا بہر خدا
تنگ رکھتے ہین نہایت خرد و ہوش مجھے

غنچہ سان حال دل زار رہا دل مین گرہ
نہ ملا باغ جہان مین شنوا گوش مجھے

گنگ کی طرح اشارہ بھی نہین کر سکتا
سرمگین چشم نے ایسا کیا بیہوش مجھے

حسب خواہش سے مری ہی مری تقدیر خلاف
نیش ہاتھ آیا جو درکار ہوا نوش مجھے

مجھکو درکار نہین چادر گل گور پہ رند
داغ حسرت ہی مرے رہینگے گل پوش مجھے

آج گلشن مین کون آتا ہے
گل جو پھولا نہین سماتا ہے

دیکھون طالع کی اب رسائی کو
میری بگڑی کو کیا بناتا ہے

دل دیا اب تو ایک کافر کو
دیکھیے کیا خدا دکھاتا ہے

عمل خیر کر لے کچھ غافل
وقت فرصت وگرنہ جاتا ہے

رو کے کرتا ہون عرض حال اگر
تو ہنسی مین مجھے اڑاتا ہے

بھولا بھٹکا سا آپ پھرتا ہے
خضر رستا کسے بتاتا ہے

شوق نظارۂ جمال سے مجھے
کو بکو در بدر پھراتا ہے

شاہ راہ عدم کا حال نہ پوچھ
ایک آتا ہی ایک جاتا ہے

نہ ملے گا زیادہ قسمت سے
رنج بیہودہ کیون اٹھاتا ہے

عشق مین رکھ نہ زندگی کی امید
یہ مرض گور ہی جھنکاتا ہے

تم بھی سوئے عدم چلو اے رند
قافلہ روز یان سے جاتا ہے

اُس نے صید حرم کو مارا ہے
آہوِ وحشت وان چکارا ہے

ماہ رو بام پر سدھارا ہے
اوج پر اب مرا ستارا ہے

رہتی ہے شکل یار کی دل مین
پری کو شیشے مین اُتارا ہے

آدمی میرے منھ چڑھیگا کیا
بارہا دیو کو اُتارا ہے

رات کو دن کیجیو لا شا
زلف شبگون نے مجکو مارا ہے

فضل اللہ بس ہے مشکل مین
مدد غیر ناگوارا ہے

ہے جو یہ مرتبہ ہما کے لیے
تجھ پہ صدقے نگر اتارا ہے

حسن ہے شرط شاہ ہو کہ فقیر
عشق ہونے مین کیا اجارا ہے

ہم نہ دیکھین تو دید کا ہے قصور
وہ تو ہر جا پہ آشکارا ہے

منھ چھپایا ہے اُس نے زلفون مین
سنبلہ مین مرا ستارا ہے

سرخرو کیون نہ ہون شہید دنین
سبزہ رنگون نے مجکو مارا ہے

باغ چھوڑ آ رہین گے صحرا مین
وان بھی گلچین کا کیا اجارا ہے

نالے کرتے نہین اثر او بت
دل ہے تیرا کہ سنگ خارا ہے

جان دیتے ہین تیغ ابرو پر
واہ کیا حوصلہ ہمارا ہے

رند سے بیوفائی خوب نہین
عاشق باوفا تمھارا ہے

تجھے دیکھے دل جان کھونا پڑا ہے
غرض ہاتھ دونون سے دھونا پڑا ہے

جو رونا یہی ہے تو پھوٹینگی آنکھین
مجھے اب تو آنکھون کا رونا پڑا ہے

محبت مین رسوا سا رسوا ہوا ہون
زمانے سے محجوب ہونا پڑا ہے

رہا زندہ فرقت مین شرمندگی ہے
منھ اشک ندامت سے دھونا پڑا ہے

کیئے سیکڑون گھر محبت نے غارت
سنو جس محلے مین رونا پڑا ہے

مین پاتا نہین دلکو سینے مین اپنے
کئی دن سے خالی یہ کونا پڑا ہے

سمجھتا تھا مین دلگی دل لگانا
سو اب جان کا ہائے رونا پڑا ہے

ہنسے تھے کبھی رکھکے منھ اسکے منھ پر
سو منھ ڈھانک کر آج رونا پڑا ہے

مرے گھر مین آنیکی اسکے خوشی ہے
گھر و نہین رقیبون کے رونا پڑا ہے

مرے ساتھ سوتا نہین یار آکر
اسی بات کا ہاے رونا پڑا ہی

پلنگ ایک جانب کو اوندھا ہوا ہی
کسی سمت اُلٹا بچھونا پڑا ہی

مسہری پہ ہوتا ہی تابوت کا شک
نہ مرنا پڑا ہی نہ سونا پڑا ہی

کرو چل کے آباد اب گور اے رند
بہت دن سے سونا وہ کونا پڑا ہے

آزاد ہون آگاہ ہین سب میرے لقب سے
کچھ کام نہین مجھکو حسب سے نہ نسب سے

ہی کون بچاے جو ترے قہر سے یا رب
تجھسے ہی امان مانگتا ہون تیرے غضب سے

شانون سے ہون نیچے کہین وہ کاکل مشکین
دل منتظر آفات سماوی کا ہے کب سے

جانبازی نہ کی معرکہ عشق مین کس روز
میدان مین رہا چار قدم آگے ہی سب سے

اُمید ہی بخشش کی تو ہی ذات سے تیری
اور خوف بھی ہی دلمین تو ہی تیرے غضب سے

جز شکر کے شکوا نہ کبھی آئے زبان پر
انسان ہی باہر نہ ہو تو مرضی رب سے

غنچہ دہنو ہم تمھین کیا یاد کرین گے
دو بوسون کے شرمندہ نہین ایک کے لب سے

دم بھر نہ رہے چین سے افسوس ہی اے چرخ
ایذا ہی اُٹھاتے رہے پیدا ہوئے جب سے

دکھلائیگا دن وصل کا بھی جذب محبت
اللہ بچالے جو مجھے ہجر کی شب سے

آدم کو بھی اللہ نے پیدا نہ کیا تھا
دیوانہ ہون اس رشک پریزاد کا تب سے

بڑھ چلنا قد یار سے زیبا نہین تجھکو
باہر نہ ہوا اے سرو چمن حد ادب سے

مطلب نہین کچھ اہل دول سے مجھے اے رند
سائل ہی یہ درویش شہنشاہ عرب سے

اسکو بھی وہ چاند سا مکھڑا دکھایا چاہیے
رنگ روے شمع محفل کو اُڑایا چاہیے

فصل گل ہی جیب کے ٹکڑے اُڑایا چاہیے
طاقت دست جنون کو آزمایا چاہیے

عذر تقصیرات مین دن رات رویا کیجیے
نامۂ عصیان کے لکھے کو مٹایا چاہیے

جی مین ہی اکبار اس سے مانگیے طبل و علم
ہمت چرخ دنی کو آزمایا چاہیے

قید حسرت سے رہائی تیرے دیوانے کی ہو
اے پری للہ پھر صورت دکھایا چاہیے

کب سے ہین مشتاق آنکھین جلوۂ دیدار کی
مثل موسیٰ طور پر اک روز جایا چاہیے

اہل کعبہ کو تنفر مجھسے بیزار اہل دیر
اب جدا ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنایا چاہیے

ہم نے مانا یہ کہ تم یوسف ہوا اپنے وقت کے
پر کسی صورت نقاب اتنا تو اُٹھایا چاہیے

دور ہوتا روح طاہر سے کثافت جسم کی
گھاٹ پر اسکی سر و ہی کے نہایا چاہیے

آپ کی تلوار سنتے ہین بہت ہی آبدار
پیاس اکدن تو ہماری بھی بجھایا چاہیے

بے تکلف ہم بھی ہون وہ شوخ بھی ہو بیحجاب
آپ بھی مے پیجیے اُنکو بھی پلایا چاہیے

حشر کے دن بھی نہ کشتے کر سکین تا عرض حال
سنگ سرمہ تیغ قاتل کو چٹایا چاہیے

ضعف نے گو کر دیا بیدست و پا کہتا ہی شوق
سر کے بل کوچے مین اس قاتل کے جایا چاہیے

عاشق روے حسینان ہو نہین بیمار اواجل
بنکے صورت حور کی مجھ پاس آیا چاہیے

شیخ غش کرتا ہی نام عنبر فردوس پر
کاکل شکین کی بو اس کو سنگھایا چاہیے

حسن کا افسانہ کہیے بھی تو اہل درد سے
قصہ یوسف زلیخا کو سُنایا چاہیے

نسخۂ آتش مناسب ہی اگر غش آئے رند
آستان یار کی مٹی سنگھایا چاہیے

راہ طلب مین اسکی نہ ہم خستہ جان تھکے
سر سے چلے ہین پاے تجسس جہان تھکے

پھوٹے وہ آنکھ جو کرے تجھ پر نگاہ بد
ادبت برا کہے جو تجھے وہ زبان تھکے

مجنون سے اب چلا نہین جاتا خدا کرے
ناقے کا پاؤن ہاتھ ترا ساربان تھکے

تو ایک کے بھی اے مرے یوسف نہ آیا ہاتھ
کیا کیا تلاش مین نہ ترے کاروان تھکے

درویش ہین مقام ہمارا ہی ہر جگہ
سمجھے اسی مکان کو تکیہ جہان تھکے

گرنا نہ تھا بہار مین او برق بے وفا
ہم جمع کر کے خار و خس آشیان تھکے

دو چار گام یان سے ہی دولتسرا اے دوست
ٹوٹین یہ پاؤن دیکھو تو آ کر کہان تھکے

وہ دشت گرد ہون مین کہ ہمراہ میرے رند
اہل زمین چل نہ سکے آسمان تھکے

کیا ہوا یار جو آنکھون سے نہان رہتا ہی
ذکر خیر آٹھ پہر ورد زبان رہتا ہے

حسن اور عشق مین آخر یہ ہوئی یک رنگی
مجکو غش رہتا ہی انکو خفقان رہتا ہے

اثر عشق رہے ترک محبت پر بھی
زخم بھر آتا ہی پر اسکا نشان رہتا ہے

قول ہی پیر مغان کا اسے سب یاد رکھین
تا ابد نام جوان مرد جوان رہتا ہے

زیست کرتے ہین بسر خوف و رجا مین اپنی
ہر گھڑی وسوسۂ سود و زیان رہتا ہے

روئے انور پہ عبث ڈالتے ہین آپ نقاب
کبھی خورشید چھپانے سے نہان رہتا ہے

سب کو وہ طفل حسین صورت یوسف ہی عزیز
اس کا مشتاق ہر اک پیر و جوان رہتا ہے

رستم زال کے احوال سے ہوتا ہی ثبوت
نام سے مرد کا دُنیا مین نشان رہتا ہے

اک پری زاد کے دیوانے ہین ہم مدت سے
عقل کہتے ہین کسے ہوش کہان رہتا ہے

رند وارستہ کو کیا قید تعلق سے خطر
سرو آزاد کو کب خوف خزان رہتا ہی

رند مشرب ہون نہین ہی پاس رسوائی مجھے
خواہ دیوانہ کہے یا کوئی سودائی مجھے

عقل دی آنکھین عطا کین بخشی بینائی مجھے
تو نے سیر عالم نیرنگ دکھلائی مجھے

کون آتا ہی ادھر ملک عدم کو چھوڑ کر
عالم ایجاد مین تقدیر لے آئی مجھے

ساتھ گر پڑتا کوئین مین بھی تنہا چھوڑتا
حق تعالےٰ دیتا یوسف سا اگر بھائی مجھے

ایجزن تو ہی چھوڑائے تو چھوٹون اس قید سے
طوق گردن بن گئی ہی میری دانائی مجھے

اضطراب دل کیا تو نے زبان زد خلق مین
باتین سنواتی ہی کیا کیا ناشکیبائی مجھے

دیکھیے میری طرف اب آئنہ کو چھوڑئے
اسقدر بھی خوش نہین آتی خود آرائی مجھے

شکر ہی آزاد دنیا کے علائق سے ہوا
آپ دیوانے ہین جو کہتے ہین سودائی مجھے

ہی اگر رونا یہی یوسف وشون کے ہجر مین
شکل یعقوب اب دغا دیگی یہ بینائی مجھے

ہجر کی شب اضطراب دل نے آفت توڑ دی
صبح تک تڑپا کیا دم بھر نہ نیند آئی مجھے

صورت آباد جہا نمین تو نے لا کر اے فلک
ایک بھی تصویر سی صورت نہ دکھلائی مجھے

مرد مومن ہون مجھے صدمہ نہ ہوگا مرگ کا
سمجھونگا جنت مین جا کر حور اٹھا لائی مجھے

وقت بد مین کون دیتا ہی کسی کا ساتھ رند
یار ثابت اک ملی دنیا مین تنہائی مجھے

نیست بے یار مجکو ہستی ہے
شہر ویران اُجاڑ بستی ہے

ہی جہان پر مرا قدم بھاری
ہر قدم پر زمین دھستی ہے

وہ پری ساتھ لیکے سوتا ہون
حور جس کا پلنگ کستی ہے

ہی حقیقت مجاز سے مطلوب
بُت پرستی خدا پرستی ہے

اسکے کشتے ہین زندۂ جاوید
نیستی اُن کی عین ہستی ہے

ایک بت نے دیا نہ ہمکو جواب
بے زبانون کی ہنس بستی ہے

خاکساروںکی ہی یہی معراج
سربلندی ہماری پستی ہے

ہی کئی دن سے گھات مین صیاد
عندلیب آجکل مین پھنستی ہے

اس مرقع کی دیکھ تصویرین
کوئی روتی ہی کوئی ہنستی ہے

منزل عشق کی ہی رہ ہموار
نہ بلندی ہی یان نہ پستی ہے

حسن دکھلا رہا ہی قدرت حق
بت کو بھی ذوق خودپرستی ہے

جان بھی دیکر ملے تو مفت سمجھ
ہر طرح جنس حسن سستی ہے

زلف اسکی سیاہ ناگن ہے
مار رکھتی ہی جس کو ڈستی ہے

کھلین گی آنکھین نشہ اتریگا
حسن تک اور پری یہ مستی ہے

ایسے جینے پہ رند خاک پڑے
موت اس زندگی پہ ہنستی ہے

آستان یار تک اپنی رسائی کیجیے
جی مین ہی دربانسے اسکے آشنائی کیجیے

مثل آئینہ مصاحب ہو جیے اس حور کے
شانہ سان گیسوئے پیچان تک رسائی کیجیے

میری نظرون مین ہین اب تک آپ وہ ہی نازنین
پھیرئے رستم کا پنجہ یا کلائی کیجیے

پاؤن پھیلا کر شب وصل صنم مین سوئیے
بالش سردست جانا نکی کلائی کیجیے

نالہ و فریاد سے انکے تنگ آئے ہین لوگ
ذبح ہون یا اب اسیرونکی رہائی کیجیے

زنگ دل مٹتا نہین ہر دم کدورت ہی زیاد
تا کجا آئینہ رویون سے صفائی کیجیے

خون ہو جائین لہو تھوکے کوئی صاحب کو کیا
آپ مہندی ملکے دست و پا حنائی کیجیے

اب نہ ہونگے جیسے آگے قطعہ گلزار تھے
لاکھ خط منڈوا کے عارض کی صفائی کیجیے

چار دن کی دوستی کا ہی زمانے مین رواج
کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجیے

بیٹھ رہیے بن کے وان دریوزہ گر دیدار کے
اس شہ خوبی کے کوچے مین گدائی کیجیے

زیر گردون رند قسمت آزمائی کی بہت
اب زمین شعر مین طبع آزمائی کیجیے

کرنا سپر کی آڑ شجاعت سے دور ہی
روکے جو وار تیغ کا منھ پر وہ سور ہی

رکھنا امید فہم کا اپنی قصور ہے
امداد وقت با بین قریبون سے دور ہی

ہر بار میری پرسشِ احوال ہے عبث
مجھسے غرض نہین ہے تو پھر کیا ضرور ہے

کیونکر کسی پری کو مین اس مین اُتارتا
شیشہ ہے ایک دل کا سو وہ چور چور ہے

ہے فیض تیرہ دلکو بھی روشن ضمیر سے
پرتو ہے آفتاب کا مہ مین جو نور ہے

اک اک صنم کا عرش کے اوپر دماغ ہے
اللہ ان بتون کو بھی کتنا غرور ہے

جو شے ہے عارضی نہین کچھ اسکا اعتبار
دو دن کے حسن پر عبث اتنا غرور ہے

فرقت کی رات بھی مجھے روزِ وصال ہے
نزدیک دل ہے یار جو آنکھون سے دور ہے

مدت کے بعد اُٹھتے ہین پردے حجاب کے
مے پی ہے آج یار نے مجکو سرور ہے

دو گز زمین لحد کے بھی خاطر نہ اُنسے مانگ
احسان چرخِ سفلہ نہ لے جو غرور ہے

ازبسکہ آنکھین محوِ تجلائے یار ہین
نظرون مین ہر پہاڑ مری کوہِ طور ہے

زیرِ قدم ہے منزلِ مقصود اپنے رند
ہمت سے تو قریب ہے گو راہ دور ہے

ہر عضو سے جدا مرا نالہ بلند ہے
سوراخ بانسری کی طرح بند بند ہے

مور و مگس تلک کی غذا شہد و قند ہے
خوانِ کرم سے تیرے ہر اک بہرہ مند ہے

نکلے بھی جان ٹوٹ چکے قصرِ تن کہین
کب سے پری طلسمِ عناصر مین بند ہے

اسکی رسائی عرش تلک اسکی مصر تک
یوسف سے میرے یار کا رتبہ بلند ہے

ہر عیب سے اگرچہ مبرا ہے اسکی ذات
اتنا کہونگا یار مرا خود پسند ہے

اندیشہ کر نہ دل مین نشیب و فراز کا
ہموارہ راہِ عشق مین پست و بلند ہے

شاعر کے بعد کرتے ہین اسکے سخن کی قدر
خلقِ جہان کو دیکھا تو مردہ پسند ہے

پیر و جوان فریفتہ اس طفل کے ہوئے
حسن و جمالِ یار بھی عالم پسند ہے

ہے سیرِ باغِ خلد تصورِ جمال کا
آنکھین جہان کھلین در فردوس بند ہے

رخسارِ آتشین پہ ہے خالِ سیہ ہنوز
جلتا نہین جو آگ مین یہ وہ سپند ہے

شیرین لبون کے ہاتھ سے کھائین ہین بسکہ زخم
مجروح نیشکر کی طرح بند بند ہے

شاعر بھی کہینگے تری زلف و چشم کو
یہ آہوے سیہ ہے وہ مشکین کمند ہے

کیا کام نیک و بد سے مجھے مردِ رند ہون
کچھ کار گر یہان نہ نصیحت نہ پند ہے

کسدن زبان رات کو صرف دعا نہ تھی
یارب تری جناب مین کب التجا نہ تھی

مرتے تھے یون نہ تشنۂ دیدار آنکر
قاتل لگی تھی آگے تری کربلا نہ تھی

نالون سے عندلیب کے کیا آگ لگ گئی
یون سے زیادہ گرم چمن کی ہوا نہ تھی

کس شب ہمین تصور زلف سیہ نہ تھا
کسدن ہماری جان پہ نازل بلا نہ تھی

کعبے کو جاتا کس لیے ہندوستان سے مین
کس بت مین شہر ہند کے شان خدا نہ تھی

کشتی عبث ڈوبی جو ساحل نہ تھا نہ تھا
دریا مین تھاہ بھی کہین اونا خدا نہ تھی

ایسی گئی کہ پھر کے بھی دیکھا نہ اسطرف
گویا بدن سے روح کبھی آشنا نہ تھی

آوارہ راہ عشق مین ہی جب سے مرے جان
کوچے سے تیری زلف کے واقف صبا نہ تھی

قیس ستم رسیدہ نے لیلے کے عشق مین
منت کی بیڑی پہنی تھی زنجیر پا نہ تھی

ثابت ہوا نہ ہونے سے چہرہ پہ خال کے
تل دھرنیکی ہجوم لطافت سے جا نہ تھی

اے رند منفعل ہین ہم ایسے بقول میر
تن مین ہمارے جان کبھی تھی بھی یا نہ تھی

ایک عالم کو ترے چشم کی بیماری ہی
اک جہان نرگس بیمار کا آزاری ہی

وصل دلدار کہان مین کہان برگشتہ نصیب
او خلک خواب ہی یا عالم بیداری ہی

یون نہین مہر و محبت کی عیاذا باللہ
آب و گل مین ترے او ترک جفاکاری ہی

ہولی کے کھیلنے کا کسکے بندھا دلکو خیال
چشم خونبار سراک رنگ کی پچکاری ہی

نسخہ کیا لکھتا ہی بیمار محبت کا طبیب
پہلے تشخیص تو کر کون سی بیماری ہی

میرے دلدار کو یوسف سے بھلا کیا نسبت
خانگی ہی مرا محبوب وہ بازاری ہی

ہمصفیرون کا خدا حافظ و ناصر ہووے
قفس تنگ ہی اور تازہ گرفتاری ہی

پھرتی ہی پھول بچھاتی روش پر جو نسیم
کسکے آنیکی گلستان مین یہ تیاری ہی

دیکھیے منزل مقصود پہ کیونکر پہونچین
دور جانا ہی ہمین بوجھ بہت بھاری ہی

عشق سے شوق نہ الفت سے محبت ہی مجھے
یہ بھی اک مشغلۂ عالم بیکاری ہی

آتش ہجر سے دن رات پھنکا کرتا ہے
دل نہین پہلو مین اک آگ کی چنگاری ہی

رخصت حسن پہ بھی یار کا بدلا نہ مزاج
ناز و انداز وہی ہی وہی دلداری ہی

نشہ مین قتل جو کرتا ہی گنہگارون کو
یہ بھی اس قاتل بدمست کی ہشیاری ہی

بوالہوس سامنا کس منھ سے کریگا میرا
ایسے ویسے پہ تو مردہ بھی مرا بھاری ہے

واہ رے باد و سفاک زہے برش تیغ
ایک جرکا نہین جو زخم لگا کاری ہے

اس قدر زار کیا ہی تپ غم نے اے رند
جان بھی جو تن لاغر پہ مری بھاری ہے

نسبت ید بیضا کو نہین دزد حنا سے
بہتر ہی چھڑی یار کی موسی کے عصا سے

ٹپکیگا لہو ابکی برس رنگ حنا سے
سینچی گئی ہین کیاریان خون شہدا سے

اعجاز مسیحا کا ہے وابستۂ رفتار
جی اٹھتے ہین مردے ترے گھنگرو کی صدا سے

قمری بھی فراموش کرے نعرۂ یا ہو
گلشن مین ہم آزاد اگر کھینچین ادا سے

دریوزۂ دیدار حسینون سے کیا کر
بیکار بنائے نہین آنکھونکے یہ کاسے

ہین بیخبر ارباب جہان موت سے گویا
بیٹھے ہین الگ رہگذر سیل فنا سے

تکلیف کفن دونگا نہ مین اہل وطن کو
ہوئیگا مرا سامنا جنگل مین قضا سے

بیماری فرقت سے گذر جاتے ہین یہ لوگ
عاشق کوئی مرتا ہی کبھی اپنی قضا سے

ڈرتے نہین موذی سے جو ہین آپ سے باہر
کھٹکا نہین دیوانون کو خار کف پا سے

عاشق ترا دنیا سے گیا تشنۂ دیدار
لب تر نہ سکندر کے ہوئے آب بقا سے

جاتے ہین ترا باغ مبارک تجھے بلبل
سر پھرنے لگا اپنا تو گلشن کی ہوا سے

دوڑا تو غزالون نے مری گرد نہ پائی
وحشت مین رہا چار قدم آگے صبا سے

شل ہوگئے ہاتھ اپنے زبان گھس گئی لیکن
ہرگز نہ ہوا ربط اجابت کو دعا سے

مر کر بھی نہ پہونچونگا مین تا اوج سعادت
ہڈی مری گر جائیگی منقار ہما سے

گر ڈھونڈھتے ہو آپ مین تم شان الہی
تو بندہ نوازی بھی تو سیکھو خدا سے

غافل نہ سمجھ رند کو اے پیر طریقت
آگاہ ہی سب رسم و رہ فقر و فنا سے

نہ چھلا جائیو اسکو ملا جو دست دلبر سے
سلیمان کی انگوٹھی ہاتھ آئی ہی مقدر سے

مشابہ ہی یہ قصہ مختصر گیسوئے دلبر سے
شب فرقت مطول کیون نہ ہوے روز محشر سے

اڑالا او صبا بوئے خوش اس زلف معنبر سے
دماغ جان معطر کر شمیم روح پرور سے

خدا جانے لہو کس بیگنہ کا آستین شامل ہی
تری ہاتھونکی مہندی سرخ ہی خون کبوتر سے

پہونچتی ہی شکست اکدن تو بس شیشۂ دلپر / لڑا یا جاتا ہی یہ آبگینہ روز پتھر سے

اگر کرتا وہ پھر دعوی خدائی کا تو زیبا تھا / تری صورت کا بت بنتا کوئی گر دست آذر سے

لہو دھونے سے چھٹنے کا نہین تو خون ناحق ہی / ہمارے خون کی بو آئیگی قاتل تیرے خنجر سے

رہے کیونکر نہ دل مشتاق ہردم اسکی آمد کا / ہوائے کوئے دلبر آتی ہی بال کبوتر سے

بڑا شہرہ سنا ہی خوش قدی کا اسکے گلشن مین / ترا بوٹا سا قد ناپینگے ہم اکدن صنوبر سے

مقدر مین جو لکھا تھا مرے خون جگر پینا / لڑکپن مین لہو کی آتی تھی بو شیر مادر سے

ملائی خاک مین کاریگری کس کسکی گردون نے / اک آئینہ ہی باقی صنعت دست سکندر سے

رہین دریائے اشک آنکھونسے جاری عشق مین اپنے / ملینگے دونون چشمے جاکے یہ تسنیم و کوثر سے

کبھی جو ہجر کی شب صبح ہوتے آنکھ لگتی ہے / جگاتا ہی موذن نعرۂ اللہ اکبر سے

نظر مین عشق کی ادنی و اعلی دونون یکسان ہین / برابر کام لیتا ہی یہ محتاج و تونگر سے

لباس شال و زربفت اہل دولت کو مبارک ہو / غریبونکی بھی کٹجائیگی سردی ایک چادر سے

تو اکدن آکے لیٹا تھا کہین اے گلبدن دم بھر / چلی آتی ہی بو پھولون کی اتبک میرے بستر سے

صفت سلک در دندان جاناں کی مین لکھونگا / کہو خامے سے کلی جلد کرلے آب کوثر سے

سحر تک میکدہ مین ہچکیان لیلیکے رویا ہون / صراحی سا گلا یاد آگیا تیرا جو ساغر سے

خیال گوہر مقصود مین جب رونے لگتا ہون / گذر جاتی ہی اکثر موج اشک اکثر مرے سر سے

پیام وصل شیرین لیکے آیا ہی تو او قاصد / یقین ہی آج خسرو منھ ترا بھردیگا شکر سے

جو ہوائے رند وہ رشک چمن عریان سر آگئے
تو ڈھانکو ان مرقد بلبل کو مین پھولونکی چادر سے

جلوہ تیرا اے صنم ہر سو نظر آیا مجھے / جس طرف کو مین نے دیکھا تو نظر آیا مجھے

غور سے جس شے کو دیکھا تو نظر آیا مجھے / تو ہر اک گل مین برنگ بو نظر آیا مجھے

یاد مین سلک در دندان کے جب رونے لگا / گوہر غلطان ہر اک آنسو نظر آیا مجھے

فکر مضمون کمر مین کروٹین لیتا رہا / اسپہ بھی تازہ نہ اک پہلو نظر آیا مجھے

بیشتر مضمون میان یار کے بندھتے رہے / اسطرح باندھا جو اک پہلو نظر آیا مجھے

شانے سے ناخن تلک کافور کی شمع تھی فقط / نہ کلائی سوجھی نہ بازو نظر آیا مجھے

وصل کی شب کردیا حیران فروغ حسن نے / صاف آئینہ سے وہ پہلو نظر آیا مجھے

کونسا آئینہ رو منھ دھو گیا ہے آنکر ۔ چشم حیران سر حباب جو نظر آیا مجھے
اسکو بھسیا نا کرونگا اسکی گالی کھاؤنگا ۔ خوب چھیڑونگا جو وہ بدخو نظر آیا مجھے
یہ وہ آنکھین ہین جو ہین نا آشنائے روئے غیر ۔ آنکھ کھولی جیسے مین نے تو نظر آیا مجھے
کی بسر کس لطف سے فصل زمستان ابکی سال ۔ گرمیان کین جب وہ آتش خو نظر آیا مجھے
سو گیا سر رکھکے بازو پر مرے تو خواب مین ۔ بالش سر حور کا زانو نظر آیا مجھے

پھر گیا آنکھون تلے اے رند وہ وحشی مزاج
کوئی رم خوردہ اگر آہو نظر آیا مجھے

بے تکلف مے کا یون پینا دغا دیگا مجھے ۔ زہر اکدن گھولکر ساقی پلا دے گا مجھے
آسمان تجھسے مین کیا مانگون تو کیا دیگا مجھے ۔ جو تمنا ہے مرے دلکی خدا دیگا مجھے
ہون وہ سرکش تجھسے گردن ہی جھکنے کی نہین ۔ اے فلک گر خاک مین بھی تو ملا دیگا مجھے
ایک بت نے بیوفائی کی تو کچھ غم نہین ۔ دوسرا نعم البدل اسکا خدا دیگا مجھے
فی سبیل اللہ ہی جو دولت قارون بھی ہو ۔ آپ مین دے ڈالتا ہون کوئی کیا دیگا مجھے
دلمین سمجھونگا کہ خاک آستان یار ہی ۔ نزع مین کوئی اگر خاک شفا دیگا مجھے
بیٹھ جاؤنگا جھکا کر سر کو مین جلاد پاس ۔ تو اگر تلوار کے نیچے بٹھا دے گا مجھے
کسکو اندیشہ تباہی کا ہے بحر عشق مین ۔ جس نے کشتی دی ہے وہ ہی ناخدا دیگا مجھے

گرمیان یہ ہین جو اُس پرکالۂ آتش کی رند
ایکدن وہ طور کا شعلہ جلا دے گا مجھے

ہر گل کو اپنے حسن کا جلوہ دکھا چلے ۔ لو آئے تھے چمن مین یہ فتنہ اٹھا چلے
طوفان آئین یا کہ مخالف ہوا چلے ۔ کشتی خدا جو چاہے تو بے ناخدا چلے
سیر چمن کو آئے تھے گلگشت کر چلے ۔ اب باغ سے کدھر مرے گلگون قبا چلے
وحشت مین بیٹھے بیٹھے اگر کھینچین آہ سرد ۔ بجھ جائے شمع طور بھی ایسی ہوا چلے
واقف ہوئے نہ اہل جہانکے طریق سے ۔ بیگانہ وار آئے تھے نا آشنا چلے
اے جان لب پہ آکے ٹھہرنے سے فائدہ ۔ رہنا ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا چلے
جاتے ہین اب وہان کہ جہان سے نہ آئینگے ۔ چلنا ہو جس کو ساتھ ہمارے چلا چلے
تڑپونگا خون مین کاٹونگا اپنے گلے کو یار ۔ دکھلاؤنگا تماشا اگر دست و پا چلے

اک ٹھنڈی گرمیون سے مین جلتا ہون آگئی
تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

آباد رکھے حق تجھے اے بادشاہ حسن
عاشق ترے فقیر ترے بے نوا چلے

ہر وقت جاؤ جاؤ کہانتک سُنے کوئی
در سے ترے چلے چلے او بیوفا چلے

مو ہو گئے سفید سیہ کاریون مین رند
کس کام کو تم آئے تھے اور کر کے کیا چلے

کشتۂ تیغ تغافل ہی جو دل خستہ ہے
کون زندہ ہی تو اب کس پہ کمر کستا ہے

اُسکو گلدستہ کہون یا قد موزون تیرا
یار مصرع کسی اُستاد کا برجستا ہے

ہی جو منظور اُدھر ہو اب اِدھر کی دنیا
اُجڑی جاتی ہی یہ بستی وہ نگر بستا ہے

امتحان عاشق جانباز کا کچھ خوب نہین
زر خالص کو کسوٹی پہ کوئی کستا ہے

نشۂ افیون کا سا ہو جاتا ہی ہون وہ بیخود
یاد گیسو مین جو کالا بھی کبھی ڈستا ہے

جادۂ راہ عدم ہی تری تلوار کی دھار
مجکو جانا ہی اسی راہ پہ وہ رستا ہے

خواب غفلت مین گذرتا ہی مرا عہد شباب
نوجوانی پہ مری پیر فلک ہنستا ہے

پیچ پر پیچ لگاتا ہی ڈوپٹے کے عوض
ہی کمر بھی کہین قاتل جسے تو کستا ہے

دل کو مین اک نظر لطف پہ دے ڈالونگا
مال مفلس کا ہی لیلو تو بہت سستا ہے

مردے جی اُٹھتے ہین پازیب کی جھنکار کے ساتھ
شور محشر تری رفتار سے وابستا ہے

سُنکے اشعار مرے بولا وہ ہو کر انجان
کیا کوئی رند بھی یان شاعر دل خستا ہے

بلبل کو روے رنگین اپنا دکھا کے آئے
لو باغ مین گئے تھے یہ گل کھلا کے آئے

مرتا ہی خوف سے کیون جان سے چراتا
پیوند خاک ہوئیگا کیا بے قضا کے آئے

مردون کو زال دُنیا کیونکر فریب دیگی
نامرد کوئی دم مین اس بیسوا کے آئے

ہی حکم سرکشون کو اُس میرزا منش کا
اس راہ سے جو آئے گردن جھکا کے آئے

چوری دلونکی کیونکر موقوف ہو جہان سے
کس وزرباتھ پر پر حکم دزد حنا کے آئے

کرتا ہی کون کسکی امداد وقت بد مین
ہی آشنا وہی جو کام آشنا کے آئے

ہجر صنم مین کس کو تھی زیست کی توقع
ہم مر چکے تھے ابکی گھر سے خدا کے آئے

دیوانون کو دلائین پھر اگلی وحشتین یاد
دو چار جھونکے ایسے باد صبا کے آئے

وحشت مین بیٹھے بیٹھے صحرا کو جب گئے رند
داماں دشت کے بھی پرزے اڑا کے آئے

لہو بہتا ہی چشمون سے نہ اشک آنکھوں مین آتا ہی
ہوا ثابت مرا زخم جگر پانی چراتا ہے

عبث ایوان مین منعم شمع کافوری جلاتا ہی
تجھے کچھ گور تیرہ کا گڑھا بھی یاد آتا ہے

کہے اس سے کوئی خواب عدم سے کیون جگاتا ہی
دم تلقین جو غافل شانہ موتی کا ہلاتا ہے

سخی ہی تو طلب کرتا ہی جو تجھسے وہ پاتا ہی
در دولت سے سائل کونسا محروم جاتا ہے

سبک کرتی ہی مردے کو گرانباری گناہونکی
دبا جاتا ہی جو میرے جنازے کو اٹھاتا ہے

تصور مین جو سو جاؤن تو آکر خواب غفلت مین
خیال زلف شبگون اژدہا بنکر ڈراتا ہے

نہ کہیے آستانہ سجدہ گاہ سرکشان کہیے
ترے در پر ہر اک مغرور گردن کو جھکاتا ہے

خدا جانے جوانی مین کریگا گرمیان کیسی
ابھی وہ رشک مہ خورشید کا پہلو دباتا ہے

ہم اور وہ آپ کر لیتے ہین باہم کام ساقی کا
ہم اسکو مے پلاتے ہین وہ ہمکو مے پلاتا ہے

کدھر لیجائیگا کس دشت کے کانٹونکو روندیگا
الٰہی خیر کرنا پھر مرا تلوا کھجاتا ہے

گئی تاب و توان اب زور شور ناتوانی ہی
زبان تک آہ آتی ہی نہ نالہ لب تک آتا ہے

ستم کرتا ہی چرخ سفلہ پرور اہل غیرت پر
جو کانون سے نہ سنتے تھے وہ آنکھون سے دکھاتا ہے

اکیلا کیا بنا ہون مین محبت اپنی جانب سے
مثل ہی کوئی بھی اک ہاتھ سے تالی بجاتا ہے

عداوت سے نہین کم دوستی ابنائے عالم کی
جو میرے سر کو سہلاتا ہی بھیجا کھائے جاتا ہے

ہوے جاتے ہین لب ہائے جراحت بند ملنے سے
تو قاتل تیغ کو کس آب شیرین سے بجھاتا ہے

عدم آباد سے تانتا لگا ہی ملک ہستی تک
ادھر سے کوئی آتا ہی ادھر سے کوئی جاتا ہے

نہ ہو آغاز پر نازان مآل کار کو دیکھے
یہ پتلا خاک کا کیون آسمان سر پر اٹھاتا ہے

فلک رفعت تھی جنکی آستان پھرتے ہین گلیون مین
یہ چرخ بے مروت دربدر انکو پھراتا ہے

نظر کرتا ہون لب بام پر گرد در کو تکتا ہون
وہ رشک مہ زمین و آسمان مجکو جھکاتا ہے

اٹھا لونگا اسے اک روز سر پر طیش مین آکر
سمجھ کر ناتوان مجکو فلک ہر دم دباتا ہے

ترا عاشق ہون چشم قابل نظارہ رکھتا ہون
مین دیکھونگا تجھے تو لن ترانی کیا سناتا ہے

حباب بحر بنجاتا ہی ہر اک عطر کی شیشی
وہ میرا گلبدن دریا مین جا کر جب نہاتا ہے

یگانے زندگی تک ہین عزیز و اقربا اے رند
لحد مین سوئے جب جا کر نہ رشتا ہی نہ ناتا ہے

دگر گون رنگ گلہائے چمن ہی روئے گلگون سے
کٹے جاتے ہین سرو بوستانی قد موزون سے

عجب کیا آئے جو شیرین کی بو فرہاد کے خون سے
انا لیلیٰ کی آواز آرہی ہی گور مجنون سے

زیادہ ہو نہین دیوانہ جنون مین قیس مفتون سے
مری زنجیر بھی بھاری بنے زنجیر مجنون سے

غنیمت جان اے دل وصل کو کر مدعا حاصل
ملا ہی یار خوش اقبالی بخت ہمایون سے

وہ ترک آیا چمن مین میکشی کو جلد او ساقی
لبا لب کر دے جام سبز کو صہبائے گلگون سے

وہ دیوانہ ہون سنکر ولولون کو جسکی وحشت کے
عدم کو چلدیے فرہاد و مجنون کوہ و ہامون سے

بڑا دعویٰ ہی سکو خوش قدی کا اپنے گلشن مین
کسی دن سرو کو ناپینگے تیرے قد موزون سے

رخ پرنور سے دعویٰ ہی کاذب صبح صادق کا
شب دیجور شرمندہ ہی تیری زلف شبگون سے

وہ شاعر ہون اگر آجائے میری طبع وقت پر
ہزارون پہلو تازہ نکالون کہنہ مضمون سے

مین دیوانہ ہوا جبسے سُنا اس چشم کا شہرہ
نہین کم نرگس جادو کا افسانہ بھی افسون سے

دعا لیلیٰ کی تھی ہردم مرون نہین قیس سے پہلے
مجھے اے موت شرمندہ نہ کرنا سوچ مجنون سے

خدا کے قہر سے ڈر بھول دولت پر نہ او منعم
خزانہ تیرا کچھ افزون نہین ہے گنج قارون سے

پڑے ہین منہ لپیٹے خاک پر کنج خرابی مین
غرض ہی طاق کسریٰ سے نہ کچھ قصر فریدون سے

جمال یار طفلی سے جوانی مین بہت چمکا
ہوا ہی اور عالم اتبو حسن روز افزون سے

میسر ہوگی وحشت مین زیارت اپنے مرشد کی
ملونگا نجد کے جنگل مین جا کر روح مجنون سے

بھلا شاگرد سے کیا سامنا استاد کا ہوگا
سُنا ہوگا ہوا حال ارسطو جو فلاطون سے

غلط ہرگز نہین کچھ رند کی اللہ شاہد ہے
عبث وہ بت خفا ہی اپنے شیدا اپنے مفتون سے

ایک صحبت نہ میسر ہوئی تنہائی کی
جی کی جی ہی مین رہی تیرے تمنائی کی

دیکھیے چلکے ذرا عالم وحشت کی بھی سیر
بیڑی کٹ جائے اگر پاؤن سے دانائی کی

دیکھکر طرز روش میرے بت وحشی کی
چوکڑی بھولتی ہی آہو صحرائی کی

اوپری ہو ترے دیوانہ سے عالم کو گریز
بھاگتے پھرتے ہین پرچھائین سے سودائی کی

جاگتے جاگتے اور کروٹین لیتے لیتے
کٹ گئی ہائے مصیبت شب تنہائی کی

آج دیکھا تجھے مشتاق تھا مدت سے
دھوم سنتا تھا تری خوبی و رعنائی کی

عاشق زار زمانے مین نہ نکلے گا کوئی
دوسرا مجھ سا قسم ہی تری یکتائی کی

پھر ملاقات کا بھی کوئی تو ٹھہریگا طریق
راہ تو نکلے کہین اس سے شناسائی کی

جلوۂ یار ہر اک شے مین نظر آتا ہے
تو نہ دیکھے تو یہ تقصیر ہے بینائی کی

عشق پوشیدہ جو تھا فاش کیا ہر اک پر
دل بیتاب تڑپنے تری رسوائی کی

تو نہ موسیٰ کی طرح ہوجیو مشتاق جمال
بند ہو جاتی ہے آنکھ اسکے تماشائی کی

گور پر کون تھا پانی کا چھڑکنے والا
ابر رحمت نے مری خاک پہ سقائی کی

مر چکا تھا تپ فرقت نے جلایا ہے اگر
سچ تو یہ ہے مرے یوسف نے مسیحائی کی

جب مین سوتا ہون تو سہلاتی ہین تلوے آکر
خدمتین کرتی ہین پریان ترے سودائی کی

دن تو مر مر کے کٹا ہجر مین اسکے اے رند
جھیلنی ہے ابھی آفت شب تنہائی کی

تاب ہر اک آنکھ کب لاتی ہے تیرے نور کی
دیدۂ موسیٰ ہو تو دیکھے تجلی طور کی

ادیری تجکو خدا نے دی ہے صورت نور کی
تیری ایڑی پر کردن صدقے ہین چوٹی حور کی

بار عصیان سے خمیدہ ہو گیا ہے قد راست
بوجھ اُٹھانے سے کمر جھک جاتی ہے مزدور کی

کسقدر تجکو حسین پیدا کیا اللہ نے
ادیری تجھ پر نہ کیونکر رال ٹپکے حور کی

مے چھٹے گی مجھسے کیونکر مے کا ہے میرا خمیر
مجکو گھٹی مین پلائی ہے شراب انگور کی

خط کے آتے ہی دیا عاشق کو بوسہ یار نے
شام کا وقت آیا اُجرت ملگئی مزدور کی

دعویٰ باطل الوہیت کا تھا فرعون کو
پھر خداوندی کہان جب بندگی منظور کی

دل نہ دے اپنا پریزادون پہ دیوانہ نہ ہو
دیو کی خصلت ہے انکی گو ہے صورت حور کی

جلوۂ دیدار کا اک شوخ کے کشتہ ہون رند
میری تربت پر لگانا لوح سنگ طور کی

تیغ یا برق بلا ہے ہاتھ مین خونخوار کے
خون برساتے ہین اکثر ابر اس تلوار کے

دیکھکر بے نور آگے شعلۂ رخسار کے
شمع کو گل کر دیا پروانے نے پر مار کے

فرقت شیرین مین آخر جان شیرین نذر کی
مر گیا فرہاد سر سے اپنے تیشہ مار کے

دیدۂ موسیٰ ہو تو دیکھے تجلائے جمال
دیدۂ بد بین کہان لائق ترے دیدار کے

کاوشین مژگان قاتل کی اگر یونہین ہین
مر رہونگا پیٹ مین اک روز خنجر مار کے

کس سے آنکھین لڑتی ہین جو ہے یہ نظارے کا شوق
کیون کھلے سینے لگے غرفے سر بازار کے

حسن کے جاتے ہی لی ہر بوالہوس نے اپنی راہ
اب کہان ہین وہ جو دولت خواہ تھے سرکار کے

لالہ گون خون شہیدان سے بھلا تیغ کا
یا شفق پھولی ہے قاتل ابر سے تلوار کے

تم ہی منصف ہو تھین کیونکر نہ چاہین عشق یا نہ
جسم قابل دیکھنے کے شکل لائق پیار کے

بت پرستی مین جو آیا حق پرستی کا خیال
کھلکے بسم اللہ توڑا رشتہ کو زنار کے

قاف مین منگوا کے پریان وزن کھنچواتی ہین عطر
پھول جو باسی اترتے ہین تمھارے ہار کے

حوصلہ ہر بوالہوس کو تا نہ ہو پھر عشق کا
لاش کو تشہیر کا دے حکم گردن مار کے

گرمیان ایسی ہین تو آنکھین لڑائین چاہیے
آفتاب حشر سے روزن تری دیوار کے

چاہو تم سمجھو نہ سمجھو اس سے کچھ مطلب نہین
نیک ہین یا بد ترقی خواہ ہین سرکار کے

عارض سادہ ہوئے خط آتے ہی باغ و بہار
دو عذار اسکے ہین دو قطعے خط گلزار کے

دیر سے جاتے ہین کعبے کعبے سے آتے ہین دیر
خاک اڑاتے پھرتے ہین جو یا مکان یار کے

کوچۂ دلبر مین ہے اسکو بھی ڈر آسیب کا
بچکے چلتی ہے پری بھی سایہ دیوار کے

کسلیے کرتا ہے تدبیر مداوا اے مسیح
موت کے لچھن نظر آتے ہین اس بیمار کے

بدمزاجی بے سبب کی کیون اٹھائین وجہ کیا
چاہنے والے ہین کچھ نوکر نہین سرکار کے

ڈر غضب سے بھی جو آمرزش کا ہے امیدوار
نام ہین قہار اور جبار بھی غفار کے

جوش وحشت مین کبھی کرتا ہون صحرا کا جو قصد
آنکھین دکھلاتے ہین روزن یار کی دیوار کے

کیا بھلا سیر چمن کو جائے وہ نازک مزاج
درد سر ہوتا ہے جسکو عطر سے گلزار کے

گردن شارع پہ خون ناحق منصور ہے
حق کہونگا گو مجھے ٹھہرائین قابل دار کے

بوئے عطر آئی دماغ جان معطر ہو گیا
زلفین تیری کیا کھلین حقے کھلے عطار کے

ناتوانی نے لگائے ہین تن لاغر کو پر
سانس کے ہمراہ چلے پار ہین دیوار کے

بیستون پر چلکے اب فرہاد سے کہتے ہین رند
مر چکا ہین کرکے کیا مالک ہوئے کہسار کے

ہو نہ مایوس ریاضت کا صلہ ملتا ہے
بندگی کرنے سے کہتے ہین خدا ملتا ہے

راہبر کرتا ہے رہزن کا مسافر سے سلوک
خضر سے گور کی منزل کا پتا ملتا ہے

کسطرح ڈھونڈھ نکالین تجھے جویا تیرے
نہ نشان ملتا ہے تیرا نہ پتا ملتا ہے

گل کو فی الجملہ تشابہ کف پا سے ہے ترے
وہ صفائی تو کہان رنگ ذرا ملتا ہے

جس کو دیکھا تری زلفون کا وہ سودائی ہی
جو مجھے ملتا ہی جو پائے بلا ملتا ہے

خاک چھنواتا ہی ہر بار مجھی سے ظالم
آسمان مجھکو ستا کر تجھے کیا ملتا ہے

شال و زربفت مبارک تمھین دولت مندو
مجھکو کمل مین دوشالے کا مزا ملتا ہے

داغ عشق اورون کو دیتا ہی فلک ہی ظالم
مجھے گل کھانیکو لوہے کا توا ملتا ہے

جب سے کی ہی تری خدمت مین سعادت حاصل
بیٹھ ویرانے مین ڈھونڈون تو ہما ملتا ہے

شیفتہ جب سے ہوئے اس لب شیرین کے رند
پانی پیتے ہین تو شربت کا مزا ملتا ہے

نہ آنا تھا ہستی مین ملک عدم سے
ترا شوق لایا ہی یان مجکو دم سے

محبت ہو زنجیر سے کیون نہ ہم کو
ازل سے ہوا بستہ اپنے قدم سے

گلے مین تمھارے بہت زیب دینگے
ستارون کے بنواؤ کنٹھے کے شکم سے

جو دریائے رحمت ترا موج زن ہو
محق عفو کے ہین گنہگار ہم سے

رہے یادگار جہان تا قیامت
سکندر سے آئینہ اور جام جم سے

ترو تازہ کی کشت اُمید اپنی
ہوئی بہرہ ور فیض ابر کرم سے

وہی ایک ہے نور شاید جلایا
چراغ صنم خانہ شمع حرم سے

سجھ قبلہ و کعبہ اک اک کو زاہد
یہ بُت سب تراشے ہین سنگ حرم سے

خدا تا ابد رکھے آتش کو اے رند
کہ ہی رونق شاعری اسکے دم سے

ترا تو رنگ سُرخ ہی گو میرا زرد ہے
بے درد تجکو کیا جو مرے دل مین درد ہے

دم بھر نہین قرار سیارہ نورد ہے
جب سے شریک ریگ روان اپنی گرد ہے

مہندی لگا کے تم تو کرو ہاتھ پاؤن سُرخ
صاحب کو کیا غلام کا گو رنگ زرد ہے

کیا اختلاف آب و ہوا ہی زمانے مین
ہین اشک گرم گاہ تو گہ آہ سرد ہے

تجھ بن مری نظر مین مبدل ہی رنگ باغ
ہر گل برنگ برگ خزان دیدہ زرد ہے

اگلی سی گرمیان نہین حسن و جمال کی
تھوڑے سے دنون سے عشق کا ہنگامہ سرد ہے

ہر ذرہ شکل مہر درخشان ہے خاک کا
یا رب یہ کس سوار کے توسن کی گرد ہے

غصہ عبث ہی جنگ کو موقوف کیجیے
ہی یہ شب وصال کہ روز نبرد ہے

پڑتی ہی برف بند ہوئی ہے گلی کی راہ
کوچے مین تیرے کھینچتا کون آہ سرد ہے

مرکر بھی ہین کباب سعادت کے ساتھ ہون
توسن سے آگے چار قدم میری گرد ہے

ملتا نہین پتا تری منزل کا خضر کو
برسون گذر گئے یوہین صحرا نورد ہے

کرنا کسی کو قتل یہ مردانگی نہین
نادان شعار نفس کشی کر جو مرد ہے

آزار کیا ہوا تمھین اے رند عشق مین
آنکھون مین اشک سرخ ہین اور رنگ زرد ہے

ہم حال اپنا انکو دکھائے چلے گئے
لیکن وہ ہم سے آنکھ چرائے چلے گئے

دم بھر مرے تڑپنے کی دیکھی نہ تم نے سیر
دو ہاتھ نیچے کے لگائے چلے گئے

کوٹھے پہ وہ جو چھپ گئے تابوت دیکھکر
ہم بھی کفن مین مُنہ کو چھپائے چلے گئے

اب تو اٹھایا ہاتھ مرے فاتحہ سے بھی
تربت پہ صرف پھول چڑھائے چلے گئے

آئے تھے اُس سے لگکے نہ آئینگے اب کبھی
لو آج پھر بغیر بلائے چلے گئے

مشتاق انکی بات تو نکلا تھا وقت نزع بھی
بولے نہ کچھ کھڑے کھڑے آئے چلے گئے

ہشیار بادہ برق کے مانند اور ہم
آنسو مثال ابر بہائے چلے گئے

برخاستہ دل تھی کہین دل لگی نہین
بیگانہ وار بزم مین آئے چلے گئے

تھی مدتون سے ہم سے اور اُن سے بگڑ گئی
اپنی طرف سے بات بنائے چلے گئے

اے رند وقت نزع مین کسی نے دیا نہ ساتھ
آنکھین چرا کے اپنے پرائے چلے گئے

جب تلک یاد رُخ و گیسو دل آزار نہ تھی
رات دن جان مصیبت مین گرفتار نہ تھی

دل لگی باغ مین تجھ بن کبھی اے یار نہ تھی
سرو کا قد تھا جو تیرا سا تو رفتار نہ تھی

کٹ گئی بارے تصور مین رُخ انور کے
اک بلا آئی تھی فرقت کی شب تار نہ تھی

کونسا دل تھا نہ تھی جسمین تمنا تیری
کونسی جان تھی جو حسرت کش دیدار نہ تھی

شمع رخسار کا پروانہ ہون تیری جب سے
عشق گلزار مین بلبل بھی گرفتار نہ تھی

نہ لگی صبح تلک میری زبان تالو سے
رات بھر ذکر سے فرصت ترے اے یار نہ تھی

تپش دل کے عوض کاش اجل ہی آتی
زندگی موت سے بدتر مجھے درکار نہ تھی

جنس اچھی تھی خریدار مگر کوئی نہ تھا
میرے یوسف تری یہ گرمی بازار نہ تھی

قدکشی سرو سے کرنی تھی نہ گلشن مین تجھے
حرکت وضع کے تیرے یہ سزاوار نہ تھی

کیون برا حال ہوا کس سے لڑائین آنکھین
اسقدر نرگس بیمار تو بیمار نہ تھی

مین بھی دل رکھتا ہون اے حور بشر ہون آخر
کہون کیونکر کہ مجھے حسرت دیدار نہ تھی

رند مشرب تھا جدا تھا مرا اک سے طریق
تم سے کاوش مجھے اے کافر دیندار نہ تھی

دو کیا اسکو جسے تونے لگایا اک وار
سچ یہ ہے برق اجل تھی تری تلوار نہ تھی

پھر دن ہی رو دیا ہون دم بھر جو ہنسا ہون گاہے
بزم عالم مین ہنسی مجکو سزاوار نہ تھی

اوپری سر پہ نہین ٹکرا لینگے دیوانے اگر
دیکھ لینا تو کوئی دم مین یہ دیوار نہ تھی

کیون جگہ پھولکو گل مین اسے دی گلشن مین
جو اُسے مد نظر پرورش خار نہ تھی

قید صیاد سے تب پائی رہائی ہم نے
طاقت اُڑنیکی بھی جب تا سر دیوار نہ تھی

تجھ سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم مین
تیرے آگے کوئی ترکیب طرحدار نہ تھی

پھر گئی جانکے مردہ مجھے سو بار اگر
موت بھی اس تن لاغر کی خریدار نہ تھی

چاہتے تم تو ملاقات بہت آسان تھی
مجکو مشکل تھی مری جان تمھین دشوار نہ تھی

آہ کے ساتھ فنا جان کو بھی کر دینا تھا
طاقت ضبط اگر تجھ مین دل زار نہ تھی

قتل منظور ہوا تمکو نہ میرا ورنہ
جان دینی تو بہت سہل تھی دشوار نہ تھی

کونسے دلکو نہ تھی لاگ ترے مژگان سے
کس کے سینے سے مرتجان پہ سنان نہ تھی

آفت ہجر دکھاتا ہی رہا وصل کے بعد
کب یہ عادت تری او چرخ ستمگار نہ تھی

عمر در دروازہ کٹی بے سروپائی مین رند
جو میسر ہوئی پاپوش تو دستار نہ تھی

منقار سے ہزار مشقت سے پر کھلے
یارب نہ یہ خبر مری صیاد پر کھلے

ہی کوچ اس مقام سے کیونکر کمر کھلے
منزل پہ جاکے پہونچون تو ساز سفر کھلے

ممکن نہین ہر ایک پہ راز کمر کھلے
وہ مبتدا نہین کہ یہ جس کی خبر کھلے

خالی نہ جائے وار سروہی کا یار کی
سینہ پہ روک پیٹھ سے جبتک سپر کھلے

افشائے راز عشق مین ہین سو قباحتین
کاٹون زبان اپنی اگر یہ خبر کھلے

صیاد نے یہ کہکے مرے باندھے بال و پر
مقراض سے لینگے اگر ابکی پر کھلے

حسن و جمال یار کا عالم ہوا دوچند
کیا کیا نہ خال و خط رخ محبوب پہ کھلے

زائل ہوئیں مزاج سے بالکل حرارتیں ہتھیار بند پھرتے ہین اتو کمر کھلے
ہر بار نام یار کو رٹتا ہون اسطرح جیسے زبان طفل کسی بات پر کھلے
مقبول و مستجاب ہو بے حضور قلب نیت درست ہو تو دعا کا اثر کھلے
ہر مرغ اسکے دام محبت کا ہی اسیر رکھتا ہی صید کو مرا صیاد پر کھلے
سلجھایا اُلجھے بالون کو شانے نے اے پری عقدے جو تیری زلف کے تھے بیشتر کھلے
مشکل پری اسیر ہی مدت سے کہین طرح یارب کہین طلسم عناصر کا در کھلے
باقی ہین چند قطرے لہو کے سو چاٹ لے منھ تیغ یار کا مرے خون سے اگر کھلے
پٹی نہ باندھی تو نے جو موافق یار کی زخم جگر کے ٹانکے پھر اور بخیہ گر کھلے
دیکھا جو روئے یار تو صورت بھی حور کی بند نقاب کیا کھلے جنت کے در کھلے
دیوانون سے اُلجھتے ہین لڑکے گلی گلی تختے نہ رکھ دکان کے اے شیشہ گر کھلے
کس کام کا وہ حسن نہ ہون جسمین شوخیان بیکار لفظ جان نہ معنی اگر کھلے
وہ گوش زد ہو تیرے کبھی جو فسانہ ہو تو گوش ہوش رکھ تو سہی بے خبر کھلے
واقف نہین یہ ہیچدان سر غیب سے کسطرح مجھ پہ حال دہان و کمر کھلے
رخ کی صفا سے خوب نہین ہی مقابلہ قلعی نہ آئینہ کی کہین شیشہ گر کھلے
بھر آئے خون دیدۂ سوزن مین دیکھکر لب خشک بخیہ گر کے ہون گر زخم تر کھلے
ماتم سرا ہی یا کہ یہ گلشن ہی عندلیب گل چاک پیرہن ہی تو غنچے ہی سر کھلے

اپنا ہی عیب ہو تو رہیگا ہمیشہ رند
تیرے بھی عیب تجھپہ اگر ہے ہنر کھلے

دلکو کب تک ہجر مین بہلائیے جی مین ہی کچھ کھا کے اب مر جائیے
دھوپ دن کی اوس شب کی کھائیے آستان یار پہ مر جائیے
مجھسے بیہودہ نہ گرمی کیجیے ٹھنڈے ٹھنڈے آپ گھر کو جائیے
ہم جو کہتے ہین سراسر ہی غلط سب بجا ہی آپ جو فرمائیے
اُٹھ نہین سکتے شدائد ہجر کے آئیے اب یا مجھے بلوائیے
دن کو تو تشریف تم لائے ہو روز شب کو بھی اکدن کرم فرمائیے
ترک عشق اللہ دیان اکر دلا کسلئے کسکے واسطے گل کھائیے

کوئی کیون بکتے ہو توبہ کیجیے
کچھ کرونگا مین بھی اب خدمت مین عرض
دیدۂ سوزن مین بھی بھر آئین اشک
کی ہے جیسے بیوفائی آپ نے
ہاتھ پاؤن توڑتا ہون نزع مین
ہے فقط آنکھوںمین دم باقی رہا
باغ مین او گل تو نظر آیا کیا
باغبان دشمن ہے گلچین بر خلاف
وصل کی شب ہوتے تھے اوشمع تو
بن چکین زلفین بھی سر بھی گندھ چکا
کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ ہے
دل لیا ہے جان بھی درکار ہے
خوف رسوائی جو بیداری مین ہو
تکتے تکتے آنکھین بھی پتھرا گئین

جھوٹی جھوٹی بس نہ قسمین کھائیے
چپکے رہیے منھ نہ اب کھلوائیے
زخم سینے کے اگر دکھلائیے
بالعوض اسکا خدا سے پائیے
مشکل آسان ہو مری جلد آئیے
اب تو صورت آنکر دکھلائیے
خون بلبل سے تجھے نہلائیے
آشیانہ باغ سے لیجائیے
اُس سے ہنسیے اور تجھے رلوائیے
آئینہ آگے سے اب سرکائیے
وحشت دل اب کدھر کو جائیے
کیا کروگے یار سے لیتے جائیے
خواب مین صورت تجھے دکھلائیے
اب تو پردہ غرفہ کا اُٹھوائیے

زور و زر سے جسطرح ممکن ہو رند
آج چلکر اُسکو گھر لے آئیے

کیونکر نہ لائے رنگ گلستان نئے نئے
شاعر نئے نئے ہین سخندان نئے نئے
دلبر متاع دل کے ہین خواہان نئے نئے
آسیب عشق سر سے اُترتا نہین مرے
بھکاکے تمکو کوئی لگالے نہ راہ پر
نذر رفو ہین جنون کے بدولت ہمارے ہاتھ
ہر روز ایک وادی نو سیرگاہ ہے
کس درجہ تنگ ہے دل ترے ہاتھونسے الحذر
غم کا گذر ہے گاہ گہے خرمی کا دخل

گاتے ہین راگ مرغ خوش الحان نئے نئے
پیدا ہوئے ہین اب تو غزلخوان نئے نئے
کرتا ہے حسن عشق کے سامان نئے نئے
لکھتا ہے نقش روز پریخوان نئے نئے
نکلے ہو آج گھر سے مری جان نئے نئے
ہوتے ہین تار تار گریبان نئے نئے
وحشت دکھا رہی ہے بیابان نئے نئے
لاؤن کہان سے روز گریبان نئے نئے
آتے ہین روز گھر مرے مہمان نئے نئے

صورت سے اک پری کی ہمین عشق تازہ ہے
دیوانے ہم ہوئے ہین سلیمان نئے نئے

ہر مرتبہ زمانے کو ہوتا ہے انقلاب
لاتی ہے سوانگ گردش دوران نئے نئے

ملک عدم ہے یا کوئی نانگون کا شہر ہے
ہر روز وان سے آتے ہین عریان نئے نئے

اک تازہ گل کا سامنا ہوتا ہے ہر برس
دیتا ہے داغ دل پہ گلستان نئے نئے

پابند اک مقام کے ہوتے نہین ہین مرد
شیرون کے واسطے ہین نیستان نئے نئے

اس زلف کے خیال مین آنکھین تو بند کر
دکھلائی دینگے خواب پریشان نئے نئے

کس کسطرح سے چہرہ پہ لہرا کے آتی ہے
کرتی ہے ناز زلف پریشان نئے نئے

آٹھون پہر ہے اب تو تپا ہی کا سامنا
اٹھتے ہین روز رشک کے طوفان نئے نئے

روئیگا کہنہ سالی مین عہد شباب کو
جب ٹوٹکر نکلینگے دندان نئے نئے

پھرتا نہین وہ دست نگارین کسیطرح
کرتا ہے نذر پنجۂ مرجان نئے نئے

کر سیر چشم غور سے جو ذوق شعر ہے
مضمون دکھائیگا مرا دیوان نئے نئے

ہنس ہنس کے بار بار نہ کیونکر دکھائین آپ
نام خدا نکالے ہین دندان نئے نئے

دیوانہ قدیم ہون کیا میری قدر رند
پریان نئی آئی ہین سلیمان نئے نئے

زیبا ہین جعد گیسوے خمدار کے لیے
ہین پیچ و خم ازل سے بنے مار کیلیے

تسبیح کے لئے ہے نہ زنار کے لیے
گردن ہے میری خنجر خونخوار کیلیے

منڈلانہ او ہما تو تن زار کے لیے
یہ مشت استخوان ہین سگ یار کیلیے

تکلیف سیر باغ نہ دو دل گرفتہ ہون
طبع شگفتہ چاہیے گلزار کے لیے

جب معرکے مین عشق کے سینہ سپر کیا
چہرہ پہ وار یار کی تلوار کے لیے

پھانسی لگائی گردن عاشق مین زلف کی
یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے

سوسن کا پھول فرط نزاکت سے بنگیا
بوسے کئی جو اس گل رخسار کے لیے

جب آفتاب حشر مین مجکو بٹھائین گے
جھلسونگا تیرے سایۂ دیوار کے لیے

وہ رشک گل جو آج گیا سیر باغ کو
آنکھون پہ بلبلون نے قدم یار کے لیے

او موت تو نہ آئی گلہ تجھ سے رہگیا
سب آچکے عیادت بیمار کے لیے

تو جائے باغ مین تو غبار قدم ترا
سرمہ ہو چشم نرگس بیمار کے لیے

نفرت ہی ایسے غمزون سے اقرار اب کرو
آخر کچھ انتہا بھی ہی تکرار کے لیے

کب سے کھڑے ہین دھوپ مین تکتے ہین دوار سے
جلتے ہین تیرے سایۂ دیوار کے لیے

اب کیا رہا ہی باغ مین رہنے دے باغبان
دو چار پھول رونق گلزار کے لیے

صیاد گھات مین ہی انکی بچائیو
پھندے لگے ہین بلبل گلزار کے لیے

اچھے ہو بد زبان ہو یا بد مزاج ہو
جو عیب ہی ہنر ہی طرحدار کے لیے

پھر دم لگا نکلنے پھر آئی شب فراق
بحران کا روز پھر ہوا بیمار کے لیے

بیت الحزن فقیر کا شادی کا گھر ہوا
ہی یمن و میمنت قدم یار کے لیے

روئے صبیح و زلف سیہ یاد آتی ہے
کاسہ بھرا ہی شیر سے جبار کے لیے

او ترک مست شوق سے مستانہ چال چل
لغزش قدم کی حسن ہی میخوار کے لیے

دوکانین بند ہونگی جدا راستے جدا
نکلو نہ سیر کوچۂ و بازار کے لیے

تقصیر وار ہوگا کہے کا جو حرف حق
سولی کھڑی ہوئی ہی گنہگار کے لیے

مرجائین تو بھی زاغ و زغن خوشنوا ہون
نغمے ہین عندلیب کی منقار کے لیے

اُلجھے تھے رند مجھ سے بڑا معرکہ ہوا
ہتھیار چھین رات کو اغیار کے لیے

صحت ہی موت عشق کے آزار کیلیے
بدتر ہی زیست مرگ سے بیمار کے لیے

گل شکل گوش ہی تری گفتار کے لیے
نرگس کو آنکھ دی تری دیدار کے لیے

بند آنکھین تھین تصور دیدار کے لیے
جاگا کیا مین دولت بیدار کے لیے

ٹھلائیگا وہ گبر و مسلمان کو دھوپ مین
ہی ایک حکم کافر و دیندار کے لیے

جھپکے پلک پلک سے نہ ایدل تمام رات
رتبہ بڑا ہی مردم بیدار کے لیے

ہی جان گسل تصور رخ سے بھی یاد زلف
بھاری ہی رات دن سے بھی بیمار کے لیے

اللہ ری کسادی بازار مصر حسن
یوسف کو ہی تلاش خریدار کے لیے

تیری طرف ہی گبر و مسلمان کی بازگشت
مرجع تو ہی ہی کافر و دیندار کے لیے

قطرے عرق کے ابرو پہ ہین پوچھ ڈالیے
چھالونکا ہونا عیب ہی تلوار کے لیے

مرتے ہین لوگ دولت دنیا کیواسطے
کتون کیطرح لڑتے ہین مردار کے لیے

روز قیامت آج ہی سجود دکھاؤ شکل
وعدہ کرو نہ حشر کا دیدار کے لیے

جو چاہے آج کرلے عمل پر یہ یاد رکھ / اک دن جزا کا بھی ہے گنہگار کے لیے
سیخ کباب پر بطرے کو چڑھا شتاب / ساقی گزک ضرور ہی میخوار کے لیے
کرتا ہی نیک وبد کی برابر وہ پرورش / وان ایک مرتبہ ہی گل وخار کے لیے
مجنون عشق کو ہی عبث پند واعظو / ہی حکم شرع مردم ہشیار کے لیے
دوزخ مین بھیجدے مجھے چاہے بہشت مین / یہ اختیار ہے مرے مختار کے لیے
اک ماہ چاردہ کے تصور مین صبح ہو / کیا خوب مشغلہ ہی شب تار کے لیے
اترا کسی طرح سے نہ آسیب کوئے یار / پھونکے فتیلے سایۂ دیوار کے لیے
دولت سرائے یار کو روتا ہون کرکے یاد / در کے لیے کبھی دیوار کے لیے
کرتے ہین پانچ وقت ملک آکے وان سجود / کیا مرتبہ ہی سنگ در یار کے لیے
اے حاجیان کعبہ تمھین حج نصیب ہو / ہم جائین طوف کوچۂ دلدار کے لیے
رہتے ہین اب تو شاہ نشینون مین وہ فقیر / محتاج تھے جو سایۂ دیوار کے لیے
پشتارۂ گناہ نہ باندھ اپنی پیٹھ سے / کھٹکا ہی راستے مین گرانبار کے لیے
اصلا نہین دہن مین ترے جائے گفتگو / یون حجتین بہت سی ہین تکرار کے لیے

عاشق ہون رند یار کا تقصیر وار ہون
جو چاہے حکم دے وہ گنہگار کے لیے

تصور سے اک شوخ کے گفتگو ہے / خیالی ہی تصویر یان روبرو ہے
یہ کس گل کی باد صبا جستجو ہے / جو آوارہ تو دربدر کو بکو ہے
جو بلبل ہی وہ ذکر کرتا ہی تیرا / ہر اک گل مین او رشک گل تیری بو ہے
نہ پایا کوئی تیری الفت سے خالی / جسے دیکھتا ہون تری جستجو ہے
سدا چاک رکھتے ہین جیب اسکے شیدا / گریبان گل مین کہین بھی رفو ہے
رخ یار کی سمت کو منہ پھرا ہے / مری لاش مقتل مین بھی قبلہ رو ہے
ہوا پھر گئی چار دن مین چمن کی / نہ اب گل مین رنگت نہ غنچہ مین بو ہے
چمن مین بھی کل جاکے دیکھا گلون کو / نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے
دلا منتظر کس کے جلوے کا ہے تو / جو بیٹھا ہی یان اور نظر چارسو ہے
وہ ترک آئیگا ہی جو گل جام برکف / لیے دوش پر غنچہ کیسے سبو ہے

جوانی مین کچھ علم پیدا کرے گا | ابھی طفل ہی شوخ ہی تند خو ہی
نہایا تو جس آب سے عطر ہی وہ | ترے میلے کپڑون مین یوسف کی بو ہی
جو شیرین ہی تو مین ہون فرہاد تیرا | مین دیوانہ ہون گر پریزاد تو ہی
خفا ہو کے آئینہ کیون توڑتا ہی | ترا عکس ہی جو ترے روبرو ہی
مرے ساتھ کر زمزمے آکے بلبل | یہ حیلہ بھلا کیا کہ درد گلو ہی
مین سُنتا ہون خاموش کافر کی باتین | کہ کیا طرز تقریر کیا گفتگو ہی
کمر کو تری پیچ کیونکر کہون مین | رگ گل نہین ہی تو باریک مو ہی
اثر کچھ کیا آہ نے میری شاید | مکدر جو کل سے وہ آئینہ رو ہی

رولاتا ہی یہ مصرع درد اسے رند
جدھر دیکھتا ہون اُدھر تو ہی تو ہے

گل کسی شمع رو پہ کھا بیٹھے | دل کو پروانہ سان جلا بیٹھے
مر کے مُنھ پر ہوائیان چھوٹین | چاندنی مین اگر وہ آ بیٹھے
تولنا تیغ کا عبث ہر بار | جو لگانا ہوا لگا بیٹھے
ہی وہ قسمت فقیر ہو جاؤن | میرے سر پر اگر ہما بیٹھے
رکھدیا سر کو پائے قاتل پر | مرتے مرتے بھی جی جلا بیٹھے
جذبۂ دل نے کیا تمھین کھینچا | بے بلائے جو پاس آ بیٹھے
راہ اُلفت مین رکھا بعد قدم | سر سے ہم پہلے ہاتھ اُٹھا بیٹھے
لگ چلا ہی تو پھر نہ رُکیو دلا | ٹیڑھی سیدھی جو وہ سُنا بیٹھے
کشتگان وفا شہید ہوئے | اب پڑھین آپ مرثیا بیٹھے
خاک ہو کر اگر اُٹھین تو اُٹھین | اب تو در پر تمھارے آ بیٹھے
نکلیے گھر سے طالب دیدار | راستون مین ہین جا بجا بیٹھے

ق

بوسۂ خط طلب جو مین نے کیا | خال رُخ کو بھی وہ چھپا بیٹھے
مُہراب کوئلون پہ ہونے لگی | دولت حسن جب لٹا بیٹھے

سبز رنگت پہ اس پری کے رند
کیا عجب ہی جو زہر کھا بیٹھے

رُخ سے پردہ اُٹھا دیا کس نے
جلوۂ حق دکھا دیا کس نے

شعلۂ رُخ دکھا دیا کس نے
سر سے پا تک جلا دیا کس نے

خواب مین سوتا تھا مین یار کیساتھ
آنکھین پھوٹین جگا دیا کس نے

اشک کی طرح اُٹھ نہین سکتا
یون نظر سے گرا دیا کس نے

تہمت بوسہ رکھ کے روٹھے کیون
کس نے صاحب لیا دیا کس نے

ناز و غمزہ سے تو نہ تھا آگاہ
چار دن مین پڑھا دیا کس نے

کس کے صدقہ مین مرتبہ پایا
یہ شرف اوہما دیا کس نے

اُٹھ نہین سکتا مثل نقش قدم
خاک مین یون ملا دیا کس نے

لوگ کہتے ہین دل دیا ناحق
چھین کر لے لیا دیا کس نے

گال دکھلا کے آئینہ سے صاف
مجکو حیران بنا دیا کس نے

ایک ہچکی کبھی نہین آتی
اپنے دل سے بھلا دیا کس نے

شب کو پیکر شراب مستی مین
پردۂ شرم اُٹھا دیا کس نے

رُخ سے رخسار سینہ سے سینا
لب سے لب اسکو ملا دیا کس نے

داغ دل میرا مثل شعلۂ طور
جل رہا تھا بجھا دیا کس نے

یہی کہہ کہہ کے رند روتا ہون +
آنکھین پھوٹین جگا دیا کس نے

ہین انتو چلن یار کے دُنیا سے نرالے
لو دیکھتے ہی دیکھنے کیا پاؤن نکالے

حیران پر نہین ہوتا ہی جسے ڈستے ہین کالے
اللہ کبھی پیچ مین زلفون کے نہ ڈالے

پر آبلہ ہے سوز جدائی سے سراپا
دیکھے تو کلیجے کے دکھاؤن تجھے چھالے

دل سینہ مین بیتاب ہی جان آئی ہی لب پر
اب جان کو روکے کوئی یا دلکو سنبھالے

کیا کہتا ہی ہر بار مجھے قتل کرونگا
اک جان ہی میری اُسے تو لے کہ خدا لے

کیا خستگی حال پہ عاشق کے ہو خندان
توبہ کرو اللہ مصیبت مین نہ ڈالے

آنکھین تری مدہوش ہین تنہا ہی مرا دل
دو مست نہ سنبھلین گے اکیلے کے سنبھالے

آغاز محبت مین ہوا ہجر کا بیمار
دل دیتے ہی مجکو تو پڑے جان کے لالے

ہیہات ہو یہ ممکن نہین آزاری فرقت
بیمار اسی طرح سے لیتے ہین سنبھالے

تاثیر کرینگے ترا دل دکھنے لگیگا
پہونچے جو کبھی کان مین عشاق کے نالے

ڈرتا ہون لہو دیکھ کے غش آئے نہ تجکو
تلوار لگا شوق سے پر مُنھ کو پھرالے

لہراتے ہین وان رُخ پہ تو یان ڈستے ہین دلکو
زلفین نہین دو سانپ ہین یہ یار نے پالے

رو رو کے جنازے پہ مرے عشق پُکارا
تم آپ چلے مجکو کیا کس کے حوالے

تیزاب کا شیشہ ہی ہر اک آبلۂ پا
جنگل مین لگی آگ جو پھوٹے کبھی چھالے

سوتا ہی اسے اوڑھ کے وہ گلبدن اکثر
قربان کیے تھے مرے کملی پہ دوشالے

جب یاد کیا ہی تجھے اے غیرت شمشاد
بھر بھر دیے ہین آنسوؤن سے باغمین تھالے

اُس بُت کو اثر ہو کہ نہ ہو اس سے غرض کیا
اے نالۂ دل عرش معلے تو ہلا لے

اے دل ہدف تیر نگہ پھر کیا تو نے
اگلے ہی مرے زخم جگر تھے ابھی آلے

خدمت تھی مجھے دشت نوردی کے پس قیس
عہدہ یہ کسے ہوگا مرے بعد جوا لے

ایک ایک سے دلچسپ ہی جو عضو بدن ہی
یارب یہ طرحدار ہین کن سانچونکے ڈھالے

دیندار ہون عزت مری رکھنا تو الٰہی
دل پڑ گیا ہی اک بُت بے پیر کے پالے

کیون رند کے دیوان کی کرین قدر نہ عاشق
اجزا ہین یہ سب علم محبت کے رسالے

مین دلکو رو چکون کہ یہ دل مجکو رو چکے
یارب جو کچھ نصیب مین ہونا ہی ہو چکے

جان پیشکش کی عشق کے دل نذر غم کیا
رکھتے تھے ہم بساط مین جو کچھ سو کھو چکے

سنتے ہین حشر ہوئیگا پھر بعد خواب مرگ
کھٹکا نہین مٹے یہ قیامت بھی ہو چکے

جز اشک انہین خواب کا آنا خیال ہے
آنکھین اگر یہی ہین تو پھر نیند سو چکے

کھویا ہمارے ہاتھ سے دکھلا کے شکل یار
چشم پر آب دلکو بھی آخر ڈبو چکے

صدمے شب فراق کے کب تک اُٹھائیے
اب ہم ہی مر چکین کہین یا صبح ہو چکے

رونے سے بھی مٹا نہ لکھا سرنوشت کا
ہم اشک سے کبھی اپنے نوشتے کو دھو چکے

گل بھی دیا تو وہ جسے کہتے ہین داغ دل
جب خار خار غم کو جگر مین چبھو چکے

جام فنا پلا بھی چکے ساقی اجل
پیمانہ میری عمر کا لبریز ہو چکے

اے عشق اتنو یار سے ہنسنا نصیب ہو
راتون کو ڈھانک ڈھانکے منھ خوب رو چکے

بیماری فراق مین کیا زیست کی اُمید
اپنون سے لے پرائے تلک مجکو رو چکے

شاید بہت سا روؤن تو کم ہو غبار دل
دو چار اشک گرد کدورت کو دھو چکے

خواب و خیال نیند کا آنا ہے ہجر مین
سونا تھا جو وہ وصل مین اے یار سو چکے

اک سنگ دل صنم کے اٹھایا کیے ہین ناز
اس عشق مین پہاڑ کے پتھر کو ڈھو چکے

یہ کہکے اپنے طالع خفتہ جگاؤن گا
چونکو خدا کیواسطے بس خوب سو چکے

طوفان بحر عشق مین کب سے تباہ ہی
اب ناخدا کہین مری کشتی ڈبو چکے

اس کشت مین وہ دانۂ آفت رسیدہ ہون
بجلی گرے وہین جو زمیندار بو چکے

اک قطرۂ عشق کا بھی ملایا تبرکاً
باران غم سے جب گل آدم بھگو چکے

کودک مزاجیون پہ جوانون کے دل نہ دو
اے رند اب لحاظ کرو پیر ہو چکے

نہ انگیا نہ کرتی ہے جانی تمھاری
نہین پاس کوئی نشانی تمھاری

ہوئی رند تو زندگانی تمھاری
یہی ہی اگر ناتوانی تمھاری

زیادہ ہوئی یاد جانی تمھاری
غرض قہر ہے مہربانی تمھاری

نہ بھولو نگا ہرگز نہ بھولا ہون اتبک
عنایت کرم مہربانی تمھاری

شبیہ آپکی کھینچ دے گا یہ مانا
ادا کس طرح کھینچے مانی تمھاری

تباہ و خراب اک جہان کو کیا ہی
خدا کا غضب ہی جوانی تمھاری

وہی کہہ رہا ہون جو فرماتے ہو تم
مری گفتگو ہے زبانی تمھاری

برابر سمجھتے ہو غیرون کے مجکو
زہے مہربان قدردانی تمھاری

دل و دیدہ لپکا ہی پھنسنے کا تمکو
کہانتک کرون پاسبانی تمھاری

بس اب شکل دکھلاؤ بیجا ہی غمزہ
بہت سن چکے لن ترانی تمھاری

عدم کو چلا لیکے داغ محبت
دکھاؤن گا سب کو نشانی تمھاری

کیا امتحان میرا سو معرکون مین
وہی ہی مگر بدگمانی تمھاری

جگا کر دل زار نے ہجر کی شب
سحر تک کہی ہی کہانی تمھاری

برا گر نہ مانو تو سچ سچ مین کہہ دون
تم اچھے بری بدزبانی تمھاری

کرم کیجیے آیئے حضرت عشق
ہی خون جگر مہمانی تمھاری

عبث بے سبب بے جہت روٹھتے ہو
یہی تو بری خو ہی جانی تمھاری

بھلا تم ہی منصف ہو للہ بولو
وہ کیا بات تھی جو نہ مانی تمھاری

وہ پیری مین بھی رند دیکھے اب آکر
جسے یاد ہووے جوانی تمھاری

غل نہ کر مرغ قفس سویا ہے صیاد ابھی
کوئی سننے کا نہین نالہ و فریاد ابھی

لطف پرواز گلستان ہے مجھے یاد ابھی
دل قفس مین نہین لگتا مرا صیاد ابھی

بے ستون پر ہے وہی نشو نمائے لالہ
رنگ دکھلاتا ہے خون سر فرہاد ابھی

دل مین رہجائے تڑپنے کی نہ حسرت باقی
تہ دام اور پھڑک لینے دے صیاد ابھی

جو یہی غمزۂ خونریز کی سفاکی ہے
تم تلک آئیگی کس کس کی نہ فریاد ابھی

آدمی ہون تو اُتارونگا اُسے شیشہ مین
نہین تسخیر مین گرچہ وہ پریزاد ابھی

آپکے حلم کو ٹالون مین عیاذاً باللہ
کاٹ دون سر کو اگر کیجیے ارشاد ابھی

روکتا کیون ہے جو منظور ہے تخفیف جنون
خون فاسد تو نکل لینے دے فصاد ابھی

جو یہی کجروشی ہے یہی انداز خرام
کتنے گھر ہووینگے ان چالون سے برباد ابھی

عشق ڈالے گا ترے سر پہ نہ کیا کیا آفت
اسقدر ہو نہ ہراسان دل ناشاد ابھی

سخت جان ہون نہین خط بھی مری گردن پہ پڑا
مجھ سے منہ موڑ نہ او خنجر جلاد ابھی

آجتک دوسرا نقشہ نہین تجھسا کھینچا
محو صورت ہے ترا صانع ایجاد ابھی

کھینچی ہے ابھی تصویر مین اس بت کی کمر
کار نازک تجھے درپیش ہے بہزاد ابھی

ٹالی کیون سر پہ ترے تو وہ کنی کی آفت
پیار کرتی نہین شیرین تجھے فرہاد ابھی

حق بجانب ہے اگر قدر نہ کی پر کاٹے
عادتون سے مری واقف نہین صیاد ابھی

دام مین پھنسکے پھڑکتی ہے عبث او بلبل
بال و پر نوچ کے رکھدیویگا صیاد ابھی

شک نہ کر نا مری جانبازی مین رشک شیرین
سر سے مارونگا اُٹھا تیشۂ فرہاد ابھی

خوش قدو نکلی ہے پس از مرگ بھی الفت اے رند
خاک سے میرے اُگا کرتے ہین شمشاد ابھی

منہ نہ ڈھانکو عبث حیا کرکے
نہ چھپو صورت آشنا کرکے

صاف کر قلب التقا کرکے
دیکھ اس آئینے کو صفا کرکے

کیا ملا عرض مدعا کرکے
بات بھی کھوئی التجا کرکے

خاک اس در کی او مریض عشق — چاٹ جا نیت شفا کر کے

حق اسیری کا تیری او صیاد — جاؤنگا دام دام ادا کر کے

پاس دین کفر مین بھی تھا ملحوظ — بُت کو پوجا خدا خدا کر کے

ترک مطلب حصول مطلب ہی — بیٹھ رہ ترک مدعا کر کے

گور مین بھی جگایا زندون نے — حشر سر پر مرے بپا کر کے

صبحدم انفعال عصیان سے — خود پشیمان ہوا دعا کر کے

تیرا او بُت ادا ئے شکر کیا — طاعت فرض کو قضا کر کے

پایا شانے نے نام عقدہ کشا — گرہ زلف یار وا کر کے

ہون وہ طائر اُڑاتا ہے صیاد — صدقے سر پر مرے ہما کر کے

شان روح اللہی دکھاؤ کبھی — لب معجز نما کو وا کر کے

ہجر مین تھی کسے اُمید سحر — رات کاٹی خدا خدا کر کے

نہ ہوا غیر رنج خاک حصول — تجھسے او بیوفا دفا کر کے

پھینکتا ہی وہ لاش کشتہ کی — سر و تن دست و پا جدا کر کے

اور درد جگر نے شدت کی — فائدہ کیا ہوا دوا کر کے

بے وفا تو نے مجکو قتل کیا — پیار ہی پیار مین دغا کر کے

رکھ لیا مین نے کوہ غم سر پر — چلدیے غیر حوصلا کر کے

اُلفت زلف بن گئی پھانسی — جان لی میری دم خفا کر کے

گل کو جامے سے کردیا باہر — تو نے بند قبا کو وا کر کے

اس سے کرتا ہون مین وفاداری — ہے جو مشہور بیوفا کر کے

عذر ہی بد تر از گناہ یہی — معذرت خواہ ہون خطا کر کے

کیا لگا ہاتھ جز سیہ روئی — خون عشاق اے حنا کر کے

چلے جاتے ہین دم بخود خاموش — اک صدا تیرے بینوا کر کے

قدر میری تجھے نہ تھی صیاد — ہاتھ ملتا ہی کیون رہا کر کے

کس کا پیرو ہو شاعری مین رند — خواجہ آتش کو پیشوا کر کے

اے پری ہین ترے دیدار کے خواہان کتنے
رہتے ہین آٹھ پہر کوچے مین نالان کتنے

گھر کے گھر کردیے اس عشق نے ویران کتنے
کچھ سسکتے ہین ہوئے جان سے بیجان کتنے

جور صیاد سے گلشن ہوئے ویران کتنے
آشیان چھوڑ گئے مرغ خوش الحان کتنے

ہو گئی باتون ہی باتون مین شب وصل سحر
رہ گئے دل مین مرے حسرت وارمان کتنے

کسطرح آؤن مجھے کاہے کو آنے دینگے
نئے نوکر ہوئے ہین آپکے دربان کتنے

تہمت وصل اگر عشق مین لگتی ہے لگے
ایسے ایسے نہ بندھینگے ابھی بہتان کتنے

مین ہی تنہا نہین کچھ ہونٹھ چباتا اپنے
حسرت بوسہ مین لب ہین تہ دندان کتنے

پاؤن پڑتی ہی عبث آبلہ پائی میری
ابھی طے کرنے ہین پر خار بیابان کتنے

چند خونخوار ہین مدت سے ہمارے درپے
دشمن دل ہین کئی جان کے خواہان کتنے

مرگیا ہون مین کسی روئے مخطط کے لیے
ختم کروانا مرے نام پہ قرآن کتنے

کب سے غل کرتے ہین کوچے مین ذرا بام پہ آ
پا بزنجیر کیے چاک گریبان کتنے

خط نوخیز کے دو چار تو سودائی ہین
ہین رخ و زلف کے حیران و پریشان کتنے

توڑ کر بیڑیان دیوانون نے لی دشت کی رہ
فصل گل آتے ہی خالی ہوئے زندان کتنے

اشک جو چشم سے نکلا وہ ہوا رشک محیط
ایک ایک قطرے سے برپا ہوئے طوفان کتنے

یاد آئینہ رخ نے تو بنایا حیران
دیکھون جھنکوائے کنوئین چاہ زنخدان کتنے

ماہ کنعان کی زلیخا ہی فقط گاہک تھی
ہیرے یوسف ترے موجود ہین خواہان کتنے

ربط ہی کافر و دیندار سے یکسان مجکو
کتنے ہندو مجھے کہتے ہین مسلمان کتنے

پھر جنون کپڑے لگا پھاڑنے پھر آئی بہار
اڑ گئے چیتھڑے ہو ہو کے گریبان کتنے

کوچہ یار مین اے رند بقول غافل
تشنہ خون ہین مرے گبر و مسلمان کتنے

الفت نہ کرون گا اب کسی کی
دشمن ہوا جس سے دوستی کی

حالت کہون اپنی بیخودی کی
دل دیکے سنو جو میرے جی کی

اول اول بھلائیان کین
آخر آخر بہت بری کی

معروف ہی سینہ کوبی مین دل
آتی ہی صدا دھڑا دھڑی کی

الفت پہ تیری خاتمہ ہے
اب لے لے قسم تو عاشقی کی

کرتے رہے اختراع آپ بھی
روئے پر میرے ہنستے ہین آپ
کیونکر نہ فریفتہ ہوا انسان
شیرین دہنو نہین ہے زیبا
دیوانہ ہوا ہون اک پری کا
بے یار ہے دل کباب ساقی
آنکھین لڑین تجھسے مین ہوا قتل

تقلید نہ کی کبھی کسی کی
ہنس دیجیے بات ہی ہنسی کی
تن حور کا شکل ہی پری کی
تم باتین کرو نہ پھیکی پھیکی
تقصیر یہ ہی تو واقعی کی
تکلیف نہ کر تو مے کشی کی
ان ترکون نے جنگ زرگری کی

کرنے دو بدی جو کرتے ہین غیر
سنتا نہین رند وہ کسی کی

نظر چڑھا کوئی رشک قمر کئی دن سے
نہان ہی مجھسے وہ رشک قمر کئی دن سے
نہین ہی نام بھی آنسو کا خاک اڑتی ہی
گلا مین کاٹ چکا جب تو ہاتھ ملتے ہو
بنا ہی گوے یہ جو گان تیغ قاتل کا
یہ فکر وصف دہان و کمر مین خود گم ہون
مزاج گل سے مگر ناموافقت آئی
بہا ہی کرتے ہین دریا کی طرح شام و سحر
جو حال پوچھے وہ عیسےٰ مرا تو کہدینا
نہ منع کر ترے قربان صدقے ہونے دے
تڑپ مین ہجر کی شب چوٹ لگ گئی شاید
جھڑی کی طرح سے باندھا ہی تار اشکون کا
سحر جو ذکر ہی رخ کا تو شام کاکل کا
رہا کرا انکو قفس سے کہ ذبح کر صیاد
عیان ہی طرز نگہ سے چراتے آنکھ ہو کیون
جواب صاف ملے دیکھیے کہ خط کا جواب

جو پھر چمک گئے داغ جگر کئی دن سے
جہان سیاہ ہی پیش نظر کئی دن سے
ہوئی ہی خشک مری چشم تر کئی دن سے
خبر نہ کی تھی تمھین بیشتر کئی دن سے
اسی سبب سے تھا دوران سر کئی دن سے
نہین مجھے سر و پا کی خبر کئی دن سے
رکی رکی ہی نسیم سحر کئی دن سے
ڈبو رہی ہی مجھے چشم تر کئی دن سے
زیادہ ہی اسے درد جگر کئی دن سے
پھرا نہین مین ترے گرد سر کئی دن سے
لہو اگلتا ہی زخم جگر کئی دن سے
ہر اک مژہ ہی رگ ابر تر کئی دن سے
یہی وظیفہ ہی شام و سحر کئی دن سے
پھڑکتے ہین کئی بے بال و پر کئی دن سے
پھری ہوئی ہی تمھاری نظر کئی دن سے
گیا ہوا ہی مرا نامہ بر کئی دن سے

نظر پڑا کہین بے پردہ رشک ماہ مرا
اُڑا ہوا ہی جو رنگ قمر کئی دن سے

قفس سے جاؤن چمن تک مین کسطرح صیاد
جواب دے چکے ہین بال و پر کئی دن سے

پڑا ہی سابقہ کس کوچہ گرد سے کیون زند
مین دیکھتا ہون تجھین در بدر کئی دن سے

ناز ہی غمزہ ہی یا اعجاز ہے
سحر ہی افسون ہی یا انداز ہی

وہ ہی آئینہ ہی مشق ناز ہی
چشم بد دور اب تو اور انداز ہی

کیا کرون اظہار سر عشق کا
عاشق و معشوق کا یہ راز ہی

ہین پھڑکتے تو گرفتار قفس
توڑتی پر حسرت پرواز ہی

ہجر کی شب تا سحر اور رشک ماہ
شکل انجم چشم عاشق باز ہی

تو نہ آنا اسکی باتون مین دلا
جھوٹا ہی مکار ہی دمباز ہی

حکم ہی چھیڑین نہ سازندے بھی ساز
کیا مزاج دشمنان ناساز ہی

فتنہ برپا وہ کرینگے صبح و شام
گر یہی شوق خرام ناز ہی

مر بھی جاؤن تو نہ پوچھو جھوٹون بات
واہ مشفق واہ اچھا ناز ہی

پھنسکے پھر میرا نہ مرغ دل چھٹا
پلکین کیا ہین چنگل شہباز ہی

حسن نے پیدا کیے تازہ جلیس
شانہ محرم آئینہ ہمراز ہی

مار ڈالے وہ یہ پھر زندہ کرے
چشم ہی سحر اور لب اعجاز ہی

گو کھلاوے یا جلاوے مثل شمع
سوز سے بے یار مجکو ساز ہی

بے پروبالی نے بے غم کر دیا
اب کسے اندیشۂ پرواز ہی

چھیڑے جا مطرب جو نہین تو ساز کو
اسمین ملتی یار کی آواز ہی

رشک شیرین مین ہون یا فرہاد ہو
جان پر جو کھیلے گا جانباز ہی

مین نہ کرتا عشق کا افشاے راز
اشک پردہ در بڑا غماز ہی

ہم نے دیکھا زند تیرے یار کو
سرو قد سا اک بت طناز ہے

آرزوے رخ نکو نہ گئی
عشقبازی کی دل سے خو نہ گئی

ساقیا مے کشی کی خو نہ گئی
اُلفت ساغر و سبو نہ گئی

تو ہی مغرور ہین ہون بے پروا — تیری وہ خو یہ میری خو نہ گئی

خانۂ یار کا سراغ ملا — رائگان میری جستجو نہ گئی

خط کے آنے پہ بھی وہی ہی ناز — رنگ گل اڑ گیا پہ بو نہ گئی

قلعی کھلجائے گی یہ خوف رہا — آرسی اسکے روبرو نہ گئی

رشک عیسے مرا گیا افسوس — جان ناکام تن سے تو نہ گئی

سر پٹکتی ہی گو قفس مین سہے — مغز بلبل سے گل کی بو نہ گئی

نہ چھٹا مجھ سے کوچۂ قاتل — مر گیا تو بھی میری خو نہ گئی

آب د گل مین جو تھی وفاداری — خاک بھی اڑکے کو بکو نہ گئی

مرتے دم تک تری تلاش رہی — تا لب گور جستجو نہ گئی

ہونٹھ چاٹا کیا مین تا دم مرگ — لب شیرین کی آرزو نہ گئی

مر گیا پر دماغ سے میرے — نکہت زلف مشکبو نہ گئی

تیز رو تو بھی ہی نسیم مگر — مجھسے آگے نکل کے تو نہ گئی

اشک بہ نکلے وقت رخصت یار — شکر کرتا ہون آبرو نہ گئی

سینے تک آکے پھر گئی الٹی — نارسا آہ تا گلو نہ گئی

مثل پروانہ جلکے خاک ہوئے — پر تری گرمی شعلہ رو نہ گئی

نہ چھٹی مجھسے خوئے جامہ دری — جیب سے عادت رفو نہ گئی

کب تشدد نہ ہوا گلی مین تری — کب نظر میری چار سو نہ گئی

جب نہ تب اک نہ اک بہانہ کیا — تیری بدخو یہ حیلہ جو نہ گئی

عمر بھر شعر عاشقانہ نہ کہے — ہاتھ سے طرز گفتگو نہ گئی

وہ پری شیشے مین اتاری رند
جو سلیمان تلک کبھو نہ گئی

قرار دلکو ہوا اضطراب کے بدلے — وہ لطف کرنے لگے اب عتاب کے بدلے

طریق یار نے شرم و حجاب کے بدلے — حیا کے پردے ہین رخ پر نقاب کے بدلے

شہید کرنا ہے منظور کس کا قاتل کو — رنگے لہو مین ہین کپڑے شہاب کے بدلے

ملا تا آنکھ ہی ہر قطرہ اسکا طوفان سے — دکھائی دیتے ہین یہ نور سحاب کے بدلے

نہ ولولے ہین وہ اگلے نہ شورشین ویسی
لیے بڑھاپے نے آکر شباب کے بدلے

پیے گا مے جو وہ میخوار ساغر گل مین
بھُنے گا سینۂ بلبل کباب کے بدلے

نہ پاؤن توڑتا قاصد کے گر یقین ہوتا
جواب صاف ملے گا جواب کے بدلے

ہوا جو عشق مین مجکو مطالعے کا شوق
کتابی رُخ کوئی دیکھا کتاب کے بدلے

وہ بادہ نوش ہون جاتا تھا جب دبستان مین
بغل مین رہتی تھی بوتل کتاب کے بدلے

الٰہی یار نہ خط کا مرے جواب لکھے
وہ آپ ڈاک مین آئے جواب کے بدلے

شہید ناز کا دو روز کیجیے ماتم +
ہمارا واقعہ پڑھیے کتاب کے بدلے

خیال یار مین جھپکی نہین پلک ناصح
تمام رات مین جاگا ہون خواب کے بدلے

وہ بُت ہی تو کر ترے رُخ کو سحر لے یار
ہنود پوجتے ہین آفتاب کے بدلے

جو ایک گل کو بھی گلچین لگایا تو نے ہاتھ
قلم کرونگا ترا سر گلاب کے بدلے

عوض کباب کے پیے یار دل جلاؤنگا
پیونگا خون جگر مین شراب کے بدلے

الٰہی میکدہ مین موج مے سے طوفان ہو
بہے سبو بھرین ساغر حباب کے بدلے

رہے نہ حشر یہ یا رب مواخذہ میرا
یہین حساب ہو روز حساب کے بدلے

سوال وصل جو نامے مین ہینچ لکھا تھا
جدا کیا سر قاصد جواب کے بدلے

سمند یار جو مجھسے نکل چلا تو لئے
نشان نعل کے بوسے رکاب کے بدلے

گنہ ثواب سے تبدیل ہونگے مومن کے
ملیگی گور مین راحت عذاب کے بدلے

صنم سمجھ کے لیے بوسے سنگ اسود کے
گناہ مجھسے ہوئے ہین ثواب کے بدلے

اُگے جو خاک سے مجھ مست کی بحکم کادر درخت
شراب رزنی سے ٹپکے شہاب کے بدلے

یہی ہی حال تو صوفی کا حال ہوگا غیر
جو پردے تو نے نہ مطرب رباب کے بدلے

سپہر سفلہ نے دیکھا نہ حسن معنی کو +
کیا مجھے نظری انتخاب کے بدلے

مرید پیر مغان ہون مری وصیت ہے
مجھے شراب سے دین غسل آب کے بدلے

مین تھوکتے کا نہین مے پہ ساقیا بے یار
پیونگا زہر ہلاہل شراب کے بدلے

معاوضہ نہ کرون قطرۂ عرق سے ترے
جو ایک شیشہ سے کوئی گلاب کے بدلے

مین پیر دیر کو ساقی جواب دے لونگا
گرو تو سونپکے بُت رکھ شراب کے بدلے

نہ دے سکے مرے اعمال کی مکافاتین
ہزار بار فرشتے عذاب کے بدلے

سوال مجھ سے نکیرین جب کرین گے اے رند
ہو الغفور کہین گے جواب کے بدلے

سانس دیکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے
اور جلاد نے چرکا دیا جاتے جاتے

خط نے اُس عارض رنگین پہ کیا عرصہ تنگ
خار ہین صحن گلستان کو دباتے جاتے

کیا چڑھو گے نہ کسی روز مری گھات پہ تم
آخر اس راستے سے روز ہو آتے جاتے

آتش شوق پہ کرتے ہین یہ کار روغن
اشک گرم اور بھی ہین آگ لگاتے جاتے

آزماتا ہون محبت مین مین ظرف دلکو
درد و غم آہ کہانتک ہین سماتے جاتے

نزع مین تھا مین تمھین منھ سے الٹنا تھا نقاب
آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے

یک بیک دل سے مٹے حرف محبت کیونکر
لالہ رو داغ ترا جائے گا جاتے جاتے

دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد نہ تڑپ
راہ مین دیر لگے گی فقط آتے جاتے

کوچۂ یار مین جانے کا مزاحم ہی کون
خود حذر کرتا ہون اس رہ سے آتے جاتے

اشک آنکھون سے نکلتے ہین بسرخی مائل
چشم بد دور نئے رنگ ہین لاتے جاتے

شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لائے نہ سہی
فاتحہ کے تو لیے ہاتھ اٹھاتے جاتے

ہجر کی شب تری فرقت نے دم بند کیا
سانس بھی سینے مین رکنے لگی آتے جاتے

ہوئی دربان تلک اسکے رسائی حاصل
رفتہ رفتہ ہمین اس کوچے مین آتے جاتے

راستہ روک کے کہلونگا جو کہنا ہی مجھے
کیا ملے گا نہ کبھی راہ مین آتے جاتے

آپ مین ہوتے اگر دل ہی پہ قابو ہوتا
کوچۂ یار مین کیون ٹھوکرین کھاتے جاتے

قصد صحرا کا ہی دیوانون کا لڑکے ہین کدھر
راستے والون کو آگے سے ہٹاتے جاتے

مین جبھی دے چکا ہون خط غلامی صاحب
جن دنون آپ تھے لکھ لکھ کے مٹاتے جاتے

ہوتی جاتی ہی عداوت اسے ہم سے افزون
نقش حب آگ مین جون جون ہین جلاتے جاتے

قیس و فرہاد کے قبضے مین ہین کوہ و صحرا
ہم کدھر جوش جنون خاک اڑاتے جاتے

چاہنا ترک کرو یا نہ کرو ہو مختار
نیک و بد رند تمھین ہم ہین جتاتے جاتے

رنگت گلون کی باد خزان سے بدل گئی
بلبل اداس ہو کے چمن سے نکل گئی

بغض و حسد سے مہر و محبت بدل گئی
کیسی ہوا کریم زمانے مین چل گئی

دیوانہ وار کیون نہ پھرون خاک چھانتا
تابو مین وہ پری مرے آکر نکل گئی

رنجک کی طرح ساتھ اُڑا رنگ رو مرا
صبح شب وصال کی جب توپ چل گئی

عالم پسند ہو گئی جو بات تم نے کی
جو چال تم چلے وہ زمانے مین چل گئی

وہ شوخیان کہان گئین عہد شباب کی
صورت کے ساتھ خو بھی تمھاری بدل گئی

اب اُس مژہ کی دل سے خلش دور ہو گئی
وہ پھانس جو جگر مین چبھی تھی نکل گئی

سوز غم فراق کی اُف ری حرارتین
اولے کی طرح مُنھ مین زبان تک پگھل گئی

وقت سحر جو اُٹھ کے وہ آغوش سے گیا
ثابت ہوا کہ روح بدن سے نکل گئی

یاد آ گئی جو جنبش ابروے یار رند
بیساختہ چھُری سی کلیجے پہ چل گئی

یارب مجھے بُلائے وہ یا آپ آ ملے
مطلب بر آئین دل کے مرا مدعا ملے

جب گل کو رُتبہ آگے ترے خاک کا ملے
کیونکر دماغ پھر ترا گلگون قبا ملے

ہرگز نہ رکھ فلک سے عنایت کی چشم داشت
خلعت سمجھ کفن کا اگر چیتھڑا ملے

رکھ دیکھو اپنے سامنے یوسف کی بھی شبیہ
کا لوٹن مین اپنے ہاتھ جو صورت ترا ملے

جیتا ہون اور نہ مرتا ہون درد فراق سے
اب موت آئے یا مجھے علیلے شفا ملے

کنعان سے تا بمصر گیا اس تلاش مین
طفل حسین کہین کوئی یوسف لقا ملے

لازم ہی ہر صنم کے لیے کبر اور غرور
پتھر ہی بُت نہین جو نہ شان خدا ملے

مدت سے آشیانہ و گل کی خبر نہین
پوچھون چمن کا حال جو باد صبا ملے

سر پر چڑھا یا طرہ کیا ہر حسین نے
کیا طالع رسا تجھے زلف رسا ملے

بٹ جائے ہاتھون ہاتھ تبرک کی طرح سے
اُتری ہوئی جو پاؤن کی تیرے حنا ملے

مرتا ہون ہجر یار مین کو ساتھ گلنے ہائے
وہ درد ہو مجھے کہ نہ جس کی دوا ملے

ہو بر خلاف جب ترا ہر فعل قول سے
پھر تجھ سے خاک دل مرا او بیوفا ملے

آیا ہون تنگ اس دل عاشق مزاج سے
دیدون اگر حسین کوئی دلربا ملے

تلوار کھینچو رند تم اب کوے یار مین
انبوہ سر کے بھیڑ چھٹے راستا ملے

محبت مین رسوا ہوا جاہتا ہے
وہ یوسف زلیخا ہوا جاہتا ہے

نزول مسیحا ہوا چاہتا ہے
یہ بیمار اچھا ہوا چاہتا ہے

بنے گا یہ گھر رشک قصر سلیمان
گذر اک پری کا ہوا چاہتا ہی

تصور ہی دلکو اُس آئینہ رو کا
ہین حیران ہون اب کیا ہوا چاہتا ہی

لگا ہی پتا ناف سے اُس کمر کا
یہ عقدہ بھی اب وا ہوا چاہتا ہی

ترے حسن کا یار پھیلا ہے چرچا
کوئی دن مین شہرا ہوا چاہتا ہی

تکلم کا ہی قصد اس گلبدن کا
دہن غنچہ سان وا ہوا چاہتا ہی

بناتے ہین گھر جغد بلبل کے بدلے
یہ گلزار صحرا ہوا چاہتا ہی

جلاتا ہی مُردے خط سبز اُس کا
خضر اب مسیحا ہوا چاہتا ہی

نکالا ہی قد میرے رشک چمن نے
یہ بوٹا بھی طوبیٰ ہوا چاہتا ہی

مبارک ہو یعقوبؑ کو وصل یوسفؑ
وہ گم گشتہ پیدا ہوا چاہتا ہی

کیا تھا جو اے روح اقرار تو نے
برابر وہ وعدہ ہوا چاہتا ہی

جدا بحر وحدت سے قطرہ ہوا تھا
سو واصل بدریا ہوا چاہتا ہی

بہت طوف کرتے ہین عشاق جاکر
گھر اُس بُت کا کعبہ ہوا چاہتا ہی

گذرتی ہی اکثر گلی سے تمھاری
پری کو بھی سایہ ہوا چاہتا ہی

کوئی دن مین خونناب ہوکر بہیگا
دل اب پک کے پھوڑا ہوا چاہتا ہی

ذرا ضبط کر ضبط آہ و فغان کو
تو کیون رند رسوا ہوا چاہتا ہی

بُت کرین آرزو خدائی کی
شان ہی تیری کبریائی کی

ہاتھ پہونچے نہ پاؤن تک اُسکے
طالع بد نے نارسائی کی

یار رستے سے پھر گیا آکر
بخت برگشتہ نے بُرائی کی

بحر خون کی ہین مچھلیان پانچون
اُنگلیان پنجۂ حنائی کی

جو یوہین تم سے بیوفا سب ہون
رسم اُٹھ جائے آشنائی کی

موت آجائے قید مین صیاد
آرزو ہو اگر رہائی کی

لب لعلین کی گر صفت لکھون
سُرخ رنگت ہو روشنائی کی

تیرے کوچے مین بادشاہون نے
سلطنت چھوڑ کر گدائی کی

نہ دلا یا داو تسلسل اشک
رو نگٹا تک کہین بدن پہ نہین
دیکھے اس مغبچے کو گر واعظ
خاک ہو کر نکلا اس کا غبار
بھولا بھٹکا سا آپ پھرتا ہے
دھوم ہی یاسمین عذار و نمین
کاسۂ زانو کا جام جم ہی مرا
خط کو منڈواکے آج اُس گل نے
واہ رے حسن ایک رنگت ہی
آئے تھے ساتھ لیکے نقدِ حیات
مٹ چکین اب کدورتین صاحب

سمر نین یار کی کلائی کی
انتہا ہو گئی صفائی کی
قلعی کھلجائے پارسائی کی
اور صورت نہ تھی صفائی کی
خضر نے کس کی رہنمائی کی
گوری گوری تری کلائی کی
سیر کرتا ہون مین خدائی کی
گلشنِ حُسن کی صفائی کی
تن کی اور زیورِ طلائی کی
کھو چلے اس کو یہ کمائی کی
کونسی شکل ہی صفائی کی

فقر مین بھی وہی دماغ ہے رند
بو نہین جاتی میرزائی کی

نظم یکسر اضطراب دل کے مضمون کیجیے
شعر مین موزون جو وصف قد کے مضمون کیجیے
چشم فتان صنم کو اپنا مفتون کیجیے
مصرعِ موزون ہی مشتق قد موزون آپکا
رنگ پان سے ہوگئے ہین صورت یاقوت لال
دلین ہی کر دیجیے افشائے رازِ دوستی
ہی بعینہ ساغرِ صہبائے گلگون کا اثر
خون ہو جائے لہو تھوکے کوئی صاحبکو کیا
قد کشی کرکے چمن مین کاٹیے شمشاد کو
چاہتے ہو تم اگر رنگت حنا کی شوخ ہو
لیچلے ہم کو جنون گر تو مزار قیس تک
قتل سے عشاق کے قاتل کو مانع ہی حیا

برق کی بھی طرح مین کچھ شعر موزون کیجیے
مصرعِ موزون کو رشک سروِ موزون کیجیے
بھول جائے سامری جادو وہ افسون کیجیے
سرو نکے چلیے برابر شعر موزون کیجیے
ما نجکر دانتون کو رشک دُرِ مکنون کیجیے
خود بھی رسوا ہو جیے سکو بھی مطعون کیجیے
نشہ ہو جائے جو یاد چشم میگون کیجیے
دست و پا کو آپ منہدی ملکے گلگون کیجیے
رنگ گل دکھلا کے عارض کو دگرگون کیجیے
پانی کے بدلے شریک اسمین مرا خون کیجیے
گرد بادآسا طواف گورِ مجنون کیجیے
غمزۂ سفاک کہتا ہی یہی خون کیجیے

بال و پر جلجائین مرغ نامہ بر کے ہو کباب
سوز دل سے گر رقم دو چار مضمون کیجیے

لطف فرمایا عنایت کی قدم رنجہ کیا
رات کو رہجائیے تو اور ممنون کیجیے

چہرۂ رنگین دکھا کر رنگ گل کو کاٹیے
وا ذرا بند نقاب روئے گلگون کیجیے

اپنی تصویر اور مری اک صفحہ پر کھچوائیے
آپ لیلی بنئیے اور بندیکو مجنون کیجیے

لائیے طوفان جو چشمون سے محیط اشک کا
تو غریق بحر خون ربع مسکون کیجیے

نقش نورے کیجیے تسخیر جس دن چاہیے
کیجیے سحر اس پری پر ورنہ افسون کیجیے

کیا تکلف ہے اگر تیشے سے کاٹا کوہ کن
کوہ سے ٹکرائیے سر کو تو ہامون کیجیے

اس لب لعلین پہ قربان کیجیے یاقوت کو
صدقے اُن دانتون پہ سلک در مکنون کیجیے

سر پہ لیجانا نہین ہمکو اُٹھا کر زیر خاک
جمع کرکے مال کو کیا مثل قارون کیجیے

گر اثر باقی رہے سرگشتگی کا بعد مرگ
گنبد مدفن کو گردان مثل گردون کیجیے

ولولے جوش جنون کے گر ابھی دکھلائیے
ہوش پران سر سے تیرے او فلاطون کیجیے

اس خرابے مین نہ صلا جھونپڑا بھی چاہیے
چشم عبرت گر سوئے قصر فریدون کیجیے

وصل مین تا چند بیٹھے رہیے پابند حیا
شوق سے حد ادب پاؤن بیرون کیجیے

مبتدی ہم گرچہ شاگردان آتش مین ہین رند
منتہی کے ہوش اُڑین پیدا وہ مضمون کیجیے

چھپتی او مہوش تجکو نہ دھانی چاہیے
چاند مکھڑا ہے ڈوپٹہ آسمانی چاہیے

سرخ ہوجائے یہ روئے زعفرانی چاہیے
رنگ لائے کچھ شراب ارغوانی چاہیے

موے سر گرنے لگین تن پر گرانی چاہیے
اب دکھائے زور اپنا ناتوانی چاہیے

روکے کیون کھوتا ہے اے یعقوب نور چشم کو
پھر ملیگا آکے یوسف زندگانی چاہیے

منکشف ہمپر ہوا شب کو فروغ شمع سے
نام روشن کرنے کو آتش زبانی چاہیے

گریہی ہر دم کا ضبط نالہائے گرم ہے
پھونکدے قلب و جگر سوز نہانی چاہیے

آشیان بندی کا کچھ سامان مجھے درکار ہے
خار و خس تھوڑے سے او باد خزانی چاہیے

ہون وہ بلبل نخل ماتم پر نشیمن ہے مرا
زمزمونکے بدلے مجکو نوحہ خوانی چاہیے

گریہی شرم و حجاب یار کا عالم رہا
حشر کے دن بھی سنانی لن ترانی چاہیے

گردش گردون نے مجکو مار ڈالا پیس کر
شامیانہ گور پر بھی آسمانی چاہیے

غم نہ کھا جانے دے او بلبل جو جاتی ہے بہار
فصل گل پھر دیکھ لین گے زندگانی چاہیے

فی الحقیقت دیکھیے تو لازم و ملزوم ہین
گل سی صورت کے لیے غنچہ دہانی چاہیے

حوصلے سے کی فزون خدمتگذاری آپکی
بندہ پرور اب تمھاری قدردانی چاہیے

زندگانی تا قیامت ہو مبارک خضر کو
یان کسے او موت عمر جاودانی چاہیے

اپنے سایہ مین بچانا آفتاب حشر سے
ابر رحمت اتنی تیری مہربانی چاہیے

نذر خون دل کرون یا پیشکش لخت جگر
حضرت عشق آئے ہین کچھ میہمانی چاہیے

گر لو یقین یوماً فیوماً حسن روز افزون بڑھے
دھوم پڑ جائے تری محبوب جانی چاہیے

ہے یقین اک روز اڑ جائے پھڑک کر دام سے
داغ دکھلائے یہ طاؤس جوانی چاہیے

طرۂ زر سر پہ باندھونگا کبوتر کے ضرور
نامہ بر ہو ہدہد ترا بلقیس ثانی چاہیے

کھینچے بیٹھے شبیہ یار ہین جس دم کمر
مو قلم ہوئے وبال دست مانی چاہیے

ہے یقین چھوڑین نہ کس دن پھر وہ کاکل ڈس لیا
پھر بھی نازل ہو بلائے آسمانی چاہیے

آنے جانیکی گلی تک یار کے طاقت رہے
زور اتنا پاؤن مین او ناتوانی چاہیے

ہون وہ مجنون گر نگاہ جذب سے دیکھون اسے
خشک ہو جائے ابھی دریا کا پانی چاہیے

فرد ہے بیمثل ہے یکتا ہے تو اے رشک حور
جن و انسان مین نہ نکلے تیرا ثانی چاہیے

وہ بھی ہو شوق ہم آغوشی مین خم مثل کمان
پیر کر دے طفل کو تیری جوانی چاہیے

پاؤن پر سر آ رہے جھک کر وفور ضعف سے
بار لائے کچھ نہال ناتوانی چاہیے

جا بجان آغاز سے بہتر ترا انجام ہو
شوخ ہو طفلی سے بھی حسن جوانی چاہیے

دانت کھٹے اہل عالم کے ترشروئی کرے
ہونٹھ چٹوائے تری شیرین دہانی چاہیے

بار بار اپنے پسینے مین بجھاتا ہے وہ رند
تیغ ابرو کا کڑا ہو جائے پانی چاہیے

مد نظر جو اک بت بالا بلند ہے
ہر مد آہ صورت طوبا بلند ہے

بوٹا سا ہے نہ پست نہ اتنا بلند ہے
کچھ شاخ گل سے وہ قد رعنا بلند ہے

گو خاکسار خلق ہین رتبہ بلند ہے
سید ہین خاندان ہمارا بلند ہے

کیا پست فطرتونکی رسائی ہو تجھ تلک
واقف ہو نہین دماغ تمھارا بلند ہے

یارب تو پار کیجیو بیڑا بہ حق نوح
پل سے بھی آب موجۂ دریا بلند ہے

کیا آشیانہ پھونک دیا باغبان نے
جو دود واہ بلبل شیدا بلند ہے

دن رات آہین کھینچتا ہون جسکی یاد مین
قامت کشیدہ اک بت بالا بلند ہے

قمری نہ بحث مجھسے ابھی اٹھکے ناپ لے
شمشاد سے ترے یار سراپا بلند ہے

نرگس کے پھول آنکھین ہین ابرو ہین پتی زبان
گل سے بھی شاخ نرگس شہلا بلند ہے

جلتا ہون سوز عشق سے خاموش مثل شمع
ہی میرے لب پہ آہ نہ نالہ بلند ہے

کرتا ہے شہسوار کوئی نیزہ بازیان
یا یون غبار دامن صحرا بلند ہے

چھالے پڑینگے ہر سر انگشت مین مرے
اک شعلہ جائے نبض مسیحا بلند ہے

جنت مین ہوگا بانس برابر کوئی درخت
پھر شاخ اسین کیا ہو جو طوبا بلند ہے

اللہ رے تلاطم امواج بحر عشق
ہر موج پست تا لب دریا بلند ہے

کس پر عذاب ہوتا ہی جو شور الامان
از فرش تا بعرش معلا بلند ہے

امیدوار لطف ہی یہ خاکسار بھی
تیری جناب بارخدایا بلند ہے

ہی یہ عزیز کلبۂ یعقوب کا چراغ
یوسف کا دودمان زلیخا بلند ہے

ساقی کرینگے ترک نہ ہو حق شراب خوار
جبتک صداے قلقل مینا بلند ہے

آتا ہی ہجر مین قد بالا کسی کا یاد
ہر دم زبان نے ہاے کا الف بلند ہے

خاک قدم سے مرتبۂ عرش پست ہے
کرسی کا تیری عرش سے پایا بلند ہے

کیا خال و خط کو رتبے مین مجھسے ہے مدعا
تیرا مقام زلف چلیپا بلند ہے

دو چار بانس تار سے بھی ہوگا قد دراز
طوبی حقیقتاً اگر ایسا بلند ہے

سوز فراق دلکو جلاتا ہی شمع سان
سر سے بجائے موے سر شعلہ بلند ہے

بیمار تھا گذر گیا شاید جہان سے رند
یہ شور ہائے وائے کا کیسا بلند ہے

فلک نے داغ دیا گلعذار کے بدلے
عطا فراق کیا وصل یار کے بدلے

یہ پہلے خاک تھا پھر جسم تھا ہوا پھر خاک
بہت سے روپ بدلے غبار کے بدلے

ہوا تھا صحبت اہل جہان سے ہو کر تنگ
جگہ دی گور نے مجھکو فشار کے بدلے

دبا رہے دل بیتاب رکھیو چھاتی پر
سل ایک بھاری سی سنگ مزار کے بدلے

دکھائی ہوتی کسی چشم شوخ کی گردش
فلک نے گردش لیل و نہار کے بدلے

خیال آگیا رخ کا تصور خط مین ۰۰۰
گل بہشت ملا مجکو خار کے بدلے

کیا ہی عیش تو مین نے اٹھائے ایذا کون
غم فراق تو لے وصل یار کے بدلے

شب وصال ہین کین بدمزاجیان اس نے
لڑائیان رہین بوس و کنار کے بدلے

فریفتہ کسی چاہ ذقن کا ہون پس مرگ
کنوئین مین لاش کو رکھا مزار کے بدلے

اس انتظار سے چھٹ جاؤن کاش آجائے
پیام مرگ ہی مکتوب یار کے بدلے

بھڑایا غیرون سے اس طفل شوخ نے اے رند
لڑا ہی یادون سے اک نئے سوال کے بدلے

اٹھا ہی پردہ فقط اک نقاب باقی ہے
ابھی مزاج مین کچھ کچھ حجاب باقی ہے

ہوا ہی پھر مجھے الفت کا حوصلا او دل
کوئی ستم ابھی خانہ خراب باقی ہے

چھٹا نہین ابھی سررشتہ عشق کا کل کا
ہنوز سلسلۂ پیچ و تاب باقی ہے

ہزار شکر چھٹے قیل و قال دنیا سے
فقط لحد کا سوال و جواب باقی ہے

ابھی خیال نہ چھوڑونگا عشق بازی کا
ابھی ہین ولولے جبتک شباب باقی ہے

پلادے بادہ کشون کو اٹھا نہ رکھ ساقی
صراحی مین کئی ساغر شراب باقی ہے

حلال کرکے وہ کہتا ہی اپنے بسمل سے
تڑپ لے اور ذرا اگر اضطراب باقی ہے

جو مجکو آتا ہی جلد آ کے دیکھ لون صورت
فقط دم آنکھون مین مثل حباب باقی ہے

وہ بادہ نوش ہون ساقی نہ جاؤنگا جبتک
کباب سیخ پہ خم مین شراب باقی ہے

ابھی تو خوب برستے ہین میکدے پہ سحاب
چڑھاؤ جام ہوائے شراب باقی ہے

وصال یار ہو گیا بے تکلفی سے رند
مجھے لحاظ ہی اس کو حجاب باقی ہے

رہنے نہ دے گا چین سے دم بھر کہین مجھے
لیجائیگا گھسیٹ کے پھر دل وہین مجھے

اعمال ہین یہی تو یہی ہے یقین مجھے
دوزخ مین پھینکدیگی بغل سے زمین مجھے

خط میرے حق مین وحی خدائے قدیر ہی
قاصد ہی اس حبیب کا روح الامین مجھے

پر لگ گئے ہین نشہ کے عالم مین ساقیا
مے نے اڑا دیا ہی کہین کا کہین مجھے

دو نونگا ایک مین ہون زمانے مین یادگار
فرہاد و قیس کر گئے ہین جانشین مجھے

باتین تو درکنار ہین یہ بھی نہین امید
لیسین تم سناؤ دم واپسین مجھے

قدرت خدا کی غیر کی جانب ہو چشم لطف
جلاد کی نگاہ سے دیکھین حسین مجھے

بے اعتبار آپ کی جانب سے ہو گیا
قرآن اٹھائیے تو نہ آئے یقین مجھے

جلوت مین اختلاط کا موقع نہ ہو اگر
بلوائے تخلیے مین وہ خلوت نشین مجھے

مضمون تو جھلکتے ہین انجم کیطرح سے
سیر فلک دکھا رہی ہے یہ زمین مجھے

سرکا نہ پاؤن معرکۂ عشق یار سے
شاباش مرحبا ہے ہزار آفرین مجھے

کیا کام سلطنت کے حوالے ہین آپکے
جب مین بلاؤن کہتے ہو فرصت نہین مجھے

ہون شیفتہ کسی کے مین روے صبیح کا
اپنی صباحتین نہ دکھا یاسمین مجھے

کچھ حال اپنے ساعد پر لوز کا نہ پوچھ
افعی کی کیچلی ہے چنی آستین مجھے

وہ اعتبار اٹھ گئے اب جانبین سے
میرا یقین تمھین نہ تمھارا یقین مجھے

مین بھی تو دیکھون چاند مین تارے جڑے ہوئے
افشان چھڑک کے یار دکھادے جبین مجھے

آزردہ ہو کہ خوش ہو مین کہتا ہون صاف صاف
ہان ہان نہین پسند تمھاری نہین مجھے

الفت ہے تیرے کوچے کی مٹی سے روح کو
مر جاؤن مین تو گاڑیو قاتل وہین مجھے

جیتا رہا مین ہجر مین مرجانیکی ہے جا
او موت تو نے اس سے کیا شرمگین مجھے

یاد آتے ہین کسیکے مجھے گورے گورے گال
کاٹو نہین کھینچتے ہین گل یاسمین مجھے

اس بوریاے فقر کی توقیر دیکھنا
جھک کر سلام کرتے ہین مسند نشین مجھے

وہ دن گئے کہ جان نکلتی تھی آپ پر
اب کیا گھمنڈ کرتے ہو پروا نہین مجھے

مین روسیاہ حشر کو ہون رند رو سپید
دکھلائے نور ماہ یہ داغ جبین مجھے

مطلب ہی کیا جو کرتے ہین وہ پھر طلب مجھے
کھلتا نہین بلانیکا ان کے سبب مجھے

جھنجھلا کے وہ پکارتے ہین جب تب مجھے
آزردگی کا کچھ نہین کھلتا سبب مجھے

گنتے ہو عاشقون مین عبث اپنے اب مجھے
تمکو غرض نہین ہے تو پروا ہے کب مجھے

در پے نہ ہو جیے نہین منظور اب مجھے
تب کیا ہوا تھا تمکو محبت تھی جب مجھے

کیونکر جیا نہ آجتک اسکے فراق مین
ہے اپنی زندگی کا نہایت عجب مجھے

مجھپر نگاہ قہر ہو غیرون پہ چشم لطف
ہے مہربانیون سے تمھارے تعجب مجھے

تم فرش گل پہ چین سے سوتے ہو صبح تک
اختر شماریون مین گذرتی ہے شب مجھے

دنیا میں بیٹھنے کا ٹھکانا نہیں رہا
قہر خدا ہوا ہے تمہارا غضب مجھے

کیا تجھسے چشم لطف کی ظالم ہو چشمداشت
بھولی نہیں ابھی وہ نگاہ غضب مجھے

ملوائینگے یہ پھر اسی دشمن سے جان کے
پھر دوست درغلاتے ہیں سبکے سب مجھے

حد ادب سے بڑھ نہ چلا شوق وصل یار
گستاخ کرشۂ اسقدر او بے ادب مجھے

امکان کیا جو الفت گیسو و رخ چھٹے
دید سے جو کوئی حاصل چین و طلب مجھے

دیکھا صنم کدے کو جو وحدت کی آنکھ سے
بت میں دکھائی دینے لگی شان رب مجھے

ممکن نہیں کہ جان بچے ہجر یار سے
کھا جائیگا فراق کا رنج و تعب مجھے

سوز دروں سے سلگیں گی تا چند ہڈیاں
پھونکے جلائے کاش وہ برق غضب مجھے

پھندے یہ جبر تھا متحمل فراق کا
یارا ہے ضبط و صبر نہیں ہے پر اب مجھے

بس بس نہ ذکر غیر مرے آگے کیجیے
نام رقیب سنکے چڑھ آتی ہے تپ مجھے

بوسونکی حسرتوں میں موئے سیکڑوں رقیب
غیروں کے حق میں زہر ہیں شکر لب مجھے

کیا زیست کی امید رکھوں میں مریض ہجر
عیسے مرا تو چھوڑ گیا جان بلب مجھے

میرا لگاؤ غیر سے ثابت ہوا انھیں
لو بد مزا جیونکا کھلا اب سبب مجھے

جاگیں نصیب عاشق خوابیدہ بخت کے
سونے دو اپنے ساتھ جو اک شب کی شب مجھے

میرے پلک کے روتے پہ کیونکر ہنسیں نہ آپ
رنج و تعب تمھیں ہیں کہ رنج و تعب مجھے

ساقی امیدوار ہوں تیرے کرم سے آج
جتنی کھنچے شراب سے لے سبکی سب مجھے

مجنوں کہا یا عشق میں وہ رند میں ہوا ہو
وہ قیس کو خطاب ملا یہ لقب مجھے

قابو سے غیر کے ممکن نہیں دلبر چھوٹے
تادم زیست اب اس سے دل مضطر چھوٹے

خانہ ویران ہو برباد ہو گھر در چھوٹے
پر کسی کا نہ کسی سے کبھی دلبر چھوٹے

اتفاقاً اگر اٹھ جائے نفاق باہم
ایک گھر میں رہیں شاہین و کبوتر چھوٹے

مطمئن آج تلک وہ مری جانب سے نہیں
ہیں خبردار اسی توڑ میں گھر گھر چھوٹے

ہے یہی ضعف کی شدت تو یقین ہے مجکو
پیٹھ سے پوست کے مانند نہ بستر چھوٹے

مشت پر سے تھے جو بساط اپنی سو وہ نذر کیے
ہم ترے دین سے صیاد ستمگر چھوٹے

چاندنی دیکھنے یار آئے جو مہتابی میں
منہ پہ تیرے کبھی ہوائی مہ انور چھوٹے

جوشش گریہ سے ہجر میں دیکھیں تا چند
کب تلک دیکھیے یہ اشک کی چادر چھوٹے

زلف طرار سے دل چھوٹکے بھاگا اسطور
جسطرح دام سے صحرائی کبوتر چھوٹے

موج مے تارگ جان ہے مجھے اے ساقی
نبضیں چھٹ جائیں اگر ہاتھ سے ساغر چھوٹے

غیر کے ہاتھ سے لگوائی ہے منہدی اُسنے
ابتو فوارۂ خون اے مژۂ تر چھوٹے

عمر بھر اپنی رہائی تری اُلفت سے نہیں
دیکھنا ایک دن اس قید سے مرکر چھوٹے

پہلے دھیان آیا نہ کچھ عاقبت اندیشی کا
دل پھنسا بیٹھے ہیں اب دیکھیے کیونکر چھوٹے

دل لگا بیٹھے ہیں اُس قاتل خونخوار سے ہم
ہاتھ سے جسکے نہ دم بھر کبھی خنجر چھوٹے

کوئی چاند ایسا بھی آئے کہ ملوں پھر تجھسے
سال بھر ہوگیا اے ماہ منور چھوٹے

ربط کچھ عاشق و معشوق کے بھائے ہیں اسے
روبرو رہتے ہیں جوڑے نکے کبوتر چھوٹے

جسم سے جان چھٹے ہے یہ گوارا اے رند
پر خیال رُخ دلدار نہ دم بھر چھوٹے

دام لے لے کے ہیں صیاد ستمگر چھوٹے
دخل کیا باغ میں بلبل کا جو اک پر چھوٹے

یوں لگاتی ہے وہ آنکھ دل عاشق کو
جسطرح سے کوئی لگہ بن کے کبوتر چھوٹے

ہے وہی جوش جنوں گو کہ گئی فصل بہار
دست اطفال سے ابتک نہیں پتھر چھوٹے

طوق و زنجیر کا غل اب نہیں زندانوں میں
قیدی خیرات ہیں امسال مقرر چھوٹے

دام اُلفت سے رہائی کا کہیں کیا احوال
کسطرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے

تیری اُلفت میں ہوئیں سب ملاقاتیں ترک
اقربا چھوٹے ہمرجان برادر چھوٹے

بندہ خانہ ہے قریب ابتو قدم رنجہ کرو
پانوں کی منہدی تمہاری جو نہ دلبر چھوٹے

روز روشن نظر آتا ہے مجھے تیرہ و تار
بال اس حور کے چہرے پہ مقرر چھوٹے

ظلم سے ظلم کیے قاصدوں پر ظالم نے
نامہ بر ہاتھ چھدونکے پاؤں نہیں بندھکر چھوٹے

صبر دلکو تو کیا میں نے غنیمت جانوں
جان ہے تجھسے اگر ترک ستمگر چھوٹے

تیری صورت کو ترستے رہے ہم وصل میں بھی
پردے آنکھوں پہ ترے آتے ہی دلبر چھوٹے

دے چکے سب قد موزوں سے تمہارے تشبیہ
سرو چھوٹے شعرا سے نہ صنوبر چھوٹے

خوبرویونکی محبت کا برا ہے انجام
تجھسے لپکا یہ کہیں او دل مضطر چھوٹے

پستی فکر نے اونچا نہ طبیعت کو کیا
جو تعلی کے تھے مضمون وہ یکسر چھوٹے

ایسی افتاد کئی بار پڑی ہے اے رند
بیشتر اس سے ملے روٹھ کے اکثر چھوٹے

لڑ بھڑ کے تم اغیار سے مر کیون نہین جاتے
اے رند جو دل مین ہے وہ کر کیون نہین جاتے

اُکتائے ہوئے بیٹھے ہو گھر کیون نہین جاتے
اے غیرت خور رشک قمر کیون نہین جاتے

جراح مرے زخم جگر بہتے ہین دن رات
ناسور نہین ہین تو یہ بھر کیون نہین جاتے

تھم جانیکی کیا وجہ کوئی روتا ہے یہ بھی
دن رات بہے دیدۂ تر کیون نہین جاتے

رہزن کا تو اندیشہ نہین راہ عدم مین
ہم ساتھ لیے زاد سفر کیون نہین جاتے

ہے جلوہ نما بام پہ وہ صاعقۂ طور
نظارے کو اے اہل نظر کیون نہین جاتے

کیون خاک اُڑاتے ہین ہر اک راہ گذر کی
اس کوچے مین ہم خاک بسر کیون نہین جاتے

ہے یہ بھی کوئی زیست کہ مردے سے پڑے ہین
پھٹکار ہے اس جینے پہ مر کیون نہین جاتے

کیا اب کی وبا مین بھی یہ بچ جائینگے اے رند
دشمن مرے فی النار سقر کیون نہین جاتے

واہ کیا شکل ہے ہر بت کی شباہت کیسی
آپ تو کیسا ہے صانع تری صنعت کیسی

دیکھتے بھی نہین تم چشم عنایت کیسی
پیار کیسا ہے مری جان یہ الفت کیسی

کون عاشق ہے ترا یار محبت کیسی
اتنا تو یاد نہین تھی تری صورت کیسی

ہڈیان میری بھلستی ہین دھوین اُٹھتے ہین
آج پھر کی ہے تپ ہجر نے شدت کیسی

رکھ چکا ہون مین گلا اپنا چھری کے نیچے
سانس لینے کی بھی مہلت نہین فرصت کیسی

بے سبب دشمن جانی وہ ہوا ہے میرا
بغض للہ ہے اس بت کو عداوت کیسی

ٹال جاتے تھے جو تم مین بھی طرح دیتا تھا
درگذر اب نہین کرتے تو مروت کیسی

ہلکے پانی نہین پی سکتا ہون کھانا کیسا
سلب کی عارضۂ ہجر نے طاقت کیسی

کیون نہ ہون مستحق لطف و سزاوار کرم
کی ہے سرکار مین بندے نے رفاقت کیسی

تم جو آتو کہے پکار دے سر محفل مجھکو
زنجیر ہو جائے مرے واسطے ذلت کیسی

تنگئے جسکی تمنا مین ہزارون نقشے
کھینچی تصویر یہ اے صانع قدرت کیسی

تم بھی تو جلدی مین لے جاؤگے ٹکڑے آؤ
دیکھو درگاہ مین ہوتی ہے زیارت کیسی

مجھسے مانگے جو کبھی وہ شہ عربی اے رند
جان کیا شے دو جہان کیسے دولت حشمت کیسی

تنگ آیا ہون اس چرخ کی بیدادگری سے
الجھاؤ نگاہ اب دلکو کسی او پری سے

قاصد تو جواب ایک سے خط کا نہ لایا
درگذرا مین باز آیا تری نامہ بری سے

بجھ جاؤن کوئی دم مین اگر مین تو عجب کیا
بدتر ہے مرا حال چراغ سحری سے

آنسو ہی بہا کاش کہ ٹھنڈا ہو کلیجا
او دیدۂ تر پھنک گئے سوز جگری سے

دیوانہ ہون تو خوب ہون ہشیار ہون تو خوب
کیا کام کسیکو مری شوریدہ سری سے

کب آؤگے کب آؤگے ایجان
آنکھونکا عجب حال ہے یان منتظری سے

مین مرد مسافر ہون محبت نہ بڑھاؤ
اچھا نہین ہے دلکا لگانا سفری سے

صیاد مین پانی بھی نہ پیتا ترے گھر کا
مجبور ہون کچھ بس نہین بے بال و پری سے

ایجان یہ سب کہنے کی باتین ہین چلو تو
تم چال مین رہ جاؤگے کیا کبک دری سے

تم نے تو رقیبون سے ملاقات بڑھائی
لگ چلتے ہین اب ہم بھی کسی اپنی پری سے

اے حور ترے کوچے سے نکلی جو سواری
سودائیون نے چھین لیا تخت پری سے

بجھنے پہ بھی اس آگ کی گرمی نہین جاتی
رہ رہکے دھوان اٹھتا ہے سوز جگر سے

اٹھ جائینگے اک روز یہی ہے جو بلکنا
تنگ اہل محلہ ہین مری نوحہ گری سے

تاثیر کی اس بت کے دل سخت مین کسدن
کچھ ہو نہین اے آہ تری بے اثری سے

اگلا ہی جلانا ابھی بھولا نہین اس کا
بلواتے ہین پھر سب مجھے اس سنگ گری سے

دیوانہ ہون ہے الفت گیسوئے مسلسل
حیران نہ ہو میری پریشان نظری سے

ریکیلا نہین اس سانپ کو مین جانے کہ کھیلا
چوٹی تری ہاتھ آئی ہے کس دردسری سے

گذرے تو نہین وہ ابھی اس راہ گذر سے
مین پوچھتا ہون رند ہر اک رہگذری سے

نہ کر بیہوش وان تک تو مجھے ہشیار رہنے دے
تجلی گاہ تک شوق جمال یار رہنے دے

نہ رہ پابند کفر و دین غرض رکھ اسکی الفت سے
جو عاشق ہے تو قید سبحہ و زنار رہنے دے

رہا ہون ہم صفیر عندلیب قفس مین برسون
نہ کر تو بحث مجھ سے بلبل گلزار رہنے دے

دلا بوسے لب شیرین کے تیرے واسطے سم ہین
یہ بد پرہیزیان چندے تو او بیمار رہنے دے

برس کر تو نہ لہرا چشم طوفان زا کو رونے پر
نہ دے آنکھون کو چھینٹے ابر گوہر بار رہنے دے

قسم ہے تجھکو اے دست جنون سودائے کاکل کی
جو اک تار گریبان تک مرا بیکار رہنے دے

برا ہی بیکسان عشق پر ظلم و ستم کرنا
نہ کر یہ بدعتین حسن غریب آزار جانیدے

وہ اپنے زہد پر نازان ہین سکی کریمی پہ
دبتے تجھسے واعظ کہدو یہ تکرار جانیدے

ترقی خواہ حسن اتنو ہزارون نو ملازم ہین
نکھوار قدیمی کو بس اب سرکار جانیدے

بھلا کیا فائدہ کھولون جو مین شکوے کے دفتر کو
یونہین رہنے دے اسکو گو ملے یار جانیدے

سلگتی ہین یہ سوز عشق ہے اخگر نہین ہین کچھ
نکھا ان ہڈیونکو مرغ آتشخوار جانیدے

پھنسیگا حشر کے دن مطلبے مین خون ناحق کے
ہمارے قتل سے باز آ تو او خونخوار جانیدے

نگہبانی کریگی موت اگر ہے زندگی باقی
نہ کر شرمندۂ عیسےٰ دل بیمار جانیدے

مثال تیر سیدھا منزل مقصود پر پہونچون
جو راہ راست پر یہ چرخ کجرفتار جانیدے

لگاوٹ چڑ ہے ظاہر داریون سے مجکو نفرت ہے
نہ کر یہ چاپلوسی مجھسے او عیار جانیدے

نہ لے جنس محبت دیکے دل بازار الفت مین
یہ سودا ہیچ دیگا رند یہ بیوپار جانیدے

نظر آتا ہے وہ بیزار خدا خیر کرے
پھر گئی پھر نظر یار خدا خیر کرے

پھر کسی بت کی محبت نے بنایا کافر
پھر پہنی پڑی زنار خدا خیر کرے

ٹوپی پھر گوشۂ ابرو سے ہٹائی اوسنے
پھر کھنچی میان سے تلوار خدا خیر کرے

ٹیس پھر اوٹھنے لگی پھر اسے دکھنے گھیرا
پھر کراہا دل بیمار خدا خیر کرے

پھر نہ آجائے مرے جان کہین آنکھون مین
پھر ہوئی حسرت دیدار خدا خیر کرے

وائے تقدیر کہ مر مر کے بچے تھے جس سے
پھر ہوا ہے وہی آزار خدا خیر کرے

چاہنے والون سے پھر کچھ انھین کھٹکا گذرا
پھر وہ پھرنے لگے ہشیار خدا خیر کرے

درد اوٹھتا ہے جگر مین کبھی دل دکھتا ہے
کچھ یہ اچھے نہین آثار خدا خیر کرے

روز ہجر آیا شب وصل صنم پھر گذری
پھر ہوئے صبح کے آثار خدا خیر کرے

پھر اوسی طور سے لڑ لڑ کے مرینگے عشاق
پھر بندھی شہر مین تلوار خدا خیر کرے

دیکھون کس کس کی قضا کھیل رہی ہے سر پہ
گنے جاتے ہین گنہگار خدا خیر کرے

آج صیاد کے تیور نظر آتے ہین برے
جی کی مرغان گرفتار خدا خیر کرے

گل نسرین و سمن پر ہے اداسی چھائی
کانٹے کھاتا ہے یہ گلزار خدا خیر کرے

جاگتا ہے جو یہی روز شب فرقت مین
دیکھیے دیدۂ بیدار خدا خیر کرے

بیطرح ابروِ قاتل کے اشارے ہین ادھر
اُنگلی پڑتی ہی یہ تلوار خدا خیر کرے

حرف آئے نہ مسیحا کی مسیحائی پر
ہی لب گور یہ بیمار خدا خیر کرے

بات وہ کیا تھی ہوا جسکا بکھیڑا اتنا
بڑھ چلی یار سے تکرار خدا خیر کرے

غیر صحبت مین جو بیٹھے سر تیور دیکھے
سوچکر کہنے لگا یار خدا خیر کرے

دلکی بیتابی سے ہی زلزلہ سارے گھر کو
ہین لرزتے در و دیوار خدا خیر کرے

فتنہ پردازی پہ مائل ہی طبیعت اسکی
شر پہ آمادہ ہی دلدار خدا خیر کرے

جرم اُلفت نہ کسی پر ہوا ثابت اے رند
ایک ہم ٹھہرے گنہگار خدا خیر کرے

متفرقات

تیرے سوا ثنا ہی نہین اس صفات کا
حقا شریک کوئی نہین تیری ذات کا

مضمون آبدار کیے یک قلم رقم
پھر بھر دیا ہی موتیون سے منھ دوات کا

تسبیح تیرے نام کی دردِ زبان رہے
ثابت ہی جبتلک کہ یہ رشتہ حیات کا

عدم کی سیر کی دنیا مین آکے اک جہان دیکھا
خدا شاہد ہی او بت تجھسا یان دیکھا نہ وان دیکھا

مٹ جائے دفعتاً غم کہین روز حساب کا
منھ اسطرف کو پھر بھی چلے آفتاب کا

دیکھکر افتادگی سبنے عزیز دل کیا
خاک ہو کر مرتبہ اکسیر کا حاصل کیا

اہل ایمان کی نہ ہو بعد فنا مٹی خراب
کب کسی نے مردہ مومن کو گل در گل کیا

کیا مذکور اسکے سامنے جب خط و کاکل کا
بھولایا منطقی کو مسئلہ دور و تسلسل کا

اک پری پیکر کا پھر دیوانہ و شیدا کیا
پھر غضب مین مجکو ڈالا ہائے دل نے کیا کیا

پوچھتے کیا ہو شب فرقت مین تو نے کیا کیا
رات بھر بلکا کیا مین ایڑیان رگڑا کیا

یہان سے بلبل شیدا تو آشیانہ اُٹھا
چمن سے تیرے مقدر کا آب و دانہ اُٹھا

اس کوچے مین جاتا ہون تو آیا نہین جاتا
آگے کو قدم مجھسے بڑھایا نہین جاتا

ہو گیا آب دم تیغ سے بسمل ٹھنڈا
کیون ہوا ابتو کلیجہ ترا قاتل ٹھنڈا

وابستہ ترا کب ہو گرفتار کسی کا
مانوس جو تجھسے ہو نہ ہو یار کسی کا

ہوا کیا چاہ سے حاصل نہ چاہا ہو گئے تو کیا ہوگا
کیا یہ کچھ محبت مین خفا ہو گئے تو کیا ہو گا

عبث رکنا ہر اک دم مین بگڑنا ہر گھڑی لڑنا
یہ پائی وصل مین لذت جدا ہو گئے تو کیا ہو گا

مجھے حاصل ہوا کیا آپکے دلبر بنانے سے
اگر اورونکے اب تم دلربا ہوگے تو کیا ہوگا

شکایت مین تری اے گل زبان اپنی نہ کھولونگا
برنگ بلبل تصویر بولا ہون نہ بولونگا

جلگیا خاک ہوا گو مرا خرمن نہ رہا
خوف تیرا بھی تو برق شرر افگن نہ رہا

ہو نہ غمگین اگر زاد سفر پاس نہین
شکر کر شکر کہ اندیشۂ رہزن نہ رہا

کون ہے بعد فنا ہوگا جسے غم اپنا
ابھی ہم زندہ ہین کر لیتے ہین ماتم اپنا

قاتل نے کیا قتل نہ جلاد نے مارا
کافر ترے اس حسن خداداد نے مارا

طول کھینچا گفتگو نے رنج بیجا بڑھ گیا
مختصر یہ ہے ہمارے اسکے قصا بڑھ گیا

اب تہی کرتے ہین پہلو آپ ملنے سے مرے
حد سے جب شوق ہم آغوشی زیادہ بڑھ گیا

آج اس گل کو ہمکنار کیا
خوب لپٹا بہت سا پیار کیا

دم نہ دے آپ پہ کسطرح سے عالم اپنا
آئینے مین تو ذرا دیکھیے عالم اپنا

غفران پناہ رند جہان سے گذر گیا
اچھا ہوا عذاب کٹا درد سر گیا

کفر ہم جسکو سمجھتے تھے وہ ایمان نکلا
جسے پوتھی کا گمان تھا وہی قرآن نکلا

اب بھی آجاؤ جو صورت تمھین دکھلانی ہو
دم کوئی دم مین مرا ورنہ مری جان نکلا

دل مبتلاے گیسوے دلدار ہو گیا
یارب مین کس بلا مین گرفتار ہو گیا

دق کا فراق یار مین آزار ہو گیا
عیسے سے اپنے چھٹکے مین بیمار ہو گیا

رویا جو پھوٹ پھوٹکے شوق جمال مین
اندھا تمھارا طالب دیدار ہو گیا

مر مر کے پہلے تھے مرض عشق سے نبچے
کیون رند پھر تمھین وہی آزار ہو گیا

نہ پایا کون و مکان مین تو لامکان پہونچا
تری تلاش مین مین بھی کہان کہان پہونچا

کچھ زیادہ ہے قلق اور بیقراری کل سے آج
او مسیحا غیر ہے حالت ہماری کل سے آج

ہو گیا نظارۂ گل مین مرا نقصان صریح
کھینچکر پھاڑا ہے بلبل نے مرا دامان صریح

ترا اسیر قفس جان سے تنگ ہے صیاد
حلال کرنے مین اب کیا درنگ ہے صیاد

پھنسا ہون دام مین تیرے تو مر کے چھوٹونگا
اسیر ہوکے رہائی تو ننگ ہے صیاد

بوتل شتاب طاق سے ہے بہر خدا اتار
بہانہ چڑھاؤن نشے کا ہے ساقیا اتار

دوستی بت سے مجھے نہ تم سے بیر
وجہ کیا کاوش کی مجھسے اہل دیر

چلیے قبر و نیز شہیدون کی کبھی
کیجیے شہر خموشان کی بھی سیر

وہ نہین آتا تو موت آئے کہین
پڑھتے ہین تسبیح تیرے نام کی
جب پیا پانی دعا ساقی کو دی
آئی بہار نکلے گل و برگ لال سبز
دیتی ہین زیب آپکو سب رنگتین مگر
دل سے جاتی ہی نہین کوچۂ جانان کی ہوس
صورت گل چاک کرتا ہون گریبان برس
تو بھی چل اپنے ذرا طالب دیدار کے پاس
پھر ہوئی ہی بادہ خوار دلکو ہوائے سیر باغ
قد و رخ سے سرو و گل کا ٹوٹنا منظور تھا
نہ ہو زبان الٰہی سوال سے واقف
خدا کرے نہ ہون میرے حال سے واقف
قاصد تجھے نہ یاد رہیگا پیام شوق
دلکو لے لیتا ہی محبوب جوان ایک نہ ایک
پیدا جو آئینے مین بھی ہوتی صفائے دل
کیجیے کرتے ہو جن لوگونکی خاطر داریان
بغیر یار کے لطف مے و کباب نہین
وہ عضو کونسا ہی جو کہ انتخاب نہین
زمانہ پھر گیا تیرے نظر کے پھرتے ہی
کھڑا ہوا بام پہ پروانہ کر تو عاشق سے
خدا کا قہر ہی نازل ہوا ہی بند و بشیر
سوا بدی کے نہ سرزد ہو فعل نیک کبھی
یہی اندیشہ ہی کچھ جان کا وسواس نہین
لب انکے بھی جان بخش عیسےٰ سے ہین
کھچین دور کیونکر نہ ہر بات مین

زیست بدتر مرگ سے ہی اس بغیر
اپنے حلقے مین سدا ہی ذکر خیر
ہچکی آئی تو کہا یادش بخیر
پوشاک بر مین پہنے ہی ہر نونہال سبز
سرخ و سفید رنگ پہ کھلتی ہی شال سبز
بلبل مست کو ہی سیر گلستان کی ہوس
پھاڑ کر کپڑے مین ہوجاتا ہون عریان برس
سب عیادت کے لیے جاتے ہین بیمار کے پاس
تو بھی آمادہ ہوا و ساقی برائے سیر باغ
اب کھلا اے رشک گلشن مدعا سیر باغ
جبین نہ ہو عرق انفعال سے واقف
نہ ہو مزاج مبارک ملال سے واقف
خط دیکے اس سے کیجو زبانی سلام شوق
مل ہی رہتا ہی مجھے آفت جان ایک نہ ایک
سینے مین اپنے رکھتا سکندر بجائے دل
خوش نہین آتی ہین بندیکو ظاہر داریان
پیالہ زہر کا ہی ساغر شراب نہین
کمر کا مثل دہن کا ترے جواب نہین
غضب خدا کا ہی کافر ترا عتاب نہین
کلیم سے صنم اللہ کو حجاب نہین
مراد پر ہے ترا عالم شباب نہین
ابو لہب ہین زمانے مین بوتراب نہین
وعدۂ مرگ برابر ہے کفن پاس نہین
وہ کس بات مین کم مسیحا سے ہین
رکے ہین وہ مجھسے کشیدہ سے ہین

نظر آئے کل رند مدت کے بعد
کچھ ان روزون مفتون و شیدا سے ہین

آئینہ منھ کو تیرے تکتا ہے حیران ہین ہمین
شانہ زلفون سے الجھتا ہے پریشان ہین ہمین

بُرا نہ مانو جو ہم عرض حال کرتے ہین
فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہین

ڈھونڈھ لینگے او ستمگر تجھسے بہتر سیکڑون
دل سلامت ہے اگر اپنا تو دلبر سیکڑون

جان واحد پر مری چلتے ہین خنجر سیکڑون
اک رگ جان ہے مری اور غم کے نشتر سیکڑون

ہم تو ہین نا آشنا ساحل کے کیونکر پار ہون
بہگئے ہین بحر اُلفت مین شناور سیکڑون

زینت فتراک شاید وہ شکار افگن کرے
اس تمنا مین پڑے ہین صید لاغر سیکڑون

خم کے خم لنڈھتے ہین ساقی ترے میخانہ مین
جائے مے خون جگر ہے مرے پیمانے مین

اور گلرو مجھے کب تجھسے چھڑا سکتے ہین
قطرے شبنم کے کہین پیاس بجھا سکتے ہین

ابھی وحشت ہین جو آؤن سر گریبان توڑون
ٹکڑے زنجیر اُڑا دون در زندان توڑون

لب لعلین سے لڑا لعل بدخشان توڑون
دست رنگین سے ملا پنجۂ مرجان توڑون

کھود دون تبخانہ کو کیون کسلیے مسجد ڈھاؤن
مجکو کیا ہے جو دل گبر و مسلمان توڑون

اپنے محسن کے نہ احسان فراموش کرون
وہ نہین ہین کہ نمک کھاکے نمکدان توڑون

اب عرش تلک جاتے دلکے مرے نالے ہین
بیتابیون نے دلکی کیا پاؤن نکالے ہین

رُخ کو پوشیدہ عبث ماہ لقا کرتے ہین
اچھی صورت کو چھپاتے ہین بُرا کرتے ہین

بہار آئی خرامان چمن کیا کیا اکڑتے ہین
چمن شفاف ہوتے ہین خس و خاشاک جھڑتے ہین

رواج بادہ خواری اسقدر ہے دور ساقی مین
سر بازار مست و محتسب کاندھے رگڑتے ہین

ہوا ہے قتل کے درپے ستمگر دیکھتے جاؤ
گلے پر بیگنہ چلتا ہے خنجر دیکھتے جاؤ

کئی دن سے صورت دکھاتے نہین ہو
سبب کیا جو تشریف لاتے نہین ہو

ہوکے بیزار عبث گھر کو نہ آؤ جاؤ
تھوڑے سے رنج کو اتنا نہ بڑھاؤ آؤ

دل نہین دیتا مین اس بات پہ آزردہ ہو
روٹھے جاتے ہو اسی بات پہ آؤ آؤ

کیا ہوا آرام شب ہجر کے بیدار دن کو
نیند کیا موت بھی آتی نہین بیمارونکو

حشر تک نامزد وہ تحسین کے قابل نہ ہو
تیغ سے رتبہ شہادت کا جسے حاصل ہو

دلکے سودے مین نہ دلدار سے تکرار کرو
مفت بھی مانگے تو دو پاس خریدار کرو

جلوۂ طور تو موسیٰ کی طرح دیکھ چکے
اب تو اس بُت کی خدائی کا نہ انکار کرو

یون محبت کرکہ واقف اپنا بیگانہ نہ ہو
داستان عشق ہر محفل کا افسانہ نہ ہو

ہر تمنا دل مین پی لین دست ساقی سے شراب
اور تھوڑی دیر معمور اپنا پیمانہ نہ ہو

اپنے وحشی سے تجھے لازم نہین اتنی گریز
آشنا ہے یار آخر آشنا بیگانہ نہ ہو

اسقدر ان کو حسین پیدا کیا اللہ نے
آدمی کیونکر پریزادون کا دیوانہ نہ ہو

ولا جام شہادت سے کہین تیرا گلا تر ہو
تجھے آب دم شمشیر قاتل شیر مادر ہو

کر گئے ہو مجھسے جو اقرار جانی بھیجدو
کوئی چھلا یا انگوٹھی کچھ نشانی بھیجدو

بدگمان مجھسے ہوئے ہو تو تشتا لے لو
مہر قرآن پہ کرو آؤ مچلکا لے لو

اک نظر دیکھے زلیخا گر مرے محبوب کو
بھول جائے دل سے حسن یوسف یعقوب کو

سیر باغ خلد سمجھو دید روئے خوب کو
مغتنم جانا کرو نظارۂ محبوب کو

مشق کر مشق کہ تا لطف سخن پیدا ہو
خود بخود شعر مین بیساختہ پن پیدا ہو

پڑے ہین پیچ ڈھیلے سر بسر باندھ
ذرا تو کھینچکر قاتل کمر باندھ

قفس مین جی مرا لگنے دے صیاد
جو پھر پھڑکون تو میرے بال و پر باندھ

نمک تھوڑا چھڑک دے پھر مزا دیکھ
نہ ٹانکے دے نہ پٹی زخم پر باندھ

نکلے گی جان تن سے سفر کی خبر کے ساتھ
اپنا بھی کوچ ہوگا تمھارے سفر کے ساتھ

سویا نہ صبح تک رُخ انور کی یاد مین
آنکھین تمام رات لڑائین قمر کے ساتھ

کیا دون خبر مین ہیچدان سر غیب کی
معدوم ہے دہن بھی تمھارا کمر کے ساتھ

یہی زندگی ہے تو مرتے رہین گے
سدا دن مصیبت سے بھرتے رہینگے

فرقت مین تری عمر تلف کی نہین جاتی
او جان جہان جان تو یون دی نہین جاتی

پابند یہ مرغ جان تنہا نہ قفس کا ہے
پھندا بھی تو گردن مین اک تار نفس کا ہے

بیان کیجیے کیا واردات اتنی ہے
وہ بولتے نہین کچھ منھ سے بات اتنی ہے

پایا جو اپنے ڈھب کا خریدار بک گئے
ہم مُفت تیرے ہاتھ جفا کا بک گئے

رونا اُس سے کیونکر چھوٹے
جس سے مجھا دلبر چھوٹے

ساحل دکھائی دیتا ہے مجکو نتھاہ ہے
دریائے عشق مین مری کشتی تباہ ہے

اب مشعلین اُس کوچے مین جلوائینگے ہم بھی
اندھیر ہے اندھیر ہے چلائین گے ہم بھی

یہ ربط محبت مین بڑھاپے سے بڑھین گے
تم آؤ کسی روز تو پھر آئین گے ہم بھی

داغ اُلفت دل پہ جانی دے گئے
فعل ظاہر ہوگئے بندے پہ سارے آپکے
غیر کے جانب ہوئی اب مہربانی آپکی
چودھوین رات جو تو مہ کے مقابل ہو جائے
کچھ فقط ہند مین شہرت نہین جانی تیری
کیا گلے ہون گے یار سے مل کے
کس کو دکھلاؤن آبلے دل کے
آنکھین لڑتی ہین ہمیشہ اس بت مغرور سے
کسکو نسبت دیجیے اسکے رُخ پر نور سے
پھر شب مہتاب مین سامان عشرت ہو نصیب
تیشہ رانی کا نہ پایا مزد کچھ شیرین سے
غیر نے کیا کیا بٹھائے ضبط لیکن یار سے
بعد مردن گلشن جنت جہنم ہو گیا
وجہ جنسیت سمجھ اسکو جو اکثر شیخ جی
وصل کی شب یوہین اے قاضی حاجات رہے
ترک ہو جائے اب اس سے کہ ملاقات رہے
قصد کرنا نہ بہت ربط بڑھانے کا دلا
خدا کیواسطے ملیے کسی قرینے سے
وہ ماہرو نہین ملتا کئی مہینے سے
آئے نہ عیادت کو بھی بیمار کے اپنے
طبیعت اسکی عبث مجھسے بے نیاز پھری
جان بلب ہے اور دل بیمار کسکے واسطے
نہین ہون شغل سے فرقت مین بھی ستمگر خالی
کیا ستمگر اُس قاتل نے نظر پھر جدھر دیکھا
مین مردہ سا پڑا رہتا ہون اکثر تیری فرقت مین

چلتے چلتے یہ نشانی دے گئے
مجھ چکی صاحب سلامت اب ہمارے آپکے
اس لیے بندے نے کی واپس نشانی آپکی
چاندنی میلی ہو دھلوانے کے قابل ہو جائے
مصر تک دھوم ہے اے یوسف ثانی تیری
آج پھوٹین گے آبلے دل کے
زخم پڑ پڑ گئے ہین چھل چھل کے
روز کر لیتا ہون مین نظارہ بازی دور سے
خوبتر پایا پری سے اُس کو بہتر حور سے
بادۂ گلرنگ چھلکے ساغر بلور سے
کوہکن بھی کم نہین بیگار کے مزدور سے
ہین ملاقاتین اسی معمول سے دستور سے
پھر گئی آنکھون مین صورت تیری شکل حور سے
وجد مین آتے ہین آواز خر تنبور سے
حشر کے روز تلک صبح نہ ہو رات رہے
دم نکلجائے بلا سے یہ مری بات رہے
مغتنم جان جو اتنی بھی ملاقات رہے
مین خاک چھان رہا ہون کئی مہینے سے
الٰہی موت دے گذرا مین ایسے جینے سے
لی خوب خبر تم نے گرفتار کی اپنے
نیاز مند سے ناحق نگاہ ناز پھری
نکلی جاتی ہے یہ جان زار کسکے واسطے
بھر آیا دل تو کی رو رو کے مین نے چشم تر خالی
محلّے کے محلّے کر دیے ہین گھر کے گھر خالی
قلق سے روح کر دیتی ہے قالب بستر خالی

گھر بلا کر خاطرین کیا خوب کین مہمان کی — لاکھ نکتوڑو نسنے دی ہی اک گلوری پان کی
میرے یوسف کونسی شے تجھسے کی کسدن عزیز — دل تو کیا مین نے تو اپنی جان تک قربان کی

اس بیوفا کو مجھسے اب اُلفت نہین رہی — اُلفت تو در کنار مروت نہین رہی
آئینہ اُنکا ٹوٹ گیا میرے ہاتھ سے — اب کوئی مُنھ دکھانے کی صورت نہین رہی
باہم گلے نکلے لطف ملاقات تک رہی — اب تمکو شکوہ مجکو شکایت نہین رہی
پہونچا نہین مین آپکی خدمت مین واقعی — حاضر نہ ہوسکا مجھے فرصت نہین رہی
شرمندگی کی وجہ نہین اس طرف ثبوت — پر تمکو مُنھ دکھانیکی صورت نہین رہی

سیر کی خوب پھرے پھول چنے شاد رہے — باغبان جاتے ہین گلشن ترا آباد رہے
رونقین یار کے مقدم سے ہین آبادی ہی — غیر کے گھر مین ہی ماتم مرے گھر شادی ہے
دم نہ بھر میری محبت کا نہ کر مجکو تباہ — اس ہوا خواہی مین او گل مری بربادی ہے

فراق یار مین تاب و توان رہے نہ رہے — گرد نگا اپنی ہی گو تن مین جان رہے نہ رہے

ہاتھ آتی ہی نہ محسوس نظر ہوتی ہی — کسی انسان کی ایسی بھی کمر ہوتی ہے
آج رخصت ہی مری کوچۂ دلبر سے رند — در و دیوار پہ حسرت کی نظر ہوتی ہے

چھری کس لطف سے پھیری گلے پر اپنے بسمل کے — جو بس ہوتا مرا تو چوم لیتا ہاتھ قاتل کے
دکھاؤنگا اگر مین زور اپنی وحشت دل کے — تو چھوڑی کیطرح توڑ ونگا حلقونکو سلاسل کے
گریبان چاک کر ڈالا کیے ٹکڑے سر اسل کے — جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دلکے
نہ رہجائیگا قیس زار لیلی تیرے ناقے سے — مثال گرد لپٹا جائیگا سائے سے محمل کے
جنون نے بعد مجنون مجکو بھجوایا بیابان کو — روانہ ہوتا ہی عامل ہمیشہ بعد عامل کے
کشش گرداب کی شاید تہ دریا دکھائیگی — مری کشتی بھی اُلٹے گی پہونچکر پاس ساحل کے

لالہ ساں اب چلکے سیر کوہ و صحرا کیجیے — تا کجا داغ جنون کو دل مین اخفا کیجیے
گلشن حسن و لطافت کا نظارہ کیجیے — روبرو بٹھلایئے اور اسکو دیکھا کیجیے
راز پنہان محبت کو اب افشا کیجیے — خود بھی رسوا ہوجیے تمکو بھی رسوا کیجیے
اور بگڑے سے بھلی لگتی ہی صورت آپ کی — مو پریشان رکھیے یا کپڑون کو میلا کیجیے
دامن کہسار کے وحشت مین لتے کیجیے — چیتھڑے دامن کے نذر خار صحرا کیجیے

کیون رنگ حنا ہاتھ پہ اُسکے نہ گران ہو — گل ہاتھ مین لینے سے لچکتی ہے کلائی

موت اپنی بھی تجھے یاد جو آئی ہوتی
گورکن ہٹی مین مٹی نہ ملائی ہوتی

روح نے خاک کے پتلے کو حقیقت دی ہی
یہ ہوا کاش بشر مین نہ سمائی ہوتی

دیتا گر کاتب تقدیر ازل مین مجکو
سرنوشت اپنی وہین مین نے مٹائی ہوتی

قابل شوب اگر جسم کا جامہ ہوتا
تو کھڑے گھاٹ یہ گدڑی بھی دھلائی ہوتی

ہم وہ جانباز ہین گر کھینچتا قاتل شمشیر
ٹکڑے اڑجاتے مگر بھون نہ چڑھائی ہوتی

زندگی مین اگر آتا تو بقول بسمل
اس زمین مین بھی بہت خاک اڑائی ہوتی

پھر بھی بادیہ پیمائی کی پاؤنکو حسرت باقی ہی
جنگل جنگل پھر آیا پر ابتک وحشت باقی ہی

اس شہ خوبی سے اے دل منھ نہ موڑا چاہیے
ہاتھ سے دامان دولت کو نہ چھوڑا چاہیے

سوزش دل اور تپک سے اسکے ہوتا ہی یقین
پکے پھوٹے منھ کرے اکدن یہ پھوڑا چاہیے

وہی عاشق ہو تو انکا وہ انھین پیار کرے
جسکو اللہ مصیبت مین گرفتار کرے

خواہش مرگ بھلا کیون نہ وہ بیمار کرے
جاگ کر صبح جو فرقت کی شب تار کرے

چشم بیمار سے کیا غور ہو میرے دل کی
کبھی بیمار کا تیمار نہ بیمار کرے

شہسوار ایسا زمانے مین نہین ہی کوئی
شوخیان کیون نہ پھر اس ترک کا رہوار کرے

فصل جاتی رہی بلبل کے خوش الحانی کی
دھوم ہی باغ مین اب میری غزلخوانی کی

سر تصدق ہی اگر دل نہ رہا پہلو مین
مین نے یہ قطرۂ خون عشق کی مہمانی کی

جنتون کے پیچ مین پھر جان بیقرار آئی
ہوائین زور کی چلنے لگین بہار آئی

تن مین ہی توانائی نے زور حمایت ہے
فریادرس عالم ہنگام کفالت ہے

ایما ہی کنایہ ہی چشمک ہی اشارت ہے
معلوم ہوا انکو اک چشم عنایت ہے

مرنے کو نہ آسایش زندے کو نہ راحت ہے
ہر طور سے مشکل ہی ہر طرح قباحت ہے

چنگاریان اشکو نہین نالو نہین حرارت ہی
عشق بت سنگین دل سب تیری شرارت ہے

آتی ہی صدا اسکے کشتونکے یہ مدفن سے
یہ گوشہ تنہائی کیا کنج فراغت ہے

آرزوئے وصل یار دیکھیے کب تک رہے
حسرت بوس و کنار دیکھیے کب تک رہے

توقع مہربانی کی نہ رکھ صاحب جمالو نسے
دغا پائیگا او دل اب بھی باز آ ان خیالو نسے

پڑین ہو موئے میان مین دقتین باریک بینونکو
کمر اس شوخ کی بندھتی نہین نازک خیالو نسے

رہے جو مہد آسائش میں گردن انکے دبتے ہیں
مصیبت دیکھیے کیونکر اُٹھے نازونکے پالونسے

طفلی مین بھی یہی تھی طبیعت جو آج ہے
یہ رِندی بھی قدیم سے عاشق مزاج ہے

جسے دیکھا سو سے ملک عدم دنیا سے راہی ہے
چلے جاتے ہین بند آنکھین ہین خورآباد شاہی کے

اپنی زلفون کو جو تم ہاتھ لگانے دیتے
راہ گیسو مین اسیدن کئی شانے دیتے

اسقدر سبز قدم ہو نہین کہ گلچین مجکو
پھر گلگشت چمن تک نہین آنے دیتے

بات کرتے تو مین گالی بھی تمھاری سُنتا
پاؤن بھی پڑتا اگر ہاتھ لگانے دیتے

ضد ہی کیا باد کے جھونکون کو گرفتار و نسے
نکہت گل بھی قفس تک نہین آنے دیتے

ہوا آگاہ اپنے حسن سے تو دیکھین کیا ہوئے
دکھایا جس نے آئینہ تجھے اسکا برا ہووے

دو دو پہر رگڑتا ہی جو تیغ سنگ سے
آنکھین لڑین ہین اتنواسی خانہ جنگ سے

قسمت نہ لے گئی ہمین تا ساحل مراد
دریا مین ڈوبے نکلے جو کام نہنگ سے

کس کو دیتا ہی پیالے بادہ گلفام کے
ہم تو تشنہ نہین ساقی فقط اک جام کے

دبائے چرخ نے کیا کیا جوان نہین کے تلے
مجھے بھی گاڑیگے آسمان زمین کے تلے

گمان بعد فنا بھی نہین ہے راحت کا
سُنا ہی جب سے کہ ہی آسمان زمین کے تلے

قد خمیدہ سے کرتے ہین یہ اشارے پیر
تجھے بھی جانا ہی او نوجوان زمین کے تلے

وہان بھی کلمہ پڑھونگا ترا خدا کی قسم
جو اختیار مین ہوگی زبان زمین کے تلے

جلوہ حسن خداداد ذرا دکھلا دے
منکرون کو بھی صنم شان خدا دکھلا دے

راحت سوائے ایذا اہل وطن نہ دینگے
مرجاؤنگا تو مجکو دو گز کفن نہ دینگے

بار ہے سر نہین جدا ہووے
تیرا خنجر مرا گلا ہووے

دم نہ نکلا شب فراق مین بھی
سخت جانی ترا برا ہووے

اب چھوڑیے حجاب کو پردہ اُٹھائیے
مشتاق ہین جمال کے صورت دکھائیے

کون زاہد ہی تو فاسق کسے کہوا تا ہی
سب وہی کرتے ہین جو کام تو فرماتا ہے

حضور قلب سے کسدن دعا نہین ہوتی
تری جناب مین کب التجا نہین ہوتی

نصیب شربت عناب لب نہین ہوتا
مین وہ مریض ہون جسکی دوا نہین ہوتی

مقام ضبط کا ہی داد دی شکستہ دلان
گرے جو شیشہ بھی یان تو صدا نہین ہوتی

کوئی غریب اگر قافلے سے چھوٹ گیا
جو بند آج صدائے درا نہین ہوتی

کدورت آئینے کی دور ہو نہ بے صیقل
صفائی قلب کی بے اتقا نہین ہوتی

گداز آتش غم نے کیا یہ جسم کا حال
جو استخوان کو بھی توڑون صدا نہین ہوتی

بیخطا ہر ایک کو حکم تہ شمشیر ہے
مملکت مین ماہرویونکی بڑا اندھیر ہے

ایک سے ہین مرد اور نامرد اپنے عہد مین
ہر سگ دیوانہ اپنے زعم مین اب شیر ہے

کوئی کافر پوچھنے والا نہین اس ظلم کا
بیگنہ خون مسلمان ہو یہ کیا اندھیر ہے

میوہ ہائے خلد کا مشتاق ہون نہین اے کریم
نعمت دنیا سے اب میری طبیعت سیر ہے

شمیم گیسوئے مشکین یار آ ہی گئی
تن عروس کی بو ایک بار آ ہی گئی

گل کھلین بادہ چھلکنے لگے پیمانون سے
مست پھر نکلین بہکتے ہوئے میخانون سے

پیچ کیا کیا نہ کیے اپنے پریشانون سے
زلفین نیچی ہوئی جبدن سے ترے شانون سے

قیس و فرہاد کی روحین ہین مصاحب میری
مین ہون دیوانہ مجھے شوق ہے دیوانون سے

المدد جوش جنون وقت مددگاری ہے
سلسلہ چھٹتا ہے زنجیر کا دیوانون سے

وہ شے جو دید کے قابل تھی درمیان نہ رہی
حجاب اٹھ گیا صورت تری نہان نہ رہی

بکا کیے سر بازار عشق یوسف وش
متاع حسن سے خالی کبھی دکان نہ رہی

کبھی نہ بھولی مجھے یاد ابرو قاتل
گلے پہ تیغ سی کسدم مرے وان نہ رہی

دام بلائے زلف سے مشکل رہائی ہے
صید اجل گرفتہ قضا تیری لائی ہے

اللہ رے ذوق صحبت رندان بادہ نوش
ساقی سے پیشتر بط مے اڑکے آئی ہے

پاؤن پڑکر بھی نہ ہوئیگی رہائی تیری
میرے ہاتھ آئی کسیدن جو کلائی تیری

روبرو اُس شعلہ رو کے بزم مین کیونکر آگئی
شمع کافوری کی آنکھون مین چربی چھا گئی

چھپاؤ شکل کو سو سو ادا سے
نظر آتے ہو صورت آشنا سے

گریبان ضعف سے ہوتا نہین چاک
اب اے دست جنون وقت مدد ہے

یون مہکتا تھا نہ گلشن کبھی تیری بو سے
ہوکے آئی ہے صبا آج تو کس گیسو سے

صبح تک شام سے کرتا ہون ترا ذکر جمال
رات بھر لگتی نہین میری زبان تالو سے

فکر نے مجکو دیا مرتبہ اسکندر کا
شکل دلبر ہے عیان آئینہ زانو سے

رند مشرب ہون مرا مہر و محبت ہے طریق
نہ مسلمان سے کاوش نہ خلش ہندو سے

کہنہ مضمون ہے تو ہو پھر بھی جو مین فکر کرون
کمر یار کو باندھون نئے سو پہلو سے

ترک خونریز کہون مردم چشم اُس کی نہین	کام تلوار کا لیتی ہے نگہ ابرو سے
آکر ترے کوچے مین گدا شاہ ہوا ہے	سایہ تری دیوار کا یا ظلِ ہما ہے
سُنتا ہی نہین وہ بت گمراہ کسی کی	ایسا نہ ہو سن لے کہین اللہ کسی کی
سر دینے کو بیٹھے ہین بہت جان سے بیزار	مشکل کرو آسان کبھی للہ کسی کی
جو تجھسے غرض رکھین اُنھین غیر سے کیا کام	اُلفت نہ کرین تیرے ہوا خواہ کسی کی
درانہ چلا آؤنگا اکدن ترے گھر مین	سُننے کا نہین بندۂ درگاہ کسی کی
سحر کو ہم ہین اور وہ جانجان ہے	وصال یار مین شب درمیان ہے
پسینا حسن ہی چاہ ذقن کا	نہ ہو پانی تو پھر اندھا کنوان ہے
تھی لاگ کسی زلف گرہگیر سے آگے	اک سلسلہ تھا مجکو بھی زنجیر سے آگے
رہتا تھا سدا پیش نظر اک رخ روشن	اُلفت تھی کسی چاندسی تصویر سے آگے
جاری ہی نیا مملکت عشق مین آئین	مجرم کو سزا ملتی ہی تقصیر سے آگے
یہ شوق نہ تھا آپ کو ناوک فگنی کا	اُڑتے تھے نشانے نہ کبھی تیر سے آگے

اشعار فارسی

پے قتلم شدہ آمادہ بت گمراہیست	دل خبردار کہ باز آمدہ نادرستاہیست
گہ نالم و گہ گریہ کنم حالتم اینست	عمریست کہ در ہجر کسے عادتم اینست
آدمی زادی یا بنے جانے	جان فدائے تو آفت جانے
شب فرقت بیاد زلف کسے	بسر آمد بصد پریشانے
شہرۂ طرز خرامش بجہان خواہد شد	رفتہ رفتہ بت من آفت جان خواہد شد
ہست در دل غم پنہان کہ نگردیدہ عیان	بعد مرگ من غمدیدہ بیان خواہد شد
گرچہ آشوب جہان بود خرام تو دے	کس نگفت کہ این حشر عیان خواہد شد
آنکہ در طفلی او پیر و جوان گشت ہلاک	خوش زمانے کہ چنین شوخ جوان خواہد شد

بوفائے دوسہ روزش مرو از جا اے رند
کہ ہمین راحت جان آفت جان خواہد شد

دلم برد از بزم شیرین لبے شوخی پریزادے	بت کافر وشی سنگین دلی صد فتنہ ایجادے
زلف در دست رقیبان دیدہ ام	شب عجب خواب پریشان دیدہ ام

کے بود بینیم اے مہ روے تو　　اے ہلال عید ما ابروے تو

از کدامی گلشنے اے گل بگو　　خوے تو نازک ترست از بوے تو

قطعہ تاریخ چاہ

خضر آب بقا یوسف بیر علم　　قاسم حوض جنان ہست واللہ علے

رند ترقیم نمود سال این چاہ جدید　　جام پر آب دہد عوض چاہ علے

تاریخ سبیل قادر علی خان

بانی وہ کربلا مین ہوا ہے سبیل کا　　قادر علی جو خان ذوالاحترام ہے

مقبول کیون نہ ساقی کوثر کرین اسے　　دل سے پسند طبع شہ تشنہ کام ہے

شیرینی اسکے آب کی کیونکر بیان ہو　　ہر آبخورہ پانی کا شربت کا جام ہے

آیا خیال کیجیے تاریخ اس کی نظم　　شاعر ہوئین بھی رند یہی میرا کام ہے

ہاتف پکارا کرکے سر جان زار رند　　پانی پیو سبیل کا نذر امام ہے

رباعیات

عاشق کو اپنے اب نہ ترساؤ تم　　پھر چاند سی شکل آکے دکھلاؤ تم

حیلہ کرکے کوئی بہانہ کرکے　　جسطرح سے ہوسکے یہان آؤ تم

تنہا جو کبھی یار کو مین پاتا ہون　　بیتاب ہو دوڑ کر لپٹ جاتا ہون

کہتا ہے وہ مسکرا کے اے رند سنا　　مین تیری انھین باتون سے گھبراتا ہون

رند آپ کو یون تباہ کیونکر نہ کرے　　ایسے دلبر کی چاہ کیونکر نہ کرے

کہتے ہین لوگ ٹھنڈی سانسین نہ بھرو　　جب درد ہو دل مین آہ کیونکر نہ کرے

لب پر ترا نام ہوگا مرتے مرتے　　دم نکلے گا آہ سرد بھرتے بھرتے

گر ہجر یونہین رہا نصیب اعدا　　مرجاؤنگا ہائے ہائے کرتے کرتے

کیونکر تری تصویر مٹاؤن دلسے　　کس طور سے یہ نقش اٹھاؤن دل سے

وہ لطف وہ عنایت وہ تلطف وہ کرم　　کن کن تری باتون کو بھلاؤن دلسے

گھر گھر رونق ہے طرفہ آبادی ہے　　غم خارجیون کو شیعون کو شادی ہے

کہتے ہین شب برات جس کو مردم　　روز مولود مہدی ہادی سے ہے

مخمس غزل حکیم
نواب میرزا شوق

جاتے ہین وہ دریا کے کنارے کئی دن سے
گلشن کے بھی کرتے ہین نظارے کئی دن سے
بگڑے ہوئے انداز ہین سارے کئی دن سے
کہتے ہین نہین ہین وہ ہمارے کئی دن سے
پھرتے ہین انھین غیر اُبھارے کئی دن سے

ہم کور ہوے شوق کے مارے کئی دن سے
آنکھون سے نہین سوجھتا پیارے کئی دن سے
رہتے ہین پڑے سب سے کنارے کئی دن سے
جلوے نہین دیکھے جو تمھارے کئی دن سے
اندھیر ہی نزدیک ہمارے کئی دن سے

وہ دیکھتے ہین اب لب بام آکے تماشا
مشتاق گلی مین ہین کھڑے والہ و شیدا
انبوہ سا انبوہ ہی ہنگامہ ہے برپا
عشاق سے ہی کوچہ معشوق مین میلا
رستہ نہین ہی بھیڑ کے مارے کئی دن سے

کس طرح ہمارا دل بیتاب نہ تڑپے
رہتا ہی نہان چار پہر یار نظر سے
کیا شب کو ملاقات ہو اس رشک قمر سے
بے صبح نکلتا نہین وہ رات کو گھر سے
خورشید کے انداز ہین سارے کئی دن سے

بس چپکے ہی بیٹھے رہو کچھ منھ پہ نہ لاؤ
فقرے یہ کسی اور کو دو قسمین نہ کھاؤ
گردن کو جھکاؤ کہ اب آنکھونکو چراؤ
ہم جان گئے آنکھ ملاؤ نہ ملاؤ
بگڑے ہوے تیور ہین تمھارے کئی دن سے

یہ عشق فسونکار نیا رنگ ہے لایا
اب آپ کو بھی ہنسنے لگا اپنا پرایا
لیلی جسے سمجھے تھے وہ مجنون نظر آیا
آخر مری آہون نے اثر اپنا دکھایا
گھبرائے ہوے پھرتے ہو پیارے کئی دن سے

آئینے کے مانند نظر آتے ہو حیران
مسی ہے نہ کاجل ہے نہ مہندی ہے نہ ہے پان
کنگھی ہے نہ چوٹی ہے نہایت ہو پریشان
کس کشتہ کا کل کار کھا سوگ مری جان
گیسو نہین کیون تم نے سنوارے کئی دن سے

لب خشک نظر آتے ہین اور چشم ہے پرنم
ہر بات مین بھرتے نفس سرد ہو پیہم

کس کے لیے صاحب نے بنایا ہے یہ عالم
کس چاک گریبان کا لیا آپ نے ماتم
کپڑے بھی نہیں تم نے اُتارے کئی دن سے

شکر اپنے کا ہنگام ہے شکوہ کریں کیونکر
ہوتے ہیں عنایات خطاب اتو مکرر
افضال الٰہی سے کرم ان کے ہیں ہم پر
دیوانہ بھی سودائی بھی فرماتے ہیں اکثر
ان ناموں سے جاتے ہیں پکارے کئی دن سے

مجبور ہوئے ہم نہیں کچھ عشق سے چارہ
کیا عرض کریں آپ سے باعث ہے یہ سارا
زیبا نہ تھے جو تنگ کیے وہ بھی گوارا
دل پھنس گیا ہے آپ کی زلفوں میں ہمارا
ہیں بندۂ بے دام تمھارے کئی دن سے

بیجا ہے مری جان اب انکار نہ کیجے
انداز روش دیکھتے ہی جان گئے تھے
جو دل میں تمھارے ہے وہ سب ہم ہیں سمجھتے
پامال کرو گے کسی وارفتہ کو اپنے
اٹکھیلیاں ہیں چال میں پیارے کئی دن سے

ہے سب کو یقین انکے نہ آنے سے یہاں تک
جو وجہ ہے یارو وہ بیان کیجیے کس سے
بس ترک ملاقات ہوئی اب نہ ملیں گے
اک شب مرے گھر آن کے مہمان رہے تھے
آتے نہیں اس شرم کے مارے کئی دن سے

میں بیٹھتا تھا ملکے تو فرماتے تھے ہٹ کر
آرام وہ اب کرتے ہیں چھاتی سے لپٹ کر
اور لیٹتے تھے پاس تو تیرا کے سمٹ کر
مُنھ گال پہ رکھ دیتے ہیں سوتے ہیں چمٹ کر
کچھ کچھ تو حیا کم ہوئی بارے کئی دن سے

آرائش و تزئین کے جو ساماں ہیں سراسر
کھلجائیگا ہم پر بھی کسی روز تو دلبر
بے وجہ نہیں کوئی سبب ہوگا مقرر
مہندی بھی ہے مسّی بھی ہے لاکھا بھی ہے لب پر
کچھ رنگ ہیں بے رنگ تمھارے کئی دن سے

اس کوچہ میں کب اہل ہیں چلتے ہیں رستے
پر خوف بھی راہوں میں کہیں چلتے ہیں رستے
کاٹے ہوئے وہ راہ میں چلتے ہیں رستے
ڈر سے ترے کاکل کے نہیں چلتے ہیں رستے
دم بند ہیں اس سانپ کے مارے کئی دن سے

اب ربط ہیں اگلے نہ ملاقات ہے ویسی
اس ماجرے سے رند کچھ آگاہ ہو تم بھی
وہ چین جبیں صاف ہے رنجش کی نشانی
پھر شوق سے کیا اس بت عیار سے بگڑی

ہوتے نہیں باہم جو اشارے کئی دن سے

مسدس موسوم بافسانۂ محبت

پیش ازین یار ترا عاشق شیدا تھا مین
بستۂ سلسلۂ زلف چلیپا تھا مین
ہمہ تن آئینہ سان محو تماشا تھا مین
کوبکو شہر مین تیرے لیے رسوا تھا مین
اک زمانہ ترا عاشق مجھے بتلاتا تھا
انگلیان اٹھتی تھین جس راہ مین جاتا تھا

مدتون بلبل مست گل رخسار رہا
چشم میگون کا تری والہ و سرشار رہا
سالہا سال تپ ہجر سے بیمار رہا
سحر مین نرگس جادو کے گرفتار رہا
بیخودی تیرے لیے آٹھ پہر رہتی تھی
دو دو دن تک سر و پا کی نہ خبر رہتی تھی

آتش ضبط سے دن رات جگر پکتا تھا
یا د آئینۂ رخسار مین اک سکتا تھا
حال دل اپنا کسی سے مین نہ کہہ سکتا تھا
ہو کے ششدر کبھی مین چار طرف تکتا تھا
گاہ بیگاہ کوئی بات کی تو اس ڈھب کی
دن کی پوچھی جو کسی نے تو بتائی شب کی

درد سر تھا یہ کسے جو مرا سنتا سر درد
نالہ گرم تھا ہمدم مرا یا آہ سرد
کوئی مونس نظر آتا تھا نہ کوئی ہمدرد
ڈبڈبائے ہوئے اشک آنکھوں مین اور رنگت زرد
یاد مین خنجر ابرو کے کلیجا شق تھا
صدمۂ ضبط سے لب خشک تھے چہرہ فق تھا

چاہا ہر چند محبت نہ ہو فتنہ پرداز
گوش زد ہو چکا گو خرد و کلان کے یہ راز
دل کے دل ہی مین رہین عشق کے سب راز و نیاز
پر سنے میری زبان سے تو نہ کوئی غماز
کر دیا مجکو خموشی نے جو پتلا غم کا
داغ سودائے جنون اور زیادہ چمکا

دوست سمجھاتے تھے ہر بار تو سودائی ہی
بیمروت ہی وہ بیدید ہے ہرجائی ہی
کس پہ مرتا ہی تو کیا تیری قضا آئی ہی
خاک لاکھون ہی سے اس شوخ نے چھنوائی ہی
ہو گی پروا اُسے اصلا نہ تری حالت کی

خود غرض ہی وہ اسے قدر نہین اُلفت کی

رحم کر اپنی جوانی پہ نہ کر اس کا خیال
خون عشاق سمجھتا ہی وہ بے پیر حلال
مول لیتا ہی عبث جی کے لیے جنجال
خوب اطوار سے اس بُت کے ہین ہم واقف حال

ہم نے مانا کہ وہ بے مثل ہی لاثانی ہے
دل مگر ایسے کو دے بیٹھنا نادانی ہے

پہلے اشفاق و عنایات سے پیش آتا ہی
دام تزویر وہ سو رنگ کا پھیلاتا ہے
غمزہ و ناز و کرشمہ بھی دکھلاتا ہے
مثل دیوانون کے پھر تنکے ہی چنواتا ہے

لاکھ معشوقون مین اک عربدہ پرداز ہے وہ
بیمروت ہی ستمگار ہی دم باز ہے وہ

دیکھ پچھتائیگا تو مان کسی کا کہنا
آنکھین کھلجائینگی سب نشہ اُتر جائیگا
یاد آئینگی یہ باتین تجھے جب ہوگی دغا
ہاتھ مل مل کے کہیگا کہ کوئی کہتا تھا

جان اور بوجھ کے نادان نہ ہو ہشیار ہی تو
دوستانہ تجھے سمجھا چکے مختار ہے تو

مطلقا پند و نصیحت نہین کرتی تھی اثر
عشقبازی کا تری جن جو چڑھا تھا سر پر
سن سا رہجاتا تھا ایک ایک کی باتین سُنکر
جسجگہ بیٹھ گیا کاٹ دیئے آٹھ پہر

مین کہان خواب و خورش اور بُت خودکام کہان
جسکا دل چھوڑا سا پکے اسے آرام کہان

دلمین کہتا تھا تجھے جسسے تھا ایجان دیکھا
پھر نہ اکبار بھی اسکو کسی عنوان دیکھا
حور آئی تھی نظر یا کوئی انسان دیکھا
حیف صد حیف یہ کیا خواب پریشان دیکھا

وصل کسطرح سے اس شوخ ستمگر کا ہو
نام معلوم ہو جسکا نہ پتا گھر کا ہو

ڈھونڈھنے اس گل رعنا کو کہان جاؤنین
وہ تو گذرا نہ ادھر جی سے گذر جاؤنین
آؤ اب اپنا گلا کاٹ کے مرجاؤن مین
عشقبازی مین بھلا نام تو کر جاؤنین

شمع و گل گور پہ شاید وہ چڑھانے آئے
پیٹتے روتے جنازے کو اُٹھانے آئے

دن تو ہر طور سے ہوجاتا تھا چل پھر کے بسر لاتی تھی آفت تازہ شب فرقت دوپہر
مردنی شام سے چھا جاتی تھی میرے منھ پر روز کرتا تھا شب ہجر کی مر مر کے سحر

ایک جا پر نہ قرار آتا تھا سیماب کی طرح
لوٹا کرتا تھا پڑا ماہی بے آب کی طرح

جو ہوا اور قلق اس دل مضطر کو سوا ایڑیاں رگڑیں زمین پر کبھی سر دے پٹکا
دیکھا جب یوں بھی تسلی نہیں ہوتی صلا دونوں ہاتھوں سے جگر تھام لیا اُٹھ بیٹھا

کیا کہوں رات غضب لاتی تھی کیا کیا جانی
کبھی لیٹا کبھی بیٹھا کبھی ٹہلا جانی

ہر سحر وصل کی کرتا تھا میں خالق سے دعا کربلا جاتا تھا نوچندیوں میں تنہا تھا
علم حضرت عباس میں باندھا چلا پیر دیدار کا تیرے لیے کونڈا مانا

ٹوٹکے کیا کیا نہ کیے سحر کے اور افسون کے
نقش و تعویذ بہت میں نے جلائے پھونکے

موت کا سامنا تھا ہو گئی تھی زیست حرام فصد کرتی تھی نکلجانے کا جان ناکام
عشق خونخوار مرا کر چکا تھا کام تمام بیشتر ورد زبان رہتا تھا حافظ کا کلام

اے نسیم سحر آرام گہ یار کجاست
منزل آن مہ عاشق کش عیار کجاست

الغرض وقت برابر نہ ہوا تھا دلدار دیکھتا تھا تجھے ان آنکھوں نے پھر کر دلفگار
میری تقدیر میں لکھا تھا ترا بوس و کنار اکدن اک شخص نے آکر یہ خبر دی اکبار

میں نے پیدا کیا اس یوسف کنعانی کو
بلکہ دیکھ آیا ہوں آنکھوں سے ترے جانی کو

دفعتاً سنتے ہی یہ مژدۂ راحت افزا فرط شادی سے ہوا اور بھی میرا نقشا
جتنے باقی تھے نہ تنتے بھی کہ رہے ہوش بجا بیحواسی ہوئی طاری مجھے غش سا آیا

آگیا سینے سے ہونٹوں پہ مرا دم گھٹ کر
بر د اطراف کا عالم ہوا نبضیں چھٹ کر

دیر کے بعد طبیعت ہوئی فی الجملہ بحال کچھ تسلی ہوئی کم ہونے لگے رنج و ملال

دل مشتاق تھا ازبس ترا جویاے جمال
جان مہجور کو وہ چند ہوا ذوق وصال

درمیان نامہ و پیغام مری جان ہوئے
قول واقرار ہوئے وصل کے سامان ہوئے

شکر صد شکر ہوئے ہجر کے ایام تمام
گرچہ آغاز برا تھا یہ ہوا نیک انجام
زندگانی کی ہوئی مجکو امید اے گلفام
صبح وصل آئی نظر گذری مصیبت کی شام

لائے تشریف مرے گھرمین سرافراز کیا
جو تصور مین نہ تھا مجھسے وہ انداز کیا

آتے ہی ڈالدیے ہاتھ گلے مین میرے
اپنے آنچل سے مری آنکھونکے آنسو پوچھے
خوب سا رودیے مرے ساتھ گلے مل مل کے
منھ پہ منھ رکھے ہوئے دیر تلک کہتے رہے

رنج ہوتا ہی نہ رو مجھکو مرے سر کی قسم
جان رو رو کے نہ کھو تجھکو مرے سر کی قسم

جشن شادی کا ہی ہنگام نہ کر حال تباہ
مجکو بھی رنج جدائی تھا نہایت واللہ
ہو قلق دشمنونکو رو دین ہمارے بدخواہ
عالم الغیب مری حالت دلکا تھا گواہ

تجکو باور نہین آنے کا تو کیا واقف ہی
جو مرے دل پہ گذرتی تھی خدا واقف ہی

جبسے دیکھا تھا تجھے تھی تری الفت مجکو
بھولتی تھی نہ کوئی دم تری صورت مجکو
ہوگئی تھی تری الفت سے محبت مجکو
تیری حالت پہ رہا کرتی تھی حالت مجکو

اسنے نہ لیون کہین اندیشہ تھا غمازون سے
تذکرے تیرے رہا کرتے تھے ہمرازون سے

للہ الحمد کہ پھر تجھسے ملاقات ہوئی
جو نہ تھی وہم و گمان مین کبھی وہ بات ہوئی
دو گرفتارون پہ خالق کی عنایات ہوئی
اسکو اعجاز کہون مین کہ کرامات ہوئی

عقل حیران ہی کس طور سے یان ہم آئے
کس طرح وصل ہوا کس نے یہ دن دکھلائے

سرگذشت اپنی تو جو کچھ تھی وہ سب ہم نے کہی
کیونکر ایام جدائی کی مصیبت جھیلی
داستان اپنی سنا ہجر مین کیا کیا گذری
بھولتی بھی تھی مری یاد تجھے کوئی گھڑی

کس طرح صدمۂ جانکاہ مین دن بھرتا تھا
کو لینے شغل مین مصروف رہا کرتا تھا

مین نے آغاز کیا حسن کے یہ افسانۂ غم
روئے اُس دکھڑے پہ پھر خوب سا ملکر باہم

سب بیان کر دیئے گذرے تھے جو کچھ ظلم و ستم
تھا یہی قول ہر اک بات پہ یہ تیرا اسد دم

مجکو باور ہوا کاذب نہین تو صادق ہے
مرا شیدا مرا دیوانہ مرا عاشق ہے

مجھپہ ثابت ہوئی واللہ محبت تیری
دل مین میرے بھی اثر کر گئی اُلفت تیری

ہو گئی میری جدائی مین یہ حالت تیری
ہوگی دم بھر نہ گوارا مجھے فرقت تیری

میرے عاشق تجھے چاہینگے خدا شاہد ہے
عمر بھر تجھسے نباہینگے خدا شاہد ہے

اُسکے دیوانے ہین ہم آپ پہ جو شیدا ہو
واسطے اپنے جو بدنام ہوا اور رسوا ہو

جان دین اسپہ کوئی ہم پہ اگر مرتا ہو
کس طرح اس سے محبت نہ ہمین پیدا ہو

بوالہوس ہمکو ہر اک پیر و جوان ملتا ہے
چاہنے والا زمانے مین کہان ملتا ہے

واقعی مجھسے اسی طور سے تم پیش آئے
چین آرام جو صاحب کی بدولت پائے

جو نہ دیکھے تھے وہ اُلفت کے مزے دکھلائے
لا بیان ہین وہ زبان پر کوئی کیونکر لائے

راحتین وہ کسی دلبر سے نپائین مین نے
لذتین ساتھ تمھارے جو اُٹھائین مین نے

دلدہی تھی مری ہر وقت تمھین مد نظر
اُٹھنے دیتے تھے نہ تم پاس سے مجکو دم بھر

حال پرسی ہی مین ہوتے تھے بستر آٹھ پہر
بیشتر زانو کو کرتے تھے مرے بالش سر

تیری ہی فکر تمھین شام و سحر رہتی تھی
دین و دنیا کی نہ صاحب کو خبر رہتی تھی

عاشقانہ غزلین بندے سے پڑھواتے تھے
پان میرے ہی لگائے ہوئے خوش آتے تھے
سرمہ مین دیتا تھا مسی مین ہی ملواتا تھا

کتنا خوشگو ہے تو تعریف بھی فرماتے تھے
اور سے لیکے گلوری نہ کبھی کھاتے تھے
مہندی مین ملتا تھا گہنا مین ہی پہناتا

یاد ہو لیٹتے سونے کو جو اسے حور لقا　　سر مرا رکھتے تھے بازو پہ ہٹا کر تکیا
اور کہتے تھے مرے ساتھ لپٹ کر سو جا　　صبح تک یونہین پڑا رہیو نہ کروٹ لینا

تھا یہی ساتھ کے سونے کا قرینہ تا صبح
لب پہ لب رہتے تھے اور سینہ بسینہ تا صبح

رات دن یونہین رہا کرتی تھی باہم صحبت　　عشق تھا تمسے مجھے مجھسے تمھین تھی الفت
نام اغیار سے صاحب کو ہوئی تھی نفرت　　گھر تلک اپنے نہ جاتے تھے مرے بے رخصت

کبھی جاتے تھے تو دم بھر کے لیے جاتے تھے
جی نہ وان لگتا تھا گھبرا کے چلے آتے تھے

ابتدا مین تو یہ اخلاص جتایا تم نے　　جعل کرکے مجھے پھندے مین پھنسایا تمنے
جو نہ دیکھا تھا کبھی لطف دکھایا تمنے　　بعد چندے یہ مری جان ستایا تمنے

نہ وہ صحبت نہ وہ الفت نہ مدارات رہی
آٹھوین ساتوین کی مجھسے ملاقات رہی

ہو گیا طبع کا صاحب کے دگرگون عالم　　یک قلم ہو گئے تھے جو کبھی قول و قسم
گھر سے بلواتا جو مین کہتے تھے ہو کر برہم　　یہ حکومت رہے اور دنپہ نہین آئینگے ہم

چاہین رکھین کہ نہ رکھین وہ محبت مجھسے
ہو نہین سکنے کی اب انکی اطاعت مجھسے

اور جو آئے بھی کبھی دل مین کیا خوف خدا　　منھ لپیٹے ہوئے لیٹے رہے خاموش جدا
دیر سلنے کا اگر مین نے گلا کچھ بھی کیا　　رد کئے پھیکے ہوئے پھر ہو کے ترش فرمایا

چاہو ناراض ہو یا خوش یونہین ہم آئینگے
اب تو آتے ہین بہت اور بھی کم آئین گے

چپ رہو حالت دل مجکو سناتے ہو عبث　　بیٹھ کر پاس مرے باتین بناتے ہو عبث
بیقراری مجھے تم اپنی دکھاتے ہو عبث　　مجکو پروا نہین تم جہان جی جاتے ہو عبث

اب کسی اور سے تم جی کو لگا لو اپنے
دھیان میرا نہ کرو دل کو سنبھالو اپنے

سنتے سنتے تری اکھڑی ہوئی باتین ہر بار　　بخدا میرا ابھی دل پھٹ گیا تجھسے دلدار

بلکہ بے لطف ملاقات سمجھکر بیکار	رفتہ رفتہ ترے ملنے سے کیا خود انکار

صدمۂ ترک ملاقات گوارا کر کے
کیا کرون بیٹھ رہا تجھسے کنارا کر کے

یہ نہ کرتا تو مری جان بھلا کیا کرتا	کیا بجز اسکے علاج دل شیدا کرتا
وصل مین ہجر مین کس طرح گوارا کرتا	کب تلک ظلم وستم روز کے دیکھا کرتا

ہر طرح اپنی طبیعت کو سنبھالا مین نے
خار الفت کو ترے دل سے نکالا مین نے

خود کو او غیرت شمشاد یہی سمجھایا	کس نے ان سرو قدون سے ہی بھلا پھل پایا
پھول سے رخ کا ترے دھیان جو دل کو آیا	باغ سبز اور زمانے کا اُسے دکھلایا

دل لگا جسمین اسی شغل مین مصروف کیا
مختصر قصہ ترے عشق کو موقوف کیا

یک قلم دل سے مٹی یار محبت تیری	مضطرب اب نہین کرتی مجھے فرقت تیری
بلکہ یہ یاد نہین کیسی تھی صورت تیری	کون عاشق ہی کسے باقی ہی الفت تیری

ہمکو تم بھول گئے تم نہ ہمین یاد رہے
ہم نہ دیوانے رہے تم نہ پریزاد رہے

تم نے پھر ملنے کا پیغام جو بھجوایا ہے	مہربانی کی کرم بندے پہ فرمایا ہے
یہ تو بتلائیے اب جال جو پھیلایا ہے	ستم نو کوئی میرے لیے ٹھہرایا ہے

وجہ کیا اسکی جہت کونسی سے حضور ہی اب
ظلم باقی کوئی رکھا تھا جو منظور ہی اب

تیری ہی سر کی قسم کھاتا ہون مین او دلبر	سامنے میرے جو تو آئے پری بھی بنکر
پھوٹین آنکھین یہ اگر دیکھون تجھے بھر کے نظر	تو جدھر آنکے بیٹھے نہ کرون منھ بھی اُدھر

ربط اگلے سے کہان اب وہ ملاقات کہان
ہم تم اکجا بھی اگر ہونگے تو وہ بات کہان

دوستی بندے کو صاحب سے نہین اب منظور	رکھیے تکلیف ملاقات سے مجکو معذور
گرچہ بد وضع ہی یہ رند جہان مین مشہور	بر زمانے پہ ہی ظاہر جو مرا ہے دستور

عمر بھر پھر نہ زبان سے کبھی اقرار کیا
جب کسی بات کا ناچیز نے انکار کیا

نامۂ شوقیہ

مرے دل ربا محرم غمگسار　　انیس دل و مونس جان زار
ریاض لطافت کے سرو روان　　سرور دل و راحت جسم و جان
سدا تندرست اور سلامت رہے　　سلامت رہے بے ملامت رہے
زبان پر ایک ہی ہے میرا کلام　　یہ معلوم ہو تجکو بعد سلام
تری خیریت سبکو مطلوب ہی　　بہر حال حالت مری خوب ہی
گذرتا ہی جیسا قلق میری جان　　لکھون کیا قلم کی ہی قاصر زبان
ترے دلکو معلوم ہی سر بسر　　کہ ہوتی ہی دلکی تو دل کو خبر
مجھے آہ و زاری سے یان کام ہی　　مین کیونکر کہون تجکو آرام ہی
نہین بے اثر ہوتی عاشق کی آہ　　کرے اور کرے دلمین دلبر کے راہ
زبان پر نہ لاتے ہو گو حال دل　　نہ جانے کوئی تا کہ احوال دل
مگر جی مین واللہ ہو گا خیال　　وہ محروم یان سے گیا پر ملال
اڑاتا تھا آکر جو کوچے مین خاک　　وہ دیوانہ یان سے گیا دردناک
مجھے بھی یہی رنج ہی اور ملال　　اسی بات کا ہر گھڑی ہی خیال
نہ بیٹھے گھڑی بھر بھی تنہا بہم　　عبث وصل سے ہو گئے متہم
رہا ہجر ہی وصل کی رات بھی　　نہ کی شرم سے اسنے تو بات بھی
مین ناشاد اک شب نے جاتا اگر　　نہ ہوتا جدائی کا رنج اسقدر
عبث دل لگا کر غضب مین پڑا　　مصیبت مین رنج و تعب مین پڑا
رہا درمیان میرے اسکے حجاب　　نہ سرکا دوشالے کا رخ سے نقاب
تصور یہی دل مین کرتا ہوا　　چلا جاتا تھا آہین بھرتا ہوا
قلق جبکہ از حد زیادہ ہوا　　تو رو رو کے پس اس غزل پڑھا

غزل

مجھے اسکے کوچے سے آنا تھا کیا　　گر آنا تھا تو دل لگانا تھا کیا

لگاتے ہی دل کے پھنسا ہجر مین — یہ کیا ہو گیا مین نے جانا تھا کیا
اُسے دوستی جو نہ منظور تھی — تو پھر اپنے گھر مین بلانا تھا کیا
مرے حال پر گر نہ تھی چشم لطف — تو چھپ چھپ کے آنکھین لڑانا تھا کیا
دکھانا تھا پھر جو مُنھ چاند سا — تو اکبار صورت دکھانا تھا کیا
مین جان تک تو دینے کو موجود تھا — مجھے اور پری آزمانا تھا کیا
مین مرتا تھا خود جان سے میر جان — ستائے ہوئے کا ستانا تھا کیا
نشانی نہ دینی تھی اپنی اگر — تو پھر نام مجھکو بتانا تھا کیا
کوئی دل کا ارمان نکلا نہ تھا — ابھی کوچ در پیش آنا تھا کیا
دلا کر دیا تو نے معذور اُسے — غم عشق اسکو جتانا تھا کیا

کسی پر جو عاشق نہین رند تم — تو بتلاؤ آنسو بہانا تھا کیا

غرض صبر کو چھاتی کی سِل کیا — اسی غم مین طے منازل کیا
تصور تھا تیرا مرے دھیان مین — نہ تھی جان گویا مری جان مین
یہ دل راہ بھر جان مارا کیا — ترا نام لے لے پکارا کیا
مین پہونچا جب آ فرخ آباد مین — رہا یان بھی ہر دم تری یاد مین
تجھے یان سے نامہ روانہ کیا — تسلی کو دل کی بہانہ کیا
جواب اس کا اب جلد بھجوائیو — تغافل کو مت کام فرمائیو
تصور مجھے خط کا دن رات ہے — کہ مکتوب نصف الملاقات ہے
کیا تھا یہ اقرار اے رشک حور — تجھے دینگے ہم کچھ نشانی ضرور
یہی دیکے دم دان ٹوٹا لا مجھے — بتایا نیا روز بالا مجھے
پر اب تو سفر مین ہون اے دلربا — خدا جانیے کب ملائے خدا
کوئی ہاتھ کا اپنے چھلا ضرور — مجھے بھیجیو خط مین اے رشک حور
رہیگا مرے پاس تیرا نشان — کرونگا مین تعویذ دل حرز جان
اور اکثر جو فرقت مین گھبراؤنگا — اُسے لال کر کر کے گل کھاؤنگا
یہ نامہ لکھا فرخ آباد مین — بھرین حسرتین جان ناشاد مین

یہان سے بریلی کو جاتا ہون مین
جو باقی رہا میری جان دم مین دم
بجا لاؤنگا سب حق بندگی
نہ چھوڑونگا تجھکو کسی حال سے
جو اہر جو تو ہی تو مین جوہری
اگرچہ نہین تجھپہ ہرگز گمان
ولیکن مین مجبور ہون رشک سے
خبر میری مرنیکی جبتک نہ پائے
کہ شاید مین جیتا پھر آیا وہان
یہ سنتے ہی جی سے گذر جاؤنگا
ذرا دھیان میرا رہے آپکو

قدم اپنا آگے بڑھاتا ہون مین
تو پھر آنکر دیکھتا ہون قدم
غلامی کرونگا مین تا زندگی
مین قربان ہون جان و دل سے
مین دیوانہ ہون تو اگر ہی پری
کہ ہو غیر کے حال پر مہربان
کہ ہی عشق مین بدگمانی ضرور
مجھے پیٹھ پیچھے جو اوس سے دل لگائے
ہوئے غیر کے بس مین تم میری جان
یقین جان بے موت مر جاؤنگا
نہ سننا کوئی کچھ کہے آپکو

یہ خط ہی مرا میرے دلبر کے نام
ہوا ختم نامہ یہان والسّلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لآلی حمد و جواہر ثنا شائستہ زیور ردائے کبریائے خداوند واجب التعظیمی است جلشانہ کہ گروہ بنی نوع بشر را انعکاس اشعۂ انوار لامعۂ ربوبیت و محل ظہور آثار باہرۂ احدیت خودساختہ قابلیت داستعداد تدبیر و تفکر در مضامین خیالیہ عطا فرمودہ بشاہراہ شناسائی علوم باطنیہ ہدایت نمود و درر غرر صلوۃ و درود بیرون از حیز حصر و احصا بایستہ زینت کرپاس گردون اساس رسول لازم التکریمے است صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہ بہ نظم بیان لب تشنگان بوادی جہالت را بزلال ابدالاتصال شریعت غراسیراب ساخت و تلخ کامان صحرائے ضلالت را شربت گوارائے ملت بیضا بکام جان انداخت و گلدستہ مدحت بے منتہا تحفۂ بارگاہ فلک اشتباہ آل اطہار و اصحاب کبار رسول مختار خصوص ایام منتخم التقدیست کہ بہ شمشیر زبان قطع براہین ملل دادیان باطلہ نمودہ و بنربان شمشیر بمضارۂ مذاہب

منسوخہ تکلم فرمودا مابعد برراے بیضا ضیاے ارباب فراست واصحاب کیاست
مخفی ومحجب نماناد کہ این بے مایۂ ہیچ میرز را از ایام صبی سوداے شعر وسخن درسر بود
وروز وشب بمطالعہ دوادین اساتذہ متقدمین چہ فارسی وچہ ہندی صرف اوقات
مینمودا صلا بہ تحصیل کتب درسی نمی پرداخت وابیات عاشقانہ پیش از حد وزیادہ
از اعلاز بر نمودہ مانند عندلیب فصل بہاری زمزمۂ شعرخوانی بلند میساخت وباستماع
ابیات عاشقانہ حالت وجد طاری میشد ودل عشق منزل مثل مرغ بسمل بیتابانہ
میطپید گویا مانند قیس مجنون عشق لیلاے سخن از بطن مادر ہمراہ آوردہ بود وبالآخر ہواے
شاعری درسر افتاد واکثر اوقات مراثی وسلام ورباعیات درعزاے مولانا ومولے
الکونین ابا عبد اللہ الحسین منظوم میکرد وتخلص وفامی نمود بیشتر گوہر بے بہاے
غزلیات ہم بہ بنان بیان درسلک نظم انتظام میداد ودیوان ضخیم ترتیب
دادہ بود واز میر مستحسن خلیق کہ درفن مرثیہ گوئی عدیل ونظیر ندارند اشغل
مشاورت می داشت بعد چندے میر موصوف روانہ فرخ آباد شدند
وراقم آثم بتاریخ ہفتم رجب سنہ ۱۲۴۱ ہجری از فیض آباد وارد دار الخلافت
لکھنو گردید از حسن اتفاقات با جناب مولانائے معظم ومکرم زبدۂ شعراى
عالم خلاق المعانی نہنگ بحر سخندانی غواص بحار کمال فارس مضمار سحر حلال صیرفی
دینار بلاغت محک عیار فصاحت چکیدۂ قلم اعجاز رقمش را اگر مغز قلم گوئیم
بجاست وزادگان طبع وقادش را اگر یوسف وقت خوانم زیباست ابلغ البلغا
افصح الفصحا جناب خواجہ حیدر علی صاحب متخلص بہ آتش مدظلہ العالی ملاقات
اتفاق افتاد بصد شوق وکمال ذوق استدعاے تلمذ بخدمت فیض موہبت
نشان نمودم ازروے مہربانیہا واقتضاے حسن اخلاق کہ سجیہ مرضیہ وشیوہ حسنہ ذات
بابرکات است عرض آثم مقبول گردید از ان روز داخل زمرۂ شاگردان
عقیدت گزین وحلقہ بگوشان ارادت آئین گشتہ استفادۂ غزل گوئی از
جناب معزی الیہ حاصل کردہ ومیکنم وتخلص خود کہ اسم بامسمی یافتم حسب
ارشاد جناب مخدومی رند قرار دادم واجزاے سابقہ کہ مثل یوسف عزیز
میداشتم روبروے اخوان زمان بالتمام درچاہ انداختم وانچہ از ابتداے

شاگردی جناب مخدومے لغایت آخر ماہ رجب ۱۳۴۸ھ ہجری رطب و یابس موزون کردم
داخل کلیات ہذا نمودہ موسوم بہ گلدستۂ عشق ساختم التماس بخدمت منصفان زمانہ آنکہ
اگر بمقتضائے بشری خطائے رفتہ باشد از دخل بجا بدرستی آن پردازند مصرع کہ ہیچ نفس
بشر خالی از خطا نبود ٭ و این خوشہ چین مزرعۂ سخن را بدعائے خیر یاد فرمایند

تمام ہوا دیوان پہلا



دیوان دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اک جہان دیوانہ اس زلف دوتا کا ہو گیا
ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہو گیا

آپ کو کھویا مگر جویا خدا کا ہو گیا
راز جس پر منکشف فقر و فنا کا ہو گیا

ہمکو بھی آخر حضور قلب ہوتا ہے کبھی
عرض کر لینگے جو موقع التجا کا ہو گیا

جان بر ہوکے عشق مین مرتے ہین عاشق سیکڑون
سنکھیا کا عالم اس حب شفا کا ہو گیا

کیا اثر پھیلا ہے میرے نالۂ جانسوز کا
شعلۂ آتش ہر اک جھونکا ہوا کا ہو گیا

حائل نظارۂ دیدار کیا ہو گی نقاب
دور پردہ جس گھڑی شرم و حیا کا ہو گیا

اس نگاہ تیز سے دل ہو گیا جسدم دوچار
مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا

سجدۂ عاشق سے او بت تجکو کیا حاصل ہوا
مفت بے ایمان اک بندہ خدا کا ہو گیا

حور کے غمزے اسے جنت مین کیا خوش آئینگے
اے پری پر وہ کشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا

بت پرستی مین جو آئی اس بت کافر کی یاد
نالۂ ناقوس مین عالم بکا کا ہو گیا

یاد آیا ہے کہ معشوقون مین بھی تھین الفتین
قحط اپنے عہد مین مہر و وفا کا ہو گیا

ٹالنا منظور تھا ہر چند پہلے سے وے
حیلۂ معقول صاحب کو حنا کا ہو گیا

پائنچے اُس شوخ کے پر بنگئے اُڑنے لگا
بادپا اُس ترک کے نیچے ہوا کا ہو گیا

خار و خس ہوتے ہین پیدا جسجگہ تھے سرو گل
کیا چمن مین اختلاف آب و ہوا کا ہو گیا

ہے یہی عالم نموئے یار کا تو دیکھنا
کچھ دنو مین وہ قد بالا بلا کا ہو گیا

یاد مین اس راست قامت کے یہ کی فریاد رند
وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہو گیا

تسلی روز تو کس کسکو جان جان دیگا
یہی ہے حسن تو جان اپنی اک جہان دیگا

مجھے بھی ضبط اگر رخصت فغان دیگا
سنے گا جو کوئی کانو مین انگلیان دیگا

حیات خضر خدا تجکو باغبان دے گا
چمن مین مجکو اگر حکم آشیان دیگا

اگر آئینہ کو بھیجین مین جو حسن یوسف کو
عزیز مصر کو کیا تحفہ کاروان دیگا

طلب کرینگے بھلا روز حشر کیا مجھ سے
جو لٹ کے آئیگا وہ خاک ارمغان دیگا

بہار تک ہم اسیرون کی زندگی معلوم
جو پچھنے دل پہ یونہین موسم خزان دیگا

لگا مین اشک بہانے تو ہنسکے بولا یار
ابھی تو روتا ہے آگے وہ ہائیان دیگا

دل و جگر کے تو ٹکڑے اڑا دیے غم نے
مسیح آنکے ٹانکے کہان کہان دے گا

نہ لکھو شوق ملاقات اسکو نامے مین
وہ بدزبان ہے قاصد کو گالیان دیگا

بھرا ہے خون کے بدلے بخار سوداوی
بدن کو چیرون ہمانسے وہین دھوان دیگا

تمھارا چاہ ذقن دیکھتے ہی سمجھے تھے
ریاض حسن کو پانی یہی کنوان دیگا

بیان نہ کیجیو قاصد تو میرا حال خراب
ہزار طرح کے فقرے وہ بدگمان دیگا

ملے گی روز جزا بے طلب جزائے عمل
کریم دیگا اُسے وان جو کوئی یان دیگا

وہ ہون غیور نہ لونگا مین ایسے سفلے سے
اگر زمین بھی گرنے کو آسمان دیگا

جو چند شعر کہے ہین سُنا دو پڑھ کر رند
تمھین بھی داد سخن کوئی نکتہ دان دے گا

نگاہ ناز پہ ٹھہرا ہے تصفیا دل کا +
کرو تو آج مین کرتا ہون فیصلا دلکا

غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا
سنو تو عرض کرون تم سے ماجرا دلکا

کرے اُدھر کو سرایت نہ عارضا دل کا
بہت قریب جگر سے ہے فاصلا دلکا

مسیح وقت نہ کر تو معالجا دل کا +
کہ جان گسل نظر آتا ہے عارضا دلکا

ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے یا الٰہی خیر
کہین نہ طول پکڑ جائے عارضا دلکا

طریق عشق مین پیش آئے مرحلے کیا کیا
معین و یاور و ناصر رہا خدا دلکا

تپک رہا ہے یونہین مدتون سے پہلو مین
مسیح قابل نشتر ہے آبلا دل کا

فسردگی ہے طبیعت کو عہد طفلی سے
نہ تھا شباب مین بھی مجھکو ولولا دل کا

گرانہ کو وہ الم اُسپہ چرخ نا انصاف +
حباب سے بھی ہے نازک یہ آبلا دلکا

وفور ضبط سے دم گھٹ کے آگیا لب پہ
مگر زبان پر آیا نہین گلا دل کا !

کہا تو کرتے ہو تم پر مجھے یقین نہین +
کرو تو آج کرون مین معاوضا دلکا

صفا نے بخشا ہے آئینے پہ بھی فوق اُسے
کریگی صورت شاہد نما جلا دل کا

چھڑایا چاہتا ہے شغل عشق بھی واعظ
کبھی کبھی کا جو باقی ہے مشغلا دلکا

دو روزہ زندگی مین جانسے کیا ہی تنگ — مجھے ہلاک کیا اس نے ہو بُرا دل کا

نجات محکمۂ حشر سے نپائے گا — پڑیگا سامنا اک روز تجکو عادل کا

قلق کا ہی یہی عالم وصال ہو کہ فراق — مری سمجھ مین نہین آتا مدعا دل کا

نوائے چنگ سے ہین گوش آشنا جنکے — خوش آئیگا نہ انھین زمزمہ عنا دل کا

سبیل عشق کا سالک ہے خضر راہ نہ ڈھونڈھ — لگائے گا تجھے ڈھرے پہ رہنما دل کا

برنگ غنچۂ پژمردہ مضمحل ہے غریب — عجیب حال کیا تو نے بیوفا دل کا

بجز خدا نہین کرتا رجوع بندے سے — کیا ہے تجربہ مشکل مین بارہا دل کا

الٰہی جلد یہ آنکھون سے خون ہوکے بہے — غضب مین ڈالدیا تجکو ہو برا دل کا

دم اخیر ہے بیچارہ جان بلب ہے آج — معاف کیجئے اب تو کہا سُنا دل کا

وہی ہوا جو لکھا تھا مرے مقدر مین — مجھے نہ یار سے شکوہ نہ کچھ گلا دل کا

مآل کار ضرر جان کا ہے اُلفت مین — خدا کسی سے نہ ڈالے معاملا دل کا

پرائے جھگڑے مین کیا مفت جان نے ارجلی — پڑا ہمارے سر آکر مواخذا دل کا!

نہ گفتنی ست چگویم چہ شرح حال کنم — نہین ہے قابل اظہار ماجرا دل کا

ہجوم غم مین بھی ثابت ہی بل بے استقلال — مین وجد کرتا ہون اللہ رے حوصلا دل کا

عیان ہو صورت شاہد جو چشم حق بین سے — کرے بغور تو غافل مشاہدا دل کا

یقین ہی یہ بیپ پڑے آنچل مین پھوٹیگا — ٹپک رہا ہے کئی دن سے آبلا دل کا

نہوگا عہدہ برا عشق مین کھرے پن سے — بڑا ہے کھوٹے سے آکر معاملا دل کا

یہی ہے مرشد کامل رہ حقیقت مین — خبر نہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا

نہ جان مردہ نہ پژمردہ ہی سمجھ اس کو — لگا کسی سے ذرا دیکھ پھر مزا دل کا

مکین سے ہے ایک ہی دونون مکان اُسی کے ہین
سمجھ نہ کعبے سے کم رند مرتبا دل کا +

تو آپ کو پوشیدہ و اخفا نہ سمجھنا + — مین دیکھ رہا ہون مجھے اندھا نہ سمجھنا

کم شیر ژیان سے مرا رتبا نہ سمجھنا + — کتا ہون علیؑ کا سگ دنیا نہ سمجھنا

گو زار ہوا ہون مگر امداد جنون سے — ہے دیو کی طاقت مجھے مردانہ سمجھنا

ہمراہ مرے رہتی ہے ہر دم مدد غیب — لاکھون نپہ ہون بھاری مجھے تنہا نہ سمجھنا

بزم غم شبیر مین جو چشم سے نکلے
ہر اشک کو تسبیح کا اک دانہ سمجھنا

جو دل کہ بھرا ہو محبت سے جہانکی
اس دل کو دلا یار کا کاشانہ سمجھنا

نامہ جو لکھا ہے اسے رکھ چھوڑیو صاحب
وہ خط غلامی ہے نوشتانہ سمجھنا

کافر ہون نہ بھونکون جو ترے کعبے مین اے شیخ
ناقوس بغل مین ہے مصلا نہ سمجھنا

دیدار دکھا دیجئے غش آئین تو آئین
عاشق ہون نہین عاشق مجھے موسیٰ نہ سمجھنا

رکھنا نہ توقع دل نادان تو کسی سے
اسوقت مین اپنون کو بھی بیگانہ سمجھنا

حاصل نہین سمجھانیسے ناصح تو سمجھ تو
کیا سمجھے بھلا یہ دل دیوانہ سمجھنا

بہکا ہوا عاشق نظر آجائے جو کوئی
اُس چشم فسونساز کا دیوانہ سمجھنا

جاتا ہون تو نکلجاؤن ابھی بیچ سے تیرے
اُلجھا مجھے اور زلف چلیپا نہ سمجھنا

سر کٹ کے جو قدمو نپہ گرے راہ وفا مین
یہ بھی مدد ہمت مردانہ سمجھنا

صحت تری ممکن نہین سن لے کہ دل بیمار
یہ گور کن آیا ہے مسیحا نہ سمجھنا

ہر حال مین خرسند ہون تو خوش ہو کہ ناخوش
بندہ ہون مجھے عاشق شیدا نہ سمجھنا

پلوا دے مے ہوشربا دیکھ مرا ظرف
ساقی جو بہک جاؤن تو دیوانہ سمجھنا

آجائے کوئی ڈھیر اگر پاؤن کے نیچے
اے شمع رخو مرقد پروانہ سمجھنا

دیکھو کسی پہ جو گیسو کوئی بلدار
افعی ہے اسے زلف چلیپا نہ سمجھنا

جو پایا ہے اگر رتبہ عالی کا جہان مین
ادنیٰ سے بھی خود کو کبھی اعلیٰ نہ سمجھنا

اے رند نہ ملنا کبھی ارباب ورع پاس
مل بیٹھنا اس سے جسے رندانہ سمجھنا

دل کس سے لگاؤن کہین دلبر نہین ملتا
کیا ظلم سہون کوئی ستمگر نہین ملتا

خط لیکے گیا جو وہ کبوتر نہین ملتا
کیا ذکر کبوتر کا ہے اک پر نہین ملتا

زلفونکی طرح عمر بسر ہوگئی اپنی
ہم خانہ بدوشونکو کہین گھر نہین ملتا

کیا خاک مدارا کرین شوریدہ سری کا
سر پھوڑنے کو ڈھونڈھین تو پتھر نہین ملتا

گنجلک نہین ملتی جو طبیعت مین بڑی ہے
دل تجھ سے کسی طور سے دلبر نہین ملتا

کیا کیجئے تعریف بناگوش کی اُسکے
آویزے کو جس کان کے گوہر نہین ملتا

گم جب سے ہوا ہون مین تری راہ طلب مین
جب ڈھونڈھتا ہون آپکو اکثر نہین ملتا

کچھ طالب زر ہی نہین غور سے دیکھو
حق یون ہے کہ اللہ بھی بے زر نہین ملتا

صورت نہین ملتی تری صورت سے کسی کی
گہنے سے کسی کے ترا زیور نہین ملتا

آرائشین موقوف ہوئین کسلیے ایجان
گوہر نہین ملتا ہے کہ زرگر نہین ملتا

ابرو کی محبت مین کسے زیست ہے منظور
مرجاؤن گلا کاٹ کے خنجر نہین ملتا

رندان مے آشام نہین جام کے پابند
ہم اوک سے پیتے ہین جو ساغر نہین ملتا

وحشت مین نکلجاؤن مین سرحد سے زمین کی
اس گنبد گردان کا ولے در نہین ملتا

او برق تجلی ترے کشتے کی لحد پر
کیا لوح بنے طور کا پتھر نہین ملتا

حاضر ہون مجھے بستۂ فتراک فرس کر
گر صید کوئی ترک ستمگر نہین ملتا

عاشق سے نہ کھینچ آپ کو اے بادشۂ حسن
درویش سے کیا جھک کے توانگر نہین ملتا

جو زخم کو سینے کے سیے ٹانکے جگر کو
ایسا کوئی استاد رفوگر نہین ملتا

اے رند لبالب ہو جو عرفان کی مے سے
ساغر وہ بجز ساقی کوثر نہین ملتا

مزہ دل سے اٹھا جاتا ہے لطف زندگانی کا
مجھے پیری مین یاد آتا ہے جب عالم جوانی کا

برنگ فصل گل مہمان ہے موسم جوانی کا
پلا ساقی کوئی ساغر شراب ارغوانی کا

گذشتہ سال تک حسن شباب ایسا نہ تھا اس کا
بچھا پڑتا ہے جوبن اب یہ عالم ہے جوانی کا

حقیقت مین ہمی ہی قول ارنی مین بھی شامل ہون
سنا تھا ذکر موسیٰ سے جو تیری لن ترانی کا

تری خلوت سرا جب سے بنایا خانۂ دل کو
دیا ہے دیدۂ حیران کو عہدہ پاسبانی کا

کسی سے وقت خواب افسانۂ الفت نہ سننا تم
اڑا دیتی ہے نیند الٹا اثر ہے اس کہانی کا

ہنسی سے گالیان دیتے ہو دیر مجکو یہ ڈر ہے
غضب ہوگا اگر لپکا پڑیگا بدزبانی کا +

قد بالا دکھانے اپنا وہ گلشن مین جاتے ہین
ہوا ہے کاٹنا منظور سرو بوستانی کا

رہا افسانۂ عشق و محبت ناتمام اب تک
کیا ہے خاتمہ بالخیر کس نے اس کہانی کا

بنی ہے شاخ گل منبر چمن اک بزم ماتم ہے
ملا ہے بلبل نالان کو عہدہ روضہ خوانی کا

جدا ہوتے نہین ہین لب سے لب خاموش بیٹھے ہین
نتیجہ یہ ہوا حاصل ہمین شیرین بیانی کا +

دل مضطر کو فرقت مین بڑی تسکین ہووے گی
کمال مہربانی ہے جو چھلا دو نشانی کا +

بس از مدت جو آئی بھی طبیعت تو کہان آئی
نہ پہونچے خط جہان موقع نہ پیغام زبانی کا

عیادت کو وہ آئے تھے مگر ہم غش مین لیٹے تھے
نہ دیکھی انکی صورت بھی برا ہونا توانی کا

ہوے ہین دست و پا بیکار رعب حسن سے یکسر
نظر آتا ہے نقشا اور کچھ بہزاد و مانی کا

اُسے جو مرد و پری بتلاتے ہین جو لوگ انسان ہین
کہین روح مجسم بھی لقب ہے میرے جانی کا

زبان قاصر ہے کیونکر اسکا شکریہ ادا ہوگا
عنایت کا توجہ کی نظر کا مہربانی کا

فراق یار مین مذکور مے کا کیا ہے او ساقی
جلن تیزاب کی ہوتی جو پیتا گھونٹ پانیکا

گھلا کر میرے جسم زار کو اُس کی جدائی ہین
فراق یار نے پتلا بنایا ناتوانی کا +

جوانی تک مزہ تھا شاعری کا رند سنتے ہو
بڑھاپا آگیا گذرا زمانہ شعر خوانی کا

سنا گیا سب مجھے باتین وہ بدزبان کیا کیا
کلام آگئے بے لطف درمیان کیا کیا

بہار آتی ہے چٹکا ہے جب کوئی غنچہ
تو پھول پھول کے بیٹھا ہی باغبان کیا کیا

سولے تازہ مضامین لب نہین واقف
نئے سناتی ہے فقرے مری زبان کیا کیا

وہ کون ہے جو نہین تیری گفتگو کرتا
سنے ہین تذکرے تیرے کہان کہان کیا کیا

الٰہی دیکھئے یہ دیکھنا دکھائے کیا
بری نظر سے وہ گھورے ہین الامان کیا کیا

شکایتین تھین بہت او مجال قت تھی تنگ
دم اخیر سناتا یہ نیم جان کیا کیا

یہ ہین جو منھ یہ کہیگی یہ نیک و بد سب کا
مجھے سنائیگی دیکھون مری زبان کیا کیا

زمین مین گاڑ کے ہر عضو تن کریگا خاک
ابھی دکھائیگا نیرنگ آسمان کیا کیا

یہ چرخ پیر کی کیا خصلتون سے غافل ہین
گھمنڈ کرتے ہین اللہ نوجوان کیا کیا

ملال و حسرت و اندوہ و یاس و داغ جگر
جہان سے لیکے چلے رند ارمغان کیا کیا

سائلانہ اُنکے در پر جب مرا جانا ہوا
ہنسکے بولے شاہ صاحب کس طرف آنا ہوا

ٹوٹے بت مسجد بنی مسمار بت خانہ ہوا
جب تو اک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ ہوا

ہر جگہ موجود سمجھا اس کو سجدہ کر لیا
خواہ مسجد خواہ گرجا خواہ بت خانہ ہوا

باز رکھتی ہی ہمین خدمت سے از خود رفتگی
آن نکلین گے کبھی گر آپ مین آنا ہوا

بیشتر بلبل سے تھا سر مین مرے شور جنون
فصل گل آنے نہ پائی تھی کہ دیوانہ ہوا

گرمی فرقت مین جب اشکون سے مژگان تر ہوئین
مردمان چشم کے رہنے کو خسخانہ ہوا

کارخانے جتنے ہین دنیا کے سب ہین بے ثبات
آنکھ سے جو آج دیکھا کل وہ افسانہ ہوا

ہنستے ہنستے دل لگی کیواسطے ناپا جو آج
سرو کا قد اس سہی قامت کے تاشانہ ہوا

یوسف مصر محبت کیسا ارزان بک گیا
نقد دل قیمت ہوئی اک بوسہ بیعانہ ہوا

جلکے اُسنے جان دی نالے کر کے رہ گئی
عشق بلبل پر بھی فائق عشق پروانہ ہوا

عشق دندان کی خطا پر قتل جو مجکو کیا
اسلیے شمشیر قاتل مین بھی دندانہ ہوا

مین نے جانا کاسہ سر ہے کسی مے خوار کا
واژگونہ دست ساقی مین جو پیمانہ ہوا

مژدہ باد اے بادہ خوار دور وعظ ہو چکا
مدرسے ڈھو دے گئے تعمیر مے خانہ ہوا

رند ہون روز ازل سے ہو نہین وارفتہ مزاج
اس لئے طور سخن بھی اپنا رندانہ ہوا

آفت شب تنہائی کی ٹل جائے تو اچھا
گھبرا کے جو دم آج نکل جائے تو اچھا

او جان حزین جانا ہی اکدن تجھے آخر
اب جائے تو بہتر ہے کہ کل جائے تو اچھا

جھکوا دیا سر ضعف نے قاتل کے قدم پر
تلوار اگر اس کی اُگلجائے تو اچھا

بہتر نہین ہے صورت جانان کا تصور
دل اور کسی شے سے بہلجائے تو اچھا

اک سل ہے کلیجے پہ نہین روح بدن مین
چھاتی کا پہاڑ آہ یہ ٹل جائے تو اچھا

دیوانہ عبث شہر کی گلیون مین ہے برباد
مجنون کسی جنگل کو نکل جائے تو اچھا

او آتش دل بجھ نکدے تن اشک بہا کے
بہ جائے تو بہتر ہے یہ جل جائے تو اچھا

ہر مرتبہ ڈسنے کے ارادہ مین ہے وہ زلف
اژدر یہ اگر مجکو نگل جائے تو اچھا

پھر رکنا ہے دشوار یہ جب آئی تو آئی
ایسے مین طبیعت جو سنبھلجائے تو اچھا

تابوت مرا تھم کے اُٹھاؤ مرے یارو
وہ بھی کف افسوس جو ملجائے تو اچھا

اے رند ملو یار سے یا ہاتھ اُٹھاؤ
جھگڑا اچکے ہر شب کا خلل جائے تو اچھا

بیستون سے یہی کہتا ہوا فرہاد آیا
رند آیا مرا مرشد مرا استاد آیا

آشیان کنج قفس مین نہ کبھی یاد آیا
بند آنکھین تھین جو لیکر مجھے صیاد آیا

اے لحد بعد فنا تونے وہ راحت دی ہے
چین آغوش کا مادر کی مجھے یاد آیا

سرو قد نے درے کاٹا جو اُسے خوب کیا
تاڑ سا قد لیے کیون سامنے شمشاد آیا

شکل قاتل نے دکھائی تو ہوئی جان وبال
موت دکھلائی دی جب سامنے جلاد آیا

خاک انسان نہین باقی رہین پھر ہوش و حواس
حور کی شکل بنا کر وہ پریزاد آیا

تا سحر یہ بھی نچھوڑے گا چمن مین بلبل
صبح ہو جائیگی جب شام سے صیاد آیا

دخل کاشانۂ دل مین دیا خوشنودی کو
آج کیا جی مین یہ چرخ ستم ایجاد آیا

مین تو اک عمر سے تکتا رہا دونونکی راہ
آجتک موت ہی آئی نہ وہ جلاد آیا

مین جو پہونچا تو کہا عالم ارواح نے یون
خانہ برباد یہ سوے عدم آباد آیا

کیا بڑی عمر ہے انصاف تو کر او بلبل
یاد ابھی دل مین کیا تھا کہ وہ صیاد آیا

حق شاگردی ادا خوب کیا بعد وفات
لے کے شیرینی مری قبر پہ فرہاد آیا

پھر گئی صورت مریخ نظر مین میری
لال آنکھین کئے جسوقت وہ جلاد آیا

کھینچنی اسکو جو منظور تھی نیرنگی حسن
دم طاؤس کا خامہ لیے بہزاد آیا

آمد آمد جو سنی اپنی پئے استقبال
دشت سے قیس چلا کوہ سے فرہاد آیا

پانون پھیلا دیے کس شوق سے مجھ مجنون نے
بیڑیان ہاتھ مین جسدم لیے حداد آیا

گر گئے کٹ گئے کیون سرو چمن او قمری
آج کیا باغ مین وہ غیرت شمشاد آیا

رو کے بیساختہ سر پیٹ لیا شیرین نے
آگے پرویز کے جب تیشۂ فرہاد آیا

فرقت عالم ارواح گوارا تھی کسے
مین تو مجبور سوے عالم ایجاد آیا

میرے مردے کی قسم یہ تو بتاؤ یارو
بعد مردن بھی کسی کو مین کبھی یاد آیا

صحبت شعر و سخن ہو گئی برہم اے رند
بعد آتش نہ نظر ایک بھی استاد آیا

جز مسیحا نہ کسی سے مرا مردہ اٹھا
اسنے کاندھا دیا آکر جو جنازہ اٹھا

زہد تقوی سے پھرا اے رند مین گھبرا اٹھا
پھر چلا دیر کو مسجد سے مصلا اٹھا

شکر کر قید سے صیاد کی ہوتی ہے رہا
آب و دانہ ترا او بلبل شیدا اٹھا

ہان مارے مرے نالون نے جو پیہم شب ہجر
مست ہاتھی کی طرح چرخ بھی چلا اٹھا

بارہا مین نے کیا دہ کی طرح سے کھینچا
جس کمان کا کبھی رستم سے نہ چلا اٹھا

طرقوا کہتے ملک ساتھ رہے تا لب گور
دھوم سے کشتۂ قاتل کا جنازا اٹھا

قیس سمجھا مری لیلی کی سواری آئی
دور سے جب کوئی صحرا مین بگولا اٹھا

جوش وحشت مین جو دریا کیطرف جا نکلا
قد آدم مری تعظیم کو مینڈھا اُٹھا

ہجر کی شب جو تری گرمیان یاد آئین مجھے
مغز سے نکلا دھوان دل سے وہ شعلہ اٹھا

تاب نظارۂ دیدار نہ لاؤ گے کلیم
پردے پڑجائینگے آنکھونپہ جو پردہ اٹھا

نہ گیا وادی ایمن کو کوئی بعد کلیم
آتش طور نہ بھڑکی نہ وہ شعلہ اٹھا

ضعف اسے کہتے ہین سینہ سے لبونتک آکے
سو جگہ راہ مین نالہ مرا بیٹھا اٹھا

کوچۂ یار سے جب گھر کو چلا مین اپنے
دل بکڑ بیٹھ گیا درد اک ایسا اٹھا

رم چلے اور کسی دیس کو ہم یا معبود
بستر آج ترے کوچے سے اپنا اٹھا

اول شب سے موذن نے اذان دی شب وصل
لو سر شام ہی سے آج یہ مرغا اٹھا

حشر کو ہونی ہے اک تازہ قیامت برپا
گور سے سر مین اگر لے کے یہ سودا اٹھا

بن پڑا کچھ نہ علاج تپ فرقت اس سے
ہاتھ ملکر مری بالین سے مسیحا اٹھا

جسکو تیرے لب جان بخش نے مارا قاتل
حشر تک پھر نہ مسیحا سے وہ مردا اٹھا

سنکے مرنے کی خبر رند کے بولا رو کر
آج دنیا سے مرا چاہنے والا اٹھا

اس قدر پیکے نہ مین بادۂ احمر بہکا
نشۂ زر سے ہے جتنا کہ توانگر بہکا

کر کے وعدہ کسی نادان کو دلبر بہکا
تو نے بہکایا مجھے اور مین مقرر بہکا

پھیر لاتا ہے خط شوق مرا ہوکے تباہ
ذبح کر ڈالونگا اب کی جو کبوتر بہکا

عوض ساغر مے دیتا ہے خالی کنٹر
مین تو بہکا مرا ساقی بھی برابر بہکا

کیسے دمباز کے فقرونپہ چڑھا مستانے
ہوش کر اپنے بجا کیون دل مضطر بہکا

پھر نہ رہجائے کہین شوق شہادت باقی
المدد موت کہ جلاد کا خنجر بہکا

کر دے مژگانکا اشارہ جو بچا ابرو سے
تیر اک مار کلیجے پہ جو خنجر بہکا

سالک راہ محبت ہے تو سنبھلا رہیو
یہ وہ وادی ہے جہان خضر سا رہبر بہکا

ساغر مے نہ پلانا متواتر ساقی
کس سے سنبھلے گا جو وہ ترک ستمگر بہکا

نقش ہستی کو ذرا سوچ کے بھرنا غافل
سب غلط ہوگا یہ تعویذ جو اک گھر بہکا

آکے اس میکدہ مین ایک ساعالم نہ رہا
بیشتر نشہ مین سنبھلا ہون مین اکثر بہکا

خضر راہ جنان شمع ہدایت ہین یہ رند
چھوڑ کر پیروی آل پیمبر بہکا

گر کلاہ فقر سے تو آشنا ہو جائیگا
بار سر پر طرۂ بال ہما ہو جائے گا

گل سے رنگ گل بھی مثل بو ہوا ہو جائیگا
راہی اکدن قافلے کا قافلا ہو جائیگا

کب گمان تھا درد دل کا جانزا ہو جائیگا
یہ مرض بھی رفتہ رفتہ لا دوا ہو جائیگا

دل جو وحدت کے مزے سے آشنا ہو جائیگا
عین کثرت مین ترا عالم جدا ہو جائیگا

چھید کرتے ہین فلک مین اپنے تیر آہ سے
ایکدن چھلنی یہ لوہے کا توا ہو جائیگا

رشک لیلی سونگھ لیگا گر ترے کشتے کی لاش
شیر کتے کی طرح سے باؤلا ہو جائیگا

بچ کے طوفان سے پہونچ جائیگی ساحل تک بخیر
گر خدا کشتی کا اپنی ناخدا ہو جائے گا

ہاتھ لگنے کی نہین اکسیر کی بوٹی کی طرح
شوق اگر اسکو ہوا قحط حنا ہو جائیگا

یہ تکبر ایسی نخوت حسن پر اتنا غرور
کیا معاذ اللہ او بت تو خدا ہو جائیگا

آکے یان بیمار فرقت ہو گئے جو تندرست
او مسیحا گھر ترا دار الشفا ہو جائے گا

کیسۂ زر خرچ کرنے سے نہو ویگا تہی
دیگا سائل کو جو منعم کیا گدا ہو جائیگا

عالم وحشت مین بکتے ہین جو دلکا حال ہے
راز اپنا بے تکلف بر ملا ہو جائے گا

بیٹھنے دیگی نہ چھپکر حسن کی شوخی اُسے
آج اگر پردے مین ہے کل برملا ہو جائے گا

زندگی تک ہے یہ فرق اعتباری چند روز
مر کے یکسان رتبۂ شاہ و گدا ہو جائیگا

عین ہستی مین سمجھتے تھے کہ ہونا ہے فنا
ابتدا سے جانتے تھے خاتما ہو جائیگا

باغبان اتنا بہار باغ ہستی پر نہ بھول
دیکھ لینا دو ہی دن مین کیا سے کیا ہو جائیگا

ہے یہی گر یار مین عاجز نوازی کی صفت
سلطنت کا ہر گدا کو حوصلا ہو جائیگا

تاب و طاقت چل بسین گے روح سے بھی پیشتر
پہلے یوسف سے روانہ قافلا ہو جائیگا

جھولیان بھر بھر اڑائیگا اگر یون باغبان
گل سے مملو دامن باد صبا ہو جائے گا

منزل مقصود پر ہر طرح سے پہونچین گے ہم
غول مثل خضر اپنا رہنما ہو جائے گا

ملک ہستی سے نکر تنہا روی کا دل مین خوف
دس چلے جب ملکے باہم قافلا ہو جائیگا

مین گدا تم بادشاہ حسن پھر کیون ہے یہ ٹال
کیا بُرا ہو گا کسی کا گر بھلا ہو جائیگا

کوچۂ گیسو مین جانیکا نہ کر زنہار قصد
او دل نادان بلا مین مبتلا ہو جائیگا

آن واحد مین سلجھ جائیگی ساری گتھری
ناخن تقدیر اگر عقدہ کشا ہو جائے گا

روئیگا اے رند سن لیگا جو شعر حسب حال
واقعہ اپنا بھی اکدن مرثیا ہو جائیگا

بیمروت ہو فا تو باوفا کیونکر ہوا
خود غرض نا آشنا ہی آشنا کیونکر ہوا

خواجۂ قنبر کے در کا جو کہ کہلایا فقیر
بادشاہ ہفت کشور ہی گدا کیونکر ہوا

کس نبوی معجز نمائی کس نے دی پیغمبری
یہ عصا موسی تمھارا اژدہا کیونکر ہوا

وادی الفت مین آپ آوارہ پھرتا ہی غریب
خضر خود گمراہ ہے وہ رہنما کیونکر ہوا

توبہ کر تو اور بتون سجدے کرتا ہی کسے
بت جو پتھر کا بنا ہو وہ خدا کیونکر ہوا

دعوتین رندونکی اب کہنے لگا پیر مغان
تھا بڑا کم ظرف یہ ذی حوصلہ کیونکر ہوا

مجھ گرفتار قفس سے تجکو کیا تھا مدعا
اسطرف آنا ترا ایک صبا کیونکر ہوا

عشق کا قصہ کسی سے منفصل ہوتا نہین
یہ قضیہ پیش قاضی فیصلہ کیونکر ہوا

شاید اس ناوک فگن نے تیر مارا سینہ دوز
ورنہ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا

مطلقاً آثار الفت پہلے کچھ پیدا نہ تھے
عقل حیران ہے یہ درد لا دوا کیونکر ہوا

عشق ہو جانیکا باعث پوچھتے ہین لوگ سب
کیا سبب انکو بتاؤن کیا ہوا کیونکر ہوا

گر نہین خون شہیدان جا بجا آب آئین خبر یک
چھپا اے شوخ پھر رنگ حنا کیونکر ہوا

بھول کر بھی مین نہین لایا زبان پر حرف عشق
راز الفت یا الٰہی برملا کیونکر ہوا

سنتے ہین چند یسے سے خادم ہی وہ بیت اللہ کا
رند تھا مرد قلندر پارسا کیونکر ہوا

کون ہے نائب محمدؐ کا سوائے بوتراب
کسکو یہ رتبہ دیا حق نے ورائے بوتراب

ہی یہ اکسیر خالص خاکپائے بوتراب
بادشاہ ہفت کشور ہی گدائے بوتراب

ہی بلاشک مرتضیٰؑ حاجت روا مشکلکشا
کی ہی سارے مرسلون نے التجائے بوتراب

ہی علی کا حکم بھی لاریب شک فرمان حق
جو مشیت ہی خدا کی ہی وہ رائے بوتراب

کیون نکرتے اپنا نائب کیون نکر جاتے وصی
کیا پیمبر سے نہان تھا اتقائے بوتراب

سر بکف سوئے شب ہجرت نبیؐ کے فرش پہ
دل یہ کسکا اور جگر کسکا سوائے بوتراب

خاطر میں یہ‌مین جو عین جنگ مین ٹوٹی حسام
ذوالفقار آئی فلک پر سے برائے بوتراب

کیا بشر سے ہو سکے مداحی شیر خدا
حق نے کی قرآن مین مدح و ثنائے بوتراب

نور سے اللہ کے پیدا ہوے بارہ امام
ہین علی سے مہدی دین تک بجائے بوتراب

مثل قنبر مین بھی شیدا ہون علی کے نام کا
جان و دل سے ہون غلام باوفائے بوتراب

گرمی خورشید محشر جب جلائیگی مجھے
چھپ رہونگا حشر کو زیر لوائے بوتراب

مار ڈالا ہی فلک نے دے کے صدمے پیشتر
گور مین ضغطہ نہ دے مجکو برائے بوتراب

ہمسری کا وہ کرین دعوی ہے فہم و تمیز
جنکو قنبر سے نہو رتبہ جہ جائے بوتراب

خوف سے تیرے لرزتا ہی یہ پتلا خاک کا
یا الٰہی بخشدینا تو برائے بوتراب

طرۂ و دستار دونون کو بنائے ہی فلک
مہر و مہ شاید ہین دونون نقش پائے بوتراب

کیا کہون ناگفتنی ہی نیست جائے دم زدن
کیا نصیری مجکو کردیگی ولائے بوتراب

تھی شب معراج احمد اسطرف کو جلوہ گر
اسطرف تھی نور کے پردے کے جائے بوتراب

مالک نار و جنان ہی ساقی کوثر بھی ہے
رند کس کا آسرا رکھے سوائے بوتراب

قبر پہ ہوئین دو نہ چار درخت
ایک کافی ہے سایہ دار درخت

تھا مین دیوانہ گور پر ہے ضرور
بید مجنون کا سایہ دار درخت

ہون وہ بدبخت میرے سائے سے
خشک ہوتے ہین باردار درخت

تو جو اے سرو باغ مین جائے
ثمر و گل کرین نثار درخت

پست ہون تجھ سے غیرت طوبی
ایک کیا ہون اگر ہزار درخت

واہ رے میرے آہ کے جھونکے
اڑتے پھرتے ہین کاہ وار درخت

مین جو تاثیر آہ دکھلا دون
کوہ ہل جائین درکنار درخت

باغ ہستی مین ضعف پیری سے
رند ہون مثل بیخ خار درخت

باغبان کیون نہ جانے اسکو فضول
کر چکے ہنی جب بہار درخت

عزیز رکھتے نہیں اسکو بھی اخی کی طرح
اکھاڑتا در خیبر کو جو علی کی طرح

نسیم کوچۂ دلبر ہے یہ کہ باد بہار
شگفتہ غنچۂ دل ہو گیا کلی کی طرح

حسین لاکھ تتبع کرین بناوٹ مین
نہو گی تجھ سے مشابہ مگر کسی کی طرح

گئی عدم کو سبکدوش روح صورت بار
نہین رہا یہ گلی جسم کیچلی کی طرح

تمام عمر بسر کی نظارہ بازی مین
رہا مین حیرتی حسن آرسی کی طرح

تھمے نہ نالۂ دل گور مین بھی بعد فنا
ہر استخوان سے صدا نکلی بانسری کیطرح

جمال دوست کا گر ہے مشاہدہ منظور
صفا رکھو آئینہ دلکو آرسی کی طرح

نہ کام آئین دم عرض مدعا گل سے
دہن مین گو کہ زبانین ہون سو کلی کیطرح

ہوا پہ جائیگا مردہ بھی شکل جوہر پاک
وبال دوش ہونگا مین ہر کسی کی طرح

کہوئین حال دل اس غیرت پری سے کیا
جو دو گھڑی نہ ٹکے پاس آدمی کی طرح

کچھ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد
عشق بازی کا بھی چرچا نہ رہا میرے بعد

اپنے مرنے کا اگر رنج مجھے ہی تو یہ ہے
کون اٹھائیگا ترے جور و جفا میرے بعد

بعد مجنون کے مین دیوانہ گیا صحرا کو
پھر نہ آیا کوئی زنجیر بپا میرے بعد

کون لیٹن شانے سے ہر وقت کریگا سیدھا
خوب بل کھائیگی وہ زلف دوتا میرے بعد

سب نکل جائیگا دعوائے خدائی دل سے
بندگی کرنے لگوگے بخدا میرے بعد

چادر گل کی مین امید رکھون تجھ سے کیا
فاتحہ تک تو نہ مرقد پہ پڑھا میرے بعد

مجکو مرجانیکا اپنے ہی غم ہے اے یار
کون دیکھے گا ترے ناز و ادا میرے بعد

نغمہ سنجی کا مزہ میرے ہی دم سے ہے فقط
روئیگی بلبل بے برگ و نوا میرے بعد

نہیں رکھتا کوئی مردے پہ بھی رونے والا
بیکسی اپنا دکھائیگی مزا میرے بعد

سرمہ ہو جائیگا معدوم برنگ اکسیر
گھس لگانے کو ملیگی نہ حنا میرے بعد

یاد رکھے گا مجھی تک ہین یہ سارے غمزے
بھول جاؤگے یہ سب ناز و ادا میرے بعد

مسی دندان کو مرے سوگ مین کر دوگے ترک
رنگ لائیگی نہ ہاتھون مین حنا میرے بعد

کون پھر میری طرح داشت کریگا اسکی
جلد لٹ جائیگی وہ زلف دوتا میرے بعد

تشنہ دکھلاتا ہی ہر خار زبان کے کلنٹے
کاش آجائے کوئی آبلہ پا میرے بعد

کون بندھوائیگا پٹکا لیے ہاتھونمین کمر
کون کھولیگا ترے بند قبا میرے بعد

حوصلہ عشق و محبت کا کرے گا نہ کوئی
ستم و جور کا دیکھوگے مزا میرے بعد

آنکھ نرگس کی بدلجائیگی گلچین کی نظر
اور ہو جائیگی گلشن کی ہوا میرے بعد

کرینگے آکے بگولے مرے مرقد کا طواف
خاک اڑائیگی بہت باد صبا میرے بعد

چھوٹینگے قبر و نسے فوارے لہو کے قاتل
جوش مین آئیگا خون شہدا میرے بعد

جب مین مرجاؤنگا پھر غور کروگے کسکی
کس کو بلواؤگے پسوا کے دوا میرے بعد

کون سُلجھائیگا یون میری طرح اک اک بال
سب سے اُلجھے گی تری زلف دوتا میرے بعد

مر گئے پر بھی نچھوڑے گی گدائی مجکو
گور پر برسے گی شان فقرا میرے بعد

بھولے بیٹھے ہین عبث حسن و درِ روزہ پر رند
یاد آئے گی بہت میری وفا میرے بعد

رند کی ہے یہ وصیت اسے سب سُن رکھین
پاس تربت مین رہے خاک شفا میرے بعد

مین تو زندان مین ہون اور دھوم مچاتی ہے بہار
رنج دیتی ہے مرے دل کو دکھاتی ہے بہار

بے مے و معشوق و مطرب کس کو بھاتی ہے بہار
ساغر گل رنگ لا ساقی کہ جاتی ہے بہار

کھل رہے ہین غنچہ و گل ہر طرح کے ہر طرف
گلشن فردوس کا عالم دکھاتی ہے بہار

وقت رخصت گرچہ تاراج خزان ہوتے ہین گل
ساتھ کیفیت سے پھر گلشن مین آتی ہے بہار

رفتہ رفتہ غنچہ و گل پر تصرف کرتی ہے
رنگ اپنا پہلے گلشن مین جماتی ہے بہار

دفن ہے یان کونسا دیوانہ ہر دل عزیز
باغ مین ہر سال آکر خاک اڑاتی ہے بہار

ہے خزان کو مجھ سے الفت اس سے مین مانوس ہون
میرے گلشن مین عبث تشریف لاتی ہے بہار

در پے ویرانی گلشن ہوئی ہے کس لیے
جا سے بلبل چند کے نغمے سناتی ہے بہار

مین تو مجنون ازل ہون میرا کیا مذکور ہے
ہوشیار ونکو بھی دیوانہ بناتی ہے بہار

چشم عبرت بین سے دیکھ اس باغ کی نیرنگیان
ہر برس آکر تجھے غافل سجھاتی ہے بہار

پا بہ زنجیر ایک دیوانہ نظر آتا نہین
حیف ہے ابکی برس کیا مفت جاتی ہے بہار

ہوگا یان آخر خزان کونسا رشک چمن
دیدۂ نرگس سے جو آنکھین چھپاتی ہے بہار

بادہ خوار و چھوڑ دو گھر فصل گل ہے چار دن
جا رہو سب بھٹیون مین ورنہ جاتی ہے بہار

بھولے ہین مرغ چمن سب اپنے اپنے چہچہے
وہ پری گلشن مین بیٹھی آج گاتی ہے بہار

چشم بر رہ منتظر بیٹھے ہین مرغان قفس
برگ گل شاید چمن سے لے کے آتی ہے بہار

یاد آتا ہے قفس مین لطف گل گشت چمن
داغ دیتی ہے جگر پر دل جلاتی ہے بہار

گل کھلے ہین ہر طرف تو بھی کبھی کر شاد ہو
یار بن مجکو تو بلبل پھاڑے کھاتی ہے بہار

باغ سے ہوتا ہے راہی قافلہ کا قافلہ
غنچہ و گل ساتھ لے کر اپنے جاتی ہے بہار

آمد آمد اس گل رعنا کی ہے گلزار مین
صورت گل پیرہن مین کب سماتی ہے بہار

کھاتے ہین گل چھین کر چھلا کسی محبوب کا
ہر برس اک داغ تازہ دیکے جاتی ہے بہار

گر کہ شب تاب سمجھے ہو تجھیں جگنو نہیں
اپنی منت کے چراغ آ کر جلاتی ہے بہار

اک نہ اک دیوانہ ہو جاتا ہے سر کو پھوڑ کر
ہر برس آ کر نیا اک رنگ لاتی ہے بہار

داغ سودا تن کو دے یا سر کو دے جوش جنون
دیکھیے ابکی برس کیا گل کھلاتی ہے بہار

دیکھ لین گے سال آیندہ اگر جیتے رہے
گل روانہ ہو گئے اے رند جاتی ہے بہار

نہین قول سے فعل تیرے مطابق
کہون کس طرح تجکو اے یار صادق

نہ جنت کے قابل نہ دوزخ کے لائق
مجھے کیون کیا خلق اے میرے خالق

ہوے ہجر مین وہ مرض مجکو لاحق
رہے دنگ جس مین اطباے حاذق

بھروسا کرم پر ہے ہم عاصیون کو
غضب پر سمجھتے ہین رحم اس کا فائق

فقط کنہ ذات اسکی ابتک نہ سمجھے
ہوے منکشف اور سارے دقائق

جھگڑ لینگے آپس مین شیخ و برہمن
تجھے کیا بکھیڑون سے او مرد عاشق

جو یہ اسکی رحمت کی طغیانیان ہین
کجا زہد زاہد کہان فسق فاسق

کیا نفس کو مجھ پہ کیون تونے غالب
نہ تھا کیا تری بندگی کے مین لائق

نہ رکھنا مجھے اپنی رحمت سے محروم
تری ذات سے ہے یہ امید واثق

نہ تاب آئیگی حسن کی تیرے اے دوست
مین موسیٰ نہین ہون جو جلوے کا شائق

تجرد کا عالم سمجھے کیا برا تھا
ہوا کس لیے پاے بند علائق

شکایت کا فقرہ زبان تک نہ آیا
بہر حال کرتا رہا شکر خالق

سر و چشم سے مین بجا لاؤن صاحب
جو خدمت کوئی ہووے بندے کے لائق

بھلا کس سے بہلاؤن دل اس چمن مین
نہ سنبل نہ نسرین نہ گل نہ شقائق

رلاتے ہو عاشق کو بے وجہ و باعث
ہنسے گی مری جان تم پر خلائق

کئے معجزے حسن نے دونون یکجا
شب تیرہ گیسو جبین صبح صادق

کہانتک کے افسانہ قیس و لیلیٰ
عبث کرتے ہو حال مین ذکر سابق

گیا وہ زمانہ وہ لوگ اڑ گئے سب
نہ معشوق ویسے رہے اب نہ عاشق

شنیدیم نام و نشانش ندیدیم
چو عنقاست معدوم یار موافق

مری جان مدت سے مرتا ہون تجھ پر
ترے چاند سے منہ کا عاشق ہون عاشق

ہوا رشک لیلی کی فرقت مین مجنون
مرا حال اور قیس کا ہے مطابق

عبث فوق دیتا ہی تو خود کو نادان
کیا ایک کو ایک پر اس نے فائق

وہ منشی بنے قدرت حق تو دیکھو
جو مکتب مین پڑھتے تھے انشا فائق

دعا ہے یہی اور یہی ہے تمنا
نجف مین مرے جاکے یہ رند فاسق

پڑتی ہی آکے جان پہ آخر بلاے دل
یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل

غصہ و غم ہی خون جگر ہے غذاے دل
کھاے بشوق جتنی کہ ہو اشتہاے دل

یارب اسی طرح کوئی اسکا ستاے دل
ناحق عبث کسی کا جو کوئی دکھاے دل

آنے دے میری جان کسی پر جو آے دل
کچھ مشغلہ ضرور رہے آخر براے دل

تیرے بغیر کس کی تمنا کرے بشر
تو آرزوے جان ہی تو مدعاے دل

آیا کسی طرح سے نہ فرقت مین جب قرار
لیٹا رہا مین ہاتھ کے نیچے دباے دل

کرتے ہین اشک آتش ہجران پہ کار نفط
ایسی لگی ہوئی کہو کیونکر بجھاے دل

تو ایک بار ہنسکے گلے سے اگر لگاے
سینے مین خرمی سے نہ پھولا سماے دل

جو کچھ سلوک تو نے کئے اس غریب سے
کیون بیوفا بتا تو یہی تھی جزاے دل

تاب و توان و صبر و خرد کب کے چلدیے
رکھتے ہین کائنات مین ہم کیا سواے دل

گاڑا فلک نے پھر کسی عاشق کو خاک مین
ہر قبر سے آرہی ہی صدا آج ہاے دل

سوراخ بھر گئے کہ لہو ہوکے بہ گیا
جو کچھ ہوا بجا تھا یہی تھی سزاے دل

ایسا کہان انیس کہان ایسا غمگسار
بیگانہ سب سے ہے جو ہوا آشناے دل

اور ترک تیری آنکھون پہ عیاری ختم ہے
دونون نے کیا نلوہ ہزارون اڑاے دل

چندے ہوے ہین جو عشق ریاضت یہی رہی
حیرت فزاے آئینہ ہوگی صفاے دل

گستاخیان ہین بے ادبی کے کلام مین
کیونکر کہون زبان سے جو ہی مدعاے دل

جو اس کا استشارہ ہی بے شبہ وحی ہے
اپنی رضا وہی ہے کہ جو ہی رضاے دل

غفران پناہ جب سے لہو ہوکے بہ گیا
سینے مین آکے درد رہا ہی بجاے دل

چھوڑا اگر اجل نے دفا زیست نے بھی کی
اور بیوفا دکھاؤنگا تجکو وفاے دل

اپکا اسے پڑا ہے بری طرح چاہ کا
ایسا نہو کہ جان بھی اکدن گنواے دل

پروردگار صدمے جو مقسوم ہین یہ تجھے
تو ہے کا اک تو ادیا ہوتا بجاے دل

پوچھو نہ علاج کس سے محبت کے روگ کا
عیسی کے پاس بھی تو نہین ہے دواے دل

افسردگی نے کردیا اس درجہ مضمحل
آتی نہین ہے سینہ سے باہر صداے دل

آغوش حبیب مل کے کرین آہ و زاریان
تو ہاے گل پکار مین چلاؤن ہاے دل

قربان ہو وہ تجھ پہ تصدق ہون تم پہ مین
دل تجھ پہ ہے نثار تو مین ہون فداے دل

بالکل عنان صبر نہ دے اختیار سے
جینے تو اور طاقت صبر آزماے دل

اک بوند ہے لہو کی فقط اس بساط پر
کیسے غضب مین پڑ گیا ہے مین فداے دل

غم کا گزر رہا نہین نہ غصہ کا دخل ہے
سنسان مدتون سے ہے ماتم سراے دل

اشکون کے ساتھ وہ بھی لہو ہو کے بہ گیا
اے رند دیکھ لو یہ ہوئی انتہاے دل

وہ لطف دہر کی جس پر نگاہ کرتے ہین
جو ذرہ ہو تو اسے رشک ماہ کرتے ہین

عبث وہ اب مری جانب نگاہ کرتے ہین
مین اٹھ چکا ہون مجھے کیون تباہ کرتے ہین

تمھارے واسطے کرتے ہین خانہ ویرانی
تمھاری راہ مین گھر کو تباہ کرتے ہین

چھری سے کم نہین ترچھی نظر حسینونکی
حلال کرتے ہین یہ بانگاہ کرتے ہین

ہزار شکر رسائی ہوئی برہمن تک
خدا نے چاہا تو اب بت سے راہ کرتے ہین

کہان کا عشق محبت کسے ہے کیسا پیار
جو قول ہارے ہین اسکا نباہ کرتے ہین

ہلین گے لوح و قلم عرش تھرتھرائے گا
ترے جلے بھنے اب دل سے آہ کرتے ہین

خبر بھی ہے در دولت پہ مستغیث ہین سب
تمھاری ناشنوی پہ دادخواہ کرتے ہین

دل انکے ہین جو محبت مین تیری ثابت ہین
جگر ہین انکے جو تجھ سے نباہ کرتے ہین

تو ہی ہے رہبر واماندگان کہین اے شوق
یہ بھولے بھٹکے تجھے خضر راہ کرتے ہین

مزا اٹھائینگے عاشق کے خون ناحق کا
عبث وہ قتل مجھے بیگناہ کرتے ہین

مری طرف سے ابھی دل مین راہ ہے کچھ کچھ
ادھر سے کبھی وہ گذر گاہ گاہ کرتے ہین

غفور اسکو سمجھتے ہین تجکو کیا واعظ
ثواب کرتے ہین ہم یا گناہ کرتے ہین

وہ ایک خط بھی نہ لکھیگا ہم عبث قاصد
وفور شوق سے دفتر سیاہ کرتے ہین

فراق یار نے ہشیار کردیا ہم کو
وہ بیخبر ہین جو الفت کی چاہ کرتے ہین

غرور حسن سے اصلا خدا کا خوف نہین
جو مر بھی جاؤ تو وہ کب نگاہ کرتے ہین

شب فراق مین ہم سے تو نالہ رک نہ سکا
وہ کون لوگ ہین جو ضبط آہ کرتے ہین

خضر بھی وادی الفت مین تھک کے بیٹھ رہا
وہ پاے مرد ہین جو طے یہ راہ کرتے ہین

کسی کو کیا جو سیہ کار ہین ہم اے زاہد
ہم اپنا نامۂ عصیان سیاہ کرتے ہین

کوئی یہ رند سے پوچھے تو دکھین درد ہے کیا
پڑے کراہتے ہین آہ آہ کرتے ہین

ہم اشک بزم مین منہ پر بہاے بیٹھے ہین
یہ سوجھتا نہین اپنے پراے بیٹھے ہین

ذرا خیال رہے سوختہ دلون کا بھی
بھلستے ہین یہ تری لو لگاے بیٹھے ہین

ہماری جان نکلتی ہے جسپہ مرتے ہین
اسی حسین پہ سب زہر کھاے بیٹھے ہین

کہان ٹھکانا ہے کس سرزمین پہ جائین
تری گلی مین فلک کے ستاے بیٹھے ہین

ہم اُس کے واسطے پھرتے ہین کوبکو برباد
ہمارے گھر مین وہ تشریف لاے بیٹھے ہین

ہوا یقین کہ آنے مین اُن کے عرصہ ہے
ابھی گندھی نہین چوٹی نہاے بیٹھے ہین

فقیر تیرے ہین برداشتہ طبیعت سے
یہان سے جائین گے بستر اٹھاے بیٹھے ہین

کہین نہ راز محبت دہن سے باہر ہو
زبان دانتون کے نیچے دبائے بیٹھے ہین

ہمین کو کیون وہ بلا بھیجتے نہین گھر مین
جو ہاتھ پانون مین مہندی لگائے بیٹھے ہین

خبر سنی جو مرے در پہ آنے کی تو کہا
وہ کیون چلے نہین آتے جو آے بیٹھے ہین

فقیر ہو گئے عشاق تجھ پہ اے شہ حسن
ہزارون کوچے مین دھونی رماے بیٹھے ہین

یہ کل کا ذکر ہے لیٹے ہوے تھے میرے پاس
وہ آج غیر کے گھر ہاے ہاے بیٹھے ہین

فقیر ہونے کا اس پر جو قصد رند نہین
تو گیروی کفنی کیون رنگاے بیٹھے ہین

غزل مشاعرہ سراج الدولہ فرمائش آتش

حسین بگڑین تو بگڑین مجھے ملال نہین
غضب تو نکا ہی کچھ قہر ذوالجلال نہین

بھوین ہین صورت محراب ایک خال نہین
تمھارا کعبۂ ابرو تو بے بلالی نہین

تب فراق سے باقی بدن مین حال نہین
وصال ہی سہی اس سے اگر وصال نہین

ہزاروں ٹھوکریں کھائیگا موج آئے گی
اڑائے کبک دری ایسی تیری چال نہیں

شہادتیں ہے کافی جواب کے بدلے
دقیق ایسا نکیرین کا سوال نہیں

پھڑکدے ہیں کے زخم جگر پیا و جراح
اگرچہ مشک گران ہون کا تو کال نہیں

الجھ کے بانکی مچھلی پڑی پھڑکتی ہے
وہ زلف کیا ہی اگر مچھلیونکا جال نہیں

خدا نے بخشا ہی ایسے جو تجکو جسم لطیف
نہیں تو آدمی کا تجھ پہ احتمال نہیں

وصال عاشق تازہ ہو تم کو ارزانی
حسین اور بہت ہیں جہاں میں کال نہیں

دیا طلاق مرے جد نے زال دنیا کو
کسی طرح سے یہ بیوہ مجھے حلال نہیں

جو دیکھ لے اسے واجب ہے شکر کا سجدہ
ظہور جلوۂ حق ہے ترا جمال نہیں !

بنایا صانع عالم نے سیر چشم مجھے
مری نظر میں تو قارونکا گنج مال نہیں

یہ ٹھنڈی گرمیاں کیوں ہیں نیاز مندوں سے آج
ہمارے آپکے مدت سے بول چال نہیں

یہ داغ مہر علی ہے وہ نیر اعظم
جس آفتاب کو محشر تلک زوال نہیں

یہ سب ہے عشق کی معجز نمائی او فرہاد
پہاڑ تیشے سے کاٹا تو کچھ کمال نہیں

ہم ابتدا ہی سے سمجھے تھے ہوگا بد انجام
بخیر عشق کے آغاز کا مآل نہیں

گرو ثبوت نہ آزردگی مری جانب
تمہیں تو رنج ہی مجھ سے مجھے ملال نہیں

خدا کی شان ہے جو رو پری ہیں ہو شاید
بشر میں تو یہ حسن بے مثال نہیں

سدا ہی ایک صلا شگون دلی مرے
یہ سال وہ ہے کہ محتاج گوشمال نہیں

وہ سرفراز نہ ہوگا کبھی زمانے میں
پر رنگ سایہ جو عالم کا پائمال نہیں

کلیجہ آتا ہے منھ کو اب اسکے دیکھے سے
نہ پوچھ رند کا احوال اسمیں حال نہیں

بجز فتور عناصر میں اعتدال نہیں
یہ کیا ہے آب و ہوا کا جو اختلال نہیں

تمھارے گال یہ بیوجہ لال لال نہیں
بہا ہے انکے شہیدونکا خون گلال نہیں

نہیں دکھائی دی مدت سے وہ تجلی طور
یہ کیا ہوا ہے الٰہی کہ اب جلال نہیں

میں بد نظر نہیں اے یار دیکھنے دے مجھے
نہ گھور مجکو تو آنکھیں عبث نکال نہیں

وہ کون لوگ ہیں ہی دوستو نسے رنج جنھیں
ہمیں تو جان کے دشمن سے بھی ملال نہیں

چھری ہی ہجر میں میرے حلال کرنے کو
سپہر پہ یہ عیاں عید کا ہلال نہیں !

تری امید پہ آیا ہون در سے ساقی
پلا دے درد ہی تھوڑا اگر زلال نہین

مین ہجر یار مین مرجانے پر بھی راضی ہون
فراق روح و بدن ہو اگر وصال نہین

کبھی کبھی ہے عاشق سے اپنے گفت و شنید
کہ گوش کر نہین تیرے زبان لال نہین

ہون اپنی جان سے بیزار اسکی فرقت مین
کسی سے رنج کسی سے مجھے ملال نہین

سوال جلوہ دیدار اس سے کر بیٹھون
کسی کا حوصلہ ہوگا مری مجال نہین

جنون ہمارا ہی مسکن وہ دشت وحشت خیز
کہ جسمین منزلون گرد رم غزال نہین

وہ بے نظیر ہی اس کا کوئی نظیر نہین
وہ بیمثال ہے اسکا کوئی مثال نہین

خرام ناز کو دیکھا سنا کلام ترا
حقیقتہً ہے کسی کی یہ بول چال نہین

یہ وجہ کیا ہی جو ٹانگا ہے حسن نے الٹا
اگر وہ زلف گنہگار بال بال نہین

نہ صوفی وجد سے واقف نہ قال سے قوال
یہ حال ہی کسی محفل مین حال و قال نہین

کبھی وہ منزل مقصود تک نہ پہونچے گا
مثال جادہ جو اس راہ مین پائمال نہین

زمین سے عرش تلک جاے عرش سے تا فرش
بجز بشر یہ فرشتے کی بھی مجال نہین

نگاہ بد سے ہے محفوظ خط عارض یار
یہ سبزہ زار چراگاہ ہر غزال نہین

چھڑا دو الفت گیسو سے آپ کو لے رند
بڑی بلا مین پھنسے ہو تمھین خیال نہین

قدم بڑھاے ادھر حیز کی مجال نہین
کنام شیر ہے یہ بیشۂ شغال نہین

بچاے تیر مژہ دیو کی مجال نہین
خدنگ ترکش رستم ہی تیر زال نہین

تہی ہی جیب سے کہ دلدار سے مرا آغوش
فلاسفہ سے ہون کہتا خلا محال نہین

کریم جو مجھے دیتا ہے بانٹ کھاتا ہون
مرے طریق مین تنہا خوری حلال نہین

لہو شہید محبت کا رنگ لاے گا
اڑا دو چٹکیون مین تم یہ وہ گلال نہین

مین اک جھٹک مین تو رکھدونگا توڑ کر صیاد
بنا ہے ڈور کا فولاد کا تو جال نہین

توانگرون کو مبارک ہو زینت دنیا
ہماری کملی تو ہے پشم سے جو شال نہین

حباب وار ہون آمادۂ فنا ہر دم
سواے حال مجھے فکر ماہ و سال نہین

جو دیکھے تو ادھر ہوت تری راہ مین تا ہمت
ولی نہین ہو نہین درویش با کمال نہین

غذا رہی سگ دنیا کی جیفۂ دنیا
مجھے تو تیسرے فاقے بھی یہ حلال نہین

عیان ہے نخل تمنا کی بے بر و برگی
پھلے کہ پھولے ہرا ہو یہ وہ نہال نہین

دیے سے بوسے کے آیا نہ حسن بر ادبار
سخی کے مال کو سچ کہتے ہین زوال نہین

عروج نشہ مین افتادگی پسند ہے یان
گرون تو گرنے دے ساقی مجھے سنبھال نہین

شراب جلتی ہے واعظ کیا کرے قدغن
یہ کون کہتا ہے بھٹی نہین کلال نہین

جمیل کے لیے لازم ہے عظمت و جبروت
نہو جلال تو یہ شان ذوالجلال نہین

تمھاری زلف مین جو مرغ دل پھنسا سو کہا
پھڑک کے صید نکل جائے یہ وہ جال نہین

خم غدیر کی تلچھٹ ہے جام مین ساقی
ہمارے دارو سے بہتر زلال نہین

کریم ذات ہے جسکی مین اس سے سائل ہون
کسی لئیم سے درویش کا سوال نہین

رہا شباب تلک تاک جھانک کا لپکا
وہی ہین آنکھین تو لیکن وہ دیکھ بھال نہین

غزل کہی ہے یہ لے رند حکم آتش سے
وگرنہ شعر کا مدت سے کچھ خیال نہین

سہ غزلہ حسب الحکم بادشاہ جمجاہ واجد علی شاہ

ہم نے مانا وہ کمر اہل نظر ملتی نہین
کوئی دکھلائے دہن ہی گر کمر ملتی نہین

کیا فقط بینش کو اے اہل نظر ملتی نہین
واہمہ بھی ڈھونڈھتا ہے پر کمر ملتی نہین

ہے یہ ممکن انتہا لاؤن سمندر کی ابھی
تھاہ تیری پر مجھے اے چشم تر ملتی نہین

غیر ممکن ہے کہ بے صندل لگائے دور ہو
درد سر کی بھی دوا ہے درد سر ملتی نہین

وصل کی شب پھیر دون تیر گلے پر ہائے ہائے
کیا کرون مجکو چھری مرغ سحر ملتی نہین

جسکے پیچ و تاب سے کھائے رگ جان پیچ و تاب
کہتے ہین شاعر مگر ایسی کمر ملتی نہین

روز و شب کیونکر نہ سینے مین جلے مانند شمع
بتی مرہم کی پئے داغ جگر ملتی نہین

چاند سورج کو تمھاری شکل سے نسبت ہے کیا
کچھ شبیہ اور غیرت شمس و قمر ملتی نہین

دل کے لگجانے پہ ہی موقوف اپنی دیکھ بھال
دل نہین ملتا کسی سے تو نظر ملتی نہین

آنکھ بدلی کسلیے ایسے ہوئے بیدید کیون
اپنے ہم چشمون سے بھی اب تو نظر ملتی نہین

مقتضا تیری جہالت کا ہے لیتا ہے جو آڑ
روکے جو تیغ قضا ایسی سپر ملتی نہین

اس پری کو مال کی خواہش ہے مین مرد فقیر
کیا کرون لوح طلسم گنج زر ملتی نہین

ہے دم آخر مرا اس نے وصیت آنکر
اتنی مہلت کیا تجھے اور حیلہ گر ملتی نہین

خاکپا اس غیرت خورشید کی چہرے پہ مل
تجکو دارو سے کلفت کیا او قمر ملتی نہین

باندھون پشتارہ گناہون کا نہ کیونکر پیٹھ سے
بار برداری تو ہنگام سفر ملتی نہین

سانس لینے کا کسے یارا ہو فرط ضعف سے
حال دل کچھ کہنے قدرت اسقدر ملتی نہین

ہی بہ از صندل اگر ہاتھ آئے خاک پائے یار
سر ٹپکتا ہون دوا دردِ سر ملتی نہین

حسن حیرت نے اسے تیرے پتلیان پتھرا گئین
اب پلک سے بھی پلک دو دو پہر ملتی نہین

صبح لیجاتا ہی رقعہ شام کو لاتا ہے پھیر
یار کی ڈیوڑھی تجھے کیا نامہ بر ملتی نہین

ہنستے ہنستے کھولدیتا ہے اگر جوڑا کبھی
ایسی چھپ جاتی ہے بالون مین کمر ملتی نہین

رند ہی سرکار عالی مین قدیمی جان نثار
کب اسے خلعت مین شمشیر و سپر ملتی نہین

مبتدا اے حسن کامل کی خبر ملتی نہین
ہے دہن غائب تمھارا اور کمر ملتی نہین

حیف او عیسیٰ نفس تجکو خبر ملتی نہین
نبض اس بیمار کی دو دو پہر ملتی نہین

مین تو کیا ہون موشگافونکو پڑی ہین جوتیان
شانہ مین حیران ہین اسکی کمر ملتی نہین

مرغ دل بیتاب ہے کیون صبر کر اب جانکو
دام گیسو سے رہائی عمر بھر ملتی نہین!

دیکھئے جس بے ہنر کو آج مالامال ہے
تھا غلط مشہور دولت بے ہنر ملتی نہین

سرکشی کی گلشن ہستی مین چلتی ہے ہوا
اس چمن مین جھک کے شاخ بارور ملتی نہین

خاک چھنواتی ہی دیوانون سے اپنے مدتون
وہ پری جبتک نکرلے دربدر ملتی نہین

کیون جگر سے سوزش تکلیف کرتی ہی عبث
وان قبولیت ہو آہ بے اثر ملتی نہین

لشکر اندوہ کے نرغے مین ہے تنہا یہ دل
فوج غم پر مرد غازی کو ظفر ملتی نہین

عشق دندان نے پھرایا جوہری بازار مین
آبدار ایسی کوئی سلک گہر ملتی نہین

زندگی کے کسلیے صدمے اٹھاتی ہے عبث
راہ کیا جانے کی جان نوحہ گر ملتی نہین

کیا شرف مادر پدر کو ہے اگر فرزند نیک
کچھ صدف کو آبرو مثل گہر ملتی نہین

آمد فصل بہاری سے گلستان مین نہال
گھس لگانے کو بھی شاخ بے ثمر ملتی نہین

نالہائے شب کا ہی اس ناتوان پر اتہام
ضعف سے تو رخصت آہ سحر ملتی نہین

تکتے تکتے راہ اسکی تم بھی کیا پتھرا گئین
اب پلک سے کیون پلک اے چشم تر ملتی نہین

فکر کو کیا دخل یا رب تیری کنہ ذات مین
عقل کو اس جا رسائی بیشتر ملتی نہین

اے خضر کیسی سبیل عشق ناہموار ہے
ایک پگڈنڈی بھی جسمین راہ بھر ملتی نہین

جب سے اس رشک سلیمان کی ہے چشم لطف ادھر
آدمی کیا دیو کی مجھ سے نظر ملتی نہین

روز و شب خورشید و مہ پھرتے ہین چکر مین پڑے
یار تجھ تک بیغیرت شمس و قمر ملتی نہین

گم ہوا ہے جسنے اس وادی مین رکھا ہے قدم
رہ روان راہ الفت کی خبر ملتی نہین

رند اندیشہ کی جا ہے دیکھیے کیسی بنے
اب طبیعت یار کی اک وضع پر ملتی نہین

ہم صفیران چمن کی کچھ خبر ملتی نہین
ہم قفس مین بند ہین باد سحر ملتی نہین

دلکو تسکین بے ترے او نامہ بر ملتی نہین
غش پہ غش آتے ہین جب اسکی خبر ملتی نہین

چاہیے انسان کو بھی پاس حفظ آبرو
یاد رکھے جا کے پھر آب گہر ملتی نہین

ناوک مژگان کی دلپر وہ جراحت کھائی ہے
چشم سوزن کو بھی جو او بخیہ گر ملتی نہین

سرو قد کا ہے نمونہ ہر عقیق داغدار
ڈھونڈھیے تو اک انگوٹھی بے شجر ملتی نہین

مثل عنقا اکثرونکا نام سے یان ہے نشان
کہتے ہین اکسیر ہے دنیا مین پر ملتی نہین

یک قلم خالی ہوا مرغان خوش الحان سے باغ
نام کو بھی بلبل بے بال و پر ملتی نہین

دل مین اسکے گھر کرے تاثیر کچھ اپنی دکھاے
کیون اثر سے جا کے آہ بے اثر ملتی نہین

کیون سلیمان آپکے جلسے مین کیا تھی ہی روز
وہ پری اک رات مجکو اپنے گھر ملتی نہین

وار اسکی تیغ کے بڑھ بڑھ کے سب سینے پہ روک
اس سے بڑھکر کوئی فولادی سپر ملتی نہین

سر بکف باندھے کفن مین کیوں قاتل کو چلا
راہ آنے کی تجھے او موت اگر ملتی نہین

گھر مین بیٹھے سے بر آتی ہے کوئی امید دل
جب تلک انسان نہ ہو بے در بدر ملتی نہین

اب تلک سو مرتبہ وہ باندھ چکا قتل پر
کیا کرے قاتل کو خود اپنی کمر ملتی نہین

مشعلین روشن ہین فریادی ہین در پر مستغیث
داد انکی کس سے لیے اے دادگر ملتی نہین

اب نہ وہ الفت تمھاری ہے نہ الفت کی نگاہ
جسکو آنکھین ڈھونڈھتی ہین وہ نظر ملتی نہین

ایک قاصد روز کرتا ہون پئے قاصد روان
نامہ بر جاتا ہے جو اسکی خبر ملتی نہین

کیجئے دربار کسکا روز وان برخاست ہے
نذر گذرانے کسے ان کی نظر ملتی نہین

ہجر کی شب ہاتھ مین لیکر چراغ ماہتاب
ڈھونڈھتا پھرتا ہون گھر گھر پر سحر ملتی نہین

پارہ ہائے شیشۂ دل ہین بھرے دامان مین
کسکے سر مارون دکان شیشہ گر ملتی نہین

فصد کسکی لیجئے کس طرح نشتر دیجئے
رگ ترے سودائی کی دودو پہر ملتی نہین

بے سروسامان روانہ ہوگئے کیا بتلاؤ رند
کوچ ہے اور فرصت ساز سفر ملتی نہین

بے ملاقات نہ بندے کا عدم جانا ہو
آپ چلین آپ چلین صاحب کو اگر آنا ہو

قید ہستی سے رہا جلد یہ دیوانہ ہو
آج ہی آئے اگر موت کو کل آنا ہو

ہوشیارون مین گنے مجکو سو دیوانہ ہو
رفتگی دیکھئے اب آپ مین کب آنا ہو

کعبۃ اللہ کے حاجی کرین جا جا کے طواف
ہم ہون اور ساقی مہوش ترا میخانہ ہو

حسن اگر مصر کے بازار مین لیجائے تجھے
جو کہ تھی قیمت یوسف ترا بیعانہ ہو

دل سودا زدہ ہر بار یہی کہتا ہے
سیر کر عالم وحشت کی بھی دیوانہ ہو

نقل کو اصل کا سامان نہین ہوتا ممکن
دخل کیا گیسوے سنبل مین کبھی شانہ ہو

رونق افزا ہو کسی روز جو وہ غیرت حور
قصر جنت سے منور مرا کاشانہ ہو

سر پھرے میرا بُرا حال ہو چکر آئین
مین نہ ہون بزم مین گردش مین جو پیمانہ ہو

جام کوثر لئے موجود ہو ساقی میرا
زندگی کا مرے لبریز جو پیمانہ ہو

دشت غربت کی فلک ٹھوکرین کھلواتا ہی
بیکسی دیکھیے کب سوے وطن جانا ہو

تلخ و شیرین جہان دونون گوارا ہین مجھے
کھاؤن میٹھے کی طرح زہر کا گر کھانا ہو

صحبت بادہ کشان مین جو تو جائے واعظ
نقل محفل تری تسبیح کا ہر دانہ ہو

پھر گئی آکے جو اے رند مرے بالین سے
ہے یقین موت نے بھی مجکو نہ پہچانا ہو

آشنا اپنے کو گنتا ہے نہ بیگانے کو
پھر وہی جھک سی ہوئی ہے ترے دیوانیکو

دل اڑا جاتا ہے آبادی سے ویرانیکو
جوش وحشت ہے کہ پر لگ گئے دیوانیکو

خم کے خم اس مین سمایا کرین اے ساقی
ظرف اتنا تو خدا دے ترے پیمانے کو

سمجھے بازیچۂ ہستی کو جو ہین نقش فنا
کھیل لڑکون کا سمجھتے ہین وہ مرجانے کو

رزق خود اڑکے پہونچتا ہی جو تقدیر کا ہو
پر دیے ہین مرے رزاق نے ہر دانیکو

میرے بھی نخل تمنا کو ہرا کردے گا
خاک مین جسنے کہ سرسبز کیا دانیکو

آفرین آفرین مجھ مست کے مے پینے پر
مرحبا مرحبا ساقی ترے بلوانے کو

ہر طرف پھیل گیا بغض و حسد عالم مین
نہ رہی مہر و محبت تو قسم کھانے کو

مر گیا منتظری مین تری او وعدہ خلاف
موت آئے ملک الموت ترے آنیکو

رہنما عشق صنم کا ہو تو انشاء اللہ
کعبۃ اللہ پھر کر چلین بت خانے کو

عقل کامل پہ شرف پائے تو اے جوش جنون
وہ پری آئی ہے گر بیڑیان پہنانیکو

حیف ہے جسکی محبت مین چلے دنیا سے
تا لب گور بھی آیا نہ وہ پہنچانے کو

کیون فلک کاسۂ سر ٹھوکرین کھائین انکے
دیکھ سکتے ہون جو گردش مین پیمانیکو

رحم دل ہون نہ کبھی دیکھ سکونگا یہ ظلم
گل سے بلبل کو جدا شمع سے پروانیکو

شان رزاقی رزاق تو دیکھ او صیاد
لے اڑا دام سے مین مار کے پروانیکو

باز جو دیکھ موا آگ مین جل کر وہ بھی
پر ملا رتبہ سمندر کا نہ پروانے کو

ہو گی کیونکر دل میکش کی تسلی ساقی
اور دے اور دے رٹ لگ گئی مستانیکو

تازہ ہے لیلی و مجنون کی کہانی اب تک
لوگ سنتے ہین ابھی عشق کے افسانیکو

تخلیہ یار سے منظور رہے ہو آج کی رات
شمع کے گرد بھٹکنے نہ دو پروانے کو

آیئے آیئے مرشد مرے یا حضرت عشق
خون دل پینے کو حاضر ہے جگر کھانیکو

آب اور خاک مین طاقت تھی ہرا کرنے کی
قوت نامیہ ملتی نہ اگر دانے کو

بعد مردن بھی ہے عاشق صادق ناکام
شمع تربت پہ میسر نہین پروانے کو

ساقیا ہم سے تہی دست بھی یان چھکتے ہین
پر رکھے ساقی کوثر ترے میخانے کو

مین تو کیا دیو کے رکنے سے بھی رکنے کا نہین
دل ہے یہ دل اسے کیا لگتا ہے آجانیکو

اوپری عالم ارواح ہو رند سے تنگ
گاڑ دین کاش مسلسل ترے دیوانیکو

ہے روپ پہ وہ رشک چمن اور زیادہ
اسلوب پہ آیا ہے بدن اور زیادہ

رکھے چمن آرا اے جہان باغ جہان کو
پھولین گل نسرین و سمن اور زیادہ

گلگشت گلستان سے چلے آؤ گے جب تم
چلائین گے مرغان چمن اور زیادہ

اللہ رے شوخی تری چشمان سیہ کی
وحشی ہوئے اب تو یہ ہرن اور زیادہ

بس خیر یہین تک ہی جو بیٹھا ہو نہین خاموش
چل نکلو نہ اے مشفق من اور زیادہ

اے موت ترے آنیمین ہوتی ہی جو تاخیر
میلا ہوا جاتا ہے کفن اور زیادہ

ہر چند ادائین تری قتال جہان ہین
خون ریز ہے بیساختہ پن اور زیادہ

ہوتا ہے لب سرخ سے تیرے جو مقابل
خوش رنگ ہے کیا لعل یمن اور زیادہ

کہتا ہون عدم گاہ گسے نقطۂ موہوم
کیا بڑھ کے کرون وصف دہن اور زیادہ

چندے جو رہا سر مین یونہی زلف کا سودا
لٹ جائے گا ہر عضو بدن اور زیادہ

کس گردش دنیا مین مجھے ڈالدیا ہے
چکر مین پڑے چرخ کہن اور زیادہ

شبنم نے جو دھویا ہی غبار رخ گل کو
نکھرا نظر آتا ہے چمن اور زیادہ

آغاز محبت ہی سے معلوم ہوا تھا
ہوتے ہین ابھی رنج و محن اور زیادہ

اس سے نہ ملا بوسہ وہ آغوش مین آکی
منحوس کمر سے ہے دہن اور زیادہ

لاحاصل و بیفائدہ ہے تیری مشقت
پائے گا نہ دو گز سے کفن اور زیادہ

خس پوش کیا سبزۂ خط نے مرے یوسف
بے فیض ہوا چاہ ذقن اور زیادہ

صدمے جو اٹھائے ترے او شام غریبی
یاد آنے لگی صبح وطن اور زیادہ

جلوے ہین یہی تیرے تو اے روشنی طبع
چمکے گا ابھی میرا سخن اور زیادہ

طفلی سے جوانی نے تصرف جو کیا ہے
گدرا گیا کافر کا بدن اور زیادہ

طول شب فرقت تری زلفونکو خدا دے
پیدا ہون خم و پیچ و شکن اور زیادہ

پوشیدہ کیا جسقدر احباب سے اے رند
مشہور ہوا میرا سخن اور زیادہ

کیون نہ جویا رہے اُس حسن خداداد کی آنکھ
حور کی شکل ہے کافر کی پریزاد کی آنکھ

مژدہ کہ کنج قفس تجکو مبارک بلبل
آج پڑتی تھی بری طرح سے صیاد کی آنکھ

دم آخر ہے جو آتا ہو تو آچک ورنہ
بند ہوتی ہے ترے عاشق ناشاد کی آنکھ

گل کو دیکھا تو تصور گل عارض کا ہوا
دیکھا نرگس کو چمن مین تو تری یاد کی آنکھ

پھوڑ ڈالون مین سوائے رخ و قد دلدار
ہو جو مائل کبھی دید گل و شمشاد کی آنکھ

آج کل سے ہین منظور نظر ٹھہرا ہون
عہد طفلی سے پڑی مجھپہ تو صیاد کی آنکھ

جز مشقت کبھی دم بھر بھی نہ راحت پائی
کس گھڑی سے پڑی شیرین پہ فرہاد کی آنکھ

شوخ چشمی نے کیا سور کا عالم پیدا
کام لاکھونمین کرے اس ستم ایجاد کی آنکھ

اڑ گئی نیند مری زمزمے سنکر شب کو
نہ لگی صبح تلک شام سے صیاد کی آنکھ

مرض ہجر نے اس درجہ کیا زار و نحیف
ڈھونڈھتی پھرتی ہی مجکو مرے ہمزاد کی آنکھ

کس طرح دیدۂ مریخ سے دیجائے مثال
اژدہے سے بھی سوا سرخ ہی جلاد کی آنکھ

ہو خدا حافظ و ناصر ترا اے مرغ چمن
ٹیڑھی ٹیڑھی تری جانب ہے صیاد کی آنکھ

کھینچتے دیکھ لیا اس نے اگر اپنی شبیہ
دیکھ لینا کہ نکلوائے گا بہزاد کی آنکھ

مہربانی ہے نہ اگلی سی نہ الفت کی نظر
پھر گئی چار ہی دن مین ستم ایجاد کی آنکھ

کس طرح سے نہ فن شعر مین کامل ہو رند
دس برس دیکھی ہو آتش سے حبیب استاد کی آنکھ

کیا سن چکے ہین آمد فصل بہار ہاتھ
جاتے ہین سوے جیب جو بے اختیار ہاتھ

کر دینگے پیرہن کو مرے تار تار ہاتھ
دوڑے جو سوے جیب یہ ہین بار بار ہاتھ

رکتے ہین بڑھکے کیا سوے جیب و کنار ہاتھ
وحشت مین پیرہن کو کرین تار تار ہاتھ

باندھو رسن سے زلف کے تم استوار ہاتھ
فی الواقعی کہ ہین مرے تقصیر وار ہاتھ

زورون پہ چڑھ چکا ہے ترا او نگار ہاتھ
مرجان کرے کلائی تو اسکا اتار ہاتھ

تو جسکو چاہے دم مین اسے کر دے بے نیاز
دینے کے لئے کریم ہین تیرے ہزار ہاتھ

پیٹا کرون مین سینۂ دست اپنا عمر بھر
پائے تھے کیا اسی لیئے پروردگار ہاتھ

رہجاتے ہین الجھ کے گریبان کے تار سے
ایسے تو ہو گئے مرے زار و نزار ہاتھ

تیرے سوا جو شانہ بنے اور زلف کا
سوکھے خدا کرے صفت پشت خار ہاتھ

صبح شب وصال کی جب توپ چل گئی
دل سینے مین اچھلنے لگا چار چار ہاتھ

میرے گلے مین ہے ابھی تسمہ لگا ہوا
قاتل خدا کیواسطے اک اور مار ہاتھ

انکو وہی گریز شب وصل بھی رہی
چھونے دیا نہ پانون کو بھی در کنار ہاتھ

صدمہ سے پاے رخش کے تھراتی ہی زمین
نیزے کے کر رہا ہے کوئی شہسوار ہاتھ

آویزہ گوش یار کا اس کو بناؤن گا
آجائیگا جو کوئی در شاہوار ہاتھ

آتے ہین یاد پاے نگارین جو یار کے
ناچار ملنے لگتا ہون بے اختیار ہاتھ

کیا کرو ہر طرح سے منتر پڑھے ہزار
آیا مگر نہ افعی گیسوے یار ہاتھ

شانے کی طرح اسکو بھی لپکا سا پڑ گیا
جاتا ہی سوے زلف جو بے اختیار ہاتھ

میری خطا ہی انکو عبث باندھتے ہین آپ
تقصیروار مین ہون کہ تقصیروار ہاتھ

بہتر ہی میری لاش جو اس طرح دفن ہو
مردہ درون قبر برون مزار ہاتھ

کانپین اگر تو رعشۂ پیری نہ جانیو
چاک کفن کیو اسطے ہین بیقرار ہاتھ

اے دوست دل جو کہتا ہی کرتے ہین یہ وہی
مجبور ہین جو پانون تو بے اختیار ہاتھ

سرگرم چاک جیب نہ ہو ہم کوچہ گرد ہین
قابو مین پانون بھی تو نہین درکنار ہاتھ

ہولا مرے عدو نے اُٹھایا ہی سر بہت
اک چھوڑ دو اُدھر بھی شہ ذوالفقار ہاتھ

خلوت سرا نہ پائی کبھی رند ایسی عمر بھر
مرکر لگا ہے گوشۂ کنج مزار ہاتھ

منہ نہ ڈھانکو انہو صورت دیکھ لی
دیکھ لی اے حور طلعت دیکھ لی

شکل بدلی اور صورت ہوگئی
اک نظر جسنے وہ صورت دیکھ لی

ایک بت سجدہ نہین کرتا تجھے!
بس خدایا تیری قدرت دیکھ لی

ہے عیان حال سگ اصحاب کہف
جانور کی آدمیت دیکھ لی

چاردن بھی تو نہ تم سے نبھ سکی
آپ کی صاحب سلامت دیکھ لی

جانتے تھے ہم نہ ایذا ہجر کی
وہ بھی صاحب کی بدولت دیکھ لی

گھورتے ہین اب نگاہ قہر سے
چاردن چشم عنایت دیکھ لی

کیون اجل اب زہر بسواتا ہو نہین
راہ تیری ایک مدت دیکھ لی

کھل گئی بندے پہ قدر و منزلت
تھی جو صاحب کی حقیقت دیکھ لی

جا کے گھر جھوٹون نہ پوچھی بات تک
بس تمری جھوٹی محبت دیکھ لی

اس سے کہہ عادت سے جو واقف نہو
دیکھ لی خو تیری خصلت دیکھ لی

بحر ہستی مین فقط مثل حباب!
ہے مجھے اک دم کی مہلت دیکھ لی

آپ حیران ہوگا اپنے حسن کا!
آئینہ مین گر وہ صورت دیکھ لی

چاندنی راتون مین چلاتا پھرا
چاند سی جس نے وہ صورت دیکھ لی

پھر وہی ہے بوریا اور اپنا فقر
چاردن کی جاہ و حشمت دیکھ لی

کیون چراتا ہی وہ کافر مجھ سے آنکھ
کیا نگاہ چشم حسرت دیکھ لی

یاد آیا رند وہ پیمان شکن
گر کہین باہم محبت دیکھ لی

ہین یہ سارے جیتے جی کے واسطے
کون مرتا ہے کسی کے واسطے

آدمی سہتا ہے کیا کیا ذلتین
نفس مردود و شقی کے واسطے

ہم بھی جائین گے سلیمان تک کبھی
عرض کرنے اک پری کے واسطے

دربدر کوچون مین ہم بھی پھر چکے
ایک حسن خانگی کے واسطے

کشت زار زعفران سے کم نہین
رنگ زرد اپنا ہنسی کے واسطے

کیون دیے ہین تو نے قسام ازل
رنج لاکھون ایک جی کے واسطے

دو زکوٰۃ حسن کچھ درویش کو
ہین بڑے رتبے سخی کے واسطے

اک سے اک ہین ایک سے لے لاکھ تک
صف شکن مرد جری کے واسطے

غم نے اس درجہ کیا دل مین ہجوم
جا نہین ہے خرمی کے واسطے

اور کیا ہو یار کی آنکھون سے کام
خلق ہین جادوگری کے واسطے

یاد رکھنا شرط اور مشروط ہے
آدمیت آدمی کے واسطے

رنج و اندوہ و ملال و درد و غم
صدمے ہین یہ آدمی کے واسطے

سبزۂ مدفن اُگا تھا کیون فلک
آہوؤن کی کیا چری کے واسطے

لڑ گئے وہ ایک ذراسی بات مین
پہرون روٹھے اک گھڑی کے واسطے

جی نہ گھبرائے ترا بے مشغلے!
عشق کر لے دل لگی کے واسطے

کیا مجھے پیدا کیا ہے اے خدا
ان بتون کی بندگی کے واسطے

بیکسی میرے لیے پیدا ہوئی
مین بنا ہون بیکسی کے واسطے

بولا مرغ نامہ بر کو کر کے ذبح
یہ سزا ہے ایلچی کے واسطے

دہگدگی مین جان اٹکی ہے مری
ہائے کس چنپا کلی کے واسطے

بار یاب خلوت محبوب ہے
کیا شرف ہے آرسی کے واسطے

مرقد تیرہ مین کافی ہے مجھے!
داغ سودا روشنی کے واسطے

کیجیے ہر دم عبث تن پروری
اے اجل کس زندگی کے واسطے

خامۂ قدرت نے کھینچین وہ بھوین
راستی یہ ہے کجی کے واسطے

حشر کے دن رند کو بخشائیو!
یا علیؑ روح نبیؐ کے واسطے

برباد نہ جائے گی یہ فریاد ہماری
کوئی تو سنے گا دل ناشاد ہماری

اٹھ جائینگے جب ہم تو بہت یاد کرینگے
بھولے ہوئے بیٹھے ہو عبث یاد ہماری

نکلے تھے چمن سے کہ پھنسے کنج قفس مین
لو گھات ہی مین بیٹھا تھا صیاد ہماری

کچھ تیری خدائی کی قسم ہم نہین سمجھے
خلقت ہوئی کیون صانع ایجاد ہماری

کرنے کا نہین قصد کبھی کوہ کنی کا
جانکاہیان دیکھے گا جو فرہاد ہماری

رہزن تھی اجل منزل الفت ہوئی طے
افسوس مشقت ہوئی برباد ہماری

تھرائینگے او چرخ فرشتے تری سنکر
تا عرش جو پہونچی کبھی فریاد ہماری

اچھا نہین ہر وقت اسیرونکا ستانا
پڑ جائے کہین آہ نہ صیاد ہماری

پیدا تو کرے پہلے فصاحت یہ بلاغت
کیا طرز کریگا کوئی استاد ہماری

تسلیم کیا کرتا تھا جھک کر ادبا قیس
تعظیم کیا کرتا تھا فرہاد ہماری

چندے یہ ترقی ہے تنزل ہی پھر آگے
سن اٹھے ذرا حسن خداداد ہماری

ہم راضی ہین نکلے تو غبار آپکے دل سے
ہو جائے کہین خاک بھی برباد ہماری

کاغذ پہ نہ ٹھہرینگی شبیہ اہل جنون کی
تصویر مسلسل کھینچے بہزاد ہماری

گھر ہے عدم آباد مین دنیا سے غرض کیا
یا اجڑے وہ بستی رہے آباد ہماری

دم بھر نکرین نشو و نما باغ جہان مین
مانین جو یہ سرو و گل و شمشاد ہماری

اپنے ید قدرت سے بنا کر جو بگاڑا
تقصیر تھی کیا صانع ایجاد ہماری

یہ ننگ گوارا نہین سر کٹتا ہی کٹ جائے
ہٹی نہ بند سے آنکھ یہ جلاد ہماری

جب کوئی ستم سہنے کے قابل نہ ملیگا
تب ہوئیگی قدر او ستم ایجاد ہماری

رندا نہ کلام اپنا پسند آتا ہی لے رند
اکثر غزلین پڑھتے ہین آزاد ہماری

جھوم جھوم آئی ہے گھنگھور گھٹا ساونکی
ٹھنڈی ٹھنڈی چلی آتی ہی ہوا ساونکی

صورت ابر ہوا ہی یہ مزاج اے ساقی
لے اڑی مجکو ہے ہوشربا ساون کی

خون عشاق مین پھر پسنے لگی گندھنے لگی
رنگ لائی ترے ہاتھونمین حنا ساونکی

کوکے اک سمت پپیہا کہین کوئل کہے شور
مور چلاتے ہین رت آئی ہی کیا ساون کی

لہلہانے لگے جنگل ہوئے پھر کھیت ہرے
روپ دکھلانے لگی نشو و نما ساونکی

اس سے بالیدہ ہون اشجار کھلائے جو یہ گل
کم نہین باد بہاری سے ہوا ساونکی

فرقت یار مین یون لگتی ہی اشکونکی جھڑی
زور سے جیسے برستی ہے گھٹا ساونکی

دیکھیے کالی گھٹا ہجر مین رلوا ے کیسے
جان پر کسکی ہو نازل یہ بلا ساونکی

پھول لالے کے بھی شرمندہ ہین یہ شوخ ہے رنگ
کیا رچی ہاتھو نمین اُس گل کے حنا ساونکی

کان مین دیس کی آواز چلی آتی ہے رند
تا ئین لیتی ہے کوئی حور لقا ساون کی

سائل ہون اے کریم تو دے ذوالمنن مجھے
عشق علیؑ و حب حسینؑ و حسنؑ مجھے

جوشِ جنون مین ہے یہ وبال بدن مجھے
کیا پھاڑ تو نہ کھائے مرا پیرہن مجھے

آخر ہوا نصیب نہ گور و کفن سب مجھے
مارا قضا نے کرکے غریب الوطن مجھے

دندان بٹھائین نقش لب سرخ یار پہ
دکھلائین کندہ کرکے عقیق یمن مجھے

وحشی جو سمجھے ہین کسی شہر غزال کا
آنکھین دکھانے آتے ہین جنگلی ہرن مجھے

ہے نفس میری فکر مین مین فکر نفس مین
مین راہزن کو تاکتا ہون راہزن مجھے

لے نکلے سوے دشت یہ یا کوہ کیطرف
دیکھون دکھائے کیا مرا دیوانہ پن مجھے

فرقت کی شب یہ تنگ کیا یاد زلف نے
پھانسی لگا تا اپنے جو ملتی رسن مجھے

بعد فنا بھی جوش جنون رنگ لائیگا
لڈ گاڑیو مع طوق و رسن سب مجھے!

یکجا ہوے نہ لازم و ملزوم جب تلک
ڈھونڈھا کیا سخن کو تو مین اور سخن مجھے

شاگردی مین رہا ہے مرے قیس مدتون
استاد اپنا جانتا ہے کوہکن مجھے

پھر مجھ سا خوش بیان کوئی پیدا نہوئیگا
روئینگے میرے بعد سب اہل سخن مجھے

مٹی نہ پائی دست احبا کی یا نصیب
مارا فلک نے کرکے غریب الوطن مجھے

دلوا کے یاد خط کسی روے صبیح کا
کانٹون مین کھینچتے ہین گل یاسمن مجھے

آجائے گا جو مرگ غریبی کا تذکرہ
روئینگے ڈاڑھین مار کے اہل وطن مجھے

بے یار سیر پھر آئے گی گل گشت بوستان
ہوگی نہ سازوار ہواے چمن سب مجھے

موذی فنا کے بعد بھی دینگے اذیتین
روز آکے تاک جاتے ہین زاغ و زغن مجھے

واقف ہین اب تلک نہین اسرار غیب سے
ثابت ہوئی کمر نہ تمھارا دہن مجھے

خنجر ترا ہر ایک سے لیتا ہے نوک کی
او ترک جب بھایا ترا بانکپن مجھے

کھدواکے گور قبر مین گڑوائے لاش کو
امید یہ کسی سے نہین گور کن مجھے

دریا مین سب بہائینگے ملکر عزیز و دوست
بے غسل و بے نماز یہ ہین بیکفن مجھے

دیوان سے لے چکین یہ مضامین میر حبیب
ڈرہی چرانہ لین کہین دزد سخن مجھے

سیف زبان سے لیتا ہو تمین کار تیغ رند
اللہ نے بنایا ہے شمشیر زن مجھے

حیران سی ہے جھجک رہی ہے
نرگس کس گل کو تک رہی ہے

آئی ہے بہار غنچے چٹکے !!
کیا پھولون کی بو مہک رہی ہے

میخانے پہ مینھ برس رہا ہے
بجلی کیسی چمک رہی ہے

باقی ہے اثر ابھی جنون کا !!
سودا تو گیا ہے جھک رہی ہے

پوچھو نہ جلن کا دل کے احوال
اک آگ پڑی دہک رہی ہے

نرگس کو تو آنکھ اٹھا کے دیکھو
کس یاس سے تم کو تک رہی ہے

لیلی مجنون کا رٹتی ہے نام
دیوانی ہوئی ہے بک رہی ہے

پیغام بہار آن پہونچا
بلبل کیا کیا چہک رہی ہے

مژگان کا جو دل مین ہے تصور
اک پھانس پڑی کھٹک رہی ہے

ہو جائے گا رام رفتہ رفتہ
وحشت تو مٹی جھجک رہی ہے

باقی جو یہ جان ناتوان ہے
کیا زندونمین ہی سسک رہی ہے

آنے کی ترے ہی منتظر ہے
او موت کہان تو تھک رہی ہے

کیا شوخ ہے وہ سنہری رنگت
کندن کی طرح دمک رہی ہے

روئے رنگین عرق فشان ہے
شبنم گل سے ٹپک رہی ہے

ہم رند ہین بزم اپنی کس رات
بے جام مے و گزک رہی ہے

خاموش داب عشق کو بلبل لیے ہوے
گل مست ہے چمن مین پیالہ پیے ہوئے

امسال فصل گل مین وہ پھر چاک ہو گئے
اگلے برس کے تھے جو گریبان سیے ہوئے

ہم بھی ہوا مین اک گل نوخیز حسن کے
برسون پھرے ہین چاک گریبان کیے ہوے

دوکانین مے فروشونکی کب سے بڑھی ہین بند
رہ رہ گئے ہین قفل دیے کے دیے ہوے

عشق صنم ہی ہمین ہین خودداریان ضرور | اے دل خدا کیواسطے خود کو لیے ہوے
مرشد ہی عشق ہم ہین مرید اس جناب کے | برسون گذر گئے ہین پیالہ پئے ہوے
وہ آکے مسکرا لے اس انداز و ناز سے | کھل کھلا گئے جو زخم جگر تھے سیے ہوے
روز ازل سے دخل وجود و عدم مین ہی | دونون علاقے ہین یہ ہمارے لیے ہوے
ہین بت پرست دیر مین حاجی ہین کعبہ مین | طالب رضاے دوست کے دھرنے دیے ہوے
میدان امتحان مین ہمین بھیجدیجیے | کہیے انھین یہ کام ہین جنکے کیے ہوے
نامرد اپنے وادی مین رکھیگا کیا قدم | سر ہو مہم عشق نہ بے سر دیے ہوے
کسطرح کا بھیس بدل کر بہروپیے ہین | عاشق ہوے نہ آپ کے بہروپیے ہوے
حاصل ہوا بتون سے نہ عاشق کو مدعا | روشن کبھی نہ دیر مین گھی کے دیے ہوے
تعویذ و نقش کچھ نہین کرتے اثر وہان | سارے یہ ٹوٹکے ہین ہمارے کیے ہوے
اک شب ہوئی نصیب سلیمان نہ جو پری | ہم روز سوے اسکو بغل مین لیے ہوے
آنکھون مین پھرتی ہین جو وہ آنکھین نشیلیان | دو بوتلونکی مستی ہے بے مے پیے ہوے
باندھا جو چست چست مضامین کو کیساتھ | بندش سے میری تنگ بہت قافیے ہوے

عاشق مزاج رہتے ہین پڑھ پڑھ کے بیشتر
اشعار رند کے نہوے مرثیے ہوے

چہکتے ہین مرغ چمن کیسے کیسے | کھلے ہین گل و یاسمن کیسے کیسے
کیے نظم وصف دہن کیسے کیسے | سنائے زبان نے سخن کیسے کیسے
ذرا دیکھ غربت سے سوتے ہین غافل | مزارون مین پہنے کفن کیسے کیسے
تجھے دیکھ کر چوکڑی اپنی بھولے | چکارے بنے ہین ہرن کیسے کیسے
کسی کے نہ ہتے چڑھا راہ بھر مین | لٹے گھات مین راہزن کیسے کیسے
خدا نے بنائے ترے گیسوؤن مین | خم و پیچ و چین و شکن کیسے کیسے
عدم جا کے ہستی کا یاد آئے گا کیا | اٹھائے ہین رنج و محن کیسے کیسے
ہمین بھی کبھی عشق کے ولولے تھے | دکھاتے تجھے دیوانے پن کیسے کیسے
نہ کی اف بھی سوز مین اللہ رے ضبط | جلے میرے داغ بدن کیسے کیسے
نہ رنگت ہی تیری سی بو ہے نہ تیری | ہزارون ہین یان گلبدن کیسے کیسے

کھلے بند جھکے ان گوئے گوئے ڈُڑ و بنر | یہ بھجنبد اور نو رتن کیسے کیسے
جلائیں نہ کیوں غول صحرا میں شمعیں | موے یاں غریب الوطن کیسے کیسے
دکھاتے ہیں دیوانے جب زور وحشت | توڑاتے ہیں طوق و رسن کیسے کیسے
نہ ہمسنگ ٹھہرے جو یاقوت لب کے | ہوے زرد لعل یمن کیسے کیسے
یہاں گل تھے اک خار بھی اب نہیں ہے | اجاڑے خزاں نے چمن کیسے کیسے
لڑیں سب سے وحشی نگاہو نکی آنکھیں | بجے ہیں یہ جنگلی ہرن کیسے کیسے

ملے تھے ہمیں رند کل اتفاقاً
رہے ذکر شعر و سخن کیسے کیسے

جو اٹھی تیرے بیمار فرقت کو تپ ہے | بشدت قلق ہی نہایت تعب ہے
مریض محبت ترا جان بلب ہے | تجاہل ستم ہے تغافل غضب ہے
وہ آفت ہی آفت ہی آفت ہی آفت | غضب ہی غضب ہی غضب ہی غضب ہے
گلی یار کی ہے قدم رکھوں کیونکر | چلوں سر کے بل یاں مقام ادب ہی
جو ابرو دکھایا تو عارض بھی دکھلا | وہ قرآن ہے یہ ہلال رجب ہے
ہوئی صبح پیری کٹی اب جوانی | یہ جلنا فقط شمع سان شب کی شب ہی
وہ زلف سیہ ہے کہ مشک ختن ہی | نہیں خط سواد دیار حلب ہے
کھلا کچھ نہ مجھ پر نہ آنے کا منشا | جہت کچھ تو فرمائیے کیا سبب ہی
جو شجرہ تھا مجنوں کا شجرہ ہے میرا | جو تھا قیس کا سلسلہ وہ نسب ہی
غنیمت سمجھ وقت فرصت کو غافل | نہ ہاتھ آئیگا پھر یہ موقع جواب ہے
خدا کی خدائی کا جلوہ ہے اوبت | یہ حسن جوانی نہیں شان رب ہے
کروں کیوں نہ سامان عشرت مہیا | شب وصل دلبر عروسی کی شب ہی
جسے لوگ کہتے ہیں شاہ خراسان | وہ بے شبہہ ابن امیر عرب ہے

غلام اسکا ہوں جو ہے کوثر کا ساقی
جب ہی رند میخوار میر القب ہے

یہ رفتار گفتار اللہ رکھے | سجھے اور طرح دار اللہ رکھے
کرے ساتھ کس کسکے شیریں زبانی | بہت ہیں نمک خوار اللہ رکھے

سنبھالا ہے نام خدا آپ کو اب
ہوئے ہین وہ ہشیار اللہ رکھے

یونہین خم کے خم روز ہوتے رہین صرف
یہ بھٹی یہ میخوار اللہ رکھے

اکڑ کر وہ چلتے ہین بچ کر نکلے بل سے
سنبھالی ہے تلوار اللہ رکھے

رہین روز شیخ و برہمن مین جھگڑے
یہ سبحے یہ زنار اللہ رکھے

مسیحا کی ہین ان دنون آنکھ سیدھی
بجا اب یہ بیمار اللہ رکھے

پڑا ہے بڑا عشق بازی کا لپکا
تجھے او دل زار اللہ رکھے

وہ زلف سیہ دیکھ کہتے ہین عاشق
بلا مین گرفتار اللہ رکھے

رہے گرم بازار حسن و محبت
یہ جنس اور خریدار اللہ رکھے

مسیحا بھی بیمار الفت ہے ترا
تجھے چشم بیمار اللہ رکھے

رہے شوق آنکھونکو حسن بتان کا
مجھے محو دیدار اللہ رکھے

پھلے پھولے ہر فصل مین یا الٰہی
شگفتہ یہ گلزار اللہ رکھے

پھبنے ہو بری طرح رندو نمین واعظ
یہ جبہ یہ دستار اللہ رکھے

یہی تو وسیلہ ہے اک مغفرت کا
ہمیشہ گنہگار اللہ رکھے

غنیمت ہے ایسے برے وقت مین رند
یہ دربار سرکار اللہ رکھے

غزل مشاعرہ واجد علی شاہ

وقار شاہ ذی الاقتدار دیکھ چکے
ظہور قدرت پروردگار دیکھ چکے

نقاب کھولکے روے نگار دیکھ چکے
کچھ ایک بار نہین لاکھ بار دیکھ چکے

جہان کے عیش و غم روزگار دیکھ چکے
جو دیکھنا تھا سو پروردگار دیکھ چکے

وہ جیتے جی ہوے ایذا سے نزع کی آگاہ
جو صدمے ترے شب انتظار دیکھ چکے

خدا کے واسطے اب چھوڑ جسم خاکی کو
اذیتین بہت اے جان زار دیکھ چکے

جنون نے خوب دکھائی بہار جیب و کنار
ہوا مین اڑتے ہوے تار تار دیکھ چکے

وہ قول غیر کو دیتے ہین لیتے ہین اقرار
تری طرف کو دل بیقرار دیکھ چکے

یقین ہے اب نکرین میرے قتل مین تاخیر
فسان چڑھا کے وہ خنجر کی دھار دیکھ چکے

نہ ڈال پیچ مین خاطر نہ اب پریشان کر — بہت سے درد سر او زلف یار دیکھ چکے
کرے وہ زینت فتراک یا حلال کرے — کہین ادھر کو بھی وہ شہسوار دیکھ چکے
نہ پہونچا ایک بھی ذرہ تمھارے دامن تک — اڑا کے خاک بھی ہم خاکسار دیکھ چکے
ہوے سفید و سیاہ جہان سے واقف — بہت سی گردش لیل و نہار دیکھ چکے
کئے ہین خوب سے نظارے باغ ہستی کے — جہان کو بس مرے پروردگار دیکھ چکے
الٰہی تونے شرف جسکو آسمان پہ دیا — وہ سرزمین بھی یہ خاکسار دیکھ چکے
نہین ہے ایک مین ہمت یہ وہ زمانہ ہے — غریب دیکھ چکے مالدار دیکھ چکے
تہی ہے نشۂ الفت سے یہ خم گردون — شرابین پیکے ترے بادہ خوار دیکھ چکے
کلاہ کج کو ہٹا کر دکھا دیا ابرو — قسم علیؑ کی کھنچی ذوالفقار دیکھ چکے
بھلا وہ خاک کرین قصد بزم ہستی کا — جو لوگ راحت کنج مزار دیکھ چکے
ہوا یقین فرشتون کو خاکساری کا — کفن لکھا جو یہ خط غبار دیکھ چکے
عمامے باز جو یہ کنٹھے گٹھے والے ہین — ہم انھین جیسے ہین ذی اعتبار دیکھ چکے
اٹھائی گیرے ہین سب جعلساز ہین مفسد — کچھ ایک دو نہین ہمتو ہزار دیکھ چکے
جنیؤ سبحون سے بہتر ہوا انکے زہد سے کفر — یہ لوگ جیسے ہین دیندار دیکھ چکے
سوائے ذات خدا سب کے واسطے ہے فنا — ثبات ہستی ناپائدار دیکھ چکے
قصور بخت ہے پھر جائین اب اگر محروم — در کریم تو امیدوار دیکھ چکے
ہزار شکر کہ باقی نہین کوئی حسرت — بہار تیری بھی او گلعذار دیکھ چکے
نجف کو لے گئے میت فرشتۂ نقال — عزیز کھول کے میرا مزار دیکھ چکے

فقیر بھی مترصد نگاہ لطف کا ہے
ادھر بھی رند مرا شہریار دیکھ چکے

دروغ ٹھہرے سب اقرار یار دیکھ چکے — تری صداقت گفتار یار دیکھ چکے
فریب دیتا ہے ہر بار یار دیکھ چکے — نہین تو ایک کا بھی بار بار دیکھ چکے
نگاہ کج سے بھلا جسنے عمر بھر دیکھا — وہ سیدھی آنکھ سے سوے مزار دیکھ چکے
رہی ہے کس سے نہان یار کی تجلی حسن — کچھ اک تمھین نہین موسیٰ ہزار دیکھ چکے
دلا جو عشق مین جیسے دیے ہین یاد ہین سب — ترے فتور بھی او نابکار دیکھ چکے

سوال حسرت دیدار سن کے فرمایا
یہ دل لگی نہین بس ایکبار دیکھ چکے

ثبوت جرم پہ اندیشہ کیا رہا باقی
رحیم جب تجھے تقصیر وار دیکھ چکے

یہ بار کفر تو ایمان سے بھی سنگین ہے
گلے مین ڈال کے زنار یار دیکھ چکے

وہ راز کونسا ہی ہم سے جو رہا ہے نہان
بھلے برے ترے کردار یار دیکھ چکے

رہا نہ طعنہ زنی کا مقام یوسف پر
تجھے بھی ہم سر بازار یار دیکھ چکے

گران ہی اپنی تو تہمت پہ بار احسان رند
اٹھا کے دوش پہ یہ بار یار دیکھ چکے

سب عمر خاک کر تری حسرت مین کھوئی ہی
او موت کیا تو مر گئی کس نیند سوئی ہے

جان حزین یقین ہوا دل نے کھوئی ہے
یا خضر آپ ہی نے یہ کشتی ڈبوئی ہے

یان رہ کے کون عمر کو ضایع کرے عبث
تم غور سے تو دیکھو ہمارا بھی کوئی ہے

رویا جو مین تو یار کے دل کا مٹا غبار
شبنم نے گرد عارض گل آکے دھوئی ہے

تھا کون آکے لاش پہ ہوتا جو نوحہ گر
ہان بیکسی تو آج تلک مجکو روئی ہے

کیا جانے پیر چرخ یہ نیرنگ ساز یان
مجکو یقین ہے کہ بس یہ وہ کوئی ہے

جھولی مین اپنی فقر کے ٹکڑے یہ بھیک کے
رغبت جو ہو تو انکو تو حاضر رسوئی ہے

بیداری کیسی اسنے تو کروٹ کبھی نہ لی
کس نیند اے خدا مری تقدیر سوئی ہی

بہتر نہ ہو دوشالے سے کیونکر گلیم فقر
اوڑھا کیا کلیم جسے یہ وہ لوئی ہے

شیرین شکر سے بھی تگ و پو کا غبار ہے
اے دل سمند یار کی کیا میٹھی بوئی ہے

دشمن سے بھی نہین ہی عداوت فقیر کو
اے دوست یان بدی کا عوض بھی نکوئی ہی

عادل ہے دیگا حاصل کشت عمل ہمین
کاٹینگے آپ ہم نے یہ کھیتی جو بوئی ہے

رو رو کے بھی کٹی نہ شب تار ہجر یار
بھاری ہوئی ہی جون جون یہ کملی بھگوئی ہے

شبنم تجھے قسم چمن آرائے دہر کی
کیا سوچکر تو حالت گلشن پہ روئی ہے

روشن ہی آفتاب سے وہ گورا گورا پیٹ
بہتر کرن سے یار کی کرتی کی توئی ہے

تار سرشک سوزن مژگان مین ڈال کر
لخت جگر کی عشق نے بدھی پروئی ہے

مجھ سخت جان کو موت نہ آئیگی حشر تک
آب حیات سے مری مٹی بھگوئی ہے

اب نصف گنتے ہین اسے آگے جو عیب تھا
لاکھون ہنر ہین جسمین کہ ایک عیب جوئی ہے

بہت ہو استعارہ و اغراق سے نہین
پھر کیون پسند خلق مری سادہ گوئی ہے

کیا شاعران حال کے جلسہ مین جایئے
اب رند شاعری نہین یادہ گوئی ہے

کیا ہی قلب مین شیطان نے حلول چلے
بسملت آتے ہی صوفی قدم رسول چلے

شراب مین خوب سی پین بادہ خوار پھول چلے
مدام پیتے ہے پھول جب سے پھول چلے

اڑاتے رند جو صحرا کو خاک دھول چلے
جلا کے مشعلین جیا رو نطرف سے غول چلے

نہ بدلے چال کو اپنی فلک کوئی ساعت
یہ ہین الٰہی کرے اس گھڑی کی چول چلے

وہ ساتھ رکھتے ہین اس طرح مجمع عشاق
صحابہ ساتھ لیے جس طرح رسول ص چلے

بہت سے گردش افلاک کے سہے صدمے
اسی ہنڈولے مین کچھ روز ہم بھی جھول چلے

لگے نہ تالو سے جز مدح پنجتن دم بھر
زبان جب تلک اے نائب رسول ص چلے

نکل کے گھر سے اگر جائین دشت وحشت کو
خضر سے پہلے ہدایت کو اپنے غول چلے

زبان حال سے کہتا ہی ہنس ہر اک گل
شگفتہ آئے تھے اس باغ سے ملول چلے

یقین ہی کہ زمین پر گرے وہ چکر آئین
فلک جو چار قدم تو مرے شمول چلے

خیال یار کا خود رفتگی نتیجہ ہے
جو یاد آگئی اسکی تو خود کو بھول چلے

ہی خوف جانکا ایسے پھلیت سے ہر دم
بتا کے باہرہ قاتل کہین نہ ہول چلے

ہو چکے یان کوئی ابتک پھر انہین محروم
فقیر پیر در دولت سے بے حصول چلے

نہو گا شاعر کامل بغیر علم عروض
نہ کار فرع زمانے مین بے اصول چلے

بس اب تعلق دہر سے علاقہ کیا
جو جمع اپنی تھی سب کر چکے وصول چلے

ہوئی تمھارے تصور مین بیخودی طاری
تمھاری یاد مین عشاق سبکو بھول چلے

سنی جو بیشتر اس مین صفت رحیمی کی
قبول ہو نیکو ہم سے بھی ناقبول چلے

ضرور چاہیے گلشن مین شغل بادہ کشی
ملے نہ چین اگر ساقیا تو پھول چلے

یہ کیا سمائی طبیعت مین قبلہ و کعبہ
ذرا سی مدح مین ایسے جناب بھول چلے

فراق یار مین جب فکر شعر کو بیٹھے
ردیف یاد رہی قافیہ کو بھول چلے

بجیر وادی پر خار کی طرف بھیجون
جو بچکے دشت مغیلان سے کوئی غول چلے

مین اسکی بازی شطرنج عمر کر دون مات
اگر بکھیڑے کی چالین کوئی فضول چلے

بگاڑا شاعرون نے حال کے طرز سخن
آہی کونسے مسلک پہ یہ جہول سے چلے

ملا ہے غنچہ دہن کون سا بتا او رند
رہے نہ آپ مین تم ہاتھ پانوئن بھول چلے

قیامت کی علامت ہے کہ انکا قد و قامت ہی
قد بالا وہ دکھلاتے ہین برپا اک قیامت ہی

بلاناغہ ترے گھر دوست اور دشمن کی دعوت ہی
کشادہ کس قدر اللہ تیرا خوان نعمت ہے

نشان تک تاجدارون کے نہین ملتے یہ نوبت ہی
جو چشم غور سے دیکھو تو دنیا جاے عبرت ہے

بنایا خاک سے سب کو جدا پر سبکی صورت ہے
سوا تیرے یہ اے صناع عالم کس مین قدرت ہی

اگر دریافت ہو جاتا تو فرصت جلد کر لیتا
نہین معلوم مجکو اے اجل کے دم کی مہلت ہی

سمجھتے ہین گدا معراج اپنی خاکساری کو
اگر عرش معلی پر دماغ اہل دولت ہے

جو آیا آفتاب حشر مین زاہد یہ تر دامن
مرے دامان تر کو سب کہین گے ابر رحمت ہی

دفینے گاڑ کر قبرون مین آخر گڑ گئے منعم
مآل مال دنیا خاک غیر از یاس و حسرت ہی

مجھے کیا خوف ہے ہنگامۂ محشر کا او واعظ
مرا مولا امیر المومنین شاہ ولایت ہے

ملایا خاک مین اس کو جسے چمکا ہوا دیکھا
فلک ان رفعتون پر دیکھنا کیا پست ہمت ہی

مین روز و ماہ و سال اپنے تولد کا بتاتا ہون
وہ رکھین یاد تحقیقات جن لوگونکی عادت ہی

سن ہجری یہ تھے بارہ سو بارہ جمعہ کا دن تھا
ربیع الاولین کی گیارھوین یوم ولادت ہی

عجائب ہے خدائی کا تری جو کارخانہ ہے
طلسمات جہان مین بار الہا مجکو حیرت ہے

غم سود و زیان داریم ما نہ فکر کالائے
جنون تیری بدولت رنج دنیا سے فراغت ہی

تصور کر کے کعبہ کا صنم خانہ مین ساجد ہون
بظاہر بت پرستی ہے حقیقت مین عبادت ہی

یہ تابش حسن کی ہے ڈوبے ہین اپنے عرق مین ہم
بلا تشبیہ وہ چہرہ بھی خورشید قیامت ہے

دم آخر تصور ہے زبس وحشی مزاجون کا
غزالی نبض ہے میری رم آہو کی سرعت ہے

گل تازہ شگفتہ ہوتے ہین مضمون رنگین سے
زمین شعر مین مجکو چمن بندی کی خدمت ہے

غلط فہمی ہے یہ کہنا کہ دنیا مین نہین مجھ سا
خدا نے ایک کو یان دوسرے پر دی فضیلت ہے

حبابم بر سر موجم ز بنیادم چہ می پرسی
فقط بحر جہان مین رند غافل دم کی مہلت ہی

بدلیے کروٹین ہر دم کہان یہ تاب و طاقت ہی
گھٹا زور جوانی ناتوانی تیری شدت ہے

ہوا ہیجان سودا پھر وہی پھر زور وحشت ہے
بہار آئی چلے صحرا کو ہم لو سب سے رخصت ہے

ملاقاتیں چھٹیں یاروں سے سب سے ترک الفت ہے
چھٹی آوارہ گردی ہم ہیں اب و کنج عزلت ہے

چمن میں پرورش پائی گلستان کی ولادت ہے
سنا بلبل مجھے بھی خدمت گل میں قدامت ہے

ہوا ثابت جدائی سے تن و جان کی دم آخر
وصال عاشق و معشوق کا انجام فرقت ہے

وہ ساری ناتوانی اور نقاہت سب خزان کی تھی
بہار آئی وہی طاقت وہی پھر زور وحشت ہے

کمر باندھی ہے اس نازک میاں نے قتل پر میرے
خوشا طالع زہے تقدیر راحت ہی سعادت ہے

مصیبت ہجر کی جسکو سناتا ہوں وہ روتا ہے
مرا احوال بھی اک مرثیہ ہے جائے رقت ہے

بڑھانا اس قدر ربط محبت کا نہیں اچھا
تمہارا کچھ نہ جائے گا مرے حق میں قباحت ہے

جنون جو فصل گل میں بچ رہا ہے دست وحشت سے
گریبان میں نہیں اس کو سمجھتا طوق لعنت ہے

تمنا یار کے دیدار کی ہے تا دم آخر
دلیل آرزومندی نگاہ چشم حسرت ہے

مثال رشتہ خام آج توڑیں میری ہتکڑیاں
زبردستی کی تیری انتہا کچھ زور وحشت ہے

تعجب ہے یہ پیچ و تاب کیونکر اس سے اٹھتے ہیں
ترے موئے میاں میں تو رگ گل کی نزاکت ہے

حواس خمسہ کیونکر ہیں بجا عشق کیوں نہیں آتا
تم آئینے میں صورت دیکھتے ہو مجکو حیرت ہے

عجب ساعت سے تو نے ابتدائے عشق کی او دل
اذیت پر اذیت ہے مصیبت پر مصیبت ہے

ترے در پر پہونچتے ہی پھر آئے زخم دل میرے
یہ سنگ آستان ہے یا صنم سنگ جراحت ہے

حسینوں سے مزہ کیونکر نہ اٹھے بوسہ بازی میں
نبات و شیر کی لب ہائے شیریں میں حلاوت ہے

شب وصل اسکا کہنا ہی غضب کیا قہر کرتا ہے
چلی توپ اور گجر بجتا ہے لو اب اپنی رخصت ہے

طرف قاتل کے ہو کر دشمن جانی ہوا میرا
تو ہی انصاف کر او دل یہی شرط رفاقت ہے

بہار گلشن فردوس ہے ہر شعر رنگین میں
زبان مرد شاعر بھی کلید قفل جنت ہے

بناوٹ سے غرض ہی کچھ نہ مطلب استعارہ سے
میں عاشق تن ہوں مشفق سادہ گوئی میری عادت ہے

تعلی شاعری میں وہ کریں اے رند سنتے ہو
جنھیں اس فن میں دعوائے فصاحت ہے بلاغت ہے

ہر دم یہی خیال یہی آرزو رہے
پاپوش سے جو سر نہ رہے آبرو رہے

مثل زلو بشوق پیے جا غم فراق
جب تک تن نزار میں میرے لہو رہے

رہیے دوچار صورت تمثال و آئینہ
میں اسکے روبرو وہ مرے روبرو رہے

غمزے نکر اجل کی طرح آجکے ایکدن
کب تک امیدوار دل او حیلہ جو رہے

پانی میں ہو مزہ دم خنجر کی آب کا
ہر دم جو یاد سید تشنہ گلو رہے

وحشت کی یہ بہار ہے جبتک رہے بہار
جیب و کنار شکل کفن بے رفو رہے

مے کا خمیر ہو گیا اپنا کہ مثل خم
اک عمر لائے مے مین گڑے تا گلو رہے

واعظ چمن مین شغل شراب و کباب ہو
فردوس مین تو حکم کلوا واشربوا رہے

چرچے ہین حسن و عشق کے تیرے ہی دم سے یار
مین ہون نہون جہانمین مرجان تو رہے

فرقت مین بھی تصور کامل کے فیض سے
تصویر یار آٹھ پہر روبرو رہے

ہو جائے جسم روح سے خالی حباب وار
مے سے اگر بھرا نہ شکم تا گلو رہے

ساکت نہ آدمی ہون کبھی ذکر خیر سے
گویا زبان ہو تو تری گفتگو رہے

ہون گر حواس خمسہ تو شوق جمال مین
اس شش جہت مین آکے نظر چارسو رہے

حد سے زیادہ بڑھکے نہ فرمایئے کا کچھ
اتنا لحاظ تمکو دم گفتگو رہے !

تشنیع و طعن بادہ پرستان سے فائدہ
رندو نسے شیخ شہر نہ یہ گفتگو رہے

کیونکر نہ الجھئے تار نفس ہر نفس کے ساتھ
ہر دم جو یاد دلبر مرغولہ مو رہے

شکل صدف خدا سے دعا مانگتا ہو کے ہاتھ
بحر جہانمین مثل گہر آبرو رہے

لازم ہے فصل گل مین ہین دونون ہاتھ بند
دستے مین جام بائین مین ہر دم سبو رہے

گلچین غضب پڑے تیرے اس ظلم و جور پر
مجکو خدا نہ رکھے چمن مین جو تو رہے

واعظ بہت ہی انکو تو پابندی نماز
آزادونکے لیے تو نہ قید وضو رہے

جو یاتھا جبکا مجھ مین وہ گل یون نہان رہا
پوشیدہ جیسے بو کسی غنچہ مین بو رہے

ابرو کی یاد جب بھی نہ بھولون یقین ہے
ہر دم اگر تہ دم خنجر گلو رہے

ہم بھی کبھی کسی گل رعنا کے شوق مین
برباد مثل باد صبا کو بکو رہے

جو دل کی حسرتین ہین وہ کیونکر نکالیے
ہر وقت بدمزاج جو وہ تندخو رہے

طرز زمانہ رند بہت اب بگڑ گئے
بہر حسین تشنہ گلو آبرو رہے

آفت جو راہ عشق مین ناو دل سہی سہی
ندی لہو کی دیدہ تر سے بہی بہی

رونا اگر یہی ہے تو طوفان آئے گا
انسکو نمین کا ئنات بکھر یگی بہی بہی

ذمہ تمام عمر کا کرتا نہیں کوئی
الفت ہی یہ چھٹی تو چھٹی اور رہی رہی

للہ قدر حسن خداداد کیجئے!
یہ جنس وہ نہیں جسے کیجے دہی دہی

جسم لطیف اور ملیگا وہان تجھے
اے روح اگر گلی یہ عمارت ڈھئی ڈھئی

سُنکر اذیت شب فرقت دیا جواب
ہان مہربان سُنا ہی سُنا ہی سہی سہی

پلٹے اگر تو گُدی سے کھینچون زبان کو
ہی قول مرد بات جو منھ سے کہی کہی

اے رند سیکڑون سنے اسکے کلام سخت
ہم نے بھی ایک بات کڑی گر کہی کہی

زمانے مین وہ مہ لقا ایک ہے
ہزارون مین وہ دلربا ایک ہے

خداوند ارض و سما ایک ہے
قسم ہے خدا کی خدا ایک ہے

برابر ہے اپنا وجود و عدم
ہماری بقا اور فنا ایک ہے

عدم ابتدا ہے عدم انتہا
مری ابتدا انتہا ایک ہے

نہونگے یہ حادث رہے گا قدیم
غرض سب ہین فانی بقا ایک ہے

ذرا غور سے مرآت دل کو دیکھ
یہ آئینۂ حق نما ایک ہے

جنھین کفر و اسلام دکھتا ہے شیخ
فقط پھیر ہے راستا ایک ہے

جہانمین ہین غافل بہت سے طریق
مگر راہ صدق و صفا ایک ہے

مآل سخن ذکر ہے یار کا!!
کہون سو طرح مدعا ایک ہے

محل فقر کا ہے عجائب مقام
یہان مسند و بوریا ایک ہے

کہان اس کے آگے کسی کا فروغ
وہ خورشید رو مہ لقا ایک ہے

فضیلت ملی ایک کو ایک پر
غرض ایک سے یان سوا ایک ہے

بچے گا نہ کاوش سے مژگان کے دل
کہ نشتر بہت آبلا ایک ہے

جفا کار دم باز کاذب محیل
مین واقف ہون وہ بیوفا ایک ہے

ہے انبوہ عشاق عیسےٰ کے گھر
مریض اتنے دار الشفا ایک ہے

نہین بچتا دونون کا مارا ہوا
تری زلف اور اژدہا ایک ہے

نہ آنا تو اس زلف کے پیچ مین
اے دل وہ کالی بلا ایک ہے

ہزارون شہید محبت ہین دفن
گلی اسکی اور کربلا ایک ہے

ہر اک درد کا ہی مداوا وہ لب
مرض سیکڑون ہین دوا ایک ہے

دوئی کو نہ دے دل مین غافل جگہ
زبان ایک ہے اور خدا ایک ہے

کہو گے جو کچھ تو سنو گے بھی رند
ہنسی مین تو شاہ و گدا ایک ہے

بچکر کدہر کو جائیگا بہرام گور سے
لاکھون نگل گئی ہی یہ بہرام گور سے

غافل نہ بیٹھنا کہین منہہ کیے چور سے
چھلے اُتار لیگا تری پور پور سے

بوتل مے دو آتشہ کی چھنکے لائیو
ساقی بہار آئی بڑی زور شور سے

اللہ رے جوش بادۂ حسن شباب کے
مستی ٹپک رہی ہی تری پور پور سے

رُخ اسطرف ہی گوشۂ ابروے یار کا
کھینچا ہی اس کمانکو الفت کے زور سے

ٹھکرا نہ یون مزار شہید انکو اے مسیح
مردے کفن کو پھاڑ کے نکلینگے گور سے

رو یا نہ شمع و گل کوئی لایا مزار پر
پیدا ہے بیکسی ترے عاشق کی گور سے

گر زندگی مین یار سے پہلو تہی رہا
بعد فنا بھی لگ چکی تو بیٹھ گور سے

بزم جہان مین ایک کو ہی دوسرے پہ فوق
تم چاند سے سوا ہو ہم افزون چکور سے

تکمیل عشق پاک مبرا ہی رشک سے
کاوش نہین ہی ہالۂ مہ کو چکور سے

مانند شمع بہتی ہین مرہم کی بتیان
سازش جگر کے زخم کی ثابت ہی چور سے

غافل غرور و کبر کو اسمین جگہ نہ دے
بھر جائیگا یہ کاسۂ سر مار و مور سے

وہ زار ہون ہوا سے اگر اڑ کے جا رہون
پتلی کی طرح نکلون نہ پھر چشم مور سے

آنکھین جمال یار سے محروم ہین اگر
بینا برائے نام ہین بدتر ہین کور سے

بہتی ہین آنکھین الفت حسن ملیح مین
نکلے ہین دونون چشمے یہ دریائے شور سے

چل نکلو ساتھ اسکے نہ رہجاؤ گے کہین
تم خوش خرامیون مین زیادہ ہو مور سے

اے رند وصل لیلی و مجنون ہی جائے رشک
اُٹھینگے دونون حشر کے دن ایک گور سے

جلن دلکی لکھین جو ہم دل جلے
زبان قلم مین پڑین آبلے

رہ صعب الفت مین گھبرا نہ دل
بہت ایسے پیش آئینگے مرحلے

نہ دن وہ تمھارے نہ اپنا وہ سن
تمھارے ہمارے وہ دن سن ڈھلے

عدم کی بھی کیا راہ ہے بے نظیر
چلے جاتے ہین پیش و پس قافلے
وہ اب نیچا کر چکے ہین علم
اجل آ چکی سر پہ کیونکر ٹلے
ٹھہر جا کوئی دم کے مہمان ہین
خبر لے ہماری چلے ہم چلے
لکیرین بھی مٹ مٹ گئین ہاتھ کی
زبس ہم نے دست تاسف ملے
رہے دل کے ارمان سب دل مین حیف
نکلنے نہ پائے مرے حوصلے
بڑا ہو بڑھاپے کا سب کھو دیا
نہ میری جوانی نہ وہ ولولے
گڑا کوئی لے کر دل مضطرب
مزارون مین آنے لگے زلزلے
سیہ کاریون مین کٹی عمر سب
قلم کی طرح سر کے بھل گو چلے
محبت بتونکی یہ دل چھوڑ دے
کسی طرح چھاتی سے پتھر ٹلے
شکایت کا موقع نہ تھا وصل مین
کہ تھی راہ تھوڑی بہت تھے گلے
کوئی دم مین ہے نقش ہستی فنا
کدھر دھیان ہے تیرا او باولے
کنار لحد مین پڑے ہین وہ آج
جو آغوش مادر مین تھے کل پلے
گلا تیغ قاتل سے رگڑا کیا
نہ بجھوکا ذرا اوہ رے منچلے
نہ لایا کوئی شمع و گل گور پر
لحد مین بھی داغ محبت جلے
چلے باغ ہستی سے ہم نامراد
کسی رت مین اے گل نہ پھولے پھلے
ازل سے ہین عشاق مذبوح حسن
جو مانند ماہی سکٹے ہین گلے
جو فریادی تیرے بھی آ نکلے وان
زمین ہوگی محشر کی اوپر تلے
جو ابرو کے ہوسنگے اشارے یونہین
مریجان لاکھون کٹین گے گلے
کیے جائے کاوش پلک یار کی
ابھی دل کے پھوٹے نہین آبلے
سرا مین نہ غافل ہو باندھو کمر
چلو ساتھ والو چلو ہم چلے!
رہے میرا جسم مثالی صحیح
بلا سے یہ پتلا سڑے یا گلے
یہ سب سر زمین فتنہ انگیز ہے
ہزارون ہی اٹھتے ہین یان غلغلے
نظر بھر کے پھر دیکھلون شکل یار
جو آئی ہوئی میری دم بھر ٹلے
ہمیشہ رہا داغ داغ اپنا جسم
سدا مثل سرو چراغان جلے
فلک کو ملاتا تھا گر خاک مین
تو پھر ناز و نعمت سے کیون ہم پلے

رہے بار ور شاخ نخل مراد
الٰہی ہمیشہ تو پھولے پھلے

زمانے پہ افسردگی چھا گئی
نہیں اب وہ چرچے نہ وہ مشغلے

مسافر ہوں دلواؤنگا نذر خضر
جو طے ہونگے رستے کے سب مرحلے

لہو شب سے آتا ہی اشکوں کے ساتھ
کلیجے کے ناسور شاید چھلے

بسر ہو گئی اس تمنا میں عمر
کوئی دوست یکرنگ مجکو ملے

یہ کیا روگ اب ہو گیا رند کو
کئی سال ادھر تک تھے چنگے بھلے

تہمت حسرت پرواز نہ مجھ پر باندھے
وجہ کیا کھولکے صیاد نے پر پھر باندھے

باغبان گھات میں صیاد ہمیشہ موجود
آشیان باغ میں بلبل کہو کیونکر باندھے

جو چھری دیکھ کے قصاب کی تھراتے تھے
شان حق ہے وہی اب پھرتے ہیں خنجر باندھے

کل کیا تھا جو مرے چاک گریبا نمیں رفو
اس خطا پر گئے ہیں آج رفوگر باندھے

ہو چکا تھا جو مرے تیز پری سے آگاہ
چُست کرکے مرے صیاد نے شہپر باندھے

شعر اٹھائینگے کیا کیا نہ ابھی تو دھوکے
سرو باندھے کوئی اس قد کو صنوبر باندھے

معجزہ لب ترا گویا کرے اے رشک کلیم
جو زبان سحر سے یہ چشم فسون گر باندھے

مطمئن بیٹھ تو صیاد نکر قید شدید
ہو نہیں پابند محبت ترا بے پر باندھے

باغ عالم میں اُسی کے لیے ہے نشو و نما
صورت غنچہ رہے گانٹھ میں جو زر باندھے

بوسہ مانگا جو شب وصل تو بولا ہنسکر
کہیں ایسا نہو ہر روز کی تو کمر باندھے

دلکی بیتابی سے ٹانکے مرے سب ٹوٹ گئے
پٹی جرّاح کہو زخم پہ کیونکر باندھے

لے تو جائیگا خط شوق مگر رشک یہ ہے
آشیان بام پہ اُسکے نہ کبوتر باندھے

اُمتی کیا کریں الجوع نہ چلائیں اگر
بھوک میں جبکہ نبیؐ پیٹ پہ پتھر باندھے

افترا کرنے میں طوفان ہے وہ شوخ ظریف
تو تیا تازہ کوئی اور نہ مجھ پر باندھے

مجھ سا محرم ترے محرم کا نہوگا کوئی
بیشتر کھولدیے بند اور اکثر باندھے

دست صنعت سے بنے اسکے اگر تجھ سا بت
کیوں ہوا اپنی خدائی کی نہ آذر باندھے

شاعری کیلئے لازم ہے تلازم نہ چھٹے
لعل لب کو ترے تو دانتونکو گوہر باندھے

پاے رفتار اگر ہوتے تو چلتا پھرتا
رند مردا سا پڑا آستانہ یون سر باندھے

حیران نکرینگے کہ پریشان نہ کرینگے
کیا کیا وہ رخ و گیسو پہچان نہ کرینگے

غنچہ دہن تنگ کرو چاہو جہان تک
ہم صورت گل چاک گریبان نکرینگے

کیون روتے ہین یعنی نہ چھوٹینگے فرقت مین آنکھین
اندھا تو مجھے دیدۂ گریان نہ کرینگے

ہر وقت کے رونیکا سبب کچھ نہین کھلتا
طوفان تو یہ دیدۂ گریان نہ کرین گے

مجنون کا ستانا ہمین منظور نہین ہے
او وحشت دل قصد بیابان نکرینگے

نکلے ہی گا اس مصحف عارض سے خط سبز
زنگار سے کیا جدول قرآن نکرینگے

دیوانون سے کہدو کہ چلی باد بہاری
کیا ابکی برس چاک گریبان نکرینگے

غل باغ مین ہی چار طرف زاغ و زغن کا
اب چپکے مرغان خوش الحان نکرینگے

گھبرائیگی تربت مین مری روح بھی اے رند
مرقد پہ اگر ختم وہ قرآن نہ کرین گے

دولت کی ہوس حسرت دنیا نہین رکھتے
ہم رند کسی شے کی تمنا نہین رکھتے

آزاد ترے سینے مین کینا نہین رکھتے
جس سینہ مین کینہ ہو وہ سینا نہین رکھتے

گو آنکھین بڑی ہوئین تو ہون دیکھی ہوئی ہین
چتون تو تری آہوے صحرا نہین رکھتے

کیا وجہ تھی جو آپ کو صورت نہ دکھائی
مو سے وہ کبھی ہم سے تو پروا نہین رکھتے

آ نکلے ہین گلشن مین ترے چہچے سن کر
کچھ گل سے غرض بلبل شیدا نہین رکھتے

کھل جائے گا احوال مرے دل کی جلن کا
کیون نبض پہ تم ہاتھ مسیحا نہین رکھتے

میخانے مین سوتے ہین پڑے خاک پہ بدمست
جز خشت سر خم کوئی تکیا نہین رکھتے !

ہو جاتے ہین دریاے محبت سے وہی پار
تنکے کا بھی جو لوگ سہارا نہین رکھتے

محشر مین بھی دیدار کے ہوئین گے نہ طالب
دیوانے ترے سر مین یہ سودا نہین رکھتے

سیلاب کا ان چشمون کی اللہ رے تلاطم
یہ توڑ یہ طوفان تو دریا نہین رکھتے

رنگت ہے نزاکت ہی لطافت سے مگر حیف
اک بوے وفا یہ گل رعنا نہین رکھتے !

درویش زمانے سے نہ کیون ہوئین سبکدوش
قارون کی طرح سر پہ دفینا نہین رکھتے

لقمان سے کیا عشق کا ہووے کا مداوا
اس درد کی دارو تو مسیحا نہین رکھتے

اک خلق خدا شیفتۂ حسن بتان ہے
کس گھر مین وہ دس عاشق شیدا نہین رکھتے

تابندگی عارض انور کے مقابل
خورشید و قمر ذرون کا رتبا نہین رکھتے

مرتے ہین تمھارے لب جان بخش پہ دونون
جینے کی ہوس خضر و مسیحا نہین رکھتے

ہو وصل پس از ہجر غلط بات ہے مشہور
اعمال محبت کے نتیجا نہین رکھتے

وارستہ ہین اسباب رعونت سے ہم آزاد
تسبیح نہین پاس مصلا نہین رکھتے

شاعر وہ بنے پھرتے ہین قدرت ہی خدا کی
جو بات بھی کرنے کا سلیقہ نہین رکھتے

گو نرگس و گل نام کو لیتے ہین تو ہون رند
گوش شنوا و دیدۂ بینا نہین رکھتے

دید گلزار جہان کیون نہ کرین سیر تو ہی
ایکدن جانتے ہین خاتمہ بالخیر تو ہی

رند و واعظ سے عبث کرتے ہو شر خیر تو ہی
دونون گھر ایک ہین کعبہ نہ سہی دیر تو ہی

خوشہ چین بنتا ہی کیون مرغ ہر دہقان کا
وصف انسان نہین یہ صفت طیر تو ہے

نہ بسر ہوئیگی بے نشہ قدح خوارون کی
ہوا گرمی کی منادی ہی فلک سیر تو ہے

آشنا بحر محبت کے شناور ہین سب
تو بھی اس آگ کے دریا کو اگر پیر تو ہے

رند و واعظ کے بکھیڑون مین بھلا کون پڑے
سبکو معلوم ہے ان دونونمین اک بیر تو ہی

مرغ دل عردم بیمار پہ صدقہ کر ڈال
واسطے صحت جان کے عمل طیر تو ہی

جیسے اڑتی سی سنی ہے خبر قتل سفیر
پوچھتا پھرتا ہون اک ایک سے کیون خیر تو ہی

ساقیا چند گھڑے کے قدح خوارونمین
صرف للہ اگر ہون عمل خیر تو ہے

درگذر ہوتا ہے اور ہوگا بقدر امکان
آخرکار یہ پاپوش و سر غیر تو ہے

کہہ لیے رند نے سب قافیے کوئی نہ چھٹا
انگریزی مگر ایک قافیۂ فیر تو ہے

مجھ بلا نوش کو تلچھٹ بھی ہی کافی ساقی
بھرے چلو مین جو ہو شیشے مین باقی ساقی

بھر کے پلواتا نہین ایک پیالی ساقی
ساری ہین مانگتا ہون دیتا ہی آدھی ساقی

تونے کیا آتش حلکردہ پلا دی ساقی
بھون ڈالا ہی جگر آگ لگا دی ساقی

پھول مانگون تو پلاتا ہی برانڈی ساقی
کرتا ہی بزم گذشتہ کی تلافی ساقی

جام جم چاہیئے رندونکو نہ شاہی ساقی
سلطنت ہی ترے کوچے کی گدائی ساقی

جام اورونکو دیے مجکو پیالی ساقی
خود بہکنے لگا مانند شرابی ساقی

کیا کرون پی کے بھلا ایک پیالی ساقی
اس تنک ظرفی کا بندہ نہین عادی ساقی

کب سے کہتا ہون پلا نوش ہین ساقی ساقی
اور پلوا دے جو ہو شیشہ مین باقی ساقی

مرض ہجر مین مے گرچہ مضر ہے لیکن
مین تو پی جاتا ہون اللہ ہی شافی ساقی

صبح سے شام تلک ہاتھ سے چھٹتا نہین جام
چاہیے اپنا تخلص کرے جامی ساقی

مصلحت ہوگی جو محروم رکھا ہے مجھے
فعل حکمت سے نہین ہے ترا خالی ساقی

مست کیا جانین کدہر دیر ہے کعبہ ہے کہان
عمر ساری تری بھٹی مین گذاری ساقی

مسجد و دیر و کلیسا کی وہ رونق نرہی
تو نے بنیاد جو میخانے کی ڈالی ساقی

دیکھیے صحبت ناجنس نبھیگی کیونکر
پست ہمت تو طبیعت مری عالی ساقی

فصل گل آچکی کیا دور سے ڈھکاتا ہے
مے گلرنگ سے بھر بھر کے گلابی ساقی

واعظا وہی کرونگا مین جو فتوی دیگا
قبلۂ و کعبۂ و مرشد مرا ہادی ساقی

شیشہ و جام و سبو ہونگے ابھی چکنا چور
مست بہکے تو بڑی ہوگی خرابی ساقی

کوئی آفت ترے میخانے پہ آسکتی ہے
سب دعا گو ہین یہ جتنے ہین شرابی ساقی

صرف للہ بھی میخانے مین جاری کردے
مقتضی ہو جو تری ہمت عالی ساقی

تنگ ہو کر تسے ہر بار کے ڈھکانیسے
کوس بیٹھے نہ کوئی رند شرابی ساقی

جو پیے گا نہ شراب آج وہ مجرم ہوگا
کو بکو کل سے تو کردے یہ منادی ساقی

ورد بھی مجکو پلا دے گا تو بد مستی مین
سب سنا دونگا مین دیوان نرالی ساقی

برف پلوا کے کلیجا مرا ٹھنڈا کردے
آب انگور نے تو آگ لگا دی ساقی

تیرا جی چاہے تو پلوا دے کوئی جام شراب
ہاتھ پھیلانیکا بندہ نہین عادی ساقی

نفس گرم کی تاثیر نے مے ساغر سے
شعلۂ نفط کے مانند اڑا دی ساقی

اور تو حسرتین سب رند کے دل سے نکلین
جام کوثر کی تمنا رہی باقی ساقی

جام بھر بھر کے نئی ہوش ربا دے ساقی
آج اتنی تجھے توفیق خدا دے ساقی

خم کا خم لا کے مرے منہ سے لگا دے ساقی
بعد مدت تو مجھے آج چھکا دے ساقی

منہ سے لگتے ہی مرے ہوش اڑا دے ساقی
ایسی بوتل کوئی چنکر مجھے لا دے ساقی

دخل کیا میرے بہکنے کا وہ ہون حسب ظرف
ایک درجن جو بڑا انڈی کا پلا دے ساقی

اسکی ہمت پہ نظر کر کے بہ قصد حسنہ
مین تو پی جاؤن گر مجکو پلا دے ساقی

دم نکلتا ہی مرا پنبۂ مینا لے کر
چند قطرے تو مرے منہ مین چوا دے ساقی

عالم آب مین سیر گل و لالہ دیکھون
بھر کے ساغر مئے گلرنگ کا لا دے ساقی

ایک دو جام کی خاطر نہ چرا مجھ سے آنکھ
عین مستی مین تو مجکو نہ دغا دے ساقی

آنچ گل آنے نہ دے ساقی کوثر تجھ پر
آج اگر میری لگی کو تو بجھا دے ساقی

کیا ہی ہم رندونکو بلواتا ہی چمن چہنکے شراب
ساقی نہر لبن اُسکا صلا دے ساقی

بے گزک اتنو کلیجا ہی جلا جاتا ہے
بط مے جلد مجھے بھونکے لا دے ساقی

وہ قدح کش نہین فرقت مین پیون خالص شراب
زہر تھوڑا سا مجھے گھولکے لا دے ساقی

سیر دو سیر کا کیا ذکر معون لنڈھتی ہی
صرف مے کا جو یہی ہی تو خدا دے ساقی

کہین ارواح نہ میخوارونکے محروم رہین
پہلے اک جام زمین پر تو لنڈھا دے ساقی

رحمت اسکی ہوئی میخوارونپہ بدلی چھائی
تو بھی میخانے کو للہ لٹا دے ساقی

درد دل دور کرے ساغر مے کی تاثیر
تیرے ہی ہاتھ مین اللہ شفا دے ساقی

تیری امید پہ رند آیا ہی افتان خیزان
ہووے تلچھٹ ہی جو شیشے مین پلا دے ساقی

یاد میخوارونکو گر بادہ پرستی ہوگی
بعد مرنیکے بھی اک جوشش مستی ہوگی

خاکساران محبت کے جہان مدفن ہین
ابر رحمت کے عوض خاک برستی ہوگی

قافلے یارونکے ہر روز چلے جاتے ہین
بستی اُن لوگونکی آخر کہین بستی ہوگی

حق نے وہ حسن دیا ہے تجھے او غیرت حور
بند محرم کے پری آنکے کستی ہوگی

ایک اک بال شرف نافے پہ رکھتا ہوگا
چوٹی جب رنگ کے عطر مین بستی ہوگی

زلف کا مارا ہوا سانس نہ لیتا ہوگا
اوپری اڑکے یہ ناگن جسے ڈستی ہوگی

دفن جس جا ہوے عاشق دل صد چاک لیے
پھوٹ کی طرح زمین وُانکی بکستی ہوگی

ولولے عشق و محبت کے جوانی تک ہین
پھر جنون ہوگا مریجان نہ مستی ہوگی

حکم زاہد نہ رہا دور ہی اب ساقی کا
حق پرستی کے عوض بادہ پرستی ہوگی

عود کر آتا ہی اُدھر سے جو ادھر آتا ہے
نانگون کی شہر عدم بھی کوئی بستی ہوگی

یاد رکھ دیکھ کے دُنیا کے نشیب و فراز
اب بلندی ہی جہان پھر وہین پستی ہوگی

شمع و گل گور پہ عاشق کی کبھی لیکے چلو
روح مرحوم کی جنت مین ترستی ہوگی

نہ کبھی ہوش مین آیا وہ ہون مدہوش ازل
غفلت اس بیخبری پر مری ہنستی ہوگی

آتش ہجر سے جل بھنکے موا جو عاشق
لاش اسکی تہ مدفن بھی جھلستی ہوگی

کون کہتا ہے کہ بڑھ جائیگی ارزانی حسن
کبھی بازار مین یہ جنس نہ سستی ہوگی

کیون نہ بازیچۂ دنیا کو کہین نقش فنا
ایکدن جانتے ہین نیست یہ ہستی ہوگی

بعد مردن جو کوئی غور سے دیکھیگا کبھی
بیکسی اپنے ہی مرقد پہ برستی ہوگی

بادہ خوارو نہین جو ذکر اپنا بھی آیا ہوگا
شیشے کیطرح سے حلق مین کھنکتی ہوگی

آزما لیجئے جب چاہیئے وہ عاشق ہون
اُف نہین کرنیکا گر آگ برستی ہوگی

دل جگر دونون ہی مشتاق ہین اُس خنجر کے
سینے پر کھاؤنگا جو ضرب فرودستی ہوگی

جلوۂ حق ہے عیان حسن سے ہم سے واعظ
حق پرستی تو نہین حسن پرستی ہوگی

یا علیؑ کہکے لحد مین جو پکارونگا رند
ٹھہر جائیگی اگر گور بھی دھنستی ہوگی

ٹیسین گئین نہ دلکی دوا بارہا لگی
کوسا تھا کسنے کسکی اسے بددعا لگی

دل کیون تجھے وہ زلف سیہ خوشنما لگی
بیٹھے بٹھائے جانکے پیچھے بلا لگی

خاطر سے تیری کہہ گئے سب آشنا لگی
او بت ہم مین ایک نہ بولا خدا لگی

فرقت کی رات آنکھ نہ دم بھر ذرا لگی
کیسی بُری گھڑی تھی جو آنکھ اے خدا لگی

پڑ جائیگا کہین کسی عاشق کا کوسنا
مر جاؤگے جوان اگر بددعا لگی

میرے سوا کہ ایک ہی عالم مین کی بسر
ہر اک شجر کو باغ جہان کی ہوا لگی

ماشاء اللہ آج تو اسپند کیجئے
پوشاک صندلی تجھین کیا خوشنما لگی

سرگوشیان چمن مین کرے خاک عندلیب
پھرتی ہے ساتھ ساتھ گلونکے صبا لگی

آخر ترے مریض محبت نے جان دی
تاثیر کی دعا نے نہ کوئی دوا لگی

حق بولنا محال ہے جھوٹونکے دور مین
سولی چڑھائینگے جو کہونگا خدا لگی

اللہ حسن و عشق مین کیا اختلاف ہے
یہان دل مین چھالے پڑ گئے جب وان حنا لگی

کہنے دے شاعرون کو جو سنبل بناتے ہین
میری نظر مین زلف تری اژدہا لگی

کیونکر بجھائے دیدۂ گریان اس آگ کو
دل جل چکا تھا کہ جگر کو بھی جا لگی

سو پیچ و تاب کھائے اگر چھو لیا کبھی
مجھ سے بھی بل کی لینے وہ زلف رسا لگی

ہر چند ہے وصال مگر چاہتا ہے شوق
تصویر یار گھر مین رہے جا بجا لگی

لازم ہی اب تو تجھکو عیادت دم اخیر
ہچکی ترے مریض کو او بیوفا لگی

افراط حسن مین نظر آتی ہے کچھ کمی
تجھکو نظر کسی کی مرے دلربا لگی

مانین بُرا بتونکا مجھے خوف کچھ نہین
ایماندار ہو نہین کہون گا خدا لگی

بے لطف ہو گئی نمکینی کباب کی
تجھ بن شراب ناب مجھے بدمزا لگی

پایا نہ جبکہ اس گل رعنا کو باغ مین
گلشن مین سر پہ خاک اڑانے صبا لگی

جو دلمین ہی زبان سے کہتے ہین صاف صاف
ہم رند لوگ رکھتے نہین ہین ذرا لگی

آسکتے ہین لحد مین فرشتے عذاب کے
دیکھین گے جب کفن مین ہے خاک شفا لگی

حاضر ہی یہ غلام جو بلواؤ یا امام!
ہے رند کی بھی لو طرف کربلا لگی

جو دل پسند ہوا آگ اس سخن کو لگے
کلام وہ ہی کہ خوش ساری انجمن کو لگے

جلا ہون اپنے پرائے سے بسکہ او غربت
نہ دیکھون پھر کے اگر آگ بھی وطن کو لگے

فسردگی نے یہ خاموش کر دیا مجھکو
کہے تو گویا کہ ٹانکے مرے دہن کو لگے

جنون مین پیرہن اپنا اڑا چکا پرزے
جو ایک تار بھی باقی ہو تو کفن کو لگے

رواج سرقہ ہی ہے تو کیا عجب اس کا
جو چور شمع کا بھی تاکنے لگن کو لگے

ملاتا شہریون سے آنکھ ہے یہ صحرائی
مین کیسا شاد ہون گولی اگر ہرن کو لگے

کیا تھا گلبدنون سے مقابلہ شاید
طمانچے خوب سے نسرین و یاسمن کو لگے

ہر ایک فصل مین پھولے پھلے رہے سرسبز
نظر کسی کی الٰہی نہ اس چمن کو لگے

غم فراق نے کھایا ہے مجھکو گھن کی طرح
غذا بتاؤ تو کیونکر مرے بدن کو لگے

طلائی نقرئی ہتیار ہوتے ہین صیقل
وہ اور اب تو جلا دینے بانکپن کو لگے

لگائین کھوٹ نہ رفتار مین کہین نظرے
بڑا غضب ہی جو بٹا ترے چلن کو لگے

عمل ہوا لب لعلین یار کا وان بھی
خراج چاہیے اب حاکم یمن کو لگے

یہی دعا ہی ہماری الٰہی سانپ ڈسے
جو دست غیر تری زلف پرشکن کو لگے

نمود سبزۂ خط سے یہی ہے اندیشہ
مبادا داغ تمھارے بہ ذقن کو لگے

وہ زلف رخ پہ رہے دیر تک تو ہو اندھیر
جہان سیاہ ہو عرصہ اگر گہن کو لگے

مٹے گی ڈھل کمرونسے نہ خواہش دنیا / گرا جوان کوئی ایسی قحبہ زن کو لگے

مین وصف لعل لب یار اور پڑھکے کردن / برا نہ گر کسی باشندۂ یمن کو لگے

لیے کنار مین خسرو کو شاد ہے شیرین / جگر ہو وے جو تیشہ کبھی کوہکن کو لگے

کیا تھا گیسوئے مشکین یار سے دعوی / سزا ہے کرم اگر نافۂ ختن کو لگے

خط اسکے چہرۂ انور کا یاد آتا ہے / جو دیکھتا ہون کبھی چاند مین گہن کو لگے

برنگ غنچۂ سوسن کبود ہوتا ہے / جو چوٹ پھول کی بھی میرے گلبدن کو لگے

عجب نہین ہی جو شیرین نے بد دعا کی ہو / بلائے خسرو پرویز کوہکن کو لگے

زمین مجکو امانت کی طرح رکھے گی / قسم خدا کی جو دھبا مرے کفن کو لگے

غریق رحمت حق ہون بہا ہو لاشہ / جو مرگئے پہ مرے دیر گورکن کو لگے

لحد مین نالے وہ مانند صور حشر کیے / کہ مردے کانپ گئے پھاڑنے کفن کو لگے

سنو نہ ایک کی بکنے دو سبکو تم اے رند / سخن وہی ہی جو خوش ساری انجمن کو لگے

تنگ ہون اے فلک زمانے سے / تجھکو حاصل مرے ستانے سے

بس لگا چک اجل ٹھکانے سے / فائدہ دربدر پھرانے سے

پھونک دے برق اجاڑ دے گلچین / اب غرض کیا ہے آشیانے سے

رنج غربت مین کچھ جو ہے تو یہ ہے / جو چھٹے اُس کے آستانے سے

ہم کہان اور کہان قفس صیاد / ہوے مجبور آب و دانے سے

حیلہ جوئی تو کر رہی ہے اجل / دیکھون آتی ہے کس بہانے سے

او فلک دل تھا گوشوارۂ عرش / کیا ملا خاک مین ملانے سے

ہو گیا ہے نفاق عالمگیر / اتفاق اُٹھ گیا زمانے سے

زندگی نے مجھے ہلاک کیا / مر گیا موت کے نہ آنے سے

دل ہلکا تھا نگہ سے ٹوٹا جگر / تیر ترچھا پڑا نشانے سے

وہ دلائے تو ہو لئیم کریم! / زر ملے حوض کے خزانے سے

رہ گیا خاک اڑ گیا جب دم / طائر روح آشیانے سے

آتے ہو رنج کرکے جاتے ہو / تم نہ آیا کرو اس آنے سے

ہین بہائم بصورت انسان
آدمی اُٹھ گئے زمانے سے

شب فرقت نے دم یہ بند کیا
رہ گئی سانس آنے جانے سے

ہو گئی آخر دبال موی کمر
زلف پنچی ہوئی جو شانے سے

یا تو قالب مین آتے ڈرتی تھی
اب جھجکتی ہے روح جانے سے

آہ آتش فشان جو کرتا ہون
آگ جھڑتی ہے آشیانے سے

جس قدر ہو ضرور ملتا ہے
رند کو غیب کے خزانے سے

تم عیادت کیلئے رند کے آتے ہی رہے
لو مسیحا مرے وہ جان سے جاتے ہی رہے

تمکو فرصت نہوئی موت نے یان عجلت کی
تم رہے کام مین ہم کام سے جاتے ہی رہے

یان کفن قطع ہوا گور بھی تیار ہوئی
گھر مین بیٹھے ہوے زیور وہ بڑھاتے ہی رہے

یان لحد مین ہے فرشتون سے سوال و جواب
جھوٹ سچ باتین وہ گھر بیٹھے بناتے ہی رہے

مر گئے خاک ہوے واسطے سب سے چھوٹے
اب رشتے وہ عزیزون سے نہ ناتے ہی رہے

تھی نہ خود رفتگی یا رب کہ یہ موت آئی تھی
وہ چلے بھی گئے ہم آپ مین آتے ہی رہے

ولہ

ساقی جو کھینچ تو ہاتھ پہ ساغر دھرے ہوے
برسین گے خوب اُٹھے ہین بادل بھرے ہوئے

مرغان باغ بیٹھے ہین تجھ بن مرے ہوے
نرگس کھڑی ہے آنکھ مین آنسو بھرے ہوئے

کچھ غم نہین جو فیض سے خالی ہوا جہان
ہین اس کریم کے تو خزانے بھرے ہوئے

سرجنگ روزگار سے غافل ہین وہ ہنوز
پھرتے کلاہ کج ہین جو سر پر دھرے ہوئے

برسون سے داغہائے جگر کا یہ حال ہے
مرجھا چلا جو ایک تو پھر دو ہرے ہوئے

منہ چھوتے ہی جو خالی کیا دلکو مہربان
کس دن کے آپ بیٹھے تھے مجھسے بھرے ہوئے

قاتل کا بھی زمانے مین اب کال پڑ گیا
پھرتا ہون کب سے ہاتھ پہ سر کو دھرے ہوئے

گو لاکھ بار پڑھکے کرین شاہنامہ ختم
نامرد جو ازل کے ہین کب منگرے ہوئے

صید افگنی کا قصد ہے کس شہسوار کا
سہمے ہوے غزال کھڑے ہین ڈرے ہوئے

سنبل کے پاس بھی نہ کھڑی ہون سمجھ کے زلف
رسی سے بھاگین سانپ سے جو ہین ڈرے ہوئے

گو کر دیا ہے آج فلک نے ضعیف و زار
مین وہ ہون جس سے برہم و درہم پرے ہوئے

مردانگی کا پیشہ ہے تکیہ فقیر کا
صحبت میں میری ٹھڑپیے بھی منکرے ہوئے
رندونسے اُنچے قبلہ وکعبہ حضور کیوں
آگئے جناب شیخ تھے اب مسخرے ہوئے

کیا جانے دل پہ رند کے صدمہ تھا آج کیا
لیٹے ہوئے تھے ہاتھ جگر پر دھرے ہوئے

شیر حق واقف خفی و جلی
محرم راز دار لم یزلی
بات جو دل میں آئی منہ سے کہی
رند رکھتا نہیں کسی سے لگی
بعد احمدؐ سمجھ علیؑ کو وصی
ورد کر صبح و شام ناد علی
عشق بازی میں یہ ہوا حاصل
دل کے جھگڑے میں مفت جان چلی
لوگ بد وضع ہیں زمانے کے
آبرو رکھیو اے نبیؐ کے وصی
مجھ سا بیکس نہیں زمانے میں
شمع تک گور پر نہ جس کی جلی
زندگانی ہے میری مثل حباب
مغتنم ہے گھڑی جو کوئی ٹلی
وعدۂ وصل تھا جو بعد زوال
روز فرقت کی دوپہر نہ ڈھلی
ذوالفقار علیؑ ہے میری زبان
رکنے والی نہیں یہ اب تو چلی
دل پژمردہ کا یہ حال ہے اب
جیسے مرجھا گئی ہو کوئی کلی
یا علیؑ کہہ کے مار دشمن کو
زور بازو سمجھ تو نام علیؑ
ہے زبان منہ میں نام کو گویا
بات نکلی کبھی بری نہ بھلی

رند بے دست و پا ہے مشکل میں
اب مدد کیجے یا علیؑ ولی

متفرقات

گلگشت کو جو آئے وہ رشک بہار باغ
پیدل چلیں جلو میں گل نے سوار باغ

جلد یوسفؑ سے آ کہی ہو وصال یعقوب
غیر ہے فرقت فرزند میں حال یعقوبؑ

توقف کا نہیں ہے راہ کی کچھ خستگی باعث
تامل کا ہوئی ہے اس سرا میں زندگی باعث

نہاں نظر سے ہو جو سیا پری کی طرح
دکھاؤ حسن کے جلوؤں کو آدمی کی طرح

اک آن میں وہ زلف دوتا لے گئی دل کو
کیا حال کہوں دل کا بلائے گئی دل کو

مچکی مین ملا دست حنائی نے کلیجا
ٹھکرائی ہوئی فندق پا لیگئی دل کو

عقدہ وہ کھولا کہ دقت جسمین تھی تدبیر کو
چاہیے مہندی لگانا ناخن تقدیر کو

دیکھنا کس کشمکش مین پڑ گئی ہی میری جان
تیر سے کھنچتا ہی دل دل کھینچتا ہے تیر کو

بوے گل سے بھی سوا ہی خلش خار پسند
طبع ہی روز ازل سے میری دشوار پسند

شیخ بھی مثل برہمن کے سری ٹیک کرے
بت وہ ہی جسکو کرین کافر و دیندار پسند

یون تو بازار جہان مین ہین ہزارون سودے
جنس وہ ہی کہ جسے کرے خریدار پسند

دم آخر ہی تو پرہیز نہ کر شوق سے کھا
جو غذا آئے تجھے او دل بیمار پسند

دیکھا انداز پری حور کا بھی حال سنا
تیرے آگے نہوا ایک طرحدار پسند

کرے تجویز جنون یا کرے سودا تشخیص
دیکھیے کرتا ہے کیا میرا مسیحا تشخیص

جانکا دشمن ہر اک صورت سے گیسو ہو گیا
سانپ کھلنے سے ہوا جوڑے سے بچھو ہو گیا

لطف دو دو آہ دیکھا جگنونکی ریت مین
سنبلستانکا تھا عالم چاندنیکے کھیت مین

سمجھے تھے ابرو سے ہم جلاد ہو
زلف سے ثابت ہوا صیاد ہو

ظلمت گیسو مین دولت حسن کی
خوب لوٹو داد یا بیداد ہو

ضبط اچھا آہ بے تاثیر سے
آدمی یا بلبل ناشاد ہو

عشق مژگان نے بھی دلکا نہ پھپھولا پھوٹا
ایسا فرلکھا ہی کسی کا بھی نصیبا پھوٹا

ظلمت ہی آب خضر کی لب پر دھڑی نہین
تیرے دہن کے ہونٹین دھوکا دھڑی نہین

اسقدر شک پری مائل مخموری ہے
نیل بھی ہی جو دوپٹے مین تو انگوری ہے

رند اگلے سے وہ دلدار کے حالات نہین
دل کو سمجھاؤ کہ اب لطف ملاقات نہین

سب حسینون کی نظر ہے عاشق دلگیر پر
لوٹتے ہی ہر صید افگن آپ کے نخچیر پر

قد ہمارا ضعف سے ایسا خمیدہ ہو گیا
آنکھ کے حلقے پڑے ہین پانونکی زنجیر پر

مری جان تم پر اولہنا نہین ہے
مجھی کو محبت سے لہنا نہین ہے

عبث تنگ ہوتے ہین احباب ہم سے
مسافر ہین یان ہمکو رہنا نہین ہے

کرون کب تلک ہجر مین نالے ہر دم
مری نائے حلقوم شہنا نہین ہے

مدعا پوچھو نہ تم راز و نیاز عشق کا !
حال کچھ کھلتا نہین یہ ماجرا کچھ اور ہی

کب مزے ایسے فقر کے ہوتے ہین واقف بادشاہ　　خط مسند اور لطف بوریا کچھ اور ہے
بوالہوس کی طبع سے آنا موافق ہے محال　　سرزمین عشق کی آب وہوا کچھ اور ہے

ہمیشہ بھوک مین چاٹا کیا مین لاے شراب　　کبھی نہ پیاس مین پانی پیا سوائے شراب
وہ بادہ نوش ہون پابند درد وصاف نہین　　ہو شراب تو کافی ہے مجکو لاے شراب
وہ بادہ خوار ہون رنی کیطرح سے ٹپکے　　جو میری خاک سے پیر مغان چوائے شراب

نالہ نہ کیا کہ مر نہ دیکھا　　کیا کیا کچھ ہم نے کر نہ دیکھا

رنجش ذرا سی ہو نہ کہین مہربان دراز　　مین کم سخن نہین ہون جو تم ہو زبان دراز
گلچین تو کیا ہے پہونچے نہ صیاد کا بھی ہاتھ　　وہ شاخ تاکتا ہون پے آشیان دراز
خلق خدا کو ہوتی ہین اس سے اذیتین　　ظالم کی رسی کر تو نہ او آسمان دراز
لازم ہے نذر خضر سلامت ہو چکے دو　　منزل ہے کل کی سنتے ہین اے کاروان دراز
بلبل ہمارے سامنے خوش لہجگی نہ کر　　بس بس تو یاوہ گوئی نہ کر او زبان دراز

جو کہ کیفیتین شراب مین ہین !　　قند مین ہین نہ وہ گلاب مین ہین
وصف شیطان مین جو ہین واعظ　　سب وہی خصلتین جناب مین ہین

چین اب زیست مین ممکن نہین اصلا آئے　　موت آئے گی تو سمجھونگا مسیحا آئے

لب خشک ہین ہمارے منھ زرد ہو گیا ہے　　اب دل نہین سراپا اک درد ہو گیا ہے

سر پہ مستون کیطرح جھومکے بادل آئے　　مفتی وقت کا فتوی ہے کہ بوتل آئے
طے تو کی گھر کی مسافت تسے نامے لائے　　پر کبوتر مرے سب بازوؤن سے شل آئے

ابر اٹھتے جو دھوان دھار چلے آتے ہین　　بھٹیان تاکتے میخوار چلے آتے ہین

گھبرا کے شب ہجر مین گر آہ نکل جائے　　غالب ہے کہ دم آہ کے ہمراہ نکل جائے
اتنا نہ ستا چرخ کہ منہ سے کہین میرے　　نالہ کوئی العظمۃ للہ نکل جائے
آئینہ دکھا دے جو تمہوے خط نوخیز　　سارا یہ گھمنڈ اوبت گمراہ نکل جائے
کیون منتظر اس ماہ کا بیٹھا ہون سر راہ　　شاید وہ قمر کاٹ کے یہ راہ نکلجائے
تب جانو کہ تاثیر ہوئی شعر مین پیدا　　دشمن بھی کرے واہ تو بس آہ نکلجائے

اگر اس رشک رنگین کا بیان کمترین کرتا　　تو دم مین صفحۂ کاغذ نگارستان چین کرتا
عدم آباد جہان مین آکے تھوڑی زندگانی پہ　　تمنا خرمنی کی کیا دل اندوہگین کرتا

فرمائے کچھ غلط کہ کہے دلربا درست
ہین ہاتھ باندھ باندھ کہونگا بجا درست

کیا اعتبار کیجیے حاسد کے قول کا
نفرین بجا ہی اُسکی نہی مرحبا درست

لے لے قسم تو تخت سلیمان کی اوپری
تکیے ہین گر فقیر کے ہو بوریا درست

چودھوین رات جو تو مہ کے مقابل ہوجائے
چاندنی میلی ہو دھلوانیکے قابل ہوجائے

واہ ری شوخی تقدیر زہے شامت بخت
دوست ہین جسکو بناؤن وہی قاتل ہوجائے

او فلک تیرے فلک سے بھی نہ سرکون جاسے
کاشکے قطب کا رتبہ مجھے حاصل ہوجائے

ولہ

ہین یہی بوٹے کو ہم اے گلشن آزاد دیکھتے
مثل بلبل گل کو بھی ہین سبکا شیدا دیکھتے

پھر نجاتے طور کی جانب کو مشتاق جمال
اک نظر موسی اگر اُس بت کا جلوا دیکھتے

ایک سے ہی ایک اعلی پھول اس گلزار کا
مثل نرگس چشم نابینا سے یہ کیا دیکھتے

گھر مین بیٹھے سیر کرتے ہین سواد شام کی
روز و شب جو ہین تری آنکھونکا سرمہ دیکھتے

حصول دلکا کبھی مدعا نہین ہوتا
حضور قلب جو وقت دعا نہین ہوتا

اثر دکھائینگے کیا سوختہ دلونکے اشک
بُھنا ہوا کبھی دانا ہرا نہین ہوتا

نکمہ ریاضت بیہودہ غیر جنس کے ساتھ
جو غیر ہے وہ کبھی آشنا نہین ہوتا

دلکو یون روندے خرام اس کافر گمراہ کا
جس روش سے ٹھوکرین کھاتا ہی رہرو راہ کا

کعبے سے یکسان کیا رتبہ دل آگاہ کا
شکر ہے معبود کا احسان ہی اللہ کا

مثال شیشہ گران کو طوون مین ہل جائین
کہین شتاب زمین آسمان ہل جائین

سُنا کرین جو بلک کر کراہنا میرا
دل اہل درد کے سینونمین کیون نہ ہلجائین

جنون نہین ذرا ہون پہ زور ہے ابھی اتنا
جو مارون دوڑ کے ٹکر پہاڑ ہلجائین

مقام خوف ہی زلفون سے الحذر مانگو
یہ سانپ وہ نہین جو کھیلنے سے کلجائین

بیساختہ ڈھونڈھین گی تری انجمن آنکھین
جب گور مین کھولونگا مین زیر کفن آنکھین

کس حسرت دیدار مین دم نکلا ہے یارب
پتھرائی ہوئی ہین مری زیر کفن آنکھین

بیکار بنائے نہین صناع ازل نے
گوش و سر و بینی لب و کام و دہن آنکھین

یا وہ نظر مہر عزیزون پہ تھی کل تک
اب آج ملاتے نہین اہل وطن آنکھین

سر پر تجھے بٹھلائینگے اے غیرت گلزار
رستے مین بچھائینگے ترے دوزن آنکھین

زندہ کرین مردے کو عنایات تمھاری
کیا بات ہی کیا بات ہی کیا بات تمھاری

سُن لو دو فقرے بات جاتی ہے
بات کہنے مین رات جاتی ہے

مرغ دل قابل لطف نگہ ناز نہ ہو
طائر مردہ کبھی طعمۂ شہباز نہ ہو

نالے کرتے ہین دماغ اپنا پریشان بسکر
اب نکر سمع خراشی دل نالان بس کر

اے جنون ترک کر اب مشغلۂ جامہ دری
سالہا تونے پھرایا مجھے عریان بس کر

شب فرقت مین کسی نے بھی نگی دلجوئی
شمع بھی آگے مرے اپنا ہی رونا روئی

طعنہ زن ہو نہ لباس فقرا پر منعم!
پشم دونون ہین تری شال ہماری لوئی

تو ڑیئے بند علائق کوہ و صحرا دیکھیے
گلشن ایجاد کا چندے تماشا دیکھیے

کب تلک ہوگا برابر مرا وعدا دیکھیے
موت کبتک کرتی ہی امروز فردا دیکھیے

ٹکٹکی باندھے ہوئے کوچہ مین عاشق جمع ہین
کب اڑاتی ہی صبا غرفے کا پردہ دیکھیے

مجکو کیا معلوم ہی واللہ اعلم بالصواب
حال دنیا یہ ہوا اب حال عقبا دیکھیے

موت ہو پہنچائے جو خیریت سے جنت تک ہمین
پھر نہ مڑکر تیری صورت کو بھی دنیا دیکھیے

کل تو مر کر شب فرقت کٹی تھی شکر ہے
آج کیونکر صبح ہوگی بار الٰہا دیکھیے

کبھی زمین کبھی دامان و آستین کے ہوے
برنگ اشک جہان گر پڑے وہین کے ہوے

نہ ٹھہرے قابل جنت نہ لائق دوزخ
نہ ہم یہین کے ہوے اور نہ ہم وہین کے ہوے

ملک کہین وقنا ربنا عذاب النار
بلند نالے اگر آہ آتشین کے ہوے

تمام عمر گذاری فراغ بالی مین
نہ خود حسین تھے نہ عاشق کسی حسین کے ہوے

نہ ہوگا دوسرا مجھسا کوئی بیٹا مقدر کا
نہ شفقت باپ کی دیکھی نہ چین آغوش مادر کا

مایوس ہین اب عاشق شیدا کی طرف سے
جب صاف جواب آیا مسیحا کی طرف سے

اور قیس حزین لیتا ہی کیا منھ کو لپیٹے
وہ دیکھ غبار اٹھا ہی صحرا کی طرف سے

غالب جو ہوئی کفر پہ اب الفت اسلام
رخ پھر گیا کعبے کا کلیسا کی طرف سے

وا ناخن تدبیر کرے عقدۂ لا حل
جسوقت مدد ہو مرے مولا کی طرف سے

صاف تبلا گئی عالم کو صفائی برسات
یہ نہ ثابت ہوا آئی کہ نہ آئی برسات

ترسے پانی کیلئے ساری خدائی برسات
تونے کیا اب کی برس خاک اڑائی برسات

اٹھ گئے سب چمن ہستی غدار کے پھول
روز دو چار کا جہلم ہوا دو چار کے پھول

رندکے فاتحے مین تو ہو شریک او قاتل
آج ٹھہرائے ہین اس کشتۂ دیدار کے پھول

کیا فقط رندونکو شوق مے گلرنگ ہی آج
دست صوفی مین بھی ساقی قدح سنگ ہی آج

اُلٹے پھرے فرشتے جواب و سوال سے
گھورا جو مین نے گور مین آنکھین نکال کے

کاٹا ہی واعظ اب کے داتو نمین اس قدر
ٹکڑے اُڑا دیے ہین زبان سوال کے

موذی بھی راہ عشق کے مجکو عزیز ہین
دیکھین جو چھوئے پانونکے کانٹے نکال کے

پہونچا وُن بھر کے آبلۂ پاکے چھاگلین
بیٹھے ہین خار خشک نے بانہین نکال کے

ترا کلام کتنا مشابہ ہے میر سے
عاشق ہین ہمتو رند اسی بول چال کے

ہر برگ خشک سرخ ہی گل کے غدار سے
آئی خزان چمن مین مرے کس بہار سے

ہی حوصلہ تو آکے نوا سنجیان کرے
بلبل تو کیا مین بند نہین ہون ہزار سے

بیہوش ارسطو ہی بدست فلاطون ہی
اک گردش ساغر مین احوال دگرگون ہے

سب غیر نکلے ٹھہرے فقط آشنا ہمین
ہتون نے گرچہ تھوڑے دنونکی ہما ہمین

اب غیر رنگ لائے ہین کچھ ورد پیش از ین
لاتے تھے علیش باغ سے جاکر حنا ہمین

عیب ہین بہتر ہنر سے بلکہ سارے وصف ہین
جانتے ہوہی صفت کسکی تمھارے وصف ہین

دفع کردیتی ہی سو طرح کے آزار شراب
جو شفا چاہے تو پی لے دل بیمار شراب

محتسب نے کیا گو کوچہ بکوچہ قدغن ؛
رند پیتے ہیں لیکن سر بازار شراب

بخشوا لینے کو ہین ساقی کوثر موجود
ترک ہونیکی نہین ہمسے تو زنہار شراب

لٹ گئے آنکے رندونمین جناب واعظ
بیچ کر پی گئے ہم جبہ و دستار شراب

جو نزاکت آپمین ہی کب ہی کسی انسا مین
تنجر و نے گلبدن کی جھکیان لین لب انہین

مرچکا ہون کیون کلپتے ہو عبث میرے لیے
آیئے اب تو اگر جھتے نہ آئین شان مین

آہ کے برمون نے سارے گھر کو چھلنی کردیا
اوس بہین چھن چھن کر ٹپکتی ہی مرے دالان مین

تھا قریب مرگ تیری جانسے دور اسے مسیح
تو جو آیا اس دا سے جان آئی جان مین

ہم فقیرونکو ہی یکسان صدا و صوت خلال
شہ نشین تک ہم نہین مٹھتے کہین دالان مین

جلوہ گرچار و نطرف موسی اسی کا نور ہے
بیکرا ایک یک اس ادی کا کوہ طور ہے

کسی کا کوئی مرجاے ہمارے گھر مین ماتم ہے
غرض بارہ مہینے تیس دن ہمکو محرم ہے

منتظر تیرا اسے نگار رہون مین
ہمہ تن چشم انتظار رہون مین ؛

داغ سودا کھلے ہین جسم پہ سب
بلاغ ہون اے جنون بہار ہون مین
کوئی دیوانہ اب نہین باقی
ایک مجنون کا یادگار ہون مین

برحال خرابم نظر لطف و عطا نیست
کافر بخدا در دل تو خوف خدا نیست
در عشق تو گر سر برود از وے نتابیم
ماییم وفا پیشہ دغا شیوۂ ما نیست
راحت شمرم رنج و غم عشق حسینان
آرام نصیب دل غم دیدۂ ما نیست
ناچار کشد دست مسیحا ز علاجم
آخر چہ کند کس مرضی را کہ دوا نیست
دشمن بہ از ان دوست کہ در سعی نکو شد
بیکار بود ناخن اگر عقدہ کشا نیست

مغتنم ہی جانیو اے دل سے جو حال ہے
سال آیندہ نہو گا یہ بھی جو امسال ہے

پی لاکھ بار ساقی کی لاکھ بار توبہ
بس کر چکا ہین توبہ توبہ ہزار توبہ

حسرت لے تازہ اسیران قفس آتی ہے
دھوم سے فصل بہار اپکی برس آتی ہے

کھدوائے گور حسرت قاتل قریب ہے
مرجائے پھر پھڑا کے یہ بسمل قریب ہی
دور اسکو جاننا یہ فراست سے ہی بعید
وہ شاہرگ سے بھی ترے غافل قریب ہے

روزے فقیر از اتفاقات مطلعی در بحر تازہ تالیف نمودہ بنا بر صحت بخدمت ناسخ مرحوم فرستاد در جواب نوشت از قرائن معلوم میشود کہ بحر نواز قوت فکر و طبع رسا پیدا گشتہ ارکان کامل دوا فرا بکار بردہ اضمار و عصب را آوردہ اند وگرنہ از دوائر خارج است مستفعلن از متفاعلن باضمار و مفاعیلن از مفاعلتن باعصب گرفتہ مستفعلن و مفاعیلن کردہ اند سبحان اللہ مطلع انیست۔

مدت ہوئی نہین جو دیکھا دلدار کو قیامت ہی
تدبیر کچھ نہین بنی کیا موت ندامت ہی
مستفعلن مفاعیلن مستفعلن مفاعیلن
مستفعلن مفاعیلن مستفعلن مفاعیلن

موافقت مین عناصر کی گر نفاق نہ ہوتا
فراق روح کا قالب سے اتفاق نہوتا

در در لگی کسکے پھرانے سے فائدہ
تجھکو فلک ہمارے ستانے سے فائدہ
جز گریہ خرمی مری تقدیر مین نہین
طفلی سے رو رہے ہین ہنسانے سے فائدہ
جیتے جی تمنے بات نہ کی ہنسکے ایکدن
اب مر گئے پہ اشک بہانیسے فائدہ
تھا جسکو تم سے کام کوئی دم مین ہی تمام
تکلیف کس لیے کی اب آنیسے فائدہ

نکلی اہل زبان سے ہو گیا اب ہند بھی آخر
روانہ ہو گئے شیراز کو کل رند بھی آخر

عالم نزع میں دن رات بسر کرتے ہیں
زندگی نام کو ہی موت کے دن بھرتے ہیں

مائل اگر وہ سوے جفا ہیں تو خوش رہیں
خوش ہیں تو خوش ہیں جو خفا ہیں تو خوش ہیں

خدا کرے جو ہدایت تو ایک کام کریں
حرم سے دیر چلیں بت سے رام رام کریں

کمال شوق ہے اے رند مجکو مولی کا
ظہور جلد الٰہی مرے امام کریں ۞

ہے گھات میں وہ زلف گرہ گیر ہماری
الجھی ہوئی کیونکر نہ ہو تقدیر ہماری

صورت یہ مبدل ہوئی جاتی ہے جو ہر دم
تصویر سے ملتی نہیں تصویر ہماری

اے جوش جنون ہے جو یہی روز نقاہت
پاؤں سے اتر جاے گی زنجیر ہماری

روح قالب میں تھرتھراتی ہے
جلد آؤ کہ جان جاتی ہے

زیست اپنی جو ابھی بار خدا باقی ہے
عمل بد کی مگر اور جزا باقی ہے

سانس آتی ہے نہ گھٹتے کی صدا باقی ہے
او مسیحا ترے بیمار میں کیا باقی ہے

مہر و مہ ارض و سما جن و ملک وحش و طیور
سب یہ فانی ہیں مگر ذات خدا باقی ہے

ستم و جور و جفا ناز و ادا کرتے ہو
دلربائی کے جو حق ہیں وہ ادا کرتے ہو

مہربان کیوں ستم و جور و جفا کرتے ہو
ہوش میں آؤ یہ کیا کرتے ہو کیا کرتے ہو

ہاتھ اٹھاتا نہیں اس پر بھی وفاداری سے
جانتا ہوں یہ صریحا کہ دغا کرتے ہو

آنچہ جستیم جملہ در بازار عالم یافتیم
با وجود این تنگ و دو قحط آدم یافتیم

جملہ بازار جہان گشتیم و عالم دیدیم
ہست ارزان ہمہ عنقا مگر آدم دیدیم

نہ دکھا رشک مسیحا اسے ہر بار آنکھیں
چھیر دیگا کوئی دم میں ترا بیمار آنکھیں

صورت آباد سے جاتے ہیں طلبگار جمال
حق یہ ہے رکھتے نہیں کافر و دیندار آنکھیں

اس حیا دار سے ہے شغل نظارہ بازی
نکرے عکس سے آئینے میں جو چار آنکھیں

قطعہ در مدح امجد علی شاہ بہادر

سلطان ابو الظفر بہادر
خاقان ابو الظفر بہادر

من بعد خدا رحیم و عادل
ہے شان ابو الظفر بہادر

احکام قضا کے ہے مطابق
فرمان ابو الظفر بہادر

مقداد و حذیفہ سے ہے کامل
ایمان ابو الظفر بہادر

ہے صوم و صلوۃ پر ازل سے
میلان ابو الظفر بہادر

ناغہ ہو جائے ذکر کیا ہے
قرآن ابو الظفر بہادر

مانند سحاب درفشان ہے
دامان ابو الظفر بہادر

سُنتا ہون جسے وہ کہہ رہا ہے
قربان ابو الظفر بہادر

ہوگا نہ کوئی ہوا جہان مین
ہم شان ابو الظفر بہادر

خسرو کو نصیب تھا نہ جم کو
سامان ابو الظفر بہادر

عالی ہے مثال قصر جنت
ایوان ابو الظفر بہادر

زیبا ہے لقب جو پائے رضوان
دربان ابو الظفر بہادر

روشن رہین نور معرفت سے
چشمان ابو الظفر بہادر

رکھتا ہے فوق عارفون پر
عرفان ابو الظفر بہادر

سرسبز رہے ہمیشہ یارب
بستان ابو الظفر بہادر

وہ مدح نہ ہو سکی کہ جو تھی
شایان ابو الظفر بہادر

المختصر اک جہان پہ ہے رند
احسان ابو الظفر بہادر

قصیدہ در مدح وزیر الممالک نواب علی نقی خان بہادر

حسن سے اسکی یہ کچھ عارض گل ہے معمور
رنگ رخسار بتان سبز نہ ہو جس کے حضور

فیض سے باد بہاری کے کرے گا امسال
آہ بلبل کے شجر سے گل تاثیر ظہور

قوت نامیہ کے نشو و نما کے باعث
دانۂ اشک بھی سرسبز اگر ہو کیا دور

پشت طاؤس بنا دے ہوا اسکہ ہوا
دامن باد صبا سبزۂ و گل سے معمور

جو ہی جوش نظارت کا زمانے مین رہا
کیا عجب زخم کا بھی سبز اگر ہوا انگور

لعل نے رنگ زمرد کا کیا ہے پیدا
سبز زنگار کے مانند ہوا ہے کافور

باغ مین جو گیا گلگشت کو اُس نے یہ کہا
فصل گل آئی تھی ہرگز نہ کبھی اس دستور

غنچہ و گل کا وہان کے مین کرون کیا کیا وصف
ایک سے ایک ہے رشک دہن و عارض حور

سرو مینا لیے اور لالہ کھڑا جام بکف
تاک خمیازے مین اور نرگس شہلا مخمور

زلف سنبل ہے وہ پر پیچ خم وچین جس کی
ہمسری کاکل خوبان جو کرے کیا مقدور

دام ریحان ہے وہ دلکش کہ اگر یاسمین پھنسے
ہو رہائی نہ کبھی مرغ نظر کو منظور

گر چھوڑ برگ حنا کو تو اثر سے اس کے
سرخ ہو جائے اگر ہاتھ نہ سمجھو کچھ دور ؛

آنکھ اُٹھا دیکھو شگوفے کی طرف جو گا ہے
ید بیضا سا چمکتا ہے ہر اک شاخ پہ نور

گرد پھرتی ہے خیابان کے نسیم سحری
گل سے دامن کو صبا اپنے کئے ہے معمور

جھونکے لیتا ہے ہر اک نخل گلستان اسطرح
جس طرح کھاتا ہو لغزش کہین پائے مخمور

غنچہ کرتا ہے تبسم کہین گل ہنستا ہے ؛
آب جو ایک طرف دیکھو تو ہے پر سر شور

جوشش فصل بہاری سے تعجب کیا ہے
روغن گل عوض شہد اگر دے زنبور

گرم بازاری گل پہونچی ہے اس رتبے کو
اہل دنیا کی بھی گل ہو گئی ہے شمع شعور

یہ زمین خوب شگفتہ ہے تو اس مین اے رند
تازہ مضمون کی اک تازہ غزل کر مسطور

غزل

دیکھے گر عارض رنگین بت غیرت حور
حسن گل پر نہو پھر بلبل شیدا مغرور

کوچۂ یار سے گذرے جو کبھی باد صبا
نکہت گل سے مشام و دل بلبل ہو نفور

اسکو کہتا ہو نہین بیمار تب محرق عشق
حشر کے روز بھی اُٹھے جو لحد سے مخمور

مرغ دل کو مرے بیدام گرفتار کیا
بسکہ صیاد کا تھا میرے رسا فہم و شعور

دور رکھ دل سے مرے صدمۂ ہجران یارب
سخت نازک ہی یہ شیشہ کہین ہو جائے نہ چور

غیر کے ہاتھ سے پلوایا مجھے جام شراب
نوش اس طرح کا کھلاتا ہے نیش زنبور

اسسے لبریز ہون اور آپسے خالی ہون رند
شیشہ جس رنگ مے ناب سے ہوتے معمور

دیکھ کر مین یہ ترو تازگی صحن چمن ؛
ہو کے حیران لگا کہنے کہ اے رب غفور

کونسا سرو گل اندام یہان آئیگا جو
اسقدر زینت و عشرت سے چمن ہی معمور

سُنکے یہ مجھسے کہا پیر خرد نے غافل
اسکا آنیکا ارادہ ہی جہان سب کے حضور

طفل مکتب ہی فلاطون و ارسطو نادان
بات کرنے کا نہین قائل سحبان کو شعور

شعر فہم ایسا کہ دیکھا نہ سنا عالم مین
نکتہ سنج ایسا کہ ہر علم پہ رکھتا ہی عبور

فخر خاقانی و فردوسی و سعدی و ظہیر
افتخار فصحا شمع بلاغت کا نور

نیر برج سعادت گہر و برج شرف
صاحب جود و سخا اور شجاع و منصور

سنتے ہی پیر خرد سے وہین فی الفور کیا
اسکی شوکت مین زبان سے اسی مطلع نے ظہور

آستانے کا ترے ناصیہ سا ہے فغفور
ہیچ ہی ہمت حاتم تری ہمت کے حضور

نام لیوے اگر اندوہ مین تیرا کوئی
قبضۂ دل ہے فرحت سے ہو اسکا معمور

برق خاطف سے زیادہ ہی تری تیغ غضب
سامنے آسکے اسکے جو عدو کیا مقدور

کشتۂ تیغ غضب تیرا نہ اٹھے ہرگز
کانپین اسکے سرافیل بھی گر پھونکے صور

قلم اسد رجہ روان ہو کہ نہ روکے سے رکے
باد پا کا جو ترے وصف کرون کچھ مسطور

ہمسری اس سے سر ہو نہ سکے جعد پری
بال کو اسکے تو پہونچے نہ کبھی گیسوئے حور

باگ ڈھیلی جو کرے تو دم رفتار ذرا
کوسون ہی وہم و گمان سے بھی نکل جاے دور

کیا کرون مدح ترے فیل کی ای فیل نشین
جلد چلنے مین تو صرصر ہے پہ رفعت مین ہے طور

ہے مگر سرعت رفتار مین مثل شب وصل
گرچہ ظاہر مین وہ شب ہی جسے کہیے دیجور

آج خورشید گیا برج حمل کے اندر
کہتے ہین دیکھ عماری مین تجھے اہل شعور

کی ثنا مین نے عماری کی بھی اور فیل کی بھی
مدح راکب کی بھی اسکے نہ کرون کیا مسطور

ہی سخی ابن سخی ابن سخی ابن سخی!
تجھ مین ہین اتنے جو اوصاف نہین ہی کچھ دور

تیرا دادا ہے علیؑ ابن ابی طالب سا
اور نبیؐ نانا وہ محبوب خداوند غفور

تو ہے ہم نام امام دہم ای سید پاک
کیون نہو خلق حسن تیرا جہان مین مشہور

تو امیر ابن امیر آپ ہی بالذات وزیر
تو سخی اور ترے جد و پدر تھے منصور

ہی بجا منتظم الملک جو پایا ہے خطاب
ہو گیا سارا جہان عدل و کرم سے معمور

تو سزاوار ثنا کے ہی کہی تیری ثنا
اور کچھ تجھکو قصیدے سے نہین ہے منظور

کر قبول اسکو طفیل نبیؐ و آل نبیؐ
مانگتا ہون یہ دعا تجھ سے مین اے رب غفور

شاد و خرم رہے یہ فضل سے ترے جب تک
مے عشرت سے یہ مینا سے فلک ہے معمور

مخمس غزل خود حسب الارشاد امجد علی شاہ بہادر مرحوم

جسے کہ یاد نہو اپنا آشیان صیاد
بھلا وہ خاک کہے حال بوستان صیاد
عبث عبث تو نہو مجھ سے بدگمان صیاد
کھلی ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد
مین ماجرا اے چمن کیا کرون بیان صیاد

خراب تھا مرے ہمراہ سایہ سان صیاد
چمن مین تھا کبھی بن مین وان وہان صیاد
غرض کہ ساتھ ہی پہونچا جہان تہان صیاد
جہان گیا مین گیا دام لیکے وان صیاد
پھرا تلاش مین میری کہان کہان صیاد

تنگ کر دیا دنیا کے کارخانے نے
بٹھایا خاک مذلت پہ سر اٹھانے نے
پھنسایا لا کے کہان حیف اس زمانے نے
دکھایا کنج قفس مجکو آب و دانے نے
وگرنہ دام کہان مین کہان صیاد

کچھ اور مجکو شکایت نہین یہ ہے یہ گلا
بہار کیا کہ خزا مین چھوا نہ اک تنکا
عبث یہ او ستم ایجاد کیون غضب توڑا
اُجاڑا موسم گل ہی مین آشیان میرا
الٰہی ٹوٹ پڑے تجھ پہ آسمان صیاد

بیان کر نہین سکتا جو میری حالت ہے
حواس باختہ ہون مجھ پر اک مصیبت ہی
ابھی ہون تازہ گرفتار زور وحشت ہے
عجیب قصہ ہے دلچسپ اک حکایت ہے
سناؤنگا گل و بلبل کی داستان صیاد

تری ہی قید مین اللہ نے کیا پیدا
یہین پہ ہوش سنبھالا نکالا پر پیدا
بیان کیا کرین واقف ہی جب نہون اصلا
سنا نہین کسے کہتے ہین گل چمن کیسا
قفس کو جانتے ہین ہم تو آشیان صیاد

کلام کرتا ہی وہ دل کو جو خوش آتا ہے
حکایت گل و بلبل مجھے سناتا ہے
ہر ایک بات مین سو سو طرح لبھاتا ہے
اداس دیکھ کے مجکو چمن دکھاتا ہے
کئی برس مین ہوا ہے مزاج دان صیاد

سنے تو اب بھی ہین مذکور بیشتر میرے
وہ تیز پر تھا کہ تھے قاف تک گذر میرے
پر اب تو رحم ہی لازم ہے حال پر میرے
رہے نہ قابل پروا نہ بال و پر میرے

قفس سے اُڑکے مین اب جاؤنگا کہان صیاد

خدا گواہ ہے تعریف ہو نہین سکتی
اب اسکی ذات سے اتنی مجھے توقع تھی
زیادہ گھر سے بھی راحت مجھے قفس مین ملی
عزیز رکھتا ہے کرتا ہے خاطرین میری
ملا ہے خوبی قسمت سے قدردان صیاد

مزاج نازک صیاد سے مجھے تھی یاس
جو پوچھیے تو کیا انتہا کا میرا پاس
کہ جی نہ لگتا تھا رہتا تھا رات دن اداس
قفس کو شام سے ڈھکا کے فرش خواب کے پاس
سنا گیا مری تا صبح داستان صیاد

مین وہ ہون رونق گلزار ہی مرے دم سے
ابھی نہین ہی ستمگار میری قدر تجھے
اُڑا دے نغمہ سرائی مین ہوش بلبل کے
کریگا یاد مرے زمزمونکو بعد مرے
ہون چند روز ترے گھر مین میہمان صیاد

عزیز رکھتے ہین میخوار ساغر مل کو
صد آفرین ہے مرے صبر اور تحمل کو
بغیر گل نہین آرام و چین بلبل کو
کہ جھانکتا نہین چاک قفس سے بھی گل کو
نہ ہوئے تا مری جانب سے بدگمان صیاد

مرا خیال ترے دل مین کب گذرتا ہے
غرضکہ میری ہلاکت پہ تو بھی مرتا ہے
کبھی نہ مانونگا مین تو خدا سے ڈرتا ہے
پرونکو کھول دے ظالم جو بند کرتا ہے
قفس کو لے کے مین اُڑ جاؤنگا کہان صیاد

مین وہ ہون صحن گلستان مین تھا مرا بستر
پھنسونگا دام مین آکر مجھے نہ تھی یہ خبر
چمن کی سیر میسر تھی مجھکو آٹھ پہر
الٰہی دیکھیے صحبت برآ رہو کیونکر
زبان دراز ہون مین اور بدزبان صیاد

ادھر ہی تاک مین اُلجھا ہے کے ترے سنبل
پھنسا ہی لینے کی ہے فکر جا بجا بالکل
اُدھر ہے دام بچھائے ہوئے محبت گل
نکالیو نہ قدم آشیان سے او بلبل
لگائے بیٹھے ہین پھندے جہان تہان صیاد

اگرچہ میری بھی کی اسنے خانہ بربادی
پر اب تو ظلم پہ جلادنے کمر باندھی
مگر کبھی نہ کسی روز مین ہوا شاکی
چمن مین رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یون ہی ہوجائے بے نشان صیاد

وہ عندلیب خوش الحان ہون ہو مرا شہرا
بہت نہین اسے ہوتی اگر تمیز ذرا
ہزار بار کیا بند نطق طوطی کا
مرے بیان کو سن سن کے کانپ اٹھتا
غضب یہ ہے کہ سمجھتا نہین زبان صیاد

نہ اسکے دام مین آتا مین زینہار اے رند
کبھی قریب نجاتا مین زینہار اے رند
یہ کشمکش نہ اٹھاتا مین زینہار اے رند
فریب دانہ نکھاتا مین زینہار اے رند
نہ کرتا دام اگر خاک مین نہاد صیاد

مخمس بر غزل واجد علی شاہ بہادر

آج تو رونق گلزار مٹاؤ صاحب
بلبلین غش کرین وہ روپ بناؤ صاحب
کھلیون مین گل و لالہ کو اڑاؤ صاحب
بدن صاف پہ رنگینی دکھاؤ صاحب
قول ہارے ہو تو گل چھلو نکلے دکھاؤ صاحب

حسن کا مرتبہ عالی نہ گھٹاؤ صاحب
عیب اس چاند سے منھ کو نہ لگاؤ صاحب
اہل بینش کی نظر سے نہ گراؤ صاحب
داغ دل سے رخ روشن نہ ملاؤ صاحب
مہر کو آتشی شیشہ نہ دکھاؤ صاحب

دل کو اس حسن خداداد سے الفت ہی بہت
انھین قدمونکی قسم مجکو محبت ہی بہت
مردم چشم کو نظارے کی عادت ہی بہت
حلقۂ چشم کو پابوسی کی حسرت ہی بہت
آنکھ مین بھی مرے پاپوش سماؤ صاحب

فکر بربادی گلزار مری جان نہ کرو
قصد ہرگز یہ تمھارے نہین شایان نہ کرو
خاطر جمع کو قمری کی پریشان نہ کرو
ناتوان عاشق شمشاد کو عریان نہ کرو
طوق قمری کا گریبان ہو منگاؤ صاحب

بیخودی چھائی ہی ایسی کہ نہین ہوش بجا
مصرع قد نے تمھارے مجھے دیوانہ کیا
مناتنہ کیون نہ ہے مخمسہ جو اسونکا بھلا
بیت ابرو سے مجھے ولولۂ عشق ہوا
چیدہ اشعار جو دیوانے ہون لاؤ صاحب

آنکھین پھوٹین جو بری آنکھ سے تمکو دیکھے
مو سے باریک کمر ہے یہ مبادا لچکے
رکھے خالق تمھین محفوظ نگاہ بد سے
کہین بار نظر بد نہ نزاکت پہ پڑے

بال کی اوٹ مین جانا ہو تو جاؤ صاحب

جسکو دیکھو نظر آتا ہے وہ آشفتہ دماغ
قد رعنا نہ جو تھے گل ہوئے ان سبکے چراغ
کون ایسا ہی اس اندیشے سے ہی جسکو فراغ
تیر مژگان سے ترے پھوٹ گئے دیدۂ داغ
باغ عالم مین رنگا نشونسے رلاؤ صاحب

دل گرفتہ جو ہون دل اُنکے تو توڑا نکرو
پھٹکلے باغ مین آن آن کے چھوڑا نکرو
نظر چشم عنایات کو موڑا نہ کرو
طفل غنچہ کے تو یون کان مروڑا نکرو
خندہ زن ہو کے گلستان کو ہنساؤ صاحب

مشفقا بندہ نوازا یہ اگر چاہتے ہو
خیر بہتر ہے مگر عرض ہماری بھی سنو
کر و بیدار کسی فتنہ خوابیدہ کو
خواب خرگوش ہی انکو نہ رقیبونکو بھی دو
چشم خوابیدہ کو آہو کی جگاؤ صاحب

ہمکو معلوم ہوا ہے یہی منظور جناب
گر میان یہ ہین تو کیون دل نہ جلے بھنے کباب
شکل انسان کے حیوان بھی ہون خانہ خراب
چال اڑوا چکے اب سامنے پیتے ہو شراب
کبک کو آگ کا کھانا نہ سکھاؤ صاحب

کس لیے اتنے سراسیمہ ہو کیون ہو مضطر
کبھی موقع نہین ہاتھ آئیگا اس سے بہتر
چھپکے تم اتنے نظر بازونسے جاؤ گے کدھر
چشم پوشی نکرو باغ مین ہو پیش نظر
آڑ نرگس کی ہے جانا ہے تو جاؤ صاحب

رنج دیتے ہو تم ایجان ستاتے ہو ہمین
آنچ سے شعلۂ عارض کی جلاتے ہو ہمین
ہم ہین چنگے بھلے کیون روگ لگاتے ہو ہمین
شمع محفل کیطرح جسم دکھاتے ہو ہمین
ساق سیمین پہ نہ پروانہ بناؤ صاحب

دیکھو وہ قبلے کیجانب سے اٹھی ہے بدلی
موج مے سے یہان طوفان بھی ہوتا ہے کبھی
بات لیکن ہی پذیرا ہو اگر عرض مری
میکدے مین تن لاغر مرا لے لو ساقی
بادبان کشتی مے کا جو بناؤ صاحب

رند کچھ بھی جو کرے دخل تو آزردہ نہو
کیجیے اسپہ عمل قول شہنشاہ ہے جو
ادبا کرتا ہے تائید کلام اسکے سنو
ماہر وسر پہ چڑھایا نہ کرو اختر کو
آسمان پر سے زمین پر تو بلاؤ صاحب

رباعیات

ہے شام و سحر ورد زبان ناد علی — بھولا دو جہان یاد رہی یاد علی
کافی ہے رند بہر آمرزش جرم — مہر علی و ولائے اولاد علی

یا شیر خدا حزین ہون فرحت بخشو — غم دور کرو سرور و راحت بخشو
صدقہ بیمار کربلا کا مجھ کو — استاد مسیح جلد صحت بخشو

گو مالک ملک و مسند و تاج نہین — پر مجھسا غنی جہان مین آج نہین
صد شکر اے رند اپنے خالق کے سوا — دنیا مین کسی غیر کا محتاج نہین

عید رمضان ہے واہ کیا روز سعید — عالم مین ہین خرمی کے آثار پدید
اللہ وزیر ہند کو رکھے شاد — ہر شب ہو شب برات ہر روز ہو عید

قطعہ تاریخ وفات والد ماجدم غفران مآب سراج الدولہ مرزا غیاث الدین محمد خان بہادر نصرت جنگ

چون غیاث الدین محمد خان شیر — والد مرحوم من غفران مآب
رفت از دنیا سوے دار بقا — نوحہ کردم در غم اے آنجناب
در جہان ماتم بصد رنج و تعب — فکر کردم با دل و جان کباب
سال تاریخ وفاتش یافتم — در زمین پنہان شدی اے آفتاب

قطعہ تاریخ وفات حسین علی بیگ اکبر آبادی بہ صنعت صوری و معنوی

آہ ہم نام حسن آن عاشق نام علی — چون بتاریخ نہم ماہ محرم جان سپرد
سال تاریخ وفاتش را بجستم از خرد — یکہزار و دو صد و پنجاہ و سہ ہجری شمرد

قطعہ تاریخ مبارک باغ امین الدولہ بہادر

وزیر ہند دستور معظم — کہ قاصر مدح مین جسکی قلم ہے

کریم با مروت اسکی ہے ذات　　دو بحر جود ہے ابر کرم ہے
بنایا ہے مبارک باغ اس نے　　بہار باغ ہستی جس سے کم ہے
نہین دُنیا مین ایسا باغ دلچسپ　　چمن آرائے جنت کی قسم ہے
کہا دل نے کہ اس گلشن کی تاریخ　　یہی مفتاح قفل رنج و غم ہے
یہ سُنکر فکر کی مین نے جو اے رند
ندا ہاتف نے دی باغ ارم ہے

قطعہ تاریخ الماس باغ کہ امجد علی شاہ بہادر بہ امین الدولہ بخشیدند

خسرو جمجاہ سکندر سپاہ　　دید نہ در معدلتش لالہ داغ
باغ بہ نواب عنایت نمود　　گشت ازین مژدہ دلم باغ باغ
باغ نگو گلشن جنت نظیر　　نکہت او راحت روح و دماغ
از پے تاریخ عنایات او　　رند چو از فکر گرفتم سراغ
ہاتف خوش لہجہ بگوش دلم
گفت ہمایون بود الماس باغ

قطعہ تاریخ وفات عباس مرزا

جب کہ عباس میرزا مرحوم　　ہوا بزم جہان سے ناپیدا
دی ندا غیب سے یہ ہاتف نے　　آج داغ جگر ہوا پیدا

قطعہ تاریخ تولد فرزند امجد علی شاہ بہادر

الٰہی چلی کیا نسیم بہاری　　جو ہر غنچۂ دل شگفتہ ہُوا آج
چمن ڈھونڈھتے ہین چہکتے ہین بلبل　　جو گلشن تھا پژمردہ تازہ ہوا آج
زرا شرفی کا چلن اس قدر ہی　　گل یاسمن تک سنہرا ہوا آج
ملا خلعت فاخرہ ہر شجر کو　　جسے دیکھیے ہی وہ نکھرا ہوا آج
سبب مجھپہ کھلتا نہین کچھ ابھی تک　　یہ سامان کیا یا رایہا ہو آج

یکا یک یہ مژدہ دیا خرمی نے
چل اُٹھ جلد دربار جا نذر لے کر
مبارک سلامت کا غل ہر طرف ہے
اسی کے تو ہین قدم کا ہی باعث
لکھ اک قطعہ تاریخ کا تہنیت مین
یہ سُنکر پڑے فکر سال ولادت

تو غمگین ہی کیون رند بیٹھا ہوا آج
کہ اسباب عشرت مہیا ہوا آج
شہنشاہ عالم کے بیٹا ہوا آج
جو رنگ زمانہ ہی بدلا ہوا آج
جو مقصود ہی تیرے دل کا ہوا آج
مین آمادہ جان سے سراپا ہوا آج

سر دل سے ہاتف نے فوراً صدا دی
خوش اقبال و مسعود پیدا ہوا آج

قطعہ تاریخ تقرر وزارت بنام مدار الدولہ بہادر

نواب علی نقی جو ہے خان دلیر
تاریخ بتائی اسکی یہ ہاتف نے

منظور نگاہ بادشاہ عالم
کہہ رند کہ اب ہے وہ وزیر اعظم

تاریخ کتاب انبہ پرشاد

عہد ملا سے اب تک جہان مین
کس نے زاد المعاد ایسی لکھی
فکر تاریخ تھی مجکو اے رند

اکثر ہوے ہین اُستاد ہندی
جب سے ہوئی ہے بنیاد ہندی
بھاتا ہے از بس ایجاد ہندی

ہاتف پکارا واحد بڑھا کر
تصنیف انبہ پرشاد ہندی

تاریخ تولد فرزند حضور عالم

زہے شاہ دستور سلطان عالم
جو ہین مجتمع ذات اقدس مین اسکی
زہے دست جود و کرم واہ لے فیض
دیا حق نے فرزند دلپسند اُس کو

اک زیباے فرریاست یہی ہے
مروت یہی ہے شجاعت یہی ہے
جو حاتم مین تھی وہ سخاوت یہی ہے
ولادت جو ہی باسعادت یہی ہے

ہوئی فکر تاریخ مولود لازم　　مری طبع وقت کفالت یہی ہے

الف لا سکے اقبال کا بولا ہاتف
گل گلستان وزارت یہی ہے

تمت

خاتمۃ الطبع

حمد وثنائے فراوان کے قابل وہ سخن آفرین حقیقی ہے کہ جس نے کلیات کائنات کو رباعی عناصر اور مخمس حواس اور مسدس حیات اور مسبع افلاک سے تضمین کیا اور نعت پیمبران کے لائق وہ بادشاہ بیت قصیدہ رسالت ہے کہ جس نے قوافی ائمہ اثنا عشر اور ردیف صحابہ کرام سے مطلع کونین کو موزون فرمایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اما بعد بشارت ہو کہ درین ولا ہر دو دیوان فصاحت عنوان از کلام شاعر نازک خیال افسر شعرائے ہند نواب سید محمد خان رند تلمیذ رشید شہنشاہ اقلیم سخن خواجہ آتش مرحوم مطبع نامی منشی نولکشور صاحب واقع لکھنؤ میں بسرپرستی عالی جناب منشی گلشن نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام کیسری داس سپرنٹنڈنٹ بار سوم بماہ نومبر سنہ ۱۹۳۰ء طبع ہوئے

فہرست منتخب دواوین اُردو

یہ وہ دواوین ہین جن مین سے اکثر دیوان آپ کو دوسری جگہ نہین مل سکتے۔

ہر علم و فن کی کتابین مطبع ہذا مین موجود ہین فہرست کتب طلب فرماکر ملاحظہ کیجئے فہرست بلاقیمت روانہ ہوگی۔

دیوان میر حسن دہلوی۔ نہایت دردانگیز کلام ہے ہر شعر سے استادی اور قادرالکلامی ٹپکتی ہے ۶ ر

دیوان مردان صفی۔ تصوف کا رنگ کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا ہے۔ ۵ ر

اکسیر سخن۔ ہر موسم اور ہر مہینہ کی تعریف نظم مین کہی گئی ہے یہ کتاب ہندی سے ترجمہ ہوئی از مہاراجہ کشن پرشاد صاحب۔ ۵ ر

کلیات ظفر چہار جلد۔ کامل دو جلد سنگلاخ سے سنگلاخ زمینون مین نہایت روانی کے ساتھ غزلین لکھی ہین از ابوظفر سراج الدین بادشاہ آخری دہلی۔ ۱۲؍

انتخاب کلیات ظفر۔ اس مین ظفر کی مشہور مشہور غزلین درج ہین۔ ۸ ر

کلیات مومن۔ مومن کے کلام کی شوخی مشہور عام ہے اسمین اُنکی مثنویات بھی شامل ہین۔ عہ ر

دیوان ناسخ۔ استعارات اور تشبیہ مین اُنکا کلام اپنی آپ نظیر ہے۔ از شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی عہر

کلیات میر تقی میر۔ تعریف فضول ہے کل شعراے ماضی وحال کے پیشوا مانے جاتے ہین اور زمانہ ان کی تعریف مین رطب اللسان نظر آتا ہے۔ اِس کلیات مین ان کا تمام کلام مثنوی رباعی قطعات وغیرہ کے اقسام سے موجود ہے۔ عہر

کلیات سودا۔ ہجوگوئی کے بادشاہ اور قصیدہ کے اُستاد ہین میر تقی میر نے بھی ان کو شاعر مانا ہے ہر قسم کا کلام اس مین موجود ہے اس کا بہت قدیم نسخون سے مقابلہ کیا جا رہا ہے اور بہت سادہ کلام بھی جو پہلے شامل نہ تھا اضافہ کرنے کے بعد خاص ترتیب سے چھپوایا جا رہا ہے زیر طبع

کلیات صنعت۔ صنائع و بدایع و لفظی معنوی کی اکثر خوبیان اس مین دکھائی گئی ہین۔ ۱۲ ر

کلیات نظیر اکبر آبادی۔ نظیر ہر رنگ مین فرد تھے جملہ اقسام کا کلام انکی کلیات مین موجود ہے عہ ر

دیوان وقار مصنفہ راے کشن کمار صاحب رئیس بلاری ضلع مراد آباد۔ ۱۰ ر

کلیات صفدر۔ مصنفہ نواب صفدر علیخان صاحب کلام سادہ اور صاف ہے۔ عہر

بہارستان اشعار - از دیوان رائے کشن بکا صاحب - ۴ر

کلیات وہبی - کاغذ دوم قسم سفید چکنا - ۱۲ر

ایضاً - کاغذ سفید بہبی بلا ز منشی شیو پرشاد صاحب وہبی - ۱۰ر

دیوان غافل - از منور خان صاحب غافل لکھنوی - ۵ر

دیوان داغ غیر مطبع اس کی تعریف فضول ہے یہی وہ کلام ہے جس نے داغ کو فصیح الملک کا خطاب دلایا - عہ ر

گلزار داغ - زبان اور محاورات دہلی کا معدن ہے - عہ ر

دو لا نین مجمع البحرین از سید مظفر علی اسیر - عہ

دیوان غالب - اس کتاب کو نہایت صحیح کر کے بہ تقطیع بڑی چھاپا گیا ہے اسمین ایک چھوٹا سا مقدمہ بھی ہے جس مین مصنف کی سوانحمری دیے گئے اور اُس کلام کا اضافہ کیا گیا ہے جو جدید دستیاب ہوا ہے کاغذ گندہ - ۴ر

دیوان ذوق - اس مین جدید کلام کا بھی اضافہ کیا گیا ہے - ۱۲ر

دیوان امیر موسوم بہ مراۃ الغیب - منشی امیر احمد مرحوم کی پہلی شاعری کا رنگ ملاحظہ فرمانا ہو تو مراۃ الغیب دیکھئے - صنم خانہ جو آپ کا دوسرا دیوان ہے اُس سے اُسکا رنگ بالکل جُدا ہے - عہ ر

کلیات رعب - یہ وہ دیوان ہے جس کی آج اطراف عالم مین دھوم ہے مولوی محمد حنیف علی صاحب رعب مرحوم - ایک زبردست عالم ہونے کے علاوہ نہایت زبردست شاعر بھی تھے اس مین ہر رنگ کی غزلین ہین طرز جدید اور قدیم قصائد مثنوی نظمین سب جمع کی گئی ہین - اوّل مین مصنف کا عکسی فوٹو اور مرتب دیوان کی تصویر عکسی ہے - عہ ر

بہارستان سخن - اسمین ناسخ اور آتش لکھنؤ آبادی کی ہم طرح غزلون سے تینون کی طبیعت کا موازنہ کیا گیا ہے - ۹

شرح یوسفی دیوان حافظ - مصنف نے مشکل شعرون اور مشکل غزلون کی تشریح کی ہے مصنفہ محمد یوسف علی شاہ صاحب - ۶ر

دیوان نعت سروری - اس مین کل غزلیات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت مین ہین مصنفہ غلام سرور صاحب لاہوری - ۵

صنم خانہ عشق - یعنی منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی کا دیوان مطبوعہ غیر - عہ ر

دیوان مخفی -

کلیات آتش - عہ

المشتہر

منیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ